گو فاسٹ ڈیمن ہمارے پاس وقت کم ہے ایلیا ایک .بیسمنٹ میں داخل ہوتے ہوئے بولی سامنے ہی ایک وجود پوری قوت سے باکسنگ گلوز پہنے بغیر پنچنگ کر رہا تھا مسلسل حرکت کرنے کی وجہ سے ماتھے پر پسینے کی بوندیں چمک رہی تھی ماتھے پر آنے والے بڑے بال پسینے کی وجہ سے ماتھے پر چپکے ہوئے تھے اس نے اس وقت ایک کالی جالی دار بنیان اپنے بلڈوزر جیسے جسم پر زیب تن کی ہوئی تھی جو اس کے جسم کے ساتھ تقریباً چپکی ہوئی تھی اس کے سکس پیکز اور ہیوی باڈی اس باریک سی بنیان میں سے صاف دکھائی دے رہی تھی

ہلکی چلتی ریڈ لائٹ میں آس پاس ٹھہرے گہرے اندھیرے میں اس کی دودھیا رنگت اور پھولی ہوئی نیلی اور سبز نسیں ایک الگ منظر پیش کر رہی تھی دیکھنے سے ہی معلوم ہوتا تھا کہ اس شخص نے اپنی ایسی باڈی بنانے میں جم کی کتنی مدد لی ہے ضرور وہ باقاعدگی سے جم کرنے والا شخص تھا اور عام مردوں کے مقابلے اس کا سٹیمنا زیادہ تھا

تم سے بول رہی ہوں ڈیمن ہمارے پاس وقت کم ہے اس نے دوبارہ اپنی بات دہرائی جو شاید مقابل کو پسند نہیں آئی تھی اس نے اپنے مسلسل حرکت کرتے ہاتھوں کو روکتے ہوئے کچھ قدموں کا فاصلہ ایک ہی قدم میں سمیٹا اور اسے اس کی گردن سے دبوچتے ہوئے بہت جارہانہ طریقے سے دیوار کے ساتھ لگایا

تمہیں کس نے بولا یہاں آنے کو تمہاری ہمت کس طرح ہوئی میرے کام میں خلل ڈالنے کی وہ اپنی ہیزل آنکھیں ایلیا کے خوف سے سفید پڑتے چہرے پر گاڑتے ہوئے دھاڑا

ڈ...ڈیمن م..مجھے چھوڑو ایلیا نے بہت مشکل سے اپنی بات مکمل کی تھی جبکہ ڈیمن کی گرفت اس کی گردن پر سخت سے سخت تر ہوتی جا رہی تھی آنکھوں سے شعلے برس رہے تھے جیسے اپنی آنکھوں میں جلستی آگ سے وہ مقابل کو جلا کر راکھ کر دے گا

اا ایم سس سوری ڈیمن ایلیا نے جیسے ہی اپنی بات مکمل کی تو ڈیمن نے جھٹکے سے اس کی گردن کو چھوڑا جس پر وہ بری طرح خانستے ہوئے زمین پر بیٹھتی

چلی گئی اسے پتہ تھا کہ جب تک وہ اپنی غلطی کو تسلیم نہ کر لیتی ڈیمن اسے ہرگز نہیں چھوڑتا اور شاید اسی سلسلے میں وہ اپنی جان سے چلی جاتی کیونکہ ڈیمن کی ڈکشنری میں معافی نام کا لفظ نہیں تھا وہ کسی کو معاف نہیں کرتا تھا مگر وہ ایلیا کو صرف اس وجہ سے برداشت کرتا تھا کیونکہ وہ بچپن سے اس کے ساتھ تھی

اور ان کے کام میں ایلیا کا بہت اہم کردار تھا وہ اس گینگ کے ہر راز کو جانتی تھی ان کی ساتھی تھی

ورنہ وہ اس لڑکی کو ایک سیکنڈ بھی برداشت نہ کرتا اسے شروع سے اس کے کاموں میں ٹانگ اڑانے کا شوق تھا

اپنی اوقات میں رہنا سیکھو ورنہ مجھے یہ کام بہت اچھے سے کرنا آتا ہے وہ وحشت ناک انداز میں دھاڑتا ہوا اب وہاں بنے ایک کمرے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہو چکا تھا

میں نے تم جیسا سفاک اور بے رحم شخص اپنی زندگی میں کبھی نہیں دیکھا ایلیا

اپنی گردن سہلاتے ہوئے کمرے کے بند دروازے کو دیکھتے ہوئے بولی اس

معاملے میں وہ نہیں بلکہ اس کا دل مجبور تھا جو اتنی توہین ہونے کے بعد بھی

اس ظالم کی طرف راغب ہونے سے باز نہیں آتا تھا

وہ اپنے کروے حلق کو تر کرتی زخمی سا مسکراتی وہاں سے باہر نکل گئی کیونکہ

گینگ کے باقی لوگ بالکل تیار تھے صرف ڈیمن کا انتظار تھا جسے وہ بلانے آئی

تھی مگر اسے پتہ تھا کہ اگلے پانچ منٹ میں ڈیمن باہر سب کے سامنے موجود

ہوگا اور اس کا وہاں رکنا بنتا بھی نہیں تھا یقیناً اسے دیکھ کر ڈیمن دوبارہ اپنے

خوفناک روپ میں واپس آ

چکا تھا جس کا وہ ہرگز سامنا نہیں کرنا چاہتی تھی

ترکی میں سرد موسم کی تحت شام کے سائے جلد ڈھلنے لگے تھے اندھیرا آہستہ آہستہ پھیل رہا تھا پرندوں کے چرچراہٹ بند ہو چکی تھی یقیناً سب پرندے شام ہوتے ہی اپنے اپنے گھونسلوں میں پناہگاہ بنا چکے تھے

باہر سڑکوں پر لوگوں کی چہل قدمی جاری تھی کیونکہ وہ ایک ایسا ملک تھا جہاں رات کی تاریکی میں بھی لوگوں کی تعداد کم نہیں ہوتی تھی

میر اٹھیں.... علیزہ مکزم کو بازو سے ہلاتے ہوئے بولی

میر اٹھیں بھی دیکھیں کتنا ٹائم ہو چکا ہے باہر اندھیرا بھی پھیلنے لگا ہے اٹھیں نا ہمیں جانا ہے وہ دوبارہ اپنی پوری جان لگاتی اسے اچھے سے جھنجھلا کر اٹھانے کی کوشش کرتے ہوئے بولی مگر وہ تو جیسے گھوڑے گدھے ایک ساتھ بیچ کر سویا تھا نا وہ اس کی بات سن رہا تھا اور نہ اٹھ رہا تھا

ٹھیک ہے آپ نے نا اٹھنے کی قسم کھا رکھی ہے مت اٹھیں میں جا رہی ہوں اکیلی ہی پھر ڈھونڈتے رہنا ہر طرف.....!!

وہ تلملا کر بولتی وہاں سے جانے لگی جب اچانک مکزم نے اپنی آنکھیں کھولتے اس کے نازک کلائی کو اپنی آہنگی گرفت میں لیا اور اسے ایک جھٹکے سے اپنی طرف کھینچا جس سے اپنا توازن نہ برقرار رکھتے ہوئے وہ چیخ مارتی سیدھا اس کے اوپر جا گری

ہمت ہے تم میں کہ تم اکیلی باہر جا سکو وہ بھی مجھے چھوڑ کر میرے بغیر ایک قدم بھی باہر اٹھا سکو گی تم....؟؟

oooooooooooooooo

میر یہ سب کتنا پیارا ہے نا بالکل کسی خواب کی طرح.....

علیزہ اپنے چاروں اعتراف نظریں گھماتے کافی ایکسائیڈڈ ہوتے ہوئے بولی

وہ دونوں اس وقت استنبول کہ رنگین شہر میں موجود تھے جہاں انہیں اپنے دائیں بائیں بہت خوبصورت ریسٹورنٹ دکھائی دے رہے تھے رات گہری ہونے

کا ساتھ ساتھ وہاں پر سڑک کے کناروں پر چلتے سائیڈ لائنز اور روشن کرتی ہوئی بتیاں ایک الگ ہی نظارہ پیش کر رہی تھی

لوگوں کی بھیڑ کم نہیں تھی کوئی آ رہا تھا اور کوئی جا رہا تھا مگر وہاں کے لوگ خود کو مکمل طور پر ڈھانپے ہوئے تھے کیونکہ کچھ ہی دیر میں وہاں سنو فل ہونے والی تھی

ہاں میری جان بہت....مکزم نے بولتے ہوئے علیزہ کے دونوں سرد پڑتے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لیا اور اس کے دونوں ہاتھوں کو اپنے کوٹ کی پاکٹ میں ڈالا کیونکہ وہ بار بار اپنے کوٹ سے ہاتھ باہر نکال دیتی تھی جس کی وجہ سے اس کے ہاتھ سرد پرے ہوئے تھے

اسی لیے مجبوراً مکزم کو اب ایسا کرنا پڑا جس سے وہ دوبارہ اپنے ہاتھ بھی نہ چھڑوا سکے اور نہ اسے سردی لگے .....

مجھے یہ سب بہت زیادہ اچھا لگ رہا ہے میر..... علیزہ اس کے کندھے سے سر ٹکراتی مسکراتے ہوئے بولی

مکزم نے اس سے بلو موسکیو دکھانے کے بعد ایک اچھے سے ریسٹورنٹ میں کھانا کھلایا تھا اور اس وقت وہ واک کے لیے کھلی سڑکوں پر موجود تھے جہاں کا نظارہ بہت خوبصورت تھا

ہاں میری جان مجھے بھی.....مکزم نے بولتے ہوئے اس کے گرد اپنا بازو پھیلایا اور اسے مزید اپنے ساتھ لگاتے ہوئے اس کا سر چوما اور پھر مسکراتے ہوئے آگے کی جانب قدم بڑھائے

تقریباً 25 سے 30 منٹ تک وہ یوں ہی پیدل چلتے بہت دور تک آ چکے تھے اتنی دور کے وہاں پر اب دور دور تک کوئی گاڑی دکھائی نہیں دے رہی تھی چند لوگ تھے جو اپنی راہ کے مسافر تھے اس کے علاوہ وہاں لوگوں کی زیادہ بھیڑ نہیں تھی

مکزم چلتے چلتے ایک دم سے رکا اور اور اپنا رخ مکمل طور پر علیزہ کی طرف موڑا جو نا سمجھی سے اسے ہی دیکھ رہی تھی

اس کا دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں تھامے وہ مسکراتی نظروں سے دیکھنے لگا جو ابھی تک کشمکش کا شکار تھی کیونکہ مکزم کا اچانک رک جانا اور اسے اس طرح دیکھنا اسے حیرت میں مبتلا کر رہا تھا

تمہیں پتہ ہے کہ تمہارے بعد میری زندگی میں کتنا سکون آگیا ہے تمہارے آنے سے پہلے بھی میری زندگی میں سکون تھا....!!!

مگر ایسا سکون نہیں تھا جو اب ہے اب میں مطمئن ہوں مجھے ایسے محسوس ہوتا ہے جیسے میں مکمل ہوں مجھے خدا نے مکمل کر دیا ہے تم جیسی سونے کی گڑیا دے کر....

خدا نے مجھے اپنے عزیز تر خزانے میں سے ایک انمول ہیرا نوازا ہے تم میرے لیے خاص ہو بہت خاص تمہارا مقام بہت بلند ہے تم میری پہلی نظر کی محبت ہو اور میری جان میری آخری نظر بھی تمہاری محبت پر ہی ختم ہو گئی.....

تمہارے بعد میری محبت پر ہمارے بچوں کا حق ہے مگر جو جگہ جو رتبہ تمہارا ہے وہ کوئی اور انسان کبھی حاصل نہیں کر سکتا مکزم اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے اپنے الفاظوں میں میٹھا رس گھولتا ہوا بول رہا تھا جب کہ علیزہ چپ چاپ مکزم کی گہری کالی آنکھوں میں دیکھتی اسے سن رہی تھی

تمہارا ساتھ میرے لیے ایک نعمت ہے اور اس نعمت کا میں خدا سے لاکھ بار شکر گزار ہوں تم میری زندگی ہو میری جان تمہارے بغیر تو شاید میں سانس بھی نا لے سکوں....

مکزم نے ایک عرصے بعد اس سے اتنا کھل کر اظہار کیا تھا مگر اس کے الفاظ وہی تھے جو اس نے علیزہ سے پہلے بولے تھے

اس کی محبت میں کوئی کمی نہیں آئی تھی اس کے الفاظ نہیں بدلے تھے اس کے الفاظوں میں بے تحاشہ محبت تھی بے حد محبت یہ علیزہ بخوبی محسوس کر سکتی تھی

میں تمہارا دور جانا کبھی بھی افورڈ نہیں کر سکتا کبھی بھی نہیں....

مکزم نے بولتے آگے بڑھ کر اس کی پیشانی پر شدت سے لب رکھے ایک پل کے لیے علیزہ نے اپنی آنکھیں بند کر کے اس کے لمس کو اپنی روح تک اتارا اس سے پہلے کے علیزہ اس کے طلسم سے باہر نکلتی وہاں ایک دم سے برف گرنے لگی

علیزہ نے پٹ سے آنکھیں کھولتے ہوئے آسمان کی طرف دیکھا جہاں سے تیزی سے سنو فال گرنا شروع ہو چکی تھی شروعات میں ہی اس کے رفتار کافی تیز تھی یقیناً وقت گزرنے کا ساتھ ساتھ سنو فال کی رفتار میں مزید اضافہ ہونا تھا

او مائی گاڈ میر دیکھیں سنو فال ہو رہی ہے...... بچوں کی طرح خوش ہوتے ہوئے اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولی مکزم اسے اس طرح خوش ہوتا دیکھ کر مسکرا رہا تھا

یہ کتنی پیاری ہے کتنا مزہ آرہا ہے ہاہاہاہاہا علیزہ مکزم کے ہاتھ چھوڑتی گول گول گھومتی ہوئی بولی اس کا یوں بچوں کی طرح خوش ہونا اور اس کے کھکھلاہٹ پر

مکزم کا دل چاہا کہ جی جان سے اپنی خوبصورت محبت کے قربان چلا جائے۔۔۔

جو سنو فال دیکھ کر اتنا خوش ہو رہی تھی جیسے اسے دنیا کی کتنی ہی بڑی چیز سے نواز دیا گیا ہو

مگر یہ اس کی بہت بڑی خواہش تھی کہ وہ سنو فال ہوتی دیکھے اور اس وقت اس کی خواہش پوری ہو رہی تھی پھر وہ اتنا خوش کیوں نہ ہوتی

یہ دیکھیں آپ کے ناک پر بھی۔۔۔علیزہ نے ہاتھ بڑھا کر مکزم کے ناک سے برف کو اٹھایا اور پھر مکزم کی طرف دیکھ کر زور زور سے کھکھلانے لگی کیونکہ مکزم نے کیپ نہیں پہنی تھی اور اس وقت اس کے بالوں پر سفید برف ڈھکی ہوئی تھی جس کی وجہ سے اس کے آدھے سے زیادہ بال تو اسی طرح چھپ چکے تھے جس سے مکزم کوئی اور ہی مخلوق دکھائی دے رہا تھا اور اسے اس حال میں دیکھ کر وہ ہنس کر بے حال ہو رہی تھی

مکزم نے ایک نظر اپنا مذاق اڑاتی بیوی کو دیکھا اور پھر اس کی کمر میں ہار ڈالتے جھٹکے سے اسے اپنی طرف کھینچا جس سے وہ سیدھا اس کے سینے سے آلگی

مانا کے آپ کو سنو فال بہت پسند ہے بیگم مگر اسے میرا رقیب تو مت بناؤ مجھے جلن محسوس ہو رہی ہے مکزم اپنی سرد پڑتی سرخ ناک اس کی نام سے مس کرتے ہوئے بولا

اور اس کے گلابی بال پر زور سے لب رکھتے ہوئے ہلکا سا دانتوں کا نشان بھی چھوڑا جس پر وہ ہلکا سا سسکی

وہ دونوں اس وقت سڑک کے بیچو بیچ موجود تھے سنو فال شروع ہوتے ہی لوگ وہاں سے غائب ہو چکے تھے اس وقت وہاں پر ان دونوں کے علاؤہ کوئی نہیں تھا اس لیے تو وہ علیزہ کے اتنا قریب تر تھا جبکہ اس کے قریب آنے پر ہی وہ بوکھلا رہی تھی

میر آئس کریم..... ابھی وہ آنکھیں بند کرتے اس کا دوسرا گال پر بھی لب رکھتا اس سے پہلے ہی اس کی سماعتوں سے علیزہ کی چہکتی ہوئی آواز ٹکرائی جس پر اس نے آنکھیں گھما کر علیزہ کی طرف دیکھا جس کی نظریں دوسری جانب تھی

مکزم نے اس کی نظروں کی تاب کا پیچھا کرتے گردن گھمائی تو سامنے ہی کچھ فاصلے پر اسے ایک آئس کریم پالر دکھائی دیا جو کچھ دیر پہلے تو نہیں تھا مگر اب اوپن ہو چکا تھا

مکزم نے پھر دوبارہ نظر گھما کر علیزہ کی طرف دیکھا اور دائیں آئی برو اچکائی جیسے پوچھنا چاہ رہا ہو "تو"......

وہ مجھے آئس کریم کھانی ہے وہ اپنا نچلا لب دانتوں تلے دباتے ہوئے میں بولی کیونکہ اسے پتہ تھا کہ مکزم اتنی آسانی سے اسے آئس کریم نہیں دلائے گا وہ بھی اتنی سردی میں

بالکل نہیں بے بی بہت ٹھنڈ ہے آئس کریم کھاؤ گی تو بیمار پڑ جاؤ گی اور میں نہیں چاہتا کہ تم تھوڑا سا بھی بیمار پڑو....

مکزم فوراً انکار کر دیا جس پر علیزہ نے برا سا منہ بنایا

نہیں میں بیمار نہیں ہوتی آپ پلیز مجھے آئس کریم دلا دیں زیادہ نہیں کھاؤں گی بس تھوڑی سی صرف تین کپ

علیزہ آنکھیں ٹپ ٹپاتے ہوئے بے حد معصومیت سے بولی اور ہاتھ کی تین انگلیوں سے اشارہ بھی کیا

جس پر مکزم نے اسے گھورا وہ اسے ایک آئس کریم نہ کھانے دے اور وہ یہاں پر صرف تین اس طرح بول رہی تھی جیسے تین کپ آئس کریم کھانا اس کے لیے کوئی مشکل کام نہ ہو

سوچنا بھی مت کہ میں تمہیں آئس کریم دلاؤں گا چپ چاپ چلو ہم چائے پیتے ہیں مکزم اس کا ہاتھ تھامے آگے قدم بڑھانے لگا

جب علیزہ نے اپنے دونوں ہاتھوں سے اس کا بازو پکڑ کے اس کے پیچھے کی طرف کھینچا مگر افسوس وہ نہیں کھینچ سکی تھی اس کی اس حرکت پر مکزم رک گیا تھا مگر اس کے وجود میں کوئی حرکت نہیں ہوئی تھی کہاں وہ نازک سی جان اور کہاں وہ بلڈوزر جیسا مرد وہ کبھی بھی مکزم کو یوں ہلا نہیں پاتی تھی

پلیز میر چلیں نا میں زیادہ نہیں کھاؤں گی مگر مجھے کھانی ہے وہ بضد لہجے میں بولی۔۔۔۔

مکزم نے سرد سانس خارج کرتے ہوئے اپنی ضدی بیوی کو دیکھا جو اس وقت بالکل کسی ضدی بچے کی طرح بیہیو کر رہی تھی

پلیز پلیز صرف اج اس کے بعد میں کھاؤں گی اس نے پھر سے منت کی

ٹھیک ہے مگر صرف ایک کپ دلاؤں گا زیادہ نہیں مکزم نے ہار مانتے ہوئے اپنے فیصلہ سنایا

آہہہ تھینک یو سو مچ میر یو آر دا بیسٹ ہسبینڈ لو یو سو مچ.......

وہ خوشی سے اچھلتے ہوئے زور سے مکزم کے گلے لگی اور لگے ہاتھ اس کے گال پر لب بھی رکھ دیے جس پر مکزم کو حیرت کا جھٹکا لگا اسے شاید علیزہ سے اس حرکت کی توقع نہیں تھی

دیکھو بیگم یہ تم غلط کر رہی ہیں مجھے بہکانے کی کوشش چھوڑ دو ورنہ میں بہک گیا تو آپ کی ننھی سے جان مشکل میں پھنس جائے گی جس سے آپ چاہ کر بھی رہا نہیں ہو پائیں گی...

مکزم اس کے چہرے کے گرد جھولتی ایک آوارا لٹ کو پکڑتے اس کے کان کے پیچھے آراستے ہوئے بولا

اچھا آپ آئس کریم لے کر آئیں میں یہیں پر کھڑی رہی ہوں یہ فلاورز دیکھ رہی ہوں آپ پلیز جلدی آئیں ورنہ سنو فال کم ہو جائے گی......

وہ پاس ہی لگے خوبصورت سے رنگ برنگے پھولوں کی طرف دیکھتی ہوئی بولی جن میں لائٹنگ کی گئی تھی اور اوپر سے ان پر برف گر رہی تھی جو ایک خوبصورت منظر پیش کر رہی تھی

بے فکر رہو میری جان اب سنو فل کم نہیں ہوگی بلکہ زیادہ ہوگی ہمیں وقت پر واپسی کے لیے بھی نکلنا ہے مکزم اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے بولا اور اسے اپنے ساتھ لے جانے لگا جب علیزہ نے دوبارہ اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ سے چھڑوایا

میر میں آپ کے سامنے ہی تو ہوں بس یہیں پر کھڑی ہوں آپ وہاں پر جا کے آئس کریم لے آئیں نا اور آپ نے بولا ہے کہ جلدی واپس جانا ہے پھر اب ٹائم کیوں ویسٹ کر رہے ہیں

میں یہ پھول دیکھ رہی ہوں آپ پلیز جاؤ وہ مکزم کی طرف دیکھتی منت بھرے انداز میں بولی مکزم نے ایک نظر علیزہ کو دیکھا اور دوسری نظر کچھ فاصلے پر کھلے آئس کریم پالر کی طرف دیکھا

ٹھیک ہے مگر تم یہاں سے ہلانا مت میں ابھی آ رہا ہوں واپس.....

مکزم نے ہار مانتے ہوئے اس کی بات مان لی اور آئس کریم پارلر کی جانب کی جانب قدم بڑھائے جبکہ علیزہ کچھ قدم آگے بڑھاتی ان خوبصورت سے پھولوں کو دیکھنے لگی جو واقعی میں بہت پیارے لگ رہے تھے

علیزہ ایک ایک پھول کو اپنے ہاتھوں کے پوروں سے چھوٹی مسکراتے ہوئے انہیں دیکھ رہی تھی جب اسے ان پھولوں کے درمیان ایک راستہ دکھائی دیا جہاں اندر سے ایک خوبصورت روشنی آرہی تھی شاید آگے کی جانب بھی بہت سارے پھول تھے

علیزہ نے مسکراتے ہوئے اس راستے کی جانب قدم بڑھائے اور پھر رک کر گردن موڑ کر پیچھے کی جانب دیکھا جہاں کچھ فاصلے پر کھڑا مکزم آئس کریم پارلر سے آئس کریم لے رہا تھا فل وقت اس کی علیزہ کی جانب پشت تھی اور اس کی بات کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اس نے مزید اندر کی جانب قدم بڑھائے اس کا ارادہ مکزم کے واپس آنے تک واپس آ جانے کا تھا

ہائے کتنے خوبصورت ہیں میں نے آج تک اتنے خوبصورت پھول نہیں دیکھے علیزہ ایک ایک پھول کو اپنی نظروں سے نہارتے ہوئے بے حد خوش ہوتے ہوئے بولی وہ یونہی پھولوں کو دیکھتے دیکھتے اس راستے پر چلتے بہت آگے نکل چکی تھی اور یہ چیز اسے بالکل محسوس نہیں ہوئی تھی

مکزم جیسے ہی آئس کریم لے کر واپس مڑا تو اسے سامنے سڑک بالکل سنسان اور خالی دکھائی دی وہاں پر کوئی بھی موجود نہیں تھا سامنے علیزہ موجود نہیں تھی وہ وہاں سے غائب تھی

مکزم نے فوراً الرٹ ہوتے بے چین نگاہوں کو چاروں طرف دیکھا مگر اسے وہ کہیں بھی دکھائی نہیں دی

آئس کریم کے کپ کو وہیں پر پھینکتے وہ بھاگتا ہوا پاگلوں کی طرح سڑکوں پر اسے ڈھونڈنے لگا مگر اسے وہ کہیں بھی نہیں مل رہی تھی

علیزہ..... وہ اونچی اونچی آوازیں لگاتا اسے ڈھونڈ رہا تھا مگر اس کی سدا شاید اس کے کانوں تک نہیں پہنچ رہی تھی نا جانے وہ کہاں گم ہو چکی تھی اور وہ مکزم کو مل بھی نہیں رہی تھی اور مکزم کا حال اس وقت سی پاگل دیوانے کی طرح تھا جسے اپنا محبوب دکھائی نہیں دے رہا

اس کے دل میں ڈر آ سمایا اتنی سردی میں بھاگنے کی وجہ سے اور کچھ پریشانی کی وجہ سے اس کا چہرہ پسینے سے شربوت ہو چکا تھا

کہاں چلی گئی یا اللہ مدد۔۔۔مکزم سختی سے آنکھیں میچتے ہوئے اپنے رب سے مدد طلبگار کی اور پھر پھولوں کے قریب سے ہی نکلنے والے راستے پر اس کی نظر پڑی

وہ راستہ قریب جانے سے دکھائی دیتا تھا دور سے یوں ہی دکھائی دیتا تھا جیسے وہ پھول ہیں مگر قریب جانے سے مکزم کو محسوس ہوا تھا یہ کوئی راستہ ہے

اور یقیناً علیزہ یہیں سے گئی ہو گی اس نے ایک منٹ کی بھی دیر کیے بغیر اس راستے کی راہ لی

اور بھاگتا ہو گا اس راستے سے اندر داخل ہوا جو نہ جانے کہاں کو نکلتا تھا

○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○

علیزہ پھولوں کے راستے میں گم ہو چکی تھی وہ جگہ کسی بھول بھلایا جیسی تھی یہاں کے سارے راستے ایک جیسے تھے اور اوپر سے وہاں اندھیرا بھی بہت تھا مگر ہلکی ہلکی لائٹ کی روشنی میں راستہ دکھائی دے رہا تھا علیزہ کو اب ڈر لگنے

لگا تھا اسے سمجھ آ چکی تھی کہ وہ کتنی بڑی غلطی کر چکی ہے اسے آنا ہی نہیں چاہیے تھا

یا اللہ میری مدد کریں مجھے واپس میر کے پاس جانا ہے یہ میں کہاں آ چکی ہوں وہ آنکھوں میں آنسو لیے بے حد گھبراتے ہوئے لہجے بولی

اور ساتھ ساتھ وہ قدم آگے جانب بھی بڑھا رہی تھی کیونکہ ایک جگہ رکنا اسے مزید خوف میں مبتلا کر رہا تھا

ابھی وہ چند قدم چل کر ہی آگے گئی تھی جب اسے وہاں سے ایک روشنی اندر داخل ہوتی دکھائی دی تو اس نے شکر کا کلمہ پڑھا

کیونکہ جس طرف سے وہ آئی تھی روڈ کی جانب سے ویسے ہی لائٹ دکھائی دیتی تھی شاید وہ صحیح راستے پر واپس آ چکی تھی

وہ تیز تیز قدم بڑھاتی وہاں سے باہر نکلی مگر جیسے ہی اس نے پہلا قدم سڑک پر رکھا تو اسے اندازہ ہوا کہ یہ وہ راستہ نہیں ہے جہاں سے وہ آئی تھی

ابھی وہ اپنے قدم واپس بڑھاتی اس سے پہلے ہی اس کی نظریں اٹھیں اور اس نے تھوڑی سی نظر گھما کر اپنے

عقاب میں دیکھا

تو اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں وہ پوری آنکھیں کھولے دم سادھے سامنے کے منظر کو دیکھ رہی تھی

جہاں تقریباً چار سے پانچ کالے رنگ کی گاڑیاں ایک کتار میں کھڑی تھی اور ان گاڑیوں کی ٹھیک آگے ایک شخص زمین پر گھٹنوں کے بل بیٹھا ہوا تھا اس کی گردن نیچے کی جانب جھکی ہوئی تھی جبکہ کپڑے جگہ جگہ سے پھٹے ہوئے تھے اور جسم سے خون رس رہا تھا

اس کے سامنے ہی ایک آدمی ہاتھ میں کوئی تیز دھار والی چیز پکڑے اسے اپنے ہاتھ پر دائیں بائیں پھر رہا تھا جیسے جانور کو ذبح کرنے سے پہلے کسی چھری کو تیز کیا جاتا ہے بالکل ویسے ہی

اس کے آس پاس بہت سے اور بھی لوگ موجود تھے جن کی ڈریسنگ بالکل ایک جیسی تھی ان سب کے چہرہ ڈھکے ہوئے تھے یہاں تک کہ ان کی آنکھوں کے سوا اور کچھ بھی نظر نہیں آ رہا تھا سنو فال تیزی سے اختیار کر رہی تھی اور ان کے کالے لباس پر سفید گری ہوئی تھی

وہ سب اس کے قریب کھڑے نظریں جھکائے اس زخمی شخص کو دیکھ رہے تھے

ایک لمحے کو رک کر اس شخص نے نظر اٹھا کر اس آدمی کو دیکھا اور پھر اگلے ہی لمحے اس نے پوری قوت سے وہ تیز دھار والی چیز اس کی گردن پر جلا دی

جس کی تکلیف نا برداشت کرتے وہ آدمی ایک دم سے زمین پر گرا

اور خون پانی کی طرح سی گردن سے بہنے لگا وہ تیزی سے ہاتھ پاؤں مارتا تڑپ رہا تھا مگر اس کے قریب ہی کھڑے سفاک درندوں کو اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑ رہا تھا

دیکھتے ہی دیکھتے کچھ ہی لمحوں میں اس کی ٹانگیں بے جان ہونے لگی تھی اس کے بدن میں ہلنے تک کی سکت نہیں تھی وہ بالکل ساکت کھڑی پھٹی پھٹی نگاہوں سے سامنے کے منظر کو دیکھ رہی تھی اس کی زبان تلوے سے جا لگی تھی دماغ سن پڑ چکا تھا ٹانگوں سے جان نکل چکی تھی وہ ہلنے کے بھی قابل نہیں تھی

ڈیمن نے وہ خون سے بھرا اوزار اپنی بیلٹ کے ساتھ لگایا اور لمحے بھر کو نظریں اٹھا کر سامنے کی جانب دیکھا

اس کی ہیزل وحشت بھری آنکھیں علیزہ کی بھوری آنکھوں سے ٹکرائی اس کی آنکھوں میں اس قدر وحشت تھی علیزہ کا دل خوف کے مارے ایک دم سے کانپنے لگا

اس نے نظریں اسی کے چہرے پر مرکوز رکھتے ہوئے قدم اس کی جانب بڑھائے..... علیزہ کا بدن اور دل کسی سوکھے پتے کی مانند لرزنے لگا اسے لگ رہا تھا جیسے وہ ابھی بے جان ہو کر یہیں پر گر پڑے گی اس کے سانسیں تھمنے

لگی تھی جیسے جیسے وہ اس کی جانب قدم بڑھا رہا تھا ویسے ویسے علیزہ پیچھے کی طرف قدم لے رہی تھی

سٹاپ...... وہ نارمل مگر خوفناک آواز میں بولا جس پر علیزہ کے قدم رکنے کی بجائے پیچھے کی جانب مزید تیزی سے چلنے لگے

اور شاید یہی بات مقابل کو پسند نہیں آئی.....

آئی سیڈ سٹاپ........ وہ اب دھاڑا جبکہ اس کی دھاڑ سن کر وہ جی جان سے کانپ اٹھی اس نے ایک لمحہ بھی ضائع کیے بغیر پوری رفتار سے بھاگنا شروع کر دیا

اور جس راستے سے باہر نکلی تھی اسی راستے سے اندر جاتی وہ اندھا دھن بھاگنے لگی اس کے سر سے کیپ اتر کر کہیں گر چکی تھی یہاں تک کہ کوٹ کے بٹن بھی کھل چکے تھے مگر وہ پاگلوں کی طرح بھاگے جا رہی تھی

اسے محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کے پیچھے وہی وحشی جانور آرہا ہے اسے اپنے پیچھے بہت سے قدموں کی آواز سنائی دے رہی تھی شاید وہ لوگ اس کا پیچھا کر رہے تھے مگر علیزہ ایک لمحے کے لیے بھی نہیں رکی وہ پوری رفتار سے بھاگ رہی تھی اسے کسی طرح مکزم تک پہنچنا تھا

وہ پاگلوں کی طرح اندھا دھن بھاگ رہی تھی جب اچانک کسی مضبوط وجود سے بہت زور سے ٹکرائی وہ ٹکر اتنی شدید تھی کہ وہ اچھل کر دور جا گرتی اگر مقابل اسے کمر سے سختی سے نا پکڑتا

علیزہ کیا ہوا تمہیں......مکزم کی بے چین اور کپکپاتی آواز علیزہ کی سماعتوں سے ٹکرائی تو اس نے فوراً سے آنکھیں کھولتے ہوئے مکزم کی جانب دیکھا جو پریشان نگاہوں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا

میر.....وہ زار و قطار روتے ہوئے بہت زور سے اس کے گلے لگی اس کی پکڑ میں اتنی سختی تھی کہ مکزم بخوبی محسوس کر سکتا تھا کہ اس کے ساتھ کچھ نہ کچھ تو ایسا ہوا ہے جس سے وہ اتنا خوفزدہ ہو چکی ہے

اس کا دل ڈر کے مارے بہت زور سے دھڑک رہا تھا اتنا کہ اس کی دھڑکنیں مکزم کو اپنے سینے میں صاف محسوس ہو رہی تھی اور پھر اس کا کانپتہ لزرتا وجود اس بات کی گواہی تھا کہ وہ بہت زیادہ ڈر چکی ہے

جانِ میر کیا ہوا ہے....؟؟ مکزم نے بھی بولتے ہوئے اسے سختی سے گلے لگایا اس چند منٹوں میں وہ کتنا پریشان ہو چکا تھا یہ تو وہ اور اس کا خدا ہی جانتا تھا اس کی دھڑکنیں بھی معمول سے ہٹ کر بہت تیز تھی وہ بھی علیزہ کے معاملے میں بہت ڈر چکا تھا

اس کا ایک دم سے غائب ہو جانا اس کی روح فنا کر رہا تھا اور اب جب وہ مل گئی تھی اور اس کی ایسی حالت دیکھنا اسے مزید پریشانی میں مبتلا کر رہا تھا

مم میر وو وہ وہاں خخ خون آآ آدمی مم مر رہا..... اس پر خوف اتنا سوار ہو چکا تھا کہ اس سے صحیح سے بولا بھی نہیں جا رہا تھا بہت ٹوٹے پھوٹے الفاظوں میں اس نے اپنی بات مکمل کی

کس کا خون کس آدمی کی بات کر رہی ہو تم....مکزم اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے ہوئے بولا

وو وہاں میر وو وہ آدمی....علیزہ کی حالت ابھی بھی ویسی ہی تھی جبکہ رو رو کر اس کی آواز بھاری ہو چکی تھی

کون سا آدمی کہاں پر ہے چلو آؤ دیکھتا ہوں میں مکزم اسے اپنے حسار میں لیتا آگے کی جانب قدم بڑھانے لگا جب علیزہ نے دونوں ہاتھ تھام کر فوراً اسے جانے سے روکا

نن نہیں آآ آپ نہیں جائیں وہ مم مار دے گا علیزہ روتی مکزم کے ساتھ چپکتی اسکے سینے میں چہرہ چھپاتے ہوئے بولی

لیکن میری جان تم نے ہی تو بولا ہے میں ابھی دیکھ لیتا ہوں کچھ نہیں ہو گا مجھے کوئی نہیں مارے گا مکزم نے اسے تسلی دینی چاہی جبکہ علیزہ اسکی بات پر تڑپ چکی تھی

نہیں نہیں آپ نہیں جائیں گے چلیں یہاں سے آپ کو میری قسم پلیز چلیں یہاں سے.....

وہ مکزم کا ہاتھ پکڑتے اپنے سر پر رکھتے ہوئے بولی

جس پر مکزم نے تڑپ کر اسے اپنے سینے میں بھینچا۔۔۔

میری جان کہیں نہیں جا رہا میں چلو ہم واپس چلتے ہیں مکزم اس کے بالوں کو ہاتھ سے پیچھے کرتے ہوئے اس کی پیشانی پر لب رکھتے ہوئے بولا

اس کی بکھری بکھری سے حالت مکزم سے دیکھی نہیں جا رہی تھی اس کے بال بکھر کر دونوں کندھوں پر پھیلے ہوئے تھے رونے کی وجہ سے آنکھیں سرخ پڑ چکی تھی جب تو چھوٹی سی ناک بھی سرخ ہو چکی تھی اور اس کا وجود ابھی تک کانپ رہا تھا اس کا جسم سرد پڑا ہوا تھا

مکزم نے نرمی سے اسے اپنے حصار میں لیا اور پھر وہاں سے باہر کی جانب کی جانب قدم بڑھائے وہ جلد از جلد اس جگہ سے نکل جانا چاہتا تھا تاکہ علیزہ کو

وہ ریلیکس کروا سکے اسے نرمی سے اپنی آغوش میں سمیٹ کر اس کے سارے ڈر کو ختم کر سکے اس کے خوف سے دھڑکتے دل کو قابو کر سکے

علیزہ بھی سہمتی ہوئی اس کی آغوش میں چھپنے لگی اور مکزم کے ساتھ تیز تیز قدم لینے لگی کیونکہ وہ بھی یہاں سے جلد از جلد باہر نکلنا چاہتی تھی اس جگہ سے اسے بہت خوف محسوس ہو رہا تھا

○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○

کیا کرنا ہے اب اس لڑکی کا وہ لڑکی وہ سب دیکھ چکی ہے جو اسے نہیں دیکھنا چاہیے تھا اوپر سے وہ ہمارے ہاتھ بھی نہیں لگی ڈیمن اگر تم نے نہ روکا ہوتا تو ہم اس لڑکی کا بھی کام تمام کر دیتے اب نہ جانے وہ لڑکی ہمارے کام میں کتنی مشکل پیدا کرے گی

رائز جو ان کے گینگ کا ہی بندہ تھا وہ ڈیمن کے سامنے کھڑا کافی اکھڑے بھرے انداز میں بولا کیونکہ اسے ڈیمن پر بے تحاشہ غصہ تھا جس نے عین وقت پر اس لڑکی پر چلتی گولی کو روک دیا تھا

جب علیزہ بھاگ رہی تھی تب رائز نے اپنی گن نکال کر اس پر نشانہ باندھا تھا اس سے پہلے کہ گن سے گولی نکل کو علیزہ کے وجود کے آر پار ہوتی ڈیمن تیزی سے آگے بڑھ کر اس کے ہاتھ سے گن کھینچ چکا تھا

رائز ٹھیک بول رہا ہے ڈیمن یہ تم نے اچھا نہیں کیا اب وہ لڑکی ہمارے لیے خطرہ ثابت ہو سکتی ہے ایلیا ایک نظر رائز اور پھر ڈیمن کو دیکھتی ہوئی بولی

جو سربراہی کرسی پر بیٹھا سیگریٹ کے گہرے کش لے رہا تھا وہ ان سب کی باتیں سن تو رہا تھا مگر ان کی باتوں پر اس کا کوئی ردعمل نہیں تھا

ڈیمن میں ابھی اپنے آدمی بھجوا رہا ہوں وہ اس لڑکی کا کام تمام کر دیں گے تاکہ ہمارے لیے کوئی مصیبت نہ بن سکے رائز نے دوبارہ اپنا مشورہ پیش کیا اور ساتھ ہی اپنے قریب کھڑے گارڈز کو اشارہ سے حکم بھی دیا جسے مانتے وہ فوراً باہر کی جانب قدم بڑھانے لگے جب ان کی سماعتوں سے ایک سرد اور گرجدار آواز ٹکرائی تو ان کے قدم خوف کی مانند وہیں پر جم گئے

خبردار آگر کسی نے بھی ایک قدم باہر رکھا سر دھڑ سے الگ کر دوں گا تمہارے جسم کے اتنے ٹکرے کروں گا کہ کتے بھی کھانے سے انکار کر دیں گے

ڈیمن کی شیر سی خوفناک دھاڑ پر سب خوف سے وہیں پر جم گئے کیونکہ وہ سب واقف تھے کہ ڈیمن کتنی خطرناک موت دیتا ہے اس کے سینے میں تو دل بھی موجود نہیں ہے اسے تو یہ بھی نہیں پتہ کہ انسان ہونا کیا ہوتا ہے وہ ایک انسانی جسم کے اتنا ٹکڑے کرتا ہے جیسے کوئی خون کھار جانور اپنے شکار کو چیر پھاڑ دیتا ہو

ڈیمن تم سمجھنے کی کوشش کیوں نہیں کر رہے رائز بولتے ہوئے اس کی جانب بڑھا جب اس نے ہاتھ اوپر اٹھاتے اسے اپنی طرف آنے سے فوراً روکا جس پر اس نے ایک بھی قدم آگے نا بڑھایا اور وہیں پر کھڑا سنجیدہ نظروں سے ڈیمن کو دیکھنے لگا

تم سب میری گینگ کے بندے ہو میرے باپ نہیں جو اس طرح مجھے صحیح غلط کہ مشورہ دو گے میں نے جو کہہ دیا سو کہہ دیا اور جو کر دیا سو کر دیا اب اگر دوبارہ تم لوگوں کے منہ سے میرے حکم کے خلاف ورزی نکلی یا کسی نے بھی میرے خلاف جانے کی کوشش کی تو اگلی سانس لینے کے بھی مہلت نہیں دوں گا گوڈ اٹ......

ڈیمن وحشت زدہ انداز میں بولتا وہاں سے اٹھ کھڑا ہوا اور پھر بغیر کسی کی طرف بھی دیکھے وہاں سے باہر نکلتا چلا گیا جب کہ وہاں موجود تمام افراد وہیں پر مٹی کا بت بنے کھڑے تھے

فکر مت کرو اگر ڈیمن نے اس لڑکی کو جانے دیا ہے تو وہ خود ہی اس معاملے کو ہینڈل کر لے گا مجھے نہیں لگتا کہ اسے ہم میں سے کسی کی مدد کی ضرورت ہے اگر وہ اس معاملے کو خود سلجھانا چاہتا ہے جو سلجھانے دو ہمیں شیر کے منہ میں ہاتھ ڈالنے کی کوئی ضرورت نہیں....

ایلیا رائز کے کندھے پر ہاتھ رکھتی اسے مطمئن کرنے کی کوشش کرنے لگی کیونکہ رائز کو بہت زیادہ غصہ آ چکا تھا ڈیمن کے رویے کی وجہ سے اس کا چہرہ غصے کی وجہ سے سرخ پڑ چکا تھا

ایسے کیسے وہ خود ہینڈل کرے گا اگر یہ گینگ اس نے بنایا ہے تو ہم سب اس گینگ کا حصہ ہیں وہ لڑکی سب کچھ دیکھ چکی ہے وہ ہمارے لیے خطرہ بن سکتی ہے یہ کیسے اتنا لاپرواہ ہو سکتا ہے رائز اپنی سرخ انگار آنکھوں سے ایلیا کی طرف دیکھتے ہوئے سرد آواز میں بولا

اس میں ہماری نہیں بلکہ ڈیمن کی مرضی ہے اگر وہ نہیں چاہتا کہ ہم اس معاملے میں پڑھیں تو ہمیں بھی چاہیے کہ ہم اپنے قدم پیچھے ہٹا لیں تم دوبارہ اس لڑکی کے بارے میں ذکر مت کرنا ڈیمن خود ہی دیکھ لے گا کہ اسے اس لڑکی کا کیا کرنا ہے.....

ایلیا نے دوبارہ اسے تسلی دینی چاہی جس پر وہ تھوڑا ریلیکس بھی ہو چکا تھا مگر اسے اس لڑکی کی فکر تھی پتہ نہیں کیوں مگر ڈیمن کی یہ خاموشی اسے کچھ غلط ہونے کا خدشہ پیش کر رہی تھی

oooooooooooooooooooo

مکزم روم کا دروازہ کھولتا اندر داخل ہوا مگر علیزہ ابھی بھی وہاں موجود نہیں تھی مکزم اسے چینج کرنے کا بول کر کسی ضروری کام سے ہوٹل کے اونر نے پاس گیا تھا جہاں اسے مشکل سے 5 منٹ ہی لگے تھے

مکزم نے اپنے کوٹ کے بٹن کھولتے ہوئے اسے پیڈ پر رکھا اور شرٹ کے کف کہنیوں تک فولڈ کیے شرٹ سے اوپر والے دونوں بٹن کھول کر پاس پڑا ہیٹر آن کیا

اور اپنا فون پکڑتے ہوئے کسی کا نمبر ڈائل کیا اور بالکنی کے طرف قدم بڑھائے

ہاں داد پتہ چلا کچھ.....مکزم فون پر مقابل سے مخاطب ہوا

نہیں سر میں نے سی سی ٹی وی فوٹیج نکلوانے کی پوری کوشش کی مگر وہاں سے کچھ نہیں ملا اس علاقے کہ اس پاس ایسا واقعہ کہیں پر بھی نہیں ہوا اگر ہوا ہوتا تو پولیس کو معلوم ہو جاتا یا پھر سی سی ٹی وی فٹیج میں نظر آ جاتا مگر بہت کوشش کے بعد بھی مجھے ایسا کچھ نہیں ملا داد نے تفصیل بتائی

ایسا ممکن نہیں داد میری بیوی کو کوئی وہم نہیں ہو سکتا اور نہ ہی یہ کوئی برا خواب تھا جس کے زیرِ اثر وہ ڈر چکی ہے ضرور جیسا وہ بول رہی ہے وہ حقیقت ہے اور ویسا ہوا ہے اس معاملے میں میں اپنی بیوی پر ردی برابر بھی شک نہیں کر سکتا کیونکہ میری بیوی سو فیصد سچ بول رہی ہے۔۔۔۔

وہ جو بول رہی ہے ضرور اس نے وہ سب دیکھا ہے پتہ کرواؤ مجھے ہر حال میں سی ٹی وی فٹیج چاہیے یا پھر کوئی ایک ایسا شخص جس نے یہ سب ہوتے دیکھا ہو یا پھر مرنے والے کا پتہ لگاؤ تاکہ اس کے ذریعے ہم معلوم کر سکیں کہ وہ سب کیا تھا جو ادھر ہوا۔۔۔۔

مکزم سائیڈ گریل سے ٹیک لگائے اپنا رخ کمرے کی جانب کرتے ہوئے سنجیدہ لہجے میں بولا اس کی نظریں واش روم کے دروازے پر تھی جو ابھی تک بند تھا جبکہ آواز میں سرد مہری شامل تھی

اوکے سر میں پوری کوشش کر رہا ہوں انشاءاللہ کچھ نہ کچھ ثبوت مل ہی جائے گا داد نے اپنی بات مکمل کی اور تب ہی علیزہ اسے واش روم سے باہر نکلتی ہوئی دکھائی دی تو اس نے فوراً کال بند کی اور قدم کمرے کی جانب بڑھائے

اتنی دیر لگا دی میں تمہارا کب سے انتظار کر رہا تھا.... مکزم بالکنی کا دروازہ اچھے سے بند کرتا اس کے قریب آئے اسے کس کے گلے لگاتے ہوئے بولا

کیا ہوا میرے بچے کو میرا بچہ اتنا چپ چپ کیوں ہے...؟؟ علیزہ کو بالکل خاموش پا کر مکزم اس کا چہرہ ہاتھوں میں تھامے اس کے دونوں گالوں پر باری باری نرمی سے لب رکھتے ہوئے بولا اس کے لہجے میں بے تحاشہ محبت تھی اور بہت نرمی تھی جسے محسوس کرتے وہ ایک بار پھر رہانسی ہوئی

میر وہ آدمی۔۔۔۔۔۔علیزہ نے ابھی اپنی بات بھی مکمل نہیں کی تھی جب مکزم نے اس کے ہونٹوں پر انگلی رکھتے اسے چپ کروا دیا

ایسا کچھ نہیں ہوا میری جان سب کچھ بھول جاؤ برا خواب سمجھ کر شاید وہ کوئی فلم کی شوٹنگ تھی جس کا اثر تم پر بری طرح ہوا ہے میں پتہ کروا چکا ہوں ایسا کچھ نہیں ہوا وہاں وہ صرف ایک فلم کی شوٹنگ تھی اور اس دوران تم بھی ڈر گئی بالکل ریلیکس رہو کچھ نہیں ہوا

مکزم کو مجبوراً جھوٹی دلیل پیش کرنی پڑی کیونکہ اسے پتہ تھا اس کی بیوی نے اس بات کو اپنے ذہن پر سوار کر کے اپنی جان کو یوں ہی ہلکان کیے رکھنا ہے اور اس بات کو اپنے ذہن سے نکالنا بھی نہیں

اور ایسا وہ ہرگز نہیں چاہتا تھا کہ اس کی فزیکل حالت ذرا سی بھی ڈسٹرب ہو وہ چاہتا تھا وہ پہلے کی طرح خوش رہے یہ اچانک ہونے والے واقعے کو وہ بھول جائے کیونکہ وہ ابھی تک خوف کے زیرِ اثر تھی وہ بری طرح ڈری ہوئی تھی جو اس کے چہرے کے اڑے ہوئے رنگوں سے صاف محسوس ہو رہا تھا

لیکن.....علیزہ کو حیرت کا جھٹکا لگا مکزم کی بات سن کر آخر وہ سب کوئی ڈارمہ کیسے ہو سکتا تھا

لیکن ویکن کچھ نہیں تم مکزم میر احمد کی بیوی ہو بہادر بنو اس طرح چھوٹی چھوٹی باتوں پر ڈر کر یوں میرے سینے میں چھپاؤ گی تو بہادر کیسے بنوں گی تمہیں پتہ کیسے چلے گا کہ دنیا کو فیس کیسے کرنا ہے مکزم اب ذرا سنجیدگی سے بولا

جس پر علیزہ نے خفگی سے مکزم کی طرف دیکھا جس کا لہجہ تو نرم تھا مگر نظروں میں سنجیدگی تھی

مجھے دنیا کو فیس نہیں کرنا اور نہ ہی میں دنیا کو فیس کرنا چاہتی ہوں اور رہی بات آپ کی تو ڈر چاہے جیسا مرضی ہو میں آپ کے سینے میں ہی پناہ‌گا لوں گی.....

علیزہ نے بولتے ہوئے مکزم کے سینے میں اپنا چہرہ چھپایا اور اپنے دونوں ہاتھوں کی گرفت اس کی کمر پر سخت کی.....

جب کہ اس کی اس حرکت پر مکزم دلکشی سے مسکرایا چلو یہ تو شکر تھا کہ وہ خوف سے باہر نکلی تھی اس کا دھیان مکزم کی طرف ہوا تھا

تمہارے ہاتھ ابھی تک ٹھنڈے ہیں بیگم اور تم اپنے ٹھنڈے ٹھنڈے ہاتھ میری کمر پر لگا رہی ہو یقین مانو اگر تمہاری جگہ کوئی اور ہوتا تو...... مکزم نے اپنی بات ادھوری چھوڑ دی

تو۔۔۔۔علیزہ نے اس کے سینے سے سر نکال کے اپنا چہرہ اوپر کی جانب کیے اس کی طرف دیکھتی ہوئی بولی

تمہاری جگہ کوئی اور ہو ہی نہیں سکتا میری جان بھلا میں کبھی برداشت کر سکتا ہوں تمہاری جگہ کسی غیر کو....

مکزم اس کی چھوٹی سے سرخ ناک سے اپنی ناک مس کرتے ہوئے بولا

علیزہ نے مسکرا کر سختی سے دونوں بازو اس کی کمر سے ہٹا کر اس کی گردن حائل کیے اور چہرہ دوبارہ اس کے کشیدہ سینے میں چھپا لیا

.....I was very scared Meer

علیزہ اپنی پناہگاہ میں سکون سے آنکھیں بند کرتی بہت مدہم آواز میں بولی

.....You don't talk about this matter again

مکزم نے اسے دوبارہ ٹوکا مگر بہت نرمی اور پیار سے۔۔۔

اس سے پہلے کہ علیزہ اسے کوئی اور جواب دیتی مکزم کا فون بجا چونکہ وہ سائلنٹ پر نہیں تھا اس لیے اس کی رنگ ٹون بہت زیادہ تھی جو خاموش کمرے میں گونجنے لگی

مکزم نے اپنا فون نکال کر آنکھوں کے سامنے کیا جہاں داد کی کال تھی اس نے پیشانی پر دو تین بل ڈالتے ہوئے کال اٹینڈ کی اور فون کان سے لگایا جب کہ علیزہ کو خود سے الگ نہیں کیا تھا

ہمم بولو مکزم اس کے بالوں سے اٹھتی مدہوشی کن خوشبو کو اپنی سانسوں میں اتارتے ہوئے بولا

داد نا جانے آفس کے بارے میں کون سی بات کر رہا تھا کیونکہ پیچھے سارا آفس کا کام سارے میٹنگز دادرے ہینڈل کی ہوئی تھی اور کوئی بھی فیصلہ یا کام سے پوچھے بغیر نہیں کرتا تھا اسی وجہ سے اسے رات اس پہر مجبوراً مکزم کو کال کر کے اس سے ہدایت لینی پڑ رہی تھی

مکزم اوکے ہاں ہمم کے علاوہ کوئی بھی جواب نہیں دے رہا تھا جب کہ وہ اس کی انگلیوں کا لمس اپنی کمر پر محسوس کر رہی تھی جو مسلسل اس کی کمر کے ارد گرد رینگ رہی تھی

جبکہ اس نے اپنا چہرہ اس کے بالوں میں چھپایا ہوا تھا اور مسلسل اپنی من مانی کر رہا تھا کبھی اس کے گردن پر لب رکھتا تو کبھی اس کے کان کے لوں کو ہلکا سا دانتوں سے کاٹتا کبھی اس کی شہ رگ پر شدت سے لب رکھ کر اسے سسکنے پر مجبور کر دیتا دراصل خود مدہوش ہو رہا تھا اسی وجہ سے اسے مقابل کی ہوش نہیں تھی

میر مجھے نیند آ رہی ہے.... علیزہ مکزم کو کال بند کرتے دیکھ کر جلدی سے بولی

ہاں چلو میری جان آؤ سوتے ہیں مکزم بولتے ہوئے ایک لمحے کی بھی دیر کیے بغیر جھک کر اسے اپنے بازوں میں اٹھا لیا اور اسے نرمی سے اٹھائے بیڈ پر لے آیا

اسے بیڈ پر لیٹاتے پھر اس کے ساتھ ہی لیٹ کر مکزم نے اچھے سے اپنے اور اس کے گرد بلینکٹ اوڑھا اور ہاتھ بڑھا کر لائٹ آف کر دی کمرے میں ہیٹر آن تھا اس وجہ سے سردی محسوس نہیں ہو رہی تھی جبکہ باہر سنو فال ابھی بھی جاری تھی۔۔۔۔۔۔

سو جاؤ میری جان کسی بھی بات کو مت سوچو صرف ہمارے بارے میں سوچو مکزم اس کی پیشانی چومتا اسے اپنے حسار میں سختی سے قید کرتا اس کے بال سہلانے لگا تاکہ وہ ہر چیز کو بھلائے جلدی سے نیند کی آغوش میں چلی جائے مکزم چاہتا تھا کہ وہ آرام کرے اور کچھ دیر پہلے ہونے والے واقعے کو بھول جائے

شاید مکزم کی محبت اور قربت کا ہی اثر تھا جو وہ اگلے پانچ منٹ کے اندر اندر گہری نیند میں اتر چکی تھی اس کی مدہم چلتی سانسیں محسوس کرتے مکزم نے مسکرا کر دوبارہ اس کے ماتھے پر لب رکھے اور اپنی ٹھوڑی اس کے سر پر رکھ کر اسے خود میں بھینچتا انکھیں موند گیا

خدا نے ایک محرم رشتے میں بہت سکون رکھا ہے اور مکزم کو اپنی بیوی کے قریب جو سکون محسوس ہوتا تھا وہ سکون اسے دنیا کے کسی بھی کونے میں نہیں مل سکتا تھا ہمارے خدا نے سچ اقوال ہی بیان کیے ہیں نکاح کی طاقت انسان کا دل اور روح بدلنے کی طاقت رکھتی ہے

اور نکاح کے بعد ہونے والے محبت پورے کے پورے انسان کو ہی بدل کر رکھ دیتی ہے

oooooooooooooooo

ارے یہ ہماری دوا ہے اسے آپ مت چھیڑیں آپ ابھی بچے ہیں بی جان عبداللہ کے ہاتھ سے اپنی میڈیسن کا باکس پکڑتے ہوئے بولی کیونکہ وہ ان کے بیڈ پر لیٹا ہوا تھا اور ان کی میڈیسن قریب ہی پڑی تھی جسے اس نے پکڑ لیا تھا

عنایہ اور عبداللہ بی جان کے بیڈ پر بیٹھے دونوں کھیل رہے تھے تھوڑی دیر پہلے ہی انہیں کپڑے چینج کروا کر افراح ادھر چھوڑ کر گئی تھی کیونکہ دن کے وقت وہ بی جان کے پاس ہی رہتے تھے

یہ ہمارا سپوت بہت شرارتی ہے ابھی صرف چند ماہ کا ہے مگر ابھی سے اس کی حرکتیں ایسی ہیں کہ یہ ہر اس چیز کو کرتا ہے جس سے اسے منع کیا جائے۔۔۔

بی جان عبداللہ کے پھولے پھولے گالوں کو ہاتھ سے چھوتی اس پر اچھے سے بلینکٹ اوڑھتی ہوئی بولیں

کیونکہ وہ اپنے ہاتھ پاؤں کو اتنی تیزی سے چلاتا تھا کہ خود کے اوپر سے بلینکٹ اتار دور پھینکتا تھا نہ وہ اپنے پیروں میں جرابیں رہنے دیتا تھا اور نہ ہی سر پر کیپ وہ ان چیزوں کو اتار اتار کے پھینکتا تھا

جبکہ اس کے مقابلے میں عنایہ بہت ٹھنڈے مزاج کی تھی وہ بس ایک جگہ بہت سکون سے لیٹی آنکھیں ٹپٹپا کر سب کو دیکھتی رہتی یا پھر جب کوئی اس سے باتیں کرتا تو وہ کھکھلا کر ہستی

بی جان آپ کا پوتا بھی تو بچپن میں ایسا ہی تھا رضیہ بیگم عبداللہ کو کھیلتے دیکھ کر مسکراتے ہوئے بولیں

ہاں ہمیں یاد ہے کہ ہمارا مکزم بھی بچپن میں ایسا ہی تھا مگر یہ زیادہ شرارتی ہے بی جان نے تبصرہ کیا کیونکہ واقع میں عبداللہ زیادہ شرارتی تھا

لیکن مجھے تو لگتا ہے کہ یہ مجھ پر گیا اپ نے بچپن میں مجھ پر غور نہیں کیا کیا....؟؟ جہانزیب بی جان کے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے بولا

جب کہ اس کے ہاتھ میں ایک دودھ کا گلاس موجود تھا جو شاید وہ افراح کے لیے لایا تھا کیونکہ افراح تھوڑی دیر پہلے فرار ہو چکی تھی اور اسے یقین تھا کہ وہ بی جان کا کمرے میں ہی موجود ہو گی

ہم نے تم پر بہت غور کیا ہے میرے بچے مگر تم بچپن میں بہت ہی سمجھدار اور خاموش طبیعت کے بچے تھے عنایہ کی طرح عبداللہ کی طرح سب کی ناک میں دم کرنا نہیں آتا تھا تمہیں ہاں یہ الگ بات ہے کہ جیسے جیسے تم بڑے ہوتے گئے ویسے ویسے مکزم اور تمہاری عادتیں بدلتی گئی اور تم دونوں حویلی کی رونق بنتے گئے بی جان پرانی یاد تازہ کرتے مسکراتی ہوئی بولی

جہانزیب سر جھٹک کر ہنس دیا اور جس صوفے پر افراح بیٹھی تھی اسی صوفے پر اس کے قریب جوڑ کر بیٹھا اور دودھ کا گلاس اس کی جانب بڑھایا جسے دیکھتے ہی وہ پہلے ہی منہ بسور رہی تھی

چپ چاپ اسے پیو پہلے وہاں سے تم بھاگ گئی تھی یہاں سے کہاں جاؤ گی اس لیے بہترین ہے کہ چپ چاپ میری بات مان لو مجھے سختی کرنے پر مجبور مت

کرو جہانزیب اسے گھوری سے نوازتے ہوئے بولا تو اس نے طلبگار نگاہوں سے اپنی ماں کی جانب دیکھا

میں اس معاملے میں کچھ نہیں جانتی یہ تم دونوں میاں بیوی کے آپس کا معاملہ ہے اس لیے مجھ سے کوئی امید مت رکھو انہوں نے کندھے اچکاتے ہوئے لاپروان انداز میں بولا کیونکہ وہ جانتی تھی کہ جہانزیب کو افراح کو سیٹ کرنا بہت اچھے سے آتا ہے اگر افراح کی عادتیں بری ہیں تو جہانزیب اسے ٹھیک بھی کر لے گا

مگر اس معاملے میں وہ کچھ نہیں بول سکتی تھی کیونکہ اس معاملے میں جہانزیب اپنے بچے اور بیوی دونوں کے معاملے میں بہت بہت فکرمند تھا وہ چاہتا تھا کہ اسے ایک صحت مند بچہ پیدا ہو اور اس کی بیوی کو اور کوئی بھی تکلیف برداشت نہ کرنی پڑے اس لیے وہ اس کی اتنی کیئر کر رہا تھا

جب افراح کی سنی نہ گئی تو افراح نے بیچاری سی شکل بنا کر جہانزیب کی طرف دیکھا کہ شاید کہیں نہ کہیں اسے اس کی معصوم شکل پر ترس آ جائے اور وہ

اسے دودھ پینے کا نہ کہے اور نہ ہی اس کے ساتھ زبردستی کرے کیونکہ اس وقت اس کا بالکل بھی دل نہیں چاہ رہا تھا کہ وہ دودھ پیے۔۔۔۔

اسے دودھ پسند نہیں تھا مگر جب سے وہ پریگننٹ ہوئی تھی جہانزیب بلا ناگا دن میں دو سے تین بار اسے دودھ پلاتا تھا وہ بھی زبردستی اگر وہ آفس ہوتا تھا تو آفس میں بیٹھے ہی بیٹھے وہ افراح کو دھمکی کے ذریعے اسے کھانے پینے کی اور دودھ پینے کی ہدایت کرتا تھا اور افراح مجبور یہاں تھی

کہ وہ جانتی تھی کہ جہانزیب نے کچھ دیر پہلے سے ان کے کمرے میں اسپیشل کیمرہ لگوا رکھا ہے جس کی وجہ سے وہ کمرے میں ہونے والی تمام صورتحال کو آسانی سے دیکھ سکتا ہے اس معاملے میں وہ جھوٹ بھی نہیں بول سکتی تھی کہ وہ کچھ کھا چکی ہے

پی لو میری جان یہ تمہارے لیے بہت بہتر ہے آج کل کی تم جیسی لڑکیاں تو کچھ کھاتی پیتی ہی نہیں پتہ نہیں تم لوگوں نے آگے کیا کرنا ہے بی جان نے

بولتے ہوئے اسے تھوڑا سا ڈانٹا بھی جس پر افراح نے برا سا منہ بناتے ہوئے گلاس کو تھاما

اور پھر ایک گہرا سانس لے کر اپنی آنکھیں بند کی اور ساتھ ہی اپنا سانس بھی بند کر لیا اور دودھ کا گلاس لبوں سے لگاتی گٹا گٹ اپنے گلے میں اتار گئی

گٹ گرل.......جہانزیب اس کے ہاتھ سے دودھ کا خالی گلاس تھامتے ہوئے مسکرا کر بولا تو افراح نے خفگی سے اس کی جانب دیکھا اس کی نظروں میں کچھ ایسا تھا جیسے وہ کہنا چاہ رہی ہو کہ اب میں آپ کو بتاؤں گی اچھے سے اور کریں میرے ساتھ زبردستی۔۔۔

اس کی آنکھوں میں موجود مفہوم یا دھمکی کو سمجھ کر جہانزیب نے اپنی مسکراہٹ دبائی اور ایک نظر گھڑی کی جانب دیکھا جو صبح کے نو بجا رہی تھی یہ اس کے آفس کا ٹائم تھا اور اسے آفس کے لیے نکلنا تھا۔۔۔۔

ٹھیک ہے بی جان میں اب نکلتا ہوں آفس کے لیے دیر ہو رہی ہے جہانزیب اٹھ کر بی جان سے گلے ملتے ہوئے بولا اور ان کے ہاتھ پر عقیدت سے لب

رکھے بس پر انہوں نے محبت سے اس کی پیشانی چومی اور اس سے خیر بھری دعا دی

جہانزیب کے نکلتے ہی افراح بھی اس کے پیچھے پیچھے نکلی تھی کیونکہ یہ اس کا معمول تھا جہانزیب چاہتا تھا کہ دروازے تک ہمیشہ اسے افراح ہی چھوڑنے آئے اور ہمیشہ سے ہوتا بھی ایسا آیا تھا افراح ہی اسے دروازے تک چھوڑنے اتی تھی

اپنا بہت سارا خیال رکھنا کال کرتا رہوں گا اور پوچھتا رہوں گا اسی معاملے میں لاپرواہی مت کرنا ورنہ میں نرمی سے تو بالکل پیش نہیں آؤں گا جہانزیب کھینچ کر اسے گلے کے ساتھ لگاتے اس کی پیشانی پر لب رکھتے ہوئے بولا

خدا حافظ بیوی اپنے ننھے سپوتوں کا بھی دھیان رکھنا جلدی واپس آنے کی کوشش کروں گا جہانزیب مسکراتا ہوا بولا اور اس کا گال تھپتھپایا جس پر افراح ہلکا سا مسکرائی اور اسے خدا حافظ کہا

جس پر جہانزیب دوبارہ اس کے ماتھے پر لب رکھتا باہر کی جانب بڑھا

جب تک جہانزیب کی گاڑی حویلی سے باہر نہیں نکلی تب تک افراح وہیں پر کھڑی ہو کر اسے دیکھتی رہی اور جیسے ہی جہانزیب اس کی نظروں سے اوجھل ہوا ویسے ہی افراح نے اندر کی جانب قدم بڑھائے

oooooooooooooooo

ڈیمن اندھیرے سے ڈوبے کمرے میں بغیر شرٹ کے بیڈ پر چت لیٹا ہوا تھا اس کے جسم پر بہت سے خطرناک قسم کے جانور کی شکل کے ٹیٹو بنے ہوئے تھے

اس کے دائیں بازو پر کندھے سے لے کر ہاتھ کی کلائی تک ایک لمبا رینگتا سانپ بنا ہوا تھا جسے بہت مہارت سے ڈیزائن کیا گیا تھا مگر وہ دیکھنے سے ہی بہت خطرناک دکھائی دے رہا تھا اسی طرح اس کے سینے پر بھی کچھ ٹیٹو بنے ہوئے تھے جبکہ بائیں بازو پر بھی جگہ جگہ ٹیٹو موجود تھے اس کے چوڑے سفید سینے پر بہت فاصلے سے چھوٹے چھوٹے مگر خطرناک جانور بنائے گئے تھے جو شاید ڈیمن کی اپنی پسند تھی

اس کے بال سنہرے تھے اس کی رنگت بالکل سفید تھی اور اس کی آنکھوں کا رنگ ہیزل تھا جس میں سرخ مہری اور وحشت اس بات کی نشاندہی تھی اس کی نگاہوں میں کبھی بھی نرمی نہیں ٹھہری تھی وہ شخص نزاکت نہیں جانتا تھا اس میں رحم نام کی چیز ہی نہیں تھی وہ رحم لفظ سے بھی واقف نہیں تھا

وہ اتنا خطرناک اور بے رحم سفاک شخص تھا جس نے اس مافیا گینگ پر پچھلے 12 سال سے حکومت کی تھی اور ابھی تک وہ ایک پورے کنٹرول کو ہینڈل کیے ہوئے تھا جو اس کے لیے بہت نارمل بات تھی

اس شخص کی آنکھوں میں کبھی بھی خوف نہیں ٹھہرا تھا اس شخص کو کسی بھی چیز کا خوف نہیں تھا وہ تو اپنے خدا کو بھی نہیں مانتا تھا بے شک وہ ایک عیسائی تھا مگر اس نے کبھی اپنے مذہب کو کوئی اہمیت نہیں دی تھی جو اسے دینی چاہیے

وہ ہر چیز اس سے غافل تھا انسانیت، محبت، نفرت، احساس، خوف، شرمندگی، نزاکت، تکلف اس انسان میں ایسے کوئی بھی اثار موجود نہیں

تھے جو اس کے انسان ہونے کی نشاندہی کرتے اس کے سینے میں دھڑکتا دل بھی شاید پتھر کا تھا اور پتھر کو کبھی کوئی فرق نہیں پڑتا پھر چاہے اسے کوئی ٹھوکر مارے میں توڑ کر آدھا کیوں نہ کر دے وہ پتھر ہے اور پتھر ہی رہتا ہے اور یہی مثال ڈائمن کی تھی

ڈیمن کو آج تک کسی نے نہیں دیکھا تھا باہر کا کوئی بھی فرد اس کا چہرہ نہیں دیکھ پایا تھا اس کی گینگ کے چند لوگ تھے جنہوں نے ڈیمن کا چہرہ دیکھا تھا جو ڈیمن کو جانتے تھے اس کے علاوہ کسی کی جرات نہیں تھی کہ کوئی ڈیمن کے نقوش کو دیکھ پاتا ڈیمن نے کبھی کسی کو اتنی اجازت ہی نہیں دی تھی اس کی وحشت زدہ آنکھیں ہی کافی تھی ہر بندے کی جان نکالنے کے لیے

وہ آنکھیں بند کیے بہت مدہم سانس لے رہا تھا اس کی تو سانس سے بھی نارمل نہیں تھی وہ شخص تو سوتا بھی بہت کم تھا اسے نیند ہی بہت کم آتی تھی یا پھر کہا جائے کہ شراب کا نشہ اسے نیند تک لے جاتا تھا

ورنہ اس کی آنکھوں میں کبھی نیند بھی نہیں آئی تھی

اس کے ذہن کی سکرین پر ایک دم سے کل ہونے والے منظر ابھرے ایک پل کو اس کے ذہن میں وہی ڈری سہمی بھوری آنکھوں والی لڑکی کا عکس چمکا

پتہ نہیں وہ لڑکی کیسے بھاگ نکلی تھی ڈیمن کے ہوتے ہوئے کسی کا یوں بھاگنا نہ ممکن تھا کیونکہ ڈیمن کی نظریں ہی کافی تھی مقابل کو پتھر کرنے کے لیے مگر وہ لڑکی شاید بہت ہی ہمت رکھتی تھی اور اسے اپنی زندگی کافی عزیز تھی اس لیے تو اس نے زیادہ خوف کھائے بغیر وہاں سے بھاگنا شروع کر دیا شاید یہی وجہ تھی کہ وہ ڈیمن کی نظروں میں آ چکی تھی۔۔۔۔

اور ڈیمن نے اسے مارنے سے انکار کر دیا تھا ورنہ اس دن اس لڑکی کا کام تمام ہو چکا ہوتا

ڈیمن نے ایک دم سے اپنی آنکھیں کھولتے ہوئے ہاتھ بڑھا کر بیڈ سے سگریٹ اور لائٹر پکڑنا چاہا جب اس کی نظر اندھیرے میں بھی چمکتے پنڈٹ پر پڑی جو اس کے قریب ہی بیڈ پر پڑا تھا

اس میں موجود ایک چھوٹا سا ڈائمنڈ چمک رہا تھا اور اس میں دو حروف بھی موجود تھے جس میں M اور A چمکتا ہوا صاف دکھائی دے رہا تھا مگر صرف اندھیرا ہونے کی وجہ سے۔۔۔۔۔

شاید وہ پینڈڈ اندھیرے میں اپنی بھرپور خوبصورتی لیے چمکتا تھا یہ بات واضح کرتا تھا کہ اس کے اندر لکھے گئے حروف کیا ہیں

ڈیمن اس ایک نظر اس پینڈڈ کو دیکھا اور اگلے ہی لمحے اس نے نظریں نظریں ہٹا لیں

جب علیزہ وہاں سے بھاگ گئی تھی تب ڈیمن اس کے پیچھے گیا تھا مگر سڑک کے کنارے پر اسے یہ پینڈڈ گرا ہوا ملا جو اس نے اسی لڑکی کے گلے سے ٹوٹ کر گرتا ہوا دیکھا تھا۔۔۔۔

کسی کی بھی نظروں میں آئے بغیر اس نے بہت مہارت سے اس پینڈڈ کو اٹھا کر اپنے کوٹ کی جیب میں ڈالا تھا اس نے ایسا کیوں کیا تھا یہ وہ خود نہیں جانتا تھا

علیزہ کے چلے جانے کے بعد اس نے گہری اور سرد نظروں سے اس راستے کو دیکھا اور پھر اس کی نظر اس پینڈڈ پر پڑی جو قریب ہی زمین پر گرا ہوا تھا کئی لمحے اس نے اس پینڈڈ کو غور سے دیکھا اور پھر جھک کر اسے اٹھا لیا اس سے پہلے کہ وہ اسے اپنی نظروں کے سامنے کر کے دیکھتا اسے پیچھے سے ایلیا اور رائز کی آواز سنائی دی جسے سنتے اس نے اس پینڈڈ کو اپنے کوٹ کی جیب میں ڈالا اور اپنا رخ پلٹتے ہوئے انہیں گاڑی میں بیٹھنے کا اشارہ کیا۔۔۔۔

فلحال کوئی بھی ڈیمن کے حرکت کو نہیں دیکھ پایا تھا کیونکہ ڈیمن نے کسی کو اجازت ہی نہیں دی تھی کہ کوئی اسے دیکھ پاتا

یہ لڑکی خطرناک لگ نہیں رہی تھی یہ لڑکی یہاں کی نہیں ضرور یہ کسی اور ملک یا شہر کی ہے ورنہ یہاں کے لوگ ایسے نہیں ہوتے۔۔۔۔

اگر اس لڑکی نے کوئی بھی مسئلہ کیا تو یہ اپنی جان سے جائے گی۔۔۔۔

ڈیمن اس پینڈڈ کو سرد بھری نظروں سے دیکھتا اپنا سگریٹ پکڑتے لائٹر جلا کر سلگاتا اٹھ بیٹھا اور گہرے گہرے کش لیتا اسے اپنے سینے میں اتارنے لگا

اس نے یہ پہلی بار کیا تھا آج پہلی بار وہ اپنی عادت کے بر خلاف گیا تھا اس کے سامنے آنے والے کسی بھی شخص کو اس نے آج تک بخشا نہیں تھا ان کی گینگ کو دیکھنے والا شخص کبھی بھی دوسرا سانس نہیں لے پایا تھا پھر چاہے وہ بے قصور کیوں نہ ہو۔۔۔

مگر آج وہ لڑکی بچ چکی تھی شاید قسمت ابھی نہیں چاہتی تھی کہ وہ موت کے منہ میں جائے اس لیے زندگی اور ڈیمن اسے ایک موقع دے کر چھوڑ دے اب دیکھنا یہ تھا کہ وہ لڑکی اس وحشی جانور کی نظروں میں دوبارہ آتی ہیں یا نہیں۔۔۔

اس کی زندگی کی ڈور اب شاید اس کے ہاتھ میں بھی تھی جس سے بچانے کے لیے وہ ڈیمن کی گینگ سے دور رہنا ہی بہتر تھا اب یہ تو خدا ہی جانتا تھا کہ اس لڑکی کا سامنا اس درندے سے نہ ممکن ہے یا پھر ابھی ملاقات باقی ہے۔۔۔۔

oooooooooooooooooo

مکزم کی آنکھ اپنے قریب ہوتے ہلکے پھلکے شور کی وجہ سے کھلی تھی اس نے اپنی آنکھیں کھولتے ہوئے اپنی دائیں جانب دیکھا جہاں وہ بیڈ پر بالکل اکیلا سو رہا تھا اس کے قریب کوئی بھی موجود نہیں تھا۔۔۔۔

اور پھر اس نے گردن گھما کر دوسری جانب دیکھا جہاں سامنے ہی علیزہ صوفے پر بیٹھی سامنے ٹیبل پر لیپ ٹاپ کو رکھے تھوڑا سا آگے ہکی طرف جھک کر لیپ ٹاپ کی طرف دیکھتی ہنس ہنس کر کے کسی سے بات کر رہی تھی اور ساتھ بہت کیوٹ سی شکلیں بھی بنا رہی تھی

عبداللہ تو میرا چھوٹا سا شہزادہ ہے ماما بس کچھ دنوں میں واپس آ جائیں گی پھر مما اپنے شہزادے کو اپنے پاس رکھیں گہ پھر اپنے شہزادے سے پوچھیں گی کہ انہوں نے بی جان کو اتنا تنگ کیوں کیا۔۔۔۔

علیزہ دونوں ہاتھ آپس میں جوڑے لیپ ٹاپ کی سکرین پر چمکتی عبداللہ کے تصویر کو دیکھتی اس سے باتیں کر رہی تھی

جب کہ اس کی آواز سنتے عبداللہ زور زور سے کھکھلا رہا تھا اور اپنے ہاتھ پاؤں مارتا موبائل کی سکرین توڑ کر اندر جانے کی کوشش کر رہا تھا

وہ علیزہ کے پاس جانا چاہتا تھا تو اسے اپنی ماں کی طلب تھی اب عبداللہ کو علیزہ کی عادت ہو چکی تھی اور وہ ایک سیکنڈ میں اسے پہچان لیتا تھا اس کی آواز تو جیسے اس نے حفظ کر رکھی تھی وہ اپنی ماں کی آواز کو بہت جلدی پہچان لیتا تھا

اور اب جب علیزہ اس کے سامنے ویڈیو کال پر اس سے بات کر رہی تھی تو وہ بار بار سکرین پر ہاتھ مارتا شاید اس کے پاس جانے کی بھرپور کوشش کر رہا تھا مگر افسوس اگر اس کے بس میں ہوتا تو وہ ایسا کر بھی لیتا مگر وہ ایسا کر نہیں سکتا تھا وہ اس طریقے سے اپنی ماں کے پاس نہیں جا سکتا تھا

مکزم علیزہ کو دیکھ کر دل کھول کر مسکرایا اور اٹھ کر اس کر قریب آ کر بیٹھا

اسلام علیکم گڈ مارننگ میری جان۔۔۔مکزم نرمی سے اس کے طرف جھکتے اس کے سر پر لب رکھتے ہوئے بولا

علیزہ نے اسے ایک زبردست گھوری سے نوازا وہ جانتا تھا کہ وہ ویڈیو کال پر بات کر رہی ہے۔۔۔۔

اور دوسری جانب وہاں پر بیٹھی رضیہ بیگم بی جان اور افراح نے مکزم کی آواز سنتے اپنی مسکراہٹ دبائی تھی

کچھ شرم کر لو بیٹا دو بچوں کے باپ ہو بعد میں جو مرضی کرو مگر ہمارے سامنے کوئی تہذیب رکھ لیا کرو بی جان فرنٹ کیمرہ آن کرتی مکزم کو گھورتے ہوئے بولیں۔۔۔۔

جبکہ مکزم علیزہ کے ساتھ چپک کر بیٹھ چکا تھا اور باقاعدہ اپنا ایک بازو پھیلا کر اس کے دوسرے کندھے پر رکھ چکا تھا جس سے وہ مزید گھبراہٹ کا شکار ہوئی تھی۔۔۔

ایک تو وہ مکزم کی بے باک حرکتوں سے بہت تنگ تھی

کیا کروں بی جان اب آپ نے اتنی خوبصورت بیوی دی ہے تو میرا فرض بنتا ہے کہ آپ کے سامنے اس کی قدر کروں مکزم نے بے شرمی سے مسکراتے ہوئے علیزہ کو کھینچ کے اپنے ساتھ لگایا جس پر ایک سیکنڈ کے اندر اندر اس کے دونوں گال دہک اٹھے

انہوں نے نہیں دی آپ نے زبردستی نکاح کہا کیا تھا مجھ سے۔۔۔۔

علیزہ نے اسے گھوری سے نوازتے ہوئے اسے یاد دلانا بہتر سمجھا تم اس نے اس سے زبردستی نکاح کیا تھا چونکہ یہ اس کا واحد تیز تھا جو وہ مکزم پر چلاتی تھی جو وہ کبھی نہیں بھولتی تھی اور آج شادی کے ایک سال بعد بھی وہ مکزم کو زچ کرنے سے باز نہیں آرہی تھی

جو بھی ہو بیگم لیکن بعد میں تو انہوں نے لا کے دے دی نا تمہیں پوری طرح دلہن بنا کر میرے سپرد ہی کیا تھا اس سب میں ان کا ہاتھ ہے یہ سب ان کی بدولت ہے تو پھر مجھے چاہیے نا کہ میں نے بتاؤں کہ میں ان کی بہو پلس بیٹی سے کتنی محبت کرتا ہوں مکزم ابھی بھی باز نہیں آ رہا تھا

تم ایک بار پاکستان آؤ بچے ہم تمہیں اچھے سے بتائیں گے کہ محبت کرنا کسے کہتے ہیں بی جان تھوڑے غصیلے بھرے انداز میں بولی جب کہ افراح اپنی مسکراہٹ دبانے کے چکر میں سرخ پڑ چکی تھی جب کہ رضیہ بیگم اور افراح کی والدہ کا بھی یہی حال تھا

بی جان کے بات سنتے ہیں مکزم سر جھٹک کر ہنس دیا وہ جان بوجھ کر ایسی حرکتیں کرتا تھا

بی جان میری شہزادی کدھر ہے مجھے اسے دیکھنا ہے مکزم کے بولنے پر بی جان نے بیک کیمرہ آن کیا اور اسے عنایہ کی طرف گھمایا جو ہاتھ میں کوئی کھلونا پکڑے اسے دونوں ہاتھوں سے گھما رہی تھی اور اپنے اس کام میں وہ بہت مگن تھی

میری چھوٹی سی شہزادی میری جان بابا آئی مس یو سو مچ۔۔۔۔

مکزم عنایہ کی طرف دیکھتے ہی لیپ ٹاپ کو اپنی طرف گھسیٹتا مکمل طور پر اس کی جانب متوجہ ہوتے ہوئے اپنے لہجے میں تمام جہان کی محبت سموئے اس کے معصوم چھوٹے سے پھولے پھولے چہرے کو دیکھتے ہوئے بولا

جبکہ مکزم کی آواز سن کر عنایہ نے فوراً سے اپنی آنکھیں دائیں بائیں گھمائی شاید وہ مکزم کو ڈھونڈنا چاہ رہی تھی مگر اسے وہ اپنے آس پاس نہیں دکھائی دیا

بابا ادھر ہے میری جان ادھر دیکھو مکزم نے دوبارہ اسے اپنی جانب متوجہ کیا اور بی جان نے فون کی سکرین عنایہ کی طرف کی۔۔۔

جس سے اب عنایہ کو مکزم سکرین پر دکھائی دے رہا تھا جبکہ مکزم کو دیکھتے ہی وہ تیزی سے اپنے ہاتھ پاؤں چلانے لگی اور ساتھ ہی ساتھ وہ پتہ نہیں کیا کچھ بولے جا رہی تھی جس کی سمجھ کسی کو نہیں آ رہی تھی مگر مکزم کو اچھے سے سمجھ آ رہی تھی کہ وہ مکزم سے باتیں کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔۔۔

صرف مکزم کو دیکھتے ہی اسے اپنی طرف متوجہ کرنے کی کوشش کر رہی ہے

میری شہزادی مائی لیٹل ڈول بابا جلدی سے آ جائیں گے اپنی ڈول کے پاس پھر ہم بہت ساری باتیں کریں گے مکزم کو اپنی شہزادی پر ٹوٹ کے پیار آ رہا تھا دل چاہ رہا تھا اسے فوراً تھامتے اپنے سینے میں بھینچ لے-----

جبکہ اب فون کی سکرین میں عبداللہ بھی دکھائی دے رہا تھا اور وہ دونوں بہن بھائی تیزی سے اٹھنے کی کوشش کرتے موبائل کو پکڑنے کی کوشش کر رہے تھے شاید وہ دونوں ہی اپنے ماں باپ کو ایک ساتھ دیکھ کر ان کے پاس جا رہے تھے انہیں فوری طور پر اپنے ماں باپ کی آغوش چاہیے تھی

ان دونوں کو ایسے اپنی طرف مائل ہوتا دیکھ کر علیزہ تو رہانسی ہونے لگی تھی اس کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ ابھی اڑ کر اپنے جگر کا ٹکڑوں کے پاس پہنچ جائے اور دونوں کو اپنی آغوش میں کہیں چھپا لے جو تڑپ کر ان کی جانب انے کی کوشش کر رہے تھے مگر ان دونوں ننھے فرشتوں کے بس میں نہیں تھا ورنہ وہ اپنے ماں باپ کے پاس یوں ہی پہنچ جاتے

علیزہ کا موڈ اپسیٹ ہوتے دیکھ کر مکزم نے تھوڑی دیر اور بات کی اور پھر کال ڈس کنیکٹ کر دی

اور اب اس کی ساری توجہ علیزہ کی جانب تھی جس کا موڈ آف ہو چکا تھا وہ اداس ہو چکی تھی اپنے بچوں کے بغیر

میر مجھے جانا ہے اپنے بچوں کے پاس پلیز چلیں نا ہم واپس پاکستان چلتے ہیں مکزم کو اپنی جانب دیکھتا پا کر وہ مکزم کا ہاتھ پکڑے امید بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے بولی

ظاہر سی بات تھی وہ ایک ماں تھی اور اس کی ممتا اپنے بچوں کو پکار رہی تھی اس کا دل تڑپ رہا تھا اسے اپنے بچے چاہیے تھے جن کے بغیر وہ پچھلے تین دن سے رہ رہی تھی

میری جان بس کچھ دن اور اس کے بعد ہم چلے جائیں گے ابھی تو تمہیں اور شہروں میں لے کر جانا ہے ابھی ہمیں ترکی میں کچھ جگہوں پر گھومنا ہے اس کے بعد ہم واپس چلے جائیں گے فکر مت کرو ہمارے بچے اپنی دادی جان کے

پاس بہت خوش ہیں مکزم اس کے گلابی گال پر لب رکھتے ہوئے بولا اور اس تسلی بھی دی

میر پلیز اتنا وقت ہو چکا ہے تب سے میں آپ کا انتظار کر رہی تھی مکزم کو اپنے بال کھولتے دیکھ کر وہ جلدی سے بولی کیونکہ مکزم کی نظریں کچھ اور ہی بیان کر رہی تھی صبح صبح وہ اس کے شکنجے کا شکار نہیں بن سکتی تھی وہ جانتی تھی کہ ایک بار وہ اس کی باہوں میں بہک گئی تو دوبارہ مکزم اس کی جان نہیں چھوڑے گا نہ ہی اسے جلدی بخشش ملے گی

میر مجھے بھوک لگی ہے ناشتہ آرڈر کریں مکزم کو باز نا آتے دیکھ کر اور اس کے ہونٹوں کا لمس اپنی گردن پر محسوس کرتے اس کے سینے پر دونوں ہاتھ رکھ کر پوری جان لگا کے اسے پیچھے دھکیلتے ہوئے بولی۔۔۔

مکزم کا موجود اس وقت بالکل ڈھیلا ڈالا تھا اسی وجہ سے وہ ایسا کر پائی تھی ورنہ وہ چاہ کر بھی مکزم کو خود سے الگ نہیں کر پاتی تھی

بہت نالائق بیوی ہو تم شوہر کا موڈ خراب کرنے والی بیویوں کو جہنم میں جگہ ملتی ہے اور شوہر کے بغیر اسے جنت میں داخل نہیں ہونے دیا جاتا مکزم بدمزہ ہوتا اٹھ کھڑا ہوا مگر اسے دھمکی دینا نہیں بھولا

جی ہاں مجھے پتہ ہے مگر آپ فکر مت کریں جنت تک تو آپ کا ہاتھ پکڑ کے میں آپ کو ساتھ لے ہی جاؤں گی آپ کو جہنم میں نہیں جانے دوں گی میں۔۔۔

علیزہ دل جلانے والی مسکراہٹ لیے ساتھ ساری بات الٹ اس پر ہی ڈال گئی جس پر مکزم نے اسے زبردست گھوری سے نوازا

تو وہ کھکھلا کر ہنسی وہ یوں ہی مکزم سے شرارتیں کرتی رہتی تھی اب اسے مکزم سے کوئی جھجھک نہیں تھی وہ اس کا بہترین دوست تھا اس کا شوہر تھا سب سے بڑھ کر وہ اب مکزم سے بے تحاشہ محبت کرتی تھی۔

ناشتہ آرڈر کر رہا ہوں دس منٹ میں فریش ہو جاؤ پھر ہمیں باہر گھومنے جانا ہے مکزم اسے ہنستا دیکھ کر دل ہی دل میں خوش ہوتا اپنا فون اٹھا کر ناشتے کا

آرڈر دینے لگا جبکہ مکزم کا حکم سنتے ہی علیزہ اثبات میں سر ہلاتی فریش ہونے کے لیے چلی گئی۔۔۔

oooooooooooooooooooo

Safar e season 2

By Aliza Ayat

Episode no 6

علیزہ فریش ہو کر باہر نکلی تو مکزم ناشتہ منگوا چکا تھا جبکہ وہ خود بھی بالکل فریش سا سامنے بیٹھا ہوا تھا اس نے اس وقت بلیک پینٹ کے اوپر سفید ٹی شرٹ پہنی ہوئی تھی کالے سلکی بال ماتھے پر بے ترتیبی سے بکھرے ہوئے تھے

چہرے کی تاثرات بہت سنجیدہ تھے اور وہ اپنے فون میں کچھ ٹائپ کر رہا تھا اس کی ساری توجہ فون پر تھی اس کی انگلیاں فون کے سکرین پر تیزی سے

چل رہی تھی جبکہ ماتھے پہ تین سے چار بل نمودار تھے جو ہٹنے کے بجائے مزید بڑھتے جا رہے تھے سپیڈ سے اس کی انگلیاں سکرین پر اپنی رفتار اور پکڑ رہی تھی

بلیک پینٹ اور وائٹ شرٹ میں وہ بہت ہینڈسم لگ رہا تھا اس کی سفید رنگت پر یہ ڈریسنگ کچھ زیادہ ہی جچ رہی تھی اس کے سکس پیکس شرٹ کے اندر سے ہی صاف واضح دکھائی دے رہے تھے جب کہ اس کا چوڑا کشیدہ سینا جس کے ساتھ وہ شرٹ تقریباً چپکی ہوئی تھی جو اس کے جسم کے خوبصورت نقوش کو ظاہر کر رہی تھی

علیزہ اسے اپنی نظروں کے حصار میں رکھتے ہوئے اس کے قریب گئی اس نے ایک سیکنڈ بھی مکزم کے وجود سے نظریں نہیں ہٹائی تھی

علیزہ جا کر اس کے قریب ہی صوفے پر بیٹھی وہ ابھی تک اسے اسی طرح دیکھ رہی تھی جو اپنے فون میں بری طرح غرک تھا شاید وہ ضروری میلز چیک کر

رہا تھا جب اس کی توجہ اپنے کام پر ہوتی تھی تو ایسے ہی سنجیدہ ہو کر بیٹھا رہتا تھا جیسے اس وقت تھا۔۔۔۔۔۔

علیزہ نے اسے دیکھتے ہوئے نا محسوس انداز میں اپنی نازک شہادت کی انگلی اس کے کندھے پر رکھی اور اسے آہستہ سے اس کے بازو پر چلاتے ہوئے اس کی کلائی تک آئی۔۔۔۔لائٹ شرٹ پہننے کی وجہ سے اس کے پھولے اور سکس پیکس صاف دکھائی دے رہے تھے

اس کے ہلکے سے لمس پر مکزم کی حرکت کرتی ہوئی انگلیاں وہیں پر رکی تھی مگر اس نے علیزہ کی طرف دیکھا نہیں تھا شاید وہ جاننا چاہ رہا تھا کہ وہ آگے کیا کرنا چاہ رہی ہے

اپنی انگلی اس کی کلائی پر روک کر وہ نرم ہاتھ سے اس کی کلائی کو چھونے لگی اس کے بازو پر ہلکے ہلکے بال تھے جو مردانہ وجاہت ہونے کا ثبوت تھے

کتنا خوبصورت احساس تھا نا یہ اتنا خوبصورت اپنی محبت کرنے والا پروقار شخص اس کی قسمت کا ستارہ تھا اس کا شوہر تھا جو ساری زندگی کے لیے اس کے

نصیب میں لکھ دیا گیا تھا بغیر مانگے ہی خدا نے اسے ایک قدر کرنے والے شوہر سے نوازا تھا جو نہ خوبصورتی میں کم تھا اور نہ ہی محبت میں۔۔۔۔۔

اور عزت تو وہ شہزادیوں والی دیتا تھا کیونکہ وہ خود ایک شہزادہ تھا اس کی تربیت ہی شہزادوں والی تھی پھر وہ اپنی بیوی کو شہزادیوں والی عزت کیوں نہ دیتا

اس شخص پر سرتا پیر علیزہ کا حق تھا وہ جب جی چاہے اسے چھو سکتی تھی وہ پورا کا پورا شخص اس کے ملکیت تھا یہ احساس روح کو سرشار کر دینے والا تھا۔۔۔

مکزم نے اپنے دانتوں تلے لب دباتے ہوئے اپنے بالکل سامنے بیٹھی اپنی بیوی کو دیکھا جو نہ جانے کی سوچوں میں گم تھی ہلکے سرخ رنگ کے جوڑے میں ملبوس بالوں کو پشت پر کھلا چھوڑے بغیر میک اپ کے پاک چہرہ لیے۔۔۔

گلابی گلابی گال جن پر قدرتی گلال پن وہ بالکل سادگی میں بھی بے حد خوبصورت دکھائی دیتی تھی اور مکزم کو تو ہر حال میں ایک پری پیکر ہی لگتی تھی

مکزم بڑے غور سے علیزہ کو دیکھ رہا تھا جو اس کی بھاری کلائی پر اپنی نازک انگلیاں پھیر رہی تھی اور ساتھ ہی ساتھ وہ اس کے جذباتوں کے ساتھ بھی چھیڑ کھانی کر رہی تھی

جہاں مکزم کے جذبات جاگ اٹھے تھے وہیں پر وہ اس بات سے بے خبر تھی کہ بے دھیانی میں وہ مکزم کے کون سے جذباتوں کو جگا رہی ہے.....

مگر اس وقت وہ ہوش کی دنیا میں ہوتی تب نہ وہ اپنے خیالوں کی دنیا میں کھو چکی تھی جس سے وہ جلدی باہر نہیں نکلتی تھی اور اسی بات کا فائدہ اٹھاتے ہوئے مکزم جی بھر کر اسے دیکھ رہا تھا

علیزہ ہوش کی دنیا سے واپس نہ نکلی مکزم کے صبر کا پیمانہ لزیز ہونے لگا اس نے علیزہ کا وہی چلتا ہاتھ تھام کر اسے پیچھے صوفے کی طرف گرایا اور خود اس پر جھکا جب کہ مکزم کی اس حرکت پر وہ ہڑبڑا کر اپنے ہوش میں واپس لوٹی

میر یہ آپ۔۔۔۔ابھی وہ اپنی بات بھی مکمل نہیں کر پائی تھی جب مکزم پورا فوکس اس کے لبوں پر رکھتے ہوئے جھکا اور اگلے ہی لمحے اس کے سانسوں کو قید کر گیا جبکہ مکزم کی اس اچانک حرکت پر اس نے پھٹی پھٹی نگاہوں سے خود پر جھکے مکزم کو دیکھا جو بڑے حق سے اس پر جھکا سانسوں کا تبادلہ کر رہا تھا

علیزہ نے دونوں ہاتھ اس کے سینے پر رکھے اور اسے پیچھے کرنے کی کوشش کی جبکہ اس کی مزاحمت مکزم کو پسند نہیں آئی تھی اس لیے اس کی دونوں کلائیوں کو جکڑتا زبردستی اس کے دونوں بازو اپنی گردن میں حائل کرتا اس پر مزید جھکا

جب اسے علیزہ کی سانسیں روکتی ہوئی محسوس ہوئی تو اس نے نرمی سے خود سے جدا کیا مگر اس کے اوپر سے اٹھا نہیں۔۔۔۔

وہ بغور اس کے چہرے کو دیکھ رہا تھا جس کا چہرہ شرم کی وجہ سے سرخ پڑ چکا تھا اور اب وہ بری طرح مکزم کو گھور رہی تھی

ایسے گھور کیوں رہی ہو بیگم پہلے خود قریب آ کر ایسی حرکتیں کرتی ہو اور جب میرے جذبات جاگ جاتے ہیں پھر تم یہاں سے بھاگنے کی کوشش کرتی ہو مکزم منہ بناتا بڑی معصومیت سے بولا علیزہ کو اس وقت وہ بہت کیوٹ لگا تھا مگر وہ دوبارہ ویسی کوئی حرکت کر کے پھنسنا نہیں چاہتی تھی

کیا مطلب ہے آپ کی بات کا میں آپ کو چھو بھی نہیں سکتی آپ کے قریب بیٹھ بھی نہیں سکتی۔۔۔۔۔

اسے اب حیرانگی کے ساتھ ساتھ غصہ بھی آیا تھا اس لیے وہ اپنی بڑی بڑی آنکھوں سے مکزم کو بری طرح گھور رہی تھی۔۔۔۔۔

نا میری جان ایسا کب بولا میں نے تم صرف چھونے کی بات کرتی ہو میں تو پورے کا پورا تمہارا ہوں جو مرضی کرو۔۔۔۔۔

مگر اس طرح اچانک میرے اتنا قریب آ کر مجھے پیار بھری نظروں سے دیکھ کر پیار بھرے انداز میں چھوڑنا میرے جذباتوں کو ہوا دے جاتا ہے اور تم جانتی ہو کہ تمہارے معاملے میں میرے جذبات بہت ہی بے قابو ہیں وہ میری نہیں سنتے اس لیے اس میں میرا کوئی قصور نہیں۔۔۔۔

مکزم نے بول کر اس کے گلابی گال پر لب رکھے اور پھر دانتوں سے ہلکا سا کاٹا بھی جس پر وہ سسکی

آہ میر کیا مسئلہ ہے آپ کے ساتھ کاٹتے کیوں رہتے ہیں آپ مجھے ایک ہی بار اتار کر کھا جائیں علیزہ چڑتے ہوئے بولی کیونکہ وہ ہمیشہ یہی حرکت کرتا تھا اور علیزہ کو اس کی اس حرکت سے اریٹیشن ہوتی تھی

نہ میری جان ایسا مزہ تمہیں کاٹ کر کھانے میں کیا جیسا تمہیں چبا کر کھانے میں آتا ہے۔۔۔۔

اففف آپ انتہائی بے شرم انسان ہیں علیزہ کے گال دہک اٹھے تھے وہ آج بھی بہت شرماتی تھی مگر مکزم کی بے باک حرکتیں اسے بوکھلا کر رکھ دیتی تھی

ہاں میری جان مجھے پتہ ہے میں انتہائی بے شرم انسان ہوں جس کے پاس سے بھی شرم چھو کر نہیں گزری اس لیے تم مجھ سے شرم کی امید رکھنا چھوڑ دو کیونکہ یہ مجھے نہیں آ سکتی اور تمہارے معاملے میں تو بالکل بھی نہیں۔۔۔

مکزم نے بولتے ہوئے بے باکی سے اس کے لبوں کو اپنے لبوں سے ہلکے سے چھوا اور اب اس کے ساتھ صبر کا پیمانہ ختم ہوا تھا

ہٹیں پیچھے آپ کو تو کبھی شرم آ ہی نہیں سکتی مگر مجھے ناشتہ کرنا ہے۔۔۔۔۔

علیزہ مکزم کے سینے پر دونوں ہاتھ رکھتی اسے پیچھے گراتی اٹھ کر بیٹھتی ہوئی بولی اور ساتھ مکزم کو ایک زبردست گھوری سے بھی نوازا۔۔

وہ مکزم کو بہت گھورتی تھی مگر مکزم کو اس کے گھورنے پر بہت مزہ آتا تھا وہ اس کی حالت سے کافی لطف اندوز ہوتا تھا

علیزہ کو اس طرح تنگ کرنے میں جو مزہ اور سکون سے میسر ہوتا تھا وہ تو وہ الفاظوں میں بیان ہی نہیں کر سکتا تھا اس لیے وہ جان بوجھ کر ایسی بے باک حرکتیں کرتا تھا جس پر علیزہ اس پر غصہ ہوتی تھی مگر یہ غصہ بھی پیار بھرا تھا ان دونوں کے درمیان کبھی جھگڑا نہیں ہوا تھا

علیزہ نہ سمجھ تھی کم عمر تھی مگر بہت مخلص دل کی مالک تھی اس کا دل بہت بڑا تھا وہ بہت زیادہ معصوم تھی دو بچوں کی پیدائش کے بعد بھی وہ بالکل پہلے جیسی تھی مگر مکزم ایک ہوشیار اور ایک مچیور انسان تھا جس نے پوری دنیا دیکھی تھی مگر اپنی بیوی کے معاملے میں وہ بالکل بچہ بن جاتا تھا

جی بیگم کیوں نہیں آئیں میں آپ کو اپنے ہاتھوں سے ناشتہ کرواتا ہوں آخر ہمارے دل کے سکون نے ہمارے دل کو سکون پہنچایا ہے۔۔۔

مکزم نے ناشتے کی ٹرے اپنی طرف گھسیٹی اور علیزہ کو کھینچ کر اپنے ساتھ لگایا جس پر اس نے کن اکھیوں سے مکزم کو گھورا

ایسے گھوروں مت بیگم کبھی پیار سے بھی دیکھ لیا کرو افٹر آل آئی ایم یور پرسنل پراپرٹی۔۔۔۔۔

مکزم نے علیزہ کا ہی فیورٹ ڈائیلاگ پکڑا اور آنکھ دباتے ہوئے شرارت سے بولا

نہیں آپ رہنے دیں مجھے نہیں دیکھنا آپ کو پیار بھری نظروں سے آپ کی نیت خراب ہو جاتی ہے۔۔۔۔۔

علیزہ منہ بناتی بے حد میں معصومیت سے شکایتی انداز میں بولی جس پر مکزم کا دلکش چھت پھاڑ قہقہہ کمرے میں گونجا

اچھا چلو ناشتہ کرتے ہیں باقی باتیں رات میں کریں گے مکزم زو معنی انداز میں بولتا اپنے ہاتھوں سے اسے ناشتہ کروانے لگا جبکہ اس نے ہمیشہ کی طرح پہلا نوالا علیزہ کو ہی کھلایا تھا۔۔۔

علیزہ نے دوسرا نوالہ بنا کر اس کے منہ میں ڈالا تھا مکزم اسے اتنی محبت سے پہلا نوالہ کھا سکتا تھا تو کیا اس کی بیوی اسے نہیں کھیلا سکتی تھی اسے تو مکزم کی یہ ادا سب سے زیادہ خوبصورت لگتی تھی

اور وہ بھی مکزم کے نقش قدم پر چلنے کی پوری کوشش کرتی تھی اس لیے تو جب جب مکزم اسے پہلا نوالہ بنا کر کھلاتا علیزہ بھی اسی کی نقل کر کے اسے بھی کھلاتی مگر مکزم کو یہ دیکھ کر بہت خوش ہوتی تھی کہ علیزہ کو اس کے جذبات کا اس کی محبت کا احساس ہے وہ اس کے دل کا حال جان لیتی ہے۔۔۔۔

تقریباً 15 منٹ بعد وہ دونوں ناشتہ کر چکے تھے اور اب دونوں بالکل تیار ہو کر باہر کی جانب روانہ ہونے والے تھے جب کہ مکزم نے آج اسے کہیں گھمانے لے کر جانا تھا

کیا ہوا کیا نہیں مل رہا۔۔۔۔

علیزہ کو مسلسل کوئی چیز ڈھونڈتے دیکھ کر مکزم اس کے قریب آتے ہوئے بولا

میر میری چین نہیں مل رہی میں نے تو اسے اتارا بھی نہیں تھا مگر وہ نہیں مل رہی ہے علیزہ بے حد پریشان ہوتی مکرم کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔

مکرم نے ماتھے پر کچھ بل ڈالتے ہوئے آگے بڑھ کر خود چین کو تلاش کرنے کی کوشش کی کیونکہ وہ چین ان دونوں کے ہی دل کے بہت نزدیک تھی

تم نے کہیں اتار کر رکھی تھی۔۔۔۔؟؟؟ مکرم علیزہ کی جانب دیکھتے ہوئے بولا تو اس نے نفی میں سر ہلایا

نہیں میر آپ جانتے ہیں کہ میں نے وہ چین کبھی بھی خود اپنے وجود سے جدا نہیں کی میں نے اسے کبھی بھی نہیں اتارا مگر اب نہیں مل رہی وہ بے حد پریشان ہوتے ہوئے بولی جب کہ چین نہ ملنے کی وجہ سے اس کی آنکھوں میں آنسو چمکنے لگے تھے اس کے لیے وہ چین بہت عزیز تھی

اچھا میری جان اس میں اتنا پریشان ہونے والی کون سی بات ہے وہ چین تمہارے آنسوؤں سے زیادہ قیمتی تو نہیں جو تم ایک معمولی سی چھین کے پیچھے

یوں اپنے اتنے قیمتی آنسو بہا رہی ہو خبردار جو ایک آنسو انکھ سے باہر نکلا تو۔۔۔۔

مکزم فوراً اسے اپنے حصار میں لیتا اسے ریلیکس کرنے لگا کم سے کم وہ اپنی بیوی کی آنکھوں میں آنسو نہیں دیکھ سکتا تھا

نہیں مجھے میری وہی چاہیے میر وہ رات وہ شاید وہاں بھاگتے ہوئے گر گئی ہو گی پلیز چلو وہاں سے ڈھونڈ لیتے ہیں مجھے میری چین چاہیے وہ اپنے آنسوؤں سے بھری نگاہیں اٹھا کر مکزم کی طرف دیکھتی التجا کرنے لگی

بیگم کیوں اتنی پریشان ہو رہی ہو اگر وہ چین رات میں کہیں گر گئی ہے تو اب وہ نہیں ملے گی کیونکہ اب ویسے بھی دن کے 12 بج رہے ہیں اور اب تو وہاں پر کئی لوگ آ کر واپس میں جا چکے ہوں گے ایسا ممکن نہیں ہے۔۔۔۔

مکزم نے اسے پھر سے سمجھانے کی کوشش کی جو کہ ناکام ٹھہری۔۔۔

نہیں مجھے میری وہی چین چاہیے وہ وہیں سے ملے گی مجھے بس میری وہ چین چاہیے اب کی بار بولتے ہوئے اس کی آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر چہرے پر گرے تھے

مکزم نے اسے روتے دیکھ کر اسے سختی سے سینے میں بھینچا تھا

اچھا ٹھیک ہے رونا بند کرو ہم تو وہاں نہیں جا سکتے مگر میں اپنے کچھ آدمی داد سے بول کر وہیں بھجوا دیتا ہوں وہ سب مل کر چین ڈھونڈیں گے تو مل جائے گی اگر وہاں پر موجود ہو گی تب۔۔۔۔

مکزم نرمی سے اس کے آنسو صاف کرتا اس کی دونوں نم آنکھوں پر لب رکھتے ہوئے بہت محبت اور نرمی سے پیش آیا جس پر علیزہ نے سوں سوں کرتے ہوئے سر اٹھا کر مکزم کی طرف دیکھا مکزم کو علیزہ اس وقت بہت پیاری اور کیوٹ لگی۔۔۔

ٹھیک ہے اب جلدی سے اپنا حلیہ درست کرو ہمیں اگلے پانچ منٹ میں نکلنا ہے اب آگے ہمیں بہت ٹریول بھی کرنا ہے مکزم پاس پڑا کوٹ اٹھا کر اس کے ہاتھوں میں تھماتے ہوئے بولی اور پھر آگے بڑھ کر۔۔۔۔

اپنا کوٹ اور کچھ ضروری سامان لیا تب تک کا علیزہ بھی اپنا حلیہ درست کر چکی تھی اپنا سامان لیتے اس نے علیزہ کا ہاتھ تھاما اور کمرے سے باہر کی جانب قدم بڑھائے جبکہ نیچے گاڑی ان کا ویٹ کر رہی تھی اور ان کے جانے کا وقت ہو چکا تھا بلکہ آدھا گھنٹہ اوپر ہو چکا تھا اور وہ ڈرائیور بیچارہ نیچے کھڑا دونوں کا انتظار کر رہا تھا

oooooooooooooooooooo

مکزم نے علیزہ کے لیے کوئی سرپرائز پلان کیا تھا جس کے بارے میں اسے نہیں معلوم تھا اور اب پچھلے ایک گھنٹے سے وہ سفر کر رہے تھے گاڑی ڈرائیور ڈرائیو کر رہا تھا جب کہ مکزم اور علیزہ دونوں پیچھے بیٹھے ہوئے تھے۔۔۔

علیزہ چین گم ہونے کی وجہ سے وہ بہت زیادہ افسردہ تھی اسے بہت دکھ ہو رہا تھا وہ چین واقعی میں اس کے دل کے بہت قریب تھی اور اب پتہ نہیں وہ واپس ملتی یا نا ملتی اسے معلوم نہیں تھا مگر اس کی مایوسی کم نہیں ہو رہی تھی۔۔۔۔

علیزہ مکزم کے بازو کو دونوں ہاتھوں سے تھامے اس کے دائیں کندھے پر سر ٹکائے آنکھیں موند کر بیٹھی ہوئی تھی جبکہ مکزم نے اپنا بازو اس گرد پھیلایا ہوا تھا.....

وہ بار بار علیزہ کو دیکھ رہا تھا جس کی آنکھیں بند تھی شاید وہ نیند میں جا رہی تھی مگر مکزم اسے ڈسٹرب نہیں کرنا چاہتا تھا کیونکہ ابھی دو گھنٹے مزید انہیں سفر کرنا تھا اور وہ جانتا تھا کہ اس کی بیوی اس چین کے گم ہونے پر کافی پریشان ہے۔۔۔۔۔

مکزم نے اسے بہت ریلیکس کرنے کی کوشش کی تھی اس نے بہت تسلی دی تھی کہ کوئی بات نہیں اگر وہ چین نہیں ملتی تو وہ اسے نئ بنوا دے گا مگر علیزہ کو تم وہی چین چاہیے تھی

جو کہیں گر چکی تھی اور اس وقت وہ مکزم ڈھونڈ کر نہیں لا سکتا تھا داد سے بول کر اس نے اپنے آدمی اس جگہ بھیجوائے تو تھے مگر چین کا مل جانا نا ممکن تھا مکزم یہ بات جانتا تھا مگر علیزہ کے لیے اس نے ایسا کرنا مناسب سمجھا تھا۔۔۔

oooooooooooooooo

علیزہ گہری نیند سو چکی تھی اسی لیے اسے محسوس نہیں ہوا کہ اگلے دو گھنٹوں کا سفر کب ختم ہوا

بیگم اٹھنے کا کوئی ارادہ ہے کہ نہیں۔۔۔۔مکزم علیزہ کی جانب جھکتا اس کر کان میں سرگوشی کرتے ہوئے بولا مگر علیزہ نا اٹھی۔۔۔

اگر آپ کا اٹھنے کا ارادہ نہیں ہے تو آپ کا خادم حاضر ہے جو اپنی جان کو اپنی پناہوں میں اٹھا کر لے کر جائے گا مکزم نے دوبارہ شرارت بھرے انداز میں سرگوشی کی جبکہ علیزہ اسکے سینے میں گھسی یوں سو رہی تھی جیسے نا جانے کب سے اسکی نیند نا پوری ہوئی ہو

جبکہ ڈرائیور وہاں پہنچتے ہی گاڑی سے نکل کر جا چکا تھا

مطلب آپ کا اٹھنے کا کوئی ارادہ نہیں چلیں پھر ایسے ہی سہی۔۔۔

مکزم نے بولتے اسے اپنے بازوؤں میں بھرنا چاہا جب علیزہ ہڑبڑا کر اٹھی

نن نہیں میں خود چل کر جاؤں گی۔۔۔علیزہ آنکھوں میں نیند کا خمار لیے آنکھیں ٹپٹپاتے دونوں ہاتھوں سے آنکھیں مسلتے ہوئے بولی

جبکہ ایسی حرکت کرتے مکزم کو وہ بہت کیوٹ چھوٹی سی بچی لگی تھی۔۔۔

ہمم گڈ گرل۔۔۔مکزم محبت بھرے انداز میں بولا

یہ ہم کہاں آئے ہیں میر علیزہ اپنے گرد پھیلی چادر کو دونوں ہاتھوں سے پکڑتی مزید خود کو ڈھانپتے ہوئے مکزم کے ساتھ قدم ہوٹل کے اندر کی جانب اٹھا رہی تھی ویسے تو دیکھنے سے وہ کوئی ہوٹل بالکل نہیں دکھائی دیتا تھا کیونکہ وہ جگہ اتنے خوبصورت تھی کہ دیکھنے سے یوں ہی معلوم ہوتا تھا جیسے کوئی تفریح کی جگہ ہو۔۔۔

ہم کچھ دیر ریسٹ کے لیے ہوٹل آئے ہیں ابھی تمہارے پاس ایک گھنٹہ ہے آرام کرنے کے لیے روم میں جا کر ایک گھنٹہ آرام کرنا اور اس کے بعد ہمیں کہیں جانا ہے

تمہارے لیے ایک سرپرائز ہے۔۔۔مکزم لفٹ میں داخل ہوتے علیزہ کی جانب جھک کر دلکشی سے مسکراتے ہوئے سرگوشی نما آواز میں بولا

سرپرائز۔۔۔علیزہ کو تعجب ہوا۔۔

کیسا سرپرائز میر مجھے بتائیں وہ اپنا مکمل رخ مکزم کی جانب کرتی اس کی جانب دیکھتے ایکسائیڈڈ ہوتے ہوئے بولی

یہ میں تمہیں نہیں بتاؤں گا یہ تم کچھ دیر بعد خود دیکھ لینا۔۔۔۔۔

مکزم نے بتانے سے فوراً انکار کر دیا جس پر اس نے عجیب سا منہ بنا کر مکزم کی طرف دیکھا۔۔۔

مگر مکزم نے اس کی گھوریوں کی پرواہ کیے بغیر اس کا ہاتھ تھاما اور لفٹ سے باہر نکل کر اپنا روم تلاش کرتے روم کے ڈور پر اپنا کارڈ لگایا جو اسے پہلے ہی مل چکا تھا کارڈ لگتے ہی روم کا دروازہ کھل چکا تھا اب وہ علیزہ کو لیے کمرے میں داخل ہوا تھا۔۔۔

میں ضروری کام سے باہر جا رہا ہوں اور کچھ دیر میں واپس آ جاؤں گا اگر تم چاہو تو تب تک آرام کر لو میں واپس آ کر تمہیں اٹھا لوں گا اگر کچھ کھانے پینے کی چیز چاہیے ہو تو سب کچھ اس کمرے میں موجود ہے اس منی فرج میں ہر چیز موجود ہے تم جو کھانا چاہو کھا سکتی ہو مگر اس روم سے باہر نہیں نکلنا میں کچھ ہی دیر میں واپس آ جاؤں گا مکزم علیزہ کی جانب دیکھتا اس کا گال تھپتھپاتے ہوئے بہت نرمی سے بولا

میں بھی آپ کے ساتھ چلوں۔۔۔؟؟ علیزہ کی آنکھوں میں خوشی چمکی۔۔۔

نہیں میری جان تم صرف ارسم کرو میں بس ابھی آ جاؤں گا مکزم نے بہت نرمی سے اسے انکار کیا تھا جس پر اس نے منہ بنایا تھا۔۔۔

کچھ دیر تک دروازے پر کوئی آئے گا وہ تمہیں ڈریس اور کچھ سامان دے کر جائے گا تم نے بس چپ چاپ تیار ہونا ہے۔۔۔۔

اور جب تک میں واپس نہ آ جاؤں تم اس روم سے باہر نہیں نکلو گی ٹھیک ہے۔۔۔

مکزم اس کے دونوں ہاتھ تھامتے لبوں سے لگاتے ہوئے بولا اسے اپنی بات بہت اچھے سے منوانی آتی تھی وہ جانتا تھا کہ اس کی بیوی اس کی محبت میں ہی پگھل سکتی ہے ورنہ ضد کے معاملے میں تو وہ بہت بری ہے جب وہ ضد پر آ جاتی ہے تو وہ مکزم کی ایک نہیں سنتی۔۔۔۔

مکزم کی بات سنتے ہی علیزہ نے ہاں میں سر ہلایا وہ اس کی باتوں سے محسوس کر پا رہی تھی کہ جیسے واقعی مکزم کو کوئی ضروری کام ہے اور وہ اسے کمرے سے باہر نہ نکلنے کی بھی تنقید کر رہا تھا پھر لازمی کوئی ضروری کام ہو گا ورنہ وہ کبھی بھی علیزہ کو اکیلا چھوڑ کر نہ جاتا۔۔۔۔

اوکے اپنا بہت سارا خیال رکھنا میں بس کچھ دیر میں واپس لوٹ آؤں گا مکزم نے آگے بڑھ کر اس کی پیشانی پر لب رکھے تو علیزہ نے مسکرا کر مکزم کی طرف دیکھا

علیزہ کی جانب دیکھتے ہوئے مکزم تھوڑا سا اس کی طرف جھکا جس پر علیزہ نے حیرانگی سے مکزم کو دیکھا اور دو قدم پیچھے ہٹی

شوہر کو دعائے خیر نہیں دو گی۔۔۔۔؟؟؟ مکزم کا اشارا اپنے ماتھے کی طرح تھا

مکزم کی بات کو سمجھتے علیزہ ہلکا سا مسکرائی اور آگے بڑھ کر آنکھیں بند کیں اور سر پر دوپٹہ اوڑھتے ہوئے منہ ہی منہ میں کچھ پڑھا اور مکزم کے چہرے پر پھونک دیا مکزم نے مسکراتے ہوئے آنکھیں بند کی تھی۔۔۔

علیزہ تھوڑا سا اور اس کے نزدیک ہوئی اور اپنے نرم نازک ہونٹ اس کی پریشانی پر رکھے علیزہ کا لمس اپنی پیشانی پر محسوس کرتے ہیں مکزم نے آنکھیں بند کر کے اس سکون کو اپنی روح میں اتارا تھا

اب آپ جائیں اللہ آپ کو اپنے حفظ و ایمان میں رکھے علیزہ مکزم کی طرف محبت بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے مسکرا کر بولی

خدا حافظ میری جان بہت شکریہ مکزم نے مسکراتے ہوئے اسے اپنے گلے لگایا اور پھر دوبارہ اس کی پیشانی پر لب رکھتے کمرے سے چلا گیا

جبکہ مکزم کے جاتے ہی علیزہ کمرے کا معائنہ کرنے لگی جو کافی بڑا اور خوبصورت تھا

oooooooooooooooooooo

جیسا کہ آپ دیکھ سکتے ہیں کہ کسی شخص کو بے رحمی سے قتل کر دیا گیا ہے اور اس کے لاش روڈ کے کنارے سے برآمد ہوئی ہے لاش کی شناخت کرنا بہت مشکل ہے کیونکہ اس کا چہرہ بری طرح سے خراب کیا گیا ہے اس کے قبل ایسی کوئی چیز یا نشانی برامد نہیں ہوئی جس نے معلوم کیا جا سکے کہ یہ شخص کون ہے۔۔۔

مگر سننے میں یہ آ رہا ہے کہ یہ کوئی ٹاپ بزنس مین ہے جو مافیا گینگ سے منسلک تھا اور بزنس کی آڑ میں نہ جانے کون سے انلیگل کام سرانجام دے رہا تھا

ابھی تک یہ بات سچ ثابت نہیں ہوئی مگر پولیس اپنی پوری کوشش کر رہی ہے اور جلد ہی کوئی سراخ ملتے ہی اس شخص کی شناخت کر لی جائے گی۔۔۔

ایک لمبے روڈ کی سڑک کے کنارے رپورٹر کیمرا مین کے سامنے کھڑا چیخ چیخ کر وہاں کی صورتحال بتا رہا تھا ابھی سے کچھ دیر پہلے ہی وہاں سے ایک لاش

برامد ہوئی تھی جو کافی بری حالت میں تھی اس لاش کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا یہاں تک کہ اس کی شناخت بھی نہیں کی جا رہی تھی۔

پتہ نہیں اس بیچارے کو کس نے قتل کیا ہے مگر جس نے بھی کیا ہے بہت بے رحمی سے کیا شاید اس انسان میں رحم نام کی کوئی چیز ہی نہیں جس نے اس انسان کو مارا ہے شاید وہ کوئی انسان ہی نہیں کیونکہ اگر وہ انسان ہوتا تو کسی دوسرے انسان کو اس طرح قتل نہ کرتا۔۔۔۔

پاس کھڑی لڑکی جھرجھری کھاتی خون سے لپٹی زمین کو دیکھتے ہوئے بولی اس کی آواز میں خوف بھی طاری تھا کیونکہ اس لاش کو اس نے نہیں دیکھا تھا مگر ایسا وہ سن رہی تھی اس کے مطابق وہاں کھڑے ہر شخص کے رونگٹے کھڑے ہو رہے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آپ سب پلیز پیچھے ہٹ جائیں۔۔۔۔ جائیں یہاں سے سب اپنا اپنا کام کریں یہاں پر کھڑے ہونا منع ہے ایک پولیس آفیسر اس پاس کھڑے تمام لوگوں کو وہاں سے ہٹنے کا بولنے لگا کیونکہ وہاں کا راستہ وہ لوگ بند کر چکے تھے۔۔۔

مگر آتے جاتے لوگ وہاں پر کھڑے ہو کر اس جگہ کا معائنہ کرنے میں دلچسپی لے رہے تھے اور ساتھ ہی ساتھ عجیب و غریب فکرے بھی بول رہے تھے مگر ان سب فکروں میں مرنے والے کے لیے ہمدردی تھی اور قاتل کے لیے برے الفاظ تھے۔۔۔۔۔

پولیس آفیسر کے کہنے پر سب لوگ وہاں سے پیچھے ہٹنے لگے مگر ان سب کے درمیان مکمل کالے لباس میں لپٹا ایک وجود جس کی صرف آنکھیں ہی دکھائی دے رہی تھی مگر وہ بھی بہت مشکل سے ان سب باتوں کو سن رہا تھا

وہ اپنی تیز شارپ نگاہیں چاروں طرف گھما رہا تھا وہاں پر موجود ایک ایک چیز کا معائنہ کر رہا تھا۔۔۔۔

ہائے اسکیوزمی مین کین آئی ہیلپ یو۔۔۔۔؟؟ اس وجود کو وہاں سے نہ ہٹتا دیکھ کر ایک پولیس آفیسر اس کی جانب بڑھتے ہوئے بولا تو اس نے چہرہ اوپر اٹھائے بغیر نفی میں سر ہلایا اور اپنے دونوں ہاتھ جنہیں اس نے بلیک گلوز پہن

کے ڈھانپا ہوا تھا انہیں جیکٹ کی دونوں جیبوں میں ڈالتے ہوئے پلٹا اور پھر وہاں سے نکلتا چلا گیا

○○○○○○○○○○○○○○○○○○○

سارا کمرہ دیکھنے کے بعد علیزہ اب منی فریج سے چاکلیٹ نکال کے سامنے صوفے پر بیٹھ کر کھا رہی تھی۔۔۔۔۔

اور ساتھ ہی سامنے لگی ایل ای ڈی پر نظریں جمائی ہوئی تھی جہاں کوئی پروگرام لگا ہوا تھا ویسے تو وہ کچھ ترکی کا پروگرام تھا مگر وہ علیزہ کو کافی دلچسپ لگ رہا تھا۔۔۔۔

جبکہ اسے ان کی بولے جانے والی زبان سمجھ بالکل نہیں آرہی تھی مگر وہ اپنی پوری توجہ لگاتے اسے سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی جبکہ وہ سمجھنے سے قاصر تھی۔۔۔۔

ابھی وہ یوں ہی ٹی وی دیکھنے میں مصروف تھی جب ایک دم سے کمرے کا دروازہ ناک ہوا۔۔۔۔

آواز اتنی اونچی نہیں تھی مگر اچانک دستک پر علیزہ کا دل اچھل کر حلق میں آیا۔۔۔۔

وہ ڈر کے مارے فوراً اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی

یہ کون آ گیا اور ایسے ڈور کیوں ناک کر رہا ہے۔۔۔۔

علیزہ بڑبڑاتے ہوئے دروازے کی جانب بڑھی۔۔۔۔

کون۔۔۔دروازے سے کچھ فاصلے پر اپنے قدم روکتے ہوئے اس نے دروازے کے اس پار کھڑے شخص سے پوچھا۔۔۔۔۔

ایم سرونٹ میم پلز اوپن دا ڈور۔۔۔دوسری جانب سے ایک لڑکی کی آواز برامد ہوئی تو علیزہ نے سکھ کا سانس لیا اسے فوراً یاد آیا کہ مکزم بتا کر گیا تھا کہ

وہ اس کے لیے کچھ سامان بھجوائے گا اور یہ ضرور وہی سرونٹ تھی جو وہ سامان لے کر آئی تھی۔۔۔۔

اس نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولا تو سامنے ہی وائٹ کلر کی یونیفارم میں موجود لڑکی مسکرا کر اسے دیکھ رہی تھی

گڈ ایوننگ میم۔۔۔۔وہ علیزہ کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر بولی تو علیزہ نے بھی مسکرا کر اسے اندر آنے کے لیے راستہ دیا تو وہ اندر داخل ہو گئی اس کے پیچھے دو اور لڑکیاں موجود تھی جن کے ہاتھ میں ایک خوبصورت سا ڈریس اور دوسرے کے ہاتھ میں ایک باکس موجود تھا جسے لیے وہ کمرے میں داخل ہوئی تھی۔۔۔۔۔

میم یہ سامان سر نے بھجوایا ہے آپ کو ریڈی کرنا ہے پلیز آپ چینج کر لیں وہ سرونٹ لڑکی علیزہ کی جانب وہ خوبصورت سا ڈریس بڑھاتے ہوئے بولی۔۔۔

علیزہ کو حیرت ہوئی کہ اسے یہ لڑکیاں تیار کریں گی مگر مکزم کا حکم جانتے اس نے ڈریس تھاما اور چینج کرنے کے لیے واش روم چلی گئی جب کہ دوسری سرونٹ وہیں پر کھڑی اس کے باہر آنے کا انتظار کر رہی تھی۔۔۔۔

واووو یہ کتنا پیارا ڈریس ہے علیزہ خود کو آئینے میں دیکھتی کافی خوش ہوتے ہوئے بولی کیونکہ مکزم کے بھیجے گ ئے ڈریس میں بہت زیادہ خوبصورت لگ رہی تھی

یا اللہ میرے میر کتنے اچھے ہیں علیزہ بہت زیادہ سرشار ہو رہی تھی

علیزہ ڈریس چینج کر کے باہر نکلی تو کچھ پل کے لیے ان تینوں لڑکیوں نے نظریں اٹھا کر علیزہ کی طرف دیکھا مگر ان کی نظریں اس پر ٹھہر گئی بغیر میک اپ کے سادا سے حلیے میں وہ ایسے ہی بہت پیاری لگ رہی تھی۔۔۔

ایک لڑکی نے علیزہ کو پاس رکھی اس کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا تو وہ اپنا ڈریس سنبھالتے چلتے ہوئے اس کرسی پر جا بیٹھی۔۔۔۔

ایک لڑکی نے آگے بڑھ کر اس کے بال کھولے اور اس کے بال سنوارنے لگی جب کہ دوسری لڑکی اس کے چہرے پر ہلکا پھلکا بس میک اپ کر رہی تھی تیسری پاس کھڑی ان دونوں کی مدد کر رہی تھی ان تینوں لڑکیوں نے تقریباً 15 منٹ کے اندر اندر اسے مکمل تیار کر دیا تھا۔۔۔

علیزہ تیار ہونے کے بعد پہلے سے بھی زیادہ خوبصورت لگ رہی تھی اتنی کہ اسے دیکھتے بے ساختہ ان لڑکیوں کو ماشاءاللہ بولنا پڑا۔۔۔۔

انہوں نے بہت سے خوبصورت لڑکیاں اس ہوٹل میں آتی جاتی دیکھی تھی شاید علیزہ سے بھی زیادہ خوبصورت مگر انہوں نے کسی بھی لڑکی میں سادگی نہیں دیکھی تھی جو سادگی علیزہ میں تھی وہ بالکل سادہ سی ڈیسنٹ سی لڑکی تھی۔۔۔

مگر وہ بے تحاشہ خوبصورت بھی تھی یہی وجہ تھی کہ ان تینوں لڑکیوں کو یہ سمپل لڑکی بہت خوبصورت لگ رہی تھی بظاہر تو وہ بہت انورسنٹ تھی مگر وہ

ایک اچھے خاصے ہینڈسم اور امیر شخص کی بیوی تھی یہ بات ان کے لیے تعجب بن رہی تھی۔۔۔۔۔

انہیں بہت رشک آرہا تھا کہ وہ اتنے خوددار اور بزنس مین ایک کامیاب شخص کی بیوی ہے۔۔۔۔۔

بیوٹی فل آپ بہت خوبصورت لگ رہی ہیں سر آپ کو بہت زیادہ پسند کریں گے۔۔۔۔

وہ لڑکی علیزہ کے چہرے کی جانب دیکھتی مسکراتے ہوئے بولی اس نے دل کھول کر تعریف کی تھی۔۔۔۔

جب کہ مکزم کے نام پر وہ شرمائی تھی جتنا وہ تیار ہوئے بیٹھی اتنی پیاری لگ رہی تھی اس سب کے آگے پسند لفظ تو بہت چھوٹا ہے۔۔۔۔

مکزم کے چودہ طبق روشن ہونے والے تھے اور اس بات سے علیزہ پہلے سے ہی واقف ہو چکی تھی۔۔۔۔۔

کیونکہ وہ جانتی تھی کہ مکزم کو سجنا سورنا کتنا پسند ہے اسے زیادہ ہیوی میک اپ نہیں پسند مگر اسے علیزہ کا ہلکا پھلکا سج کر اس کے لیے بیٹھنا ہمیشہ سے جان لیوا ثابت ہوتا تھا مگر آج جو اس کا روپ سب سے منفرد تھا ضرور مکزم کے حواس بساختہ کرنے والا تھا

علیزہ کو تیار کرنے کے بعد وہ لڑکیاں وہاں سے جا چکی تھی جب کہ علیزہ وہی پر بیٹھی مکزم کے آنے کا انتظار کر رہی تھی جسے گئے ہوئے تقریباً ایک گھنٹے سے زیادہ وقت ہو گزر چکا تھا۔۔۔۔

○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○

مکزم تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا اپنے کمرے کی جانب آ رہا تھا کیونکہ اپنے کام کا چکر میں وہ کافی لیٹ ہو چکا تھا اسے اندازہ تھا کہ اس کی بیوی اس کا انتظار کر رہی ہوگی اور شاید وہ اس کے لیے پریشان بھی ہو رہی ہو گئی۔۔۔۔

جیسے ہی کمرے کا دروازہ کھلا تو علیزہ فوراً الرٹ ہو کر بیٹھی اور اپنا چہرہ دوسری جانب کر لیا فی الحال مکزم کا انتظار کرتے کرتے اسے کافی دیر گزر چکی تھی اور اب تو اسے مکزم پر غصہ آرہا تھا۔۔۔

مگر ساتھ ہی ساتھ رونا بھی آ رہا تھا لیکن جیسے ہی اسے محسوس ہوا کہ مکزم کمرے میں داخل ہو رہا ہے وہ فوراً ناراضگی کا اظہار کرتے چہرہ موڑ کر بیٹھ گئی۔۔۔

مکزم کمرے میں داخل ہوا تو اس کی نظر بالکل سامنے صوفے پر بیٹھے علیزہ پر پڑی جس کی مکزم کی طرف پشت تھی۔۔۔۔

کمرے میں داخل ہوتے اس نے ایک گہرا سانس لیا اور کمرے کا دروازہ بند کرتے علیزہ کی جانب قدم بڑھائے۔۔۔

وہ علیزہ کی پشت دیکھ کر اندازہ لگا سکتا تھا کہ وہ بہت خوبصورت لگ رہی ہوگی کیونکہ اس کے لمبے کمر سے بھی نیچے آتے کالے گھنے سلکی بال کمر پر بکھرے ہوئے تھے اور کمر سے لے کر پیروں کو چھوتا ڈریس اس کی پشت سے دکھائی

دے رہا تھا جبکہ اس کے چہرے والا رخ دوسری جانب تھا یہی وجہ تھی کہ مکزم صرف اس کی پشت دیکھ پا رہا تھا۔۔۔۔

اہمم اہمم۔۔۔۔مکزم نے گلا صاف کرتے ہوئے اسے اپنی جانب متوجہ کرنے کی کوشش کی مگر وہ بھی پکی ہوئے بیٹھی تھی اس نے بھی مکزم کی طرف پلٹ کر نہیں دیکھا۔۔۔

بیٹا مکزم تم تو آج گئے۔۔۔۔۔

مکزم نے بڑبڑاتے اپنے کوٹ کے بٹن کھولتے ہوئے اپنا کوٹ صوفے پر پھینکا اور علیزہ کے جانب بڑھا جبکہ اپنی جانب بڑھتے مکزم کے قدموں کے آہٹ سن کر وہ مزید اپنی جگہ پر جم چکی تھی جیسے نہ ہلنے کی قسم کھا رکھی ہو یقیناً مکزم کو اب اس کی سخت ناراضگی کا سامنا کرنا پڑنا تھا

○○○○○○○○○○○○○○○

مکزم نے علیزہ کے ساتھ ہی بیٹھتے ہوئے اسکی پشت سے اسے اپنے حصار میں لیا جبکہ مکزم کی ایسی حرکت پر علیزہ بوکھلاہٹ کا شکار ہوئی تھی۔۔۔۔

بیگم کیوں ناراض ہیں۔۔۔مکزم اپنے ٹھوڑی اس کے کندھے پر ٹکاتا مسکراتے ہوئے بولا مگر علیزہ نے کوئی جواب نا دیا بلکہ ویسے ہی منہ بنا کامر بیٹھی رہی۔۔۔

جانِ میر۔۔۔۔مکزم نے اسے بہت محبت سے پکارا۔۔

مجھے آپ سے کوئی بات نہیں کرنی پیچھے ہٹیں۔۔وہ بھرپور ناراض ہے کا مظاہرہ کرتے ہوئے سو فیصد اٹھی مگر اس کا گھر ہوتے ہی مقزم دوبارہ سے کھینچ کے واپس بٹھا چکا تھا

ٹھیک ہے بات مت کرو بات کرنے کے لیے وقت بھی نہیں ہے بس وجہ بتا دو کہ ناراض کیوں ہو۔۔۔

مکزم جانتا تھا مگر جان بوجھ کر بار بار ایک ہی بات کا ذکر کر رہا تھا۔۔۔

آپ کو تو جیسے پتہ نہیں نا میں کیوں ناراض ہوں علیزہ طنزیہ انداز میں بولی۔۔

کیوں ناراض ہو۔۔۔؟؟ مکزم معصوم سی شکل بنا کر اس کا رخ اپنی جانب کرتے ہوئے بولا مگر وہ جھٹکے سے صوفے سے اٹھ کر مکزم سے دور ہوئی۔۔۔

کیونکہ میرا دماغ خراب ہے اس لیے۔۔۔۔علیزہ مکزم کے سامنے کھڑی ہوتی دونوں ہاتھ کمر پر ٹکاتے غصے سے اسے گھورتے ہوئے بولی۔۔۔

جبکہ مکزم تو اسے دیکھتے ہی مبہوت ہو کر رہ گیا تھا۔۔۔

وہ مکزم کے بھیجے گئے سرخ رنگ کے پاؤں کو چھوتے باربی فراک میں بالوں کو کھلا چھوڑے ہوئے تھی جبکہ کالے سلکی گھنے بالوں میں کرل ڈالے چہرے پر ہلکا سا میک اپ تھا

اس نے ہلکی پھلکی بن ڈائمنڈ کی جیولری اوپر کی ہوئی تھی اور اوپر سے سونے پر سہاگہ کہ وہ بغیر کسی شال اور دوپٹے کے اس کے سامنے کھڑی تھی وہ بھی بے حد غصے میں جس کی وجہ سے وہ اور زیادہ خوبصورت لگ رہی تھی۔۔۔۔

علیزہ کو میزم کی گہری نظریں اپنے وجود کے آر پار ہوتے ہوئی محسوس ہو رہی تھی اب اس کی دھڑکنوں نے رفتار پکڑی تھی۔۔۔

مکزم اپنے سامنے کھڑی آگ بگولا ہوتی اپنی بیوی کا بھرپور جائزہ لے رہا تھا جس کا چہرہ غصے کی وجہ سے سرخ پڑ رہا تھا وہ بہت شدید غصے میں تھی شاید مکزم اسے کچھ زیادہ ہی ناراض کر بیٹھا تھا۔۔۔۔

مکزم کو خود کی طرف یک ٹک دیکھتے پا کر علیزہ نے اپنا رخ پھیرنا چاہا مگر اس سے پہلے ہی مکزم اس کی کلائی کو اپنی آہنگی گرفت میں لیتا اپنی طرف کھینچ چکا تھا جس سے وہ نہ سنبھلتی سیدھا اس کی گود میں آ گری تھی۔۔۔۔

بس ایک ضروری کام میں پھنس گیا تھا ورنہ کون کافر اپنی اتنی حسین بیوی کو اکیلا چھوڑ کر کہیں جاتا ہے وہ بھی سپیشلی اپنے ہنی مون پر۔۔۔۔۔

مکزم اس کی صراحی دار گردن پر ہونٹ مس کرتے ہوئے بولا۔۔۔۔

بس کریں آپ ایک گھنٹے کا بول کر گئے تھے تین گھنٹوں بعد آ رہے ہیں اور یہاں آپ کو ایسا کون سا ضروری کام ہے جو آپ نپٹانے گئے تھے۔۔۔

وہ ماتھے پر بل ڈالتی عجیب سا منہ بناتے ہوئے بولی۔۔۔

میری جان ایک بہت ضروری کام تھا بس تم یہ سمجھ لو کہ تمہارا شوہر دنیا کے کسی بھی کونے میں چلا جائے تو بھی اس کے کام نہیں ختم ہوں گے مکزم اس کے گلابی گال کو بائیں ہاتھ کی پشت سے سہلاتے ہوئے بولا۔۔۔

تو آپ اپنے کام ہی نپٹائیں ٹھیک ہے۔۔۔۔وہ خفگی سے بولتی دوبارہ اٹھنے لگی۔۔۔

وہ تو میں نپٹا چکا ہوں اب اپنی بیوی سے نپٹنا ہے۔۔۔۔مکزم اسے کھینچتے اپنے سینے میں بھینچتے ہوئے بولا۔۔۔

میر ہٹیں پیچھے مجھے آپ سے بات نہیں کرنی۔۔۔علیزہ اس کا لمس اپنے گال پر محسوس کرتی اس کے بالوں میں اپنی انگلیاں آراستی ناراضگی بھرے انداز میں بولی۔۔۔

مکزم نے چہرہ اٹھا کر علیزہ کی بھوری آنکھوں میں دیکھا

واہ کیا ناراضگی تھی ناراض بھی ہو رہی تھی اور خود سے دور بھی نہیں کر رہی تھی اس ادا پر کون قربان نا جاتا۔۔۔

ایک تو اتنا پیارا تیار ہو کر ناراض ہو کر بیٹھ گئی ہو یہ تو نا انصافی ہے جان۔۔۔
مکزم اسے ایک نظر سر تا پیر دیکھتے دلکشی سے مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔۔

اچھا ویسے یہ ناراض ہونے کا وقت نہیں تم ایسا کرو اپنی ناراضگی تھوڑی دیر کے لیے ڈلے کر دو اور ابھی میرے کپڑے نکالو کیونکہ وقت بہت کم ہے میں تمہیں بعد میں مناؤں گا وہ بھی اپنے انداز میں۔۔۔۔

مکزم بے باکی سے اس کے لبوں کو ہلکا سے چھوتے آنکھ ونگ کرتا زو معنی انداز میں بولا۔۔۔

علیزہ کے گال دہک اٹھے تھے چہرے پر شرم و حیا لالی بکھری تھی۔۔۔

مکزم نے نرمی سے علیزہ کو خود سے الگ کیا اور فریش ہونے کے لیے اٹھ کھڑا ہوا جبکہ علیزہ بھی بالکل خاموش رہی کیونکہ مکزم کے انداز سے لگ رہا تھا کہ واقعی وہ لیٹ ہو چکا ہے۔۔۔

ویسے تو مکزم کے نزدیک آتے ہی اس کی ناراضگی کہیں دور جا سوئی تھی مگر وہ پھر بھی ناراضگی ظاہر کر رہی تھی اور اسے سب سے زیادہ اس سرپرائز کو دیکھنے کے ایکسائیڈمنٹ تھی جو اس کے لیے مکزم نے تیار کر رکھا تھا۔۔۔

اس نے جلدی سے مکزم کے کپڑے نکالے اور وہیں بیٹھ کر مکزم کے باہر آنے کا انتظار کرنے لگی جو اگلے دس منٹ بعد ہی فریش ہو کر باہر آ چکا تھا اس نے جلدی سے تیار ہو کر اپنا کچھ ضروری سامان پکڑا اور علیزہ کو ساتھ لیے وہاں سے نکل آیا

اس وقت رات کے سائے ہر طرف ڈھل چکے تھے ویسے بھی اب رات کے 11 بج رہے تھے اور مطلوبہ جگہ پر پہنچتے پہنچتے بھی کچھ وقت لگنا تھا کم سے کم ان کا جلدی نکلنا بنتا تھا مگر اس جلدی کے چکر میں بھی وہ بہت لیٹ ہو چکا تھے۔۔۔۔

شاید ہی ممکن تھا کہ وہ 12 بجے تک وہاں پر پہنچ پاتے مگر مکزم کی پوری کوشش تھی کہ وہ جلدی سے وہاں پہنچ جائے۔۔۔۔

ooooooooooooooo

ڈیمن پتہ چل چکا ہے کہ وہ کون ہے میڈیا میں ہر طرف یہ بات پھیل چکی ہے ایلیا سربراہی کرسی پر بیٹھے ڈیمن کی طرف دیکھتی ہوئی بولی۔۔۔

کون ہے وہ۔۔۔۔؟؟؟ ڈیمن کی سرد آواز مشین روم میں گونجی۔۔۔۔

"جوئنسن" وہ فرار ہے اور اس وقت اپنی پہچان بدلے کسی پاکستان سے آئے کپل کے پاس ڈرائیو کی جاب کر رہا ہے۔

جواب رائز کی طرف سے آیا تھا

اس کے پاس انفارمیشن ہے وہ واحد گواہ ہے اس کی موت کا اور اس کے پاس ہمارا کچھ گارڈز کی تصویریں بھی ہیں جو ہمارے لیے خطرناک ثابت ہو سکتی ہیں اگر اس نے کورٹ میں یا پولیس اسٹیشن جا کر گواہی دے دی اور وہ سب ان کے حوالے کر دیا تو۔۔۔۔

It will end today its game over۔۔۔۔

رائز کی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی ڈیمن کی خرٹ اور سرد آواز وہاں پر گونجی۔۔۔

اوکے لیٹس گو آئی ویل ریڈی۔۔۔۔ایلیا اور رائز اپنی جگہ سے اٹھ کر ڈیمن کو ایک نظر دیکھتے ہوئے بولے اور پھر باہر کی جانب قدم بڑھائے۔۔۔۔

اب انہیں اس مقام تک پہنچنا تھا جہاں کا وہ پلان بنا چکے تھے اور آج اس شخص کا آخری دن تھا اس دینا میں وہ ڈیمن کی گینگ سے الجھ کر اپنی موت کو دعوت خود دے چکا تھا۔۔۔

ooooooooooooooo

مکزم کی گاڑی ایک سنسان سی جگہ پر آ کر رکی تھی مگر اس کے آگے ہی خوبصورتی سے اندر جانے کا راستہ بنایا گیا تھا شاید اندر کوئی ہوٹل تھا نہ پھر کوئی ریسٹورنٹ چونکہ وہاں کی ڈیکوریشن سے ایسے ہی لگتا تھا کہ اندر ضرور کوئی ریسٹورنٹ یا ہوٹل موجود ہوگا۔۔۔

ڈرائیور کے گاڑی روکتے ہی مکزم دروازہ کھولتے ہوئے باہر نکلا اور گھوم کر دوسری طرف آیا تب تک علیزہ دروازہ کھول چکی تھی۔۔۔

مکزم نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا تو علیزہ نے اپنا نازک ہاتھ اس کی چوڑی ہتھیلی میں رکھ دیا جسے مضبوطی سے تھامتے اس نے بہت اختیاط سے اسے گاڑی سے باہر نکالا کیونکہ اس کا ڈریس کافی بھاری تھا وہ گر بھی سکتی تھی

اور اب وہ بالکل مکزم کے ساتھ کھڑی تھی۔۔۔

علیزہ نے خود کو ایک بری سی شال میں کور کر رکھا تھا کیونکہ شال کے بغیر تو وہ باہر آنے کا تصور بھی نہیں کر سکتی تھی

مکزم نے اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے اندر کی جانب قدم بڑھائے جہاں قدم بقدم چلتے ہوئے علیزہ کی آنکھیں مزید پھیلتی جا رہی تھی کیونکہ وہ گزرنے والا راستہ ہی بہت خوبصورتی سے ڈیزائن کیا گیا تھا پھولوں کی چھت بنائی گئی تھی جس پر سبز بیلیں بنی ہوئی تھی اور اس پر رنگ برنگی لائٹنگ بھی کی گئی تھی جبکہ قطار میں چلنے والے راستے پر خوبصورت سرخ رنگ کا کلین بچھا ہوا تھا۔۔۔

وہ پوری آنکھیں کھولے اس راستے کو دیکھ رہی تھی جو اسے کسی خواب سے کم تو ہرگز نہیں لگ رہا تھا۔۔۔

وہ کسی ٹرانس کی کیفیت میں سب کچھ دیکھ رہی تھی ہوش کی دنیا میں تو وہ تب واپس آئی جب اس نے اپنے قدم زمین سے اٹھتے ہوئے ہوا میں محسوس کیے

۔۔

آہ میر یہ آپ کیا کر رہے ہیں علیزہ گرنے کے ڈر سے مکزم کی گردن میں دونوں بازو سختی سے حائل کرتی اس جی طرح دیکھتی ہوئی بولی جو اسے اپنے بازوؤں میں اٹھا چکا تھا۔

ابھی تو میں نے کچھ نہیں کیا میری جان مکزم ایک آنکھ دباتا شوخی بھرے انداز میں بولا۔

مکزم نے اندر پہلا قدم رکھا جب ان دونوں پر اچانک پھولوں کی برسات ہونے لگی جسے دیکھ کر علیزہ شاکڈ رہ گئی

کیسا لگا مسز مکزم میر احمد مکزم اسے یوں ہی گود میں اٹھائے گول گول گھومتے ہوئے بولا جس پر علیزہ زور سے کھلکھلائی۔۔۔

ہاہاہاہاہا یہ بہت پیارا ہے اٹس بیوٹیفل علیزہ کھلکھلاتے ہوئے بولی تو مکزم بھی دل کھول کر مسکرایا

علیزہ کے اوپر گرے سرخ پھول اس کے دامن میں ہی جمع ہو چکے تھے جسے نا مکزم نے ہٹایا تھا اور نا ہی علیزہ نے۔۔۔

مکزم وہاں سے آگے بڑھا اب آگے ایک سمندر تھا اور سمندر کے کنارے ایک ٹیبل اور دو کرسیاں سجائی گئی تھی۔۔۔

ٹیبل پر دو کینڈلز پڑی ہوئی تھی اور کچھ پھول کے گلدستے جب کہ آس پاس کو بہت خوبصورت سے سجایا گیا تھا۔۔۔

ٹیبل کے گرد کا زیادہ تر حصہ پھولوں سے سجایا گی تھا جب کہ زمین پر جگہ جگہ چھوٹی فیری لائٹس لگائی گئی تھی جو الگ ہی منظر پیش کر رہی تھی۔۔۔

مکزم نے علیزہ کو نرمی سے نیچے اتارا جس پر اس کی گود میں جمع ہوئے سارے پھول زمین پر گرے تھے۔۔

علیزہ اپنا مکمل رخ سمندر کی جانب کیے اس خوبصورت نظارے کو دیکھ رہی تھی۔۔۔

ہیپی انیورسری میری جان۔۔۔۔۔

مکزم علیزہ کی جانب جھکتے سرگوشی نما آواز میں بولا تو علیزہ نے جھٹکے سے رخ موڑ کر مکزم کی طرف دیکھا اور یہی وہ عالم تھا جب ان کے ارد گرد آتش بازی شروع ہوئی۔۔۔

ان کے کچھ فاصلے پر ہی رکھے انار اس جگہ کو روشن کیے چل رہے تھے جبکہ آسمان پر خوبصورت سے رنگین نظارے دیکھنے کو میسر تھے یہ سب کچھ بہت خوبصورت تھا اتنا خوبصورت کہ دیکھنے والا اپنی نظریں نہیں ہٹا سکتا تھا۔۔۔۔

علیزہ مکزم کے چہرے سے نظریں ہٹائے چاروں طرف دیکھ رہی تھی وہ ایک ایک منظر کو اپنے دل میں اتار رہی تھی۔۔۔

علیزہ کی نظریں آسمان سے ہوتی ہوئی مکزم کے چہرے پر آن ٹھہری جو دلکشی سے مسکراتے ہوئے صرف اسے ہی دیکھے جا رہا تھا وہ اسے اس طرح دیکھ رہا تھا جیسے اس کے پاس دنیا میں دیکھنے کے لیے کوئی اور چیز میسر نہ ہو۔۔۔

وہ بری حسرت سے علیزہ کو دیکھ رہا تھا اس کی نگاہوں میں محبت ہی محبت تھی ہزاروں ارمان ہزاروں خواہشات لیے وہ سرشاری سے اپنی بیوی کو دیکھ رہا تھا۔۔۔

اس لمحے علیزہ کو سمجھ نہیں آئی کہ وہ کس منظر کو دیکھے وہ فرق نہیں کر پائی تھی کہ آس پاس چلتا دلکش منظر زیادہ خوبصورت ہے یا پھر اس کے سامنے کھڑا اس کا شوہر جس کا چہرہ چاند کی ہلکی روشنی میں نور کی طرح دہک رہا تھا ۔۔۔۔۔۔

....

وہ جو ہم میں تم میں قرار تھا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

وہ یعنی وعدہ نباہ کا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو۔۔۔۔

وہ جو لطف مجھ پہ تھے بیشتر وہ کرم کہ تھا میرے حال پر

مجھے سب ہے یاد ذرا ذرا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو۔۔۔

وہ نئے گلے وہ شکایتیں وہ مزے مزے کی حکایتیں

وہ ہر ایک بات پہ روٹھنا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو۔۔۔

کبھی بیٹھے سب میں جو روبرو تو اشارتوں ہی سے گفتگو

وہ بیان شوق کا برملا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو۔۔۔

ہوئے اتفاق سے گر بہم تو وفا جتانے کو دم بہ دم

گلۂ ملامت اقربا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو۔۔۔۔

کوئی بات ایسی اگر ہوئی کہ تمہارے جی کو بری لگی

تو بیاں سے پہلے ہی بھولنا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو۔۔۔

کبھی ہم میں تم میں بھی چاہ تھی کبھی ہم سے تم سے بھی راہ تھی

کبھی ہم بھی تم بھی تھے آشنا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو۔۔۔

سنو ذکر ہے کئی سال کا کہ کیا اک آپ نے وعدہ تھا

سو نباہنے کا تو ذکر کیا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو۔۔۔۔۔

کہا میں نے بات وہ کوٹھے کی میرے دل سے صاف اتر گئی

تو کہا کہ جانے میری بلا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو۔۔۔۔۔

وہ بگڑنا وصل کی رات کا وہ نہ ماننا کسی بات کا

وہ نہیں نہیں کی ہر آن ادا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو۔۔۔۔

جسے آپ گنتے تھے آشنا جسے آپ کہتے تھے با وفا

میں وہی ہوں مومنؔ مبتلا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو۔۔۔۔

❤□❤❤□❤□❤□❤□❤□❤□❤□❤□❤□❤□
□❤□❤□❤□❤□❤□

مکزم علیزہ کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں تھامتا اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا رہا تھا جبکہ علیزہ مکزم کی سحر انگیز نگاہوں میں قید ہوتی اس کے لفظوں کی باریکی کو سمجھے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔۔

میری زندگی میں آنے کا بہت شکریہ میری جان مجھے تمہارے ساتھ اپنی زندگی کے ایسے بہت سے سال گزارنے ہیں

ایک زندگی ہے جو گزارنی ہے ایک وصل ہے جو ختم نہیں ہوتا۔۔۔۔

تمہاری قربت میں ہوش یہ کہاں رہتا ہے ایک اپنا من ہے جو بے قرار رہتا ہے۔۔۔۔

مکزم نے بولتے ہوئے شدت سے اس کی پیشانی پر لب رکھے تھے جب کہ وہ اس کی قربت میں کھوتی چلی جا رہی تھی۔۔۔

مجھے ویش نہیں کرو گی۔۔۔۔؟؟؟ مکزم علیزہ کے پنک لپسٹک سے سجے ہونٹوں پر نظریں جماتے ہوئے بولا۔۔۔

علیزہ ہلکا سا مسکرائی اور اپنا ایک ہاتھ اس کے ہاتھ سے نکال کے اس کے گال پر رکھا اور اپنی ایڑھیا اٹھاتے ہوئے اس کے دوسرے گال پر لب رکھے۔۔۔

ہیپی انیورسری مائی ہبی۔۔۔علیزہ اس کی دوسرے گال پر بھی لب رکھتی ہوئی بولی جبکہ اسکے اتنے خوبصورت انداز پر مکزم دل کھول کر مسکرایا۔۔۔

اونہہ بیگم آپ کو تو ویش کرنا ہی نہیں کرنا آتا۔۔۔

مکزم نفی میں سر ہلاتا اس کی کمر پر گرفت سخت کرتا اپنی جانب کھینچتے ہوئے بولا اور بغیر اسے ایک لمحے کی بھی مہلت دیے اس کے لبوں پر جھکا۔۔

اور پورے استحاق سے اس کے لبوں کا جام پینے لگا۔۔

علیزہ مزاحمت کیے بغیر اس کی گردن میں اپنے دونوں بازو حائل کرتی اپنا آپ مکمل طور پر مکزم کے سپرد کر گئی۔۔۔

اور آنکھیں بند کرتے اس کا لمس اپنی نازک جان پر برداشت کرنے لگی کیونکہ مکزم کے لمس میں شدت تھی اور وہ کہاں برداشت کر پاتی تھی اس کی شدت اس کی شدت برداشت کرنے کے لیے بھی اسے مکزم کی ضرورت تھی جسے وہ

اس وقت مضبوطی سے تھامے ہوئے تھی اگر مکزم کا سہارا نہ ہوتا تو اس وقت وہ زمین بوس ہو چکی ہوتی

ایک لمبے وقت کے بعد مکزم نرمی سے اس سے الگ ہوا اور بغور اس کے چہرے کو دیکھنے لگا جس کا حال مکمل طور پر برا کر چکا تھا

وہ لمبے لمبے سانس لیتی ہلکان ہوتے ہوئے اس کے کندھے سے ہی سر ٹکا گئی تھی اس نے کوئی مزاحمت نہیں کی تھی اور اسی بات کا مکزم نے بھرپور فائدہ اٹھایا تھا

You are my heartbeat------

مکزم آہستہ سے بولتے اس کی گرد لپٹی اس کے شال کو اتار چکا تھا

میر----علیزہ نے گھبرا کر مکزم کی طرف دیکھا----

فکر مت کرو یہاں پر تمہارے اور میرے علاوہ کوئی موجود نہیں ہے اور نہ ہی کسی میں اتنی ہمت ہے کہ کوئی مکزم میر احمد کی بیوی کو نظر اٹھا کر دیکھے----

مکزم اس کے گھبرانے کی وجہ جانتا تھا اس لیے اسے تسلی دیتا کرسی گھسیٹ کر اسے بیٹھانے لگا

اور تب تک دو سے تین لڑکیاں وہاں پر کھانے کی کچھ ڈشز لائی تھی جو انہوں سے ٹیبل پر سجائی تھی۔۔۔

یہ شال لے جاؤ اور ہماری گاڑی میں رکھوا دینا۔۔۔مکزم وہ شام اس لڑکی کی جانب بڑھاتے ہوئے بولا۔۔۔۔

تو اس لڑکی نے وہ شال تھام لی اور پھر وہاں سے چلی گئی جبکہ ان کے جاتے ہی مکزم علیزہ کے سامنے والی کرسی گھسیٹ کر اس کے مقابل کرتا بالکل اس کے ساتھ جڑ کر بیٹھ گیا۔۔۔

oooooooooooooooooooo

ڈنر کرنے کے بعد مکزم اور علیزہ سمندر کے کنارے پر بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔

علیزہ کی نظریں سامنے چمکتے چاند پر تھی جو اپنی پوری آب و تاب سے چمک رہا تھا اور ساتھ ساتھ وہ بغیر رکے مکزم سے باتیں کر رہی تھی جب کہ ہلکی روشنی میں چمکتے چاند کے نیچے بیٹھا مکزم دلکش مسکراہٹ لیے اسے دیکھ رہا تھا اور صرف اسے سن رہا تھا۔۔۔

جب ہمارے بچے چلنے لگیں گے تب ہم انہیں ساتھ لے کر اسی جگہ پر آئیں گے تب تک افراح کا بےبی بھی آ جائے گا پھر ہم افراح اور جہانزیب بھائی کے ساتھ ہی ادھر آئیں گے اور ہم ہیپی فیملی کی طرح یہاں پر پکنک منائیں گے۔۔۔

علیزہ مکزم کی طرف دیکھتے ہوئے اپنے اگلے ارادوں سے اسے آگاہ کرنے لگی جبکہ مکزم کو اس کا یہ آئیڈیا کچھ برا نہیں لگا تھا۔۔۔

بہت اچھا آئیڈیا ہے بیگم مگر تمہیں نہیں لگتا کہ ہمارے بچے ہمہیں یہاں ڈسٹرب کریں گے یو نو ایسی جگہ رومانس کے لیے ہوتی ہے بچوں کے ساتھ پکنک کے لیے نہیں۔۔۔۔

مکزم علیزہ کی جانب دیکھتا شرارت بھرے انداز میں بولا

بس کریں آپ کو ہر ٹائم رومانس کی ہی پڑی رہتی ہے علیزہ اس کے بازو پر ہلکی سی چپیت لگاتی اسے گھوری سے نوازتے ہوئے بولی۔۔۔۔

بیگم آج کل اپ زیادہ ہی نہیں گھور رہی مجھے آئی مین آپ کچھ زیادہ آنکھیں دکھا رہی ہیں مکزم نے شکوہ کیا

ہاں تو آپ ایسی حرکتیں مت کریں جس پر مجھے آپ گھورنا پڑے علیزہ کندھے آچکاتی بے نیازی سے بولی جیسے سارے غلطی مکزم کی ہو۔۔۔

ابھی تو میری حرکتیں دیکھے کہاں ہیں آپ نے ابھی تو میں نے آپ کو اپنی حرکتوں سے واقف کروانا ہے بیگم۔۔۔

مکزم اس کے سفید دودھیا پاؤں کو اپنی انگلیوں کے پوروں سے چھوتے ہوئے بولا جبکہ اس کی گرم انگلیوں کا لمس اپنے پیر پر محسوس کرتے علیزہ کے وجود میں کپکپی طاری ہوئی تھی۔۔۔

یہ آپ کیا کر رہے ہیں میر آپ اس طرح میرے پیروں کو ہاتھ مت لگایا کریں مجھے اچھا نہیں لگتا۔۔۔

اسے واقعی میں برا لگا تھا مکزم کا اس کے پیروں کو ہاتھ لگانا۔۔۔

مجھے یہ بہت خوبصورت لگتے ہیں بہت نازک سے ملائم سے دیکھو میرے بچوں کی جنت بھی تو انہیں قدموں تلے ہے اب تو مجھے یہ اور بھی زیادہ پیارے لگتے ہیں مکزم اس کے پیر پر انگلیاں چلاتے اس کے پیر کو چھوتے ہوئے بولا۔۔۔۔

اسے واقعی میں علیزہ کے پاؤں بہت پیارے لگتے تھے اس کے پاؤں نرم و ملائم نازک اور سفید رنگت کے تھے اس کی رنگت اتنی سفید تھی کہ تھوڑی سی مٹی لگنے سے بھی وہ داغدار ہو جاتے تھے اور مکزم کو اس کے صاف ستھرے شفاف پیر ہی پسند تھے۔۔۔

اچھا چھوڑیں آپ نے مجھے گفٹ نہیں دیا۔۔۔علیزہ مکزم کا وہی ہاتھ تھامتے مکزم کی طرف دیکھتی ہوئی بولی جبکہ مکزم نے نہ سمجھی سے علیزہ کی طرف دیکھا۔۔۔

جبکہ اس کے کندھوں پر مکزم کا کوٹ تھا کیونکہ وہاں پر کافی سردی ہو چکی تھی اور اب علیزہ کو بہت سردی لگ رہی تھی وہ مکزم کا کوٹ پہننے کی وجہ علیزہ سردی سے کافی حد تک بچے ہوئی تھی مگر پھر بھی اسے کافی زیادہ سردی محسوس ہو رہی تھی شاید مکزم کا کوٹ اس کی سردی کو کم کرنے کے لیے کافی نہ تھا۔۔۔

کون سا گفٹ....؟؟؟ مکزم بالکل انجان بنا۔۔۔۔

کیا مطلب آپ گفٹ نہیں لے کر آئے ہماری فرسٹ اینیورسری کا آپ نے مجھے گفٹ نہیں دیا علیزہ حیرانی بھی مکزم کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔

میں تو بھول گیا۔۔۔مکزم سر پر ہاتھ رکھتا بہت افسردہ انداز میں بولا جب کہ اس کا ڈرامے پر علیزہ نے برا سا منہ بنایا۔۔۔۔

آپ بہت برے ہیں مجھ سے بات مت کریں۔۔۔وہ بچوں کی طرح منہ بناتی اس کے قریب سے اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔

میری جان تمہارے معاملے میں تو میں واقعی بہت برا ہوں تمہارا گفٹ تو میں نے لیا ہے اور تمہارا اصل گفٹ تمہیں یہاں سے جانے کے بعد ہی ملے گا۔۔۔۔

مکزم کے انداز میں لپٹی باتیں علیزہ کو بہت کچھ باور کروا رہی تھی جسے سمجھتی وہ ایک دم سے سرخ پڑی تھی۔۔۔

نہ میری جان یہاں پر ایسی حرکت مت کرنا ورنہ جو کچھ پک آزادی کے ملے ہیں انہیں بھی قید کر لوں گا۔۔۔۔

مکزم دونوں ہاتھ اپنی کمر کی پشت پر باندھے اس کی جانب جھکتے ہوئے دلکشی سے مسکراتا سرگوشی کرتے ہوئے بولا۔۔۔۔

مم مجھے بہت سردی لگ رہی ہے میری شال۔۔۔۔علیزہ نے بہانہ بناتے ہوئے فوراً بات کو پلٹا۔۔۔

شال کا کیا کرنا ہے چلو ہم ہوٹل واپس چلتے ہیں ویسے بھی کافی وقت ہو چکا ہے۔۔۔۔مکزم نے کچھ سوچتے ہوئے جانے کا فیصلہ کیا کیونکہ رات کے ایک بج رہے تھے۔۔۔

نہیں میر یہاں بہت اچھا فیل ہو رہا ہے بس کچھ دیر اور رکتے ہیں پھر چلیں گے آپ میری شال منگوا لیں یاں خود لے آئیں۔۔۔۔

علیزہ چاروں طرف نظریں دہراتی ہوئے بولی کیونکہ واقعی میں اس کا تھوڑی دیر اور یہاں رکنے کا دل چاہ رہا تھا۔۔

ٹھیک ہے بیگم فی الحال یہاں پر بلائے سرونٹ تو یہاں سے جا چکی ہیں شال لینے مجھے خود ہی جانا پڑے گا۔۔۔

کیا خیال ہے پھر میں جاؤں یا اپنی بیگم کے پاس ہی رکوں۔۔۔۔مکزم اس کے رخسار پر لب رکھتا اجازت طلب نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔۔

اچھا جائیں آپ میری شال اور میرا گفٹ لے کر آئیں میں یہیں پر ہوں علیزہ مسکراتی اس کے سینے پر دونوں ہاتھ رکھے اسے پیچھے کرتے ہوئے بولی۔۔۔

اوکے میں بس ابھی آیا۔۔۔۔مکزم اس کی چھوٹی سی ناک دباتا پیچھے ہٹا اور وہاں سے علیزہ کے شال لینے کے لیے باہر کے جانب بڑھا۔۔۔۔

جب کہ علیزہ مکزم کو جاتا ہوا دیکھ رہی تھی جب تک مکزم اس کی نظروں سے اوجھل نہیں ہو گیا وہ اسے یوں ہی دیکھتی رہی اور جیسے ہی مکزم وہاں سے چلا گیا اس نے ایک گہرا سانس لیتے ہوئے اپنا رخ سمندر کی جانب کیا اور مزید قدم سمندر کی طرف بڑھائے۔۔۔

○○○○○○○○○○○○○○○○○

یہاں جانا ٹھیک نہیں آئی تھنک یہاں کوئی کپل ہے اگر کسی نے ہمیں دیکھ لیا تو مسئلہ ہو گا۔۔۔۔

سمندر کے دوسرے طرف سے داخل ہوتے ڈیمن رائز اور ایلیا سمندر کے کچھ فاصلے پر چمکتی لائٹنگ کو دیکھتے ہوئے رکے۔۔۔۔

مجھے بھی لگتا ہے کہ ہمارا وہاں جانا ٹھیک نہیں رائز نے بھی اپنی رائے پیش کی جبکہ ڈائمن خاموشی سے انہیں دیکھ رہا تھا مگر اس کی نظر بہت فاصلے پر چمکتی اس لائٹنگ پر تھی جس کا وہ بغور جائزہ کر رہا تھا۔۔۔۔

وہاں پر کوئی بھی موجود نہیں ہے چلو۔۔۔۔ڈیمن مضبوط لہجے میں بولتا ہوا بھاری قدم آگے کی جانب اٹھانے لگا کیونکہ اس نے بہت باریک نظر سے اس جگہ کو جانچا تھا مگر اسے وہاں کوئی بھی دکھائی نہیں دیا تھا۔۔۔۔۔

ڈیمن ایلیا اور رائز اپنے مطلوبہ کاسٹیوم میں موجود تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے سمندر کی جانب بڑھ رہے تھے ان کی اطلاع کے مطابق جوئنسن اسی جگہ پر چھپا تھا وہ یہی پر موجود تھا۔۔۔۔

ڈیمن کی سرخ نگاہیں کے سامنے کی طرف تھی اور قدم بہت بھاری اور لمبے لمبے ڈھک تھے وہ بغیر رکے آگے بڑھ رہا تھا جب کہ اس جگہ کے قریب پہنچتے ہی کچھ فاصلے پر رائز اور ایلیا وہیں پر رک چکے تھے کیونکہ انہیں پہلے ہی ڈیمن ہدایت کر چکا تھا لوگوں کی بھیر میں ان کو دیکھ کر لوگوں کو شک ہو سکتا ہے اس لیے کسی کا کچھ فاصلے پر رہنا زیادہ ضروری ہے۔۔۔۔

ڈیمن اپنی حفاظت کرنا جانتا تھا وہ تو ہزاروں کی تعداد میں لوگوں کی نظروں سے غائب ہو سکتا تھا یہاں تو پھر بھی کوئی شخص دکھائی نہیں دے رہا تھا اس لیے رائز اور ایلیا بھی اس کی جانب سے بے فکر ہوتے وہیں پر الرٹ ہو کر کھڑے تھے۔۔۔۔

ڈیمن تیز تیز قدم اٹھاتا آگے کی جانب بڑھ رہا تھا اس کی پہلی نظر ڈیکوریٹ ہوئے ٹیبل اور کرسیوں پر پڑی جہاں کوئی بھی موجود نہیں تھا اور پھر اس کی ہیزل تیز آنکھیں دوسری جانب اٹھی جہاں تھوڑے سے فاصلے پر اسے کسی موجود کا عکس دکھائی دیا۔۔۔۔۔

اس نے اس وجود کو اپنی نظروں میں رکھتے ہوئے اس کی جانب قدم اٹھائے مگر چند قدم اٹھانے کے بعد ہی اس کے قدم وہیں پر رک گئے اب اس کی نظریں سامنے چلتے منظر پر تھی اور قدم وہاں کی ٹھنڈی ریت پر جم چکے تھے۔۔۔۔

بالکل سامنے ایک سرخ رنگ کے خوبصورت جوڑے میں ملبوس ایک لڑکی اپنا رخ سمندر کی جانب کیے کھڑی تھی۔۔۔

ٹھنڈی ہوا کے جھونکے سے اس کے لمبے کمر سے بھی نیچے آتے بال ہوا میں اڑ رہے تھے اس وقت اس نے اپنے پیروں میں کچھ بھی نہیں پہنا ہوا تھا سمندر کی لہریں اس کے پیروں کو چھو کر واپس جا رہی تھی اور وہ مسکراتے ہوئے چاند کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔۔

اس کے چہرے کا ایک رخ ڈیمن کی جانب تھا ایک سیکنڈ کے ہزاروں حصوں میں اس کے دماغ نے کام کرنا شروع کیا تھا اسے محسوس ہوا جیسے اس نے اس لڑکی کو پہلے کہیں دیکھا ہے۔۔۔۔۔

اور پھر ایک لمحے بعد وہ لڑکی پلٹی اب اس کا مکمل رخ ڈیمن کی جانب تھا مگر اس کی نظریں اپنے پیروں کی جانب تھی وہ دونوں ہاتھ اپنے سینے پر باندھے ہلکے قدم اٹھا کر چل رہی تھی۔۔۔۔

اس کا خوبصورت چہرہ چاند کی ہلکی روشنی میں چمک رہا تھا کانوں میں پہنے ڈائمنڈ کے ائیر رنگ اپنی علیحدہ چمک بیاں کر رہے تھے جبکہ اس کے سفید دودھیا پیر جو اس ریت پر چھاپ چھوڑ رہے تھے۔۔۔۔

ہوا کے آتے جھونکے سے بار بار اس کے بال اس کے چہرے پر آتے تھے جنہیں وہ اپنی انگلیوں کی مدد سے کان کے پیچھے آراستی تھی اس کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی اور اس سے زیادہ خوبصورت اور دلکش نظارہ ڈیمن نے اپنی زندگی میں آج تک نہیں دیکھا تھا۔۔۔۔

وہ بغیر پلکیں جھپکائے سامنے دیکھ رہا تھا نہ تو اس کے قدم اٹھ رہے تھے اور نہ ہی نظروں کا زاویہ بدلا تھا بلکہ وہ صرف اسی لڑکی کو دیکھ رہا تھا جو نہ جانے کیا

سوچتے ہوئے مسکرا رہی تھی اور آہستہ آہستہ آگے کی جانب قدم بھی اٹھا رہی تھی۔۔۔۔

ڈیمن الرٹ کوئی اس طرف آ رہا ہے گو بیک۔۔۔

ڈیمن کے کان میں لگے بلوٹوتھ میں ایلیا کی آواز گونجی جس سے وہ فوراً ہوش کی دنیا میں واپس لوٹا اس کی آنکھوں میں وہی سرد پن اور خطرناک تاثرات واپس آئے تھے۔۔۔۔

وہ اس لڑکی کو پہچان چکا تھا اس نے فوراً اپنی نظریں پھیری تھی اپنا رخ پلٹتے ہوئے اس نے تیز تیز قدم واپس اٹھائے تھے جہاں سے وہ آیا تھا

اسی جانب واپس جا رہا تھا جبکہ کافی فاصلہ ہونے کے وجہ سے اور کافی اندھیرا ہونے کی وجہ سے علیزہ ڈیمن کو نہیں دیکھ پائی تھی۔۔۔۔۔

یقیناً اگر وہ اسے دیکھ لیتی تو خوف زدہ ہو جاتی شاید وہ اسے پہچان بھی لیتی مگر یہ تو وقت کا چکر تھا اور شاید اتفاق بھی کہ وہ اسے نہیں دیکھ سکتی تھی مگر ڈیمن کی نظروں میں وہ آ چکی تھی ڈیمن اسے دیکھ چکا تھا۔۔۔

oooooooooooooooo

علیزہ نے دور سے ہی مکزم کو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھ لیا تھا اور اب وہ مسکراتے ہوئے مکزم کی طرف دیکھ رہی تھی جو ایک ہاتھ میں اس کی شال اور دوسرے ہاتھ میں کوئی باکس پکڑے اس کی جانب آرہا تھا۔۔۔

بہت ٹھنڈ ہو رہی ہے بیگم میری مانو تو چالتے ہیں۔۔۔مکزم وہ گفٹ باکس علیزہ کے ہاتھ میں تھماتا اس کے گرد اچھے سے شال پھیلاتے ہوئے بولا اس نے اپنا کوٹ علیزہ کے وجود سے نہیں اتارا تھا اور نہ ہی وہ اتارنے کے حق میں تھا۔۔۔

علیزہ کو سردی لگ سکتی تھی جبکہ وہ اتنی ٹھنڈ میں بغیر کوٹ کے بھی رہ سکتا تھا ٹھنڈ تو اسے بھی لگ رہی تھی مگر اتنی زیادہ بھی نہیں کہ وہ اپنی بیوی کے

معاملے میں لاپرواہ ہو کر اپنی پرواہ کرتا مکزم کے لیے تو علیزہ اپنی جان سے بھی بڑھ کر تھی۔۔۔۔

اچھا چلتے ہیں نا ابھی کچھ دیر تک۔۔۔علیزہ بہت لاڈ سے مکزم کی کمر پر دونوں بازو باندھتی اس کے سینے پر سر رکھتی اس کے گلے لگتی ہوئی بولی۔۔۔

کچھ دیر۔۔۔۔۔!!!مکزم نے اس کے بولے الفاظ دہرائے فلحال علیزہ کا یوں گلے آ لگنا اسے بہت اچھا لگا تھا

ہمم بس تھوڑی سی دیر۔۔۔۔۔علیزہ آنکھیں بند کرتی ایک لمبا سانس لیتی مکزم کے وجود سے اٹھنے والی مضبوط مردانہ پرفیوم کی مہک کو اپنی سانسوں میں اتارتے ہوئے بولی۔۔۔۔

ہرگز نہیں بہت ٹھنڈ ہو چکی ہے میں مزید رسک نہیں لے سکتا تمہیں ٹھنڈ لگ جائے گی۔۔۔ مکزم جھک کر اسے اپنے بازوں میں اٹھاتا ٹیبل کی جانب بڑھا۔۔۔

اسے نرمی سے کرسی پر بیٹھا کر مکزم نے علیزہ کے ہاتھ سے وہ گفٹ باکس پکڑا اور خود اس کے قدموں میں ایک گھٹنا زمین پر رکھتے ہوئے بیٹھا۔۔۔

تمہارے لیے مجھے یہ بہتر لگا اور میں نے یہ لے لیا اگر کچھ اور چاہیے ہو تو وہ بھی مانگ لینا میں دلوا دوں گا۔۔۔

مکزم مسکراتے ہوئے اس باکس کو کھولتے ہوئے بولا

جب علیزہ کی نظر اس باکس کے اندر چمکتی سفید رنگ کی دو پازیب پر گئی تو اس کی آنکھیں جمک اٹھی۔۔۔

وہ پازیب بہت خوبصورت تھی مکزم اس کے لیے پازیب لایا تھا مکزم کی پسند کتنی لاجواب تھی یہ تو ان پازیبوں کو دیکھتے ہی معلوم ہو رہا تھا یقیناً وہ پازیب کوئی عام نہیں تھی وہ بہت قیمتی پازیب تھی۔۔۔

مکزم نے مسکراتے ہوئے علیزہ کا ایک پاؤں پکڑ کے اپنے گھٹنے پر رکھا اور فراک کو اس کے ڈھکنوں سے تھوڑا سا اوپر کرتے اس کے پیروں میں پازیب

پہنائی جب کہ اس کے دونوں پاؤں میں چمکتی بازیب بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔۔۔۔

یہ بہت خوبصورت ہے بہت بہت زیادہ۔۔۔۔۔۔

علیزہ اپنے پیروں میں چمکتی دونوں پازیبوں کو دیکھتی پیروں کو دائیں بائیں جھلاتے بے حد خوش ہوتے ہوئے بولی یقیناً اسے وہ تحفہ بہت زیادہ پسند آیا تھا۔۔۔۔۔

چلو اب چلتے ہیں بہت دیر ہو چکی ہے مکرم ہنستے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا اور علیزہ کا ہاتھ تھام کر اسے بھی اٹھایا

اچھا روکیں میں سینڈل تو پہن لوں۔۔۔۔علیزہ نے احتجاج کیا کیونکہ وہ ننگے پیر تھی۔۔۔۔

علیزہ کے بولنے پر مکزم جھکا ایک ہاتھ میں اس کی دونوں سینڈل پکڑی اور فوراً اسے اپنے بازو میں اٹھا لیا جیسے وہ نہ چاہتا ہو کہ علیزہ سینڈل پہن کر چل کر جائے

میر۔۔۔۔علیزہ نے بے اختیار اسے پکارا۔

جی جانِ میر۔۔۔مکزم بھی اسی کے انداز میں بولا۔۔۔

مجھے چاکلیٹ کھانی ہے اور آئس کریم بھی۔۔۔۔علیزہ نے اس کے سینے سے سر ٹکاتے ہوئے ایک نئی ڈیمانڈ کی۔۔۔

چاکلیٹ صبح تمہارے اٹھنے سے پہلے تمہیں اپنے روم میں مل جائیں گی مگر آئس کریم کا نام بھی مت لینا مکزم زرا سنجیدگی سے بولا۔۔۔۔

لیکن میں نے اس دن۔۔۔۔۔اس نے کچھ بولنا چاہا

ہششش لیکن ویکن کچھ نہیں میں نے بول دیا بس بول دیا اتنا نہیں بولتے شوہر کی بات مانتے ہیں۔۔۔۔مکزم نے فوراً اس کی بات کاٹی جس پر وہ چپ ہو گئی۔۔۔

مکزم نے نرمی سے علیزہ کو گاڑی میں لا کر بٹھایا اور خود ڈرائیور کو دیکھنے لگا جو وہاں سے غائب تھا۔۔۔۔

جب وہ پہلے شال لینے آیا تھا تب بھی اسے ڈرائیور نظر نہیں آیا تھا اور ابھی تک وہ واپس نہیں آیا تھا جب کہ اس کا فون بھی مسلسل بن جا رہا تھا۔۔۔

مکزم نے فون نکالتے ہوئے دوبارہ اسے کال ملانی چاہی۔۔۔مگر فون ابھی بھی بند تھا تقریباً دس منٹ انتظار کرنے کے بعد مکزم نے خود ہی گاڑی ڈرائیو کرنے کا فیصلہ کیا کیونکہ وہ مزید انتظار نہیں کر سکتا تھا۔۔۔

اس کا ڈرائیور لاپرواہ ہو سکتا تھا مگر مکزم نہیں اسے اپنے ڈرائیور پر بے تحاشہ غصہ آ رہا تھا مگر وہ اپنے اشتعال پر قابو پاتا خود گاڑی میں بیٹھا

اور علیزہ کو بھی فرنٹ سیٹ پر اپنے مقابل بٹھایا اور اب ان کا رخ ہوٹل کی جانب تھا اور ہوٹل وہاں سے قریب ہی تھا جو مکزم نے پہلے ہی بک کروا لیا تھا۔۔۔۔

○○○○○○○○○○○○○○○○○○○

پلیز مجھے جانے دو میرے ساتھ ایسا مت کرو جوئنس زمین پر گھٹنوں کے بل بیٹھا اپنے سامنے کھڑے ڈیمن کی طرف دیکھتا بلکتے ہوئے اپنی جان کی بھیک مانگ رہا تھا

وہ ثبوت کہاں پر ہے....؟؟ ڈیمن کی خوفناک آواز اس کے کانوں میں پڑی جس سے وہ مزید خوف سے کانپنے لگا۔۔

مم میرے پاس نہیں۔۔۔۔آہ۔۔۔۔اس سے پہلے وہ بات مکمل کرتا ڈیمن کی بندوق سے نکلنے والی گولی اس کی ٹانگ کے آر پار ہوئی تھی۔۔

صرف آخری بار۔۔۔۔وہ ثبوت کہاں ہے ڈیمن نے اسے ایک آخری موقع دیا۔۔۔

پپ پلیز مم مجھے کے مارنا وہ وہ ثبوت ایک چیپ میں ہیں اور وہ چیپ میں نے اس لڑکی کے فون میں فٹ کی ہے

وہ چیپ اس لڑکی کے فون۔۔۔۔۔

ڈیمن کی بندوق سے نکلنے والی گولی اس کے دماغ کے بیچو بیچ لگی تھی جس کی وجہ سے اس کے باقی الفاظ اس کے منہ میں ہی رہ گئے تھے اس کا بے جان ہوتا جسم فوراً زمین بوس ہوا تھا۔۔۔

میں کسی کو دوسرا موقع ہرگز نہیں دیتا ڈیمن سامنے پڑے بے جان وجود کو دیکھتے زہر خندل لہجے میں بولتے ہوئے پیچھے ہٹا۔۔۔

مجھے اگلے دو گھنٹوں میں اس لڑکی کی ساری ڈیٹیل چاہیے ڈیمن رائز کی طرف دیکھتا اپنا حکم صادر کرتا گاڑی کی جانب بڑھا جبکہ ایلیا اور رائز نے بھی اس کے پیچھے ہی قدم اٹھائے۔۔۔۔

○○○○○○○○○○○○○

میر یہ تو وہ ہوٹل نہیں ہے جہاں ہم پہلے گئے تھے علیزہ مکزم کی طرف دیکھتی اس سے پوچھنے لگی۔

ہاں وہ ہوٹل اور تھا اور یہ ہوٹل ہے اور آج رات ہم یہیں پر سٹے کریں گے اگلے دو دن بھی ہم یہیں پر ہیں مکزم نے اسے اگلی معلومات سے بھی آگاہ کیا۔

وہ دونوں اس وقت لفٹ میں موجود تھے اور اپنے روم کی جانب بڑھ رہے تھے جبکہ علیزہ لفٹ سے باہر نظر آنے والے منظر پر نظریں جمائے کھڑی تھی کیونکہ وہ لفٹ ہوٹل کے باہر کی جانب تھی جس کے شیشے سے باہر کا تمام منظر دکھائی دیتا تھا۔۔۔

لفٹ کھلتے ہی مکزم نے علیزہ کا ہاتھ تھاما اور اسے لیے کمرے کی جانب بڑھا جبکہ علیزہ مکزم کے تاثرات جانچنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔

اپنے مطلب روم کا دروازہ کھولتے ہوئے مکزم کمرے میں داخل ہوا کمرے کا دروازا بند کرتے اس نے اندر کی جانب قدم بڑھائے جب کہ علیزہ کا ہاتھ ابھی تک اس کے ہاتھ میں ہی قید تھا جو اس نے ابھی تک آزاد نہیں کیا تھا۔۔

جاؤ چینج کر کے آؤ جلدی سے۔۔۔مکزم اس کا ہاتھ چھوڑتا اسے واش روم کی جانب اشارہ کرتے ہوئے بولا تو علیزہ نے ہاں میں سر ہلاتے ہوئے واشروم کی جانب قدم بڑھائے۔

تقریباً دس منٹ بعد وہ چینج کر کے باہر نکلی تھی اتنا بھاری ڈریس چینج کرنے کے بعد اس نے ہلکا سا نائٹ ڈریس زیب تن کیا تھا جو وہاں پر پہلے سے موجود تھا۔۔

علیزہ چینج کر کے باہر نکلی تو سامنے ہی بیڈ پر مکزم بلینکٹ میں بیٹھا اپنے فون پہ کوئی میل چیک کر رہا تھا جب کہ ڈریس وہ پہلے ہی چینج کر چکا تھا۔۔۔

علیزہ کی آہٹ محسوس کرتے مکزم نے فون بند کر کے سائیڈ ٹیبل پر رکھا اور ہاتھ کے اشارے سے اسے اپنا قریب آنے کا بولا جس پر تو تھورا ہچکچائی کیونکہ اسے سمجھ آ رہے تھے مکزم کے ارادے۔

علیزہ چھوٹے چھوٹے قدم لیتی بیڈ کے قریب گئی مگر گھوم کر دوسری جانب مکزم کے پاس نہیں گئی۔۔۔

بیڈ کی دوسری سائیڈ پر بیٹھتے ہوئے علیزہ نے خود پر بلینکٹ لیا اس سے پہلے کہ وہ لیٹنے کی پوری تیاری پکڑتی مکزم اس کی کلائی کو اپنی آہنگی گرفت میں لیتا اسے اپنی جانب کھینچ چکا تھا۔۔۔

اب منظر کچھ یوں تھا کہ بالکل درمیان میں علیزہ بیڈ پر بالکل سیدھی لیٹی ہوئی تھی جبکہ مکزم اس کے اوپر جھکا ہوا تھا۔۔۔

میر مجھے نیند۔۔۔مکزم کو اپنے اوپر جھکتا دیکھتے وہ جلدی سے بولی۔۔۔

کون بے وقوف اپنی فرسٹ اینیورسری پر اپنی نیند پوری کرتا ہے بہت بے وقوف ہو تم بیگم۔۔۔۔۔

مکزم اپنی شہادت کی انگلی اس کے چہرے پر پھیرتا گردن تک آیا تھا۔۔۔۔

لیکن میر مجھے۔۔۔۔۔اس نے احتجاج کرنا چاہا۔۔۔

ہششش میں تمہاری ہر بات مانتا ہوں نا بس پھر اس معاملے میں تم بالکل خاموش رہا کرو اس معاملے میں مجھے تم بولتی ہوئی بالکل پسند نہیں آتی۔۔۔

مکزم اس کے نائٹ ڈریس کہ بٹن کو کھولتے ہوئے خمار آلود لہجے میں بولا۔۔۔۔

پلیززز میر۔۔۔۔۔علیزہ نے آخری کوشش کی۔

مکزم کی اس کی بات کو ان سنی کرتا اس کی گردن پر جھکا اس کی کلر بون پر شدت سے لب رکھتے ہوئے اس نے ایک گہرا نشان چھوڑا تھا۔۔۔۔

جب کہ اس کے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو اپنی انگلیوں میں الجھائے تکیے پر دائیں بائیں رکھتے وہ اسے بالکل بے بس کر چکا تھا۔۔۔

اپنی مزاحمت کو رد ہو جاتا دیکھ کر اس نے بھی مزاحمت کرنا چھوڑ دی جب کہ علیزہ کمزور سی مزاحمت کو ختم ہوتے دیکھ کر وہ اپنا چہرہ اٹھا کر اس کے چہرے کی طرف دیکھنے لگا۔۔۔جو اس کے قربت میں سرخ پڑ چکی تھی

ہونٹوں پر فاتحانہ مسکراہٹ سجائے اس نے ہاتھ بڑھا کر سائڈ لیمپ بند کیا اور اس پر جھکتا چلا گیا۔۔۔

جب کہ وہ بھی بغیر کسی مزاحمت کے اپنے آپ کو مکزم کے حوالے کر چکی تھی کیونکہ اس کے ٹوکنے سے مکزم نے نہیں رکنا تھا وہ اسے جتنا روکنے کی کوشش کرتی مکزم کی شدتوں میں اتنا اضافہ ہونا تھا اور وہ اس کی شدتیں برداشت نہیں کر سکتی تھی۔۔۔

oooooooooooooo

یہ کوئی پاکستانی کپل ہے جو ہنی مون کے لیے ترکی آیا ہے اور اسی لڑکی کے فون میں وہ چیپ ہے اس وقت ان لوگوں نے سمندر کے قریب ہی فائیو سٹار ہوٹل میں سٹے کیا ہے اور دو دن مزید ان کا یہی پر رکنے کا ارادہ ہے ہمیں ہمارا کام جلد ہی کرنا ہوگا۔۔۔

رائز ڈیمن کے سامنے اس لڑکی تمام معلومات رکھتے ہوئے بولا۔۔۔

اس وقت ڈیمن اور رائز ڈیمن کا مطلوبہ کمرے میں موجود تھے رائز اس کا گینگ پارٹنر ہونے کے ساتھ ساتھ اس کے بچپن کا دوست بھی تھا مگر ان میں اتنی بے تکلفی بالکل نہیں تھی وہ بالکل دوستوں کی طرح بات چیت تو کرتے تھے مگر عام دوستوں کی طرح ان میں ہنسی مذاق نہیں ہوتا تھا۔۔۔

ان کی گینگ میں تو کوئی مسکراتا بھی نہیں تھا شاید ان کی دنیا میں مسکرانا بھی جرم تھا ان کے چہرے سنجیدہ اور سخت رہتے تھے اور ہر وقت چہرے پر خطرناک تاثرات دکھائی دیتے تھے انہیں دیکھنے سے یوں معلوم ہوتا تھا جیسے انہیں ہنسنا آتا ہی نہ ہو کبھی یہ لوگ مسکرائے بھی نہ ہوں۔۔۔۔

اور یہ سچ تھا ان کے مسکراہٹ تو 12 سال پہلے ہی کہیں کھو چکی تھی کہیں دور یاد کرنے سے بھی انہیں یاد نہیں آتا تھا کہ وہ آخری بار کب مسکرائے تھے۔۔۔۔۔

ڈیمن اپنی کرسی کو ایک ٹانگ سے دائیں بائیں جھلاتا سنجیدہ نظروں سے رائز کو دیکھ رہا تھا جو اب اس کے بولنے کا انتظار کر رہا تھا۔۔۔۔

ختم کر دیں اس لڑکی کو۔۔۔؟؟ یاں صرف اس سے اس کا فون لے لیں۔۔۔؟؟؟ رائز سوالیہ نظروں سے ڈیمن کو دیکھتے ہوئے بولا۔

نہیں کسی بے قصور کی جان لینا ہمارے ظرف کو زیب نہیں دیتا اس لڑکی سے صرف اس کا فون لینا ہے کس طرح یہ میں بہتر جانتا ہوں۔۔۔۔

ایلیا سے بولو تیار رہے صبح وہ میرے ساتھ جائیں گی ڈیمن نے اپنا اٹل فیصلہ سنایا جس پر رائز نے سنجیدہ نظروں سے ڈیمن کو دیکھتے ہوئے اثباب میں سر ہلایا اور پھر وہاں سے اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔

ڈیمن کے پاس سے گزرتے ہوئے ایک غیر ارادی نظر اس کی بیڈ کے سائیڈ ٹیبل کی جانب اٹھی جہاں پر ایک پینڈڈ اور اس میں چمکتا ایک چھوٹا سا نگینہ اپنے ہونے کا احساس دلا رہا تھا۔۔۔

رائز کی آنکھوں میں پہلے نہ سمجھی اور شناسی چمکی مگر پھر اپنا سر جھٹکتے ہوئے وہ وہاں سے نکل گیا۔

اسے کوئی شوق نہیں تھا ڈیمن سے الجھنے کا وہ اس پینڈیڈ کے بارے میں کوئی دلچسپی بھی نہیں رکھنا چاہتا تھا ورنہ وہ ڈیمن سے پینڈیڈ کے بارے میں لازمی پوچھتا مگر اس نے دھیان دینا بھی ضروری نہ سمجھا۔

رائز کے جانے کے بعد ڈیمن نے اپنا سیگرٹ سلگایا اور اس کے گہرے گہرے کش بڑھنے لگا یوں ہی سگریٹ کے کاش لگاتے اس نے اپنا سر کرسی کی پشت پر گرایا اور آنکھیں موند لیں۔۔۔

آنکھیں بند کرتے ہی اس کے چہرے کے سامنے وہی سایہ لہرایا وہی دلکش منظر وہی چہرہ وہی چاند کی ہلکی روشنی وہی نا سوار حسن وہ سفید خوبصورت پیر

ریت پر اس کے قدموں کی چھاپ اور اس کا چہرے پر خوبصورت مسکراہٹ یہ سارا منظر اس کی آنکھوں کے سامنے ایک ایک کر کے لہرانے لگا۔۔۔

اس نے جھٹ سے آنکھیں کھولیں تھی اور کرسی پر سیدھا ہو کر بیٹھا تھا۔

This is a very stupid move۔۔۔۔

وہ منہ ہی منہ میں بڑبڑایا اور دوسری سگریٹ سلگانے کے لیے سگریٹ کو ہونٹوں میں دبا کر سامنے پڑے لائٹر کو جلایا جب سگریٹ سلگاتے ہوئے اس کی نظر بالکل سامنے پڑے ٹیبل پر چمکتے پینڈیڈ پر پڑی۔

اب وہ اپنی ہیزل سرخ آنکھیں سامنے ٹیبل پر چمکتی چین پر جمائے لمبے لمبے کش لے رہا تھا۔

یہ لڑکی۔۔۔اس کی آنکھوں میں اتنی سرشاری کیوں تھی جیسے وہ بہت خوش ہو جیسے اس کی روح بہت سکون میں ہو جو اس کے پاس اتنی زیادہ خوشیاں

میسر ہیں کہ وہ اتنی خوش تھی جو اس کی آنکھیں اس کی خوشی بیان کر رہی تھی۔

مگر کوئی شخص اتنا خوش کیسے ہو سکتا ہے ہو سکتا ہے کہ اس کی مسکراہٹ بناوٹی ہو مگر بناوٹی مسکراہٹ اتنی معصوم نہیں ہوتی یہ اس کے دل کی صدا تھی جو وہ مسلسل سن رہا تھا۔۔۔

جسٹ سٹاپ اٹ ڈیم اٹ۔۔۔۔ڈیمن ٹیبل پر زور سے ہاتھ مارتا ہوا کوفت بھرے انداز میں بولا۔۔۔۔

میرے پاس تو دل ہی موجود نہیں ہے تو پھر میں اسے دھڑکنے کے لیے اجازت نہیں دیتا جسٹ سٹاپ اٹ۔۔۔۔۔

پتہ نہیں وہ خود سے بول رہا تھا یا پھر اپنے دل سے نکلنے والی صداؤں پر پہرہ لگا رہا تھا کیونکہ وہ ایک سفاک درندہ تھا اور درندوں کے پاس دل موجود نہیں ہوتا جن کے پاس دل موجود ہوتا ہے ان کے دل میں رحم ہوتا ہے اور ڈیمن نامی شخص میں رحم نام کی کوئی چیز نہیں تھی۔۔۔

ڈیمن اپنی جگہ سے اٹھا اور اپنے کمرے میں ہی بنے اپنے سیکرٹ روم میں چلا گیا فلحال اس کے پاس ایسی فضولانہ باتیں سوچنے کا وقت نہیں تھا ایسا ڈیمن کا کہنا تھا۔۔۔

oooooooooooooo

صبح علیزہ کی آنکھ کھلی اس نے مندی مندی آنکھوں کھول کر دیکھا تو مکزم کو اپنے بے حد قریب پایا اتنا قریب کہ مکزم کی جلستی سانسیں اسے اپنے چہرے پر پڑی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔

اس نے پوری آنکھیں کھول کر مکزم کی طرف دیکھا جس کے ساتھ وہ مکمل چپکی ہوئی تھی وہ بالکل اس کے سینے میں چھپی نیند پوری کر رہی تھی اس کہ دونوں ہاتھ مکزم کے گرد حصار کی صورت میں بندھے ہوئے تھے جب کہ اس نے اپنا چہرہ مکزم کے سینے میں چھپایا ہوا تھا۔۔۔

مکزم کو اپنے بے حد قریب محسوس کرتے اس کے ہونٹوں تلے آسودگی بھری مسکراہٹ رینگ گئی۔۔۔

اس نے اٹھنے کے بجائے مکزم کے قریب ہوتے اس کے دل کے مقام پر اپنے نازک لب رکھے اور پھر اپنا حصار اس کی کمر پر مزید تنگ کرتی اپنا چہرہ دوبارہ اس کے سینے میں چھپا گئی اور دوبارہ اپنی آنکھیں موند لیں۔

جبکہ مکزم جو کچھ دیر پہلے ہی اٹھ چکا تھا مگر صرف علیزہ کے اٹھنے کا انتظار کر رہا تھا علیزہ کی ایسی حرکتیں دیکھ کر وہ گہرا مسکرایا۔۔۔

صبح صبح ایسی حرکتیں مت کرو بیگم مشکل میں پھنس جاؤ گی۔۔۔

مکزم اس کی کمر پر اپنی گرفت سخت کرتا اس کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے بولا جبکہ مکزم کی آواز سن کر علیزہ کو حیرت کا جھٹکا لگا یعنی وہ جاگ رہا تھا اور اس کی ایک ایک حرکت کو نوٹ بھی کر رہا تھا۔۔۔

گڈ مارننگ۔۔۔۔

علیزہ اپنا چہرہ اس کے سینے سے باہر نکالتی مکزم کے چہرے کی جانب دیکھتی ہوئی مسکرا کر بولی۔۔۔

گڈ مارننگ میری جان۔۔۔۔۔

مکزم نے مسکراتے ہوئے اس کی پیشانی پر لب رکھے تھے اور لگے ہاتھ ایک پیاری سی شرارت بھی کی تھی جس پر علیزہ نے بری طرح شرماتے ہوئے اپنا چہرہ دوبارہ اس کے سینے میں چھپایا تھا۔۔۔۔

ہاہاہاہاہا بیگم کتنا شرماؤ گی یار اب فریش ہو جاؤ ناشتہ بھی کرنا ہے اس کے بعد ہمیں شاپنگ پر جانا ہے مکزم اس کے بدن پر موجود اپنی ہی شرٹ کے بٹن کے ساتھ چھیڑا کھانی کرتے ہوئے بولا۔۔۔

نہیں مجھے نہیں اٹھنا مجھے سونا ہے علیزہ شرٹ کے بٹن پر موجود مکزم کے ہاتھ کو تھام کر اس کی کارکردگی کو روکتے ہوئے بولی کیونکہ وہ ایک ایک کر کے اس کے تین بٹن کھول چکا تھا۔۔۔۔

ہرگز نہیں جلدی سے اٹھو فریش ہو جاؤ رات میں سو جانا ابھی ہم نے شاپنگ پر جانا ہے اگئے ہی آدھا دن گزر چکا ہے 12 بجنے والے چلو اٹھو شاباش۔۔۔

مکزم اس کے بالوں میں انگلیاں چلاتا اسے بہت پیار سے اٹھانے لگا۔۔۔

شاپنگ پر کیوں ہمارے پاس ہر چیز موجود تو ہے علیزہ مکزم کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھتی ہوئی بولی جب کہ اس کا ایک ہاتھ مکزم کے برھانیہ سینے پر لکیریں کھینچ رہا تھا۔۔

گھر والوں کے لیے گفٹس لینے ہیں اور ہمارے بچوں کے لیے بھی تھوڑی سی شاپنگ کرنی ہے اس لیے۔۔۔۔مکزم اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتا اسے جھٹکے سے اٹھا کر بٹھا چکا تھا۔۔

مکزم کی بات سن کر علیزہ اٹھ بیٹھی مگر تب ہی اس کی نظر اپنے قریب ہی بیڈ پر رکھی ایک باسکٹ پر گئی جو ساری کی ساری چاکلیٹ سے بھری ہوئی تھی۔۔۔

اتنی ساری چاکلیٹس کو ایک ساتھ دیکھ کر اس کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا اسے یاد تھا رات میں مکزم نے بولا تھا کہ صبح اس کے اٹھنے سے پہلے اسے اس کی چاکلیٹس اس کے بیڈ پر مل جائیں گی۔نن

اللہ اللہ اتنی ساری چاکلیٹس۔۔۔۔

علیزہ نے فوراً آگے بڑھ کر اس باسکٹ کو پکڑ کے اپنی گود میں رکھا۔۔۔

جی ہاں یہ ساری آپ کے لیے ہیں مگر بریک فاسٹ کرنے سے پہلے آپ اسے نہیں کھا سکتی۔۔۔مکزم اس کی گود سے وہ باسکٹ اٹھا کر سائیڈ ٹیبل پر رکھ چکا تھا جس پر علیزہ نے برا سا منہ بنا کر مکزم کی طرف دیکھا تھا۔۔ن

مجھے لگتا ہے تم خود اپنے پیروں پہ چل کر نہیں جانا چاہتی یہ مشقت بھی مجھے ہی کرنی پڑے گی۔۔۔

مکزم نے بولتے ہو اس سمجھنے کا موقع بالکل نہیں دیا تھا اور بیڈ سے اٹھتے ہوئے اسے اپنے بازوؤں میں اٹھا چکا تھا

نہیں نہیں میں خود چلی جاؤں گی۔۔۔علیزہ اپنے ہاتھ پیر مارتے ہوئے بولی۔۔

نہیں نہیں میں آپ کو خود لے کر جاؤں گا۔۔۔مکزم بھی اسی کے انداز میں بولا تھا۔

میر کیا میں آپ کو اتنی ہلکی لگتی ہوں جو اپ مجھے یوں اٹھا لیتے ہیں۔۔۔۔

علیزہ نے اپنی سوچ کے مطابق سوال پوچھا جس پر مکزم کے انابی ہونٹوں تلے دلکش مسکراہٹ رینگ گئی۔۔۔

ہاں بالکل پھول جیسی۔۔۔۔

مکزم اس کی ناک پر لب رکھتے ہوئے بولا۔

جلدی سے فریش ہو کر آؤ انتظار کر رہا ہوں میں۔۔۔۔

مکزم اسے واش روم کے فرش پر کھڑا کرتا اس کا گال تھپتھپاتے ہوئے بولا اور پھر وہاں سے باہر نکل گیا

جب کہ مکزم کے جاتے ہی وہ جلدی جلدی سے فریش ہونے لگی کیونکہ اسے بریک فاسٹ کرنے کا بعد اپنی چاکلیٹس بھی تو کھانی تھی جن کے بارے میں سوچ سوچ کر اس سے بالکل صبر نہیں ہو رہا تھا۔

ooooooooooooooooo

علیزہ اور مکزم اس وقت شاپنگ مال میں موجود تھے وہ دونوں ابھی وہاں داخل ہوئے تھے مگر سامنے لوگوں کی بھیڑ دیکھ کر ان دونوں کو ہی بہت حیرت ہوئی تھی۔۔۔۔

یہاں تو بہت رش ہے میر ہم شاپنگ کیسے کریں گے علیزہ مکزم کا بازو سختی سے تھامتی چاروں طرف نظریں دہراتی ہوئی بولی۔۔

شاید یہاں پر کوئی سلیبرٹی آیا ہے اسی وجہ سے یہاں پر اتنی زیادہ بھیڑ ہے مکزم اپنی جانچتی نظروں سے سامنے کی طرف دیکھ رہا تھا اور دیکھنے سے صاف معلوم ہو رہا تھا کہ وہاں ضرور کوئی مشہور شخصیت موجود ہے جس کی وجہ سے

وہاں اتنے لوگ اکٹھا ہیں وہ سب صرف اسے دیکھنے کے لیے وہاں موجود تھے۔۔۔

تو پھر ہم یہاں سے چلتے ہیں مجھے یہاں گھبراہٹ ہو رہی ہے علیزہ مکزم کی طرف دیکھتی ہوئی بولی کیونکہ اب وہ دونوں بھی لوگوں کی بھیڑ میں پھنس چکے تھے۔۔۔

نہیں ہمیں یہاں سے جانے کی ضرورت نہیں بس ہمیں لفٹ تک پہنچنا ہے تاکہ ہم سیکنڈ فلور پر جا سکیں لوگ صرف اسی جگہ پر ہیں اوپر نہیں ہوں گے مکزم لفٹ کی تلاش میں نظریں دہراتا ہوا بولا۔۔۔

چلو وہ ہے لفٹ مکزم کی نظروں نے جیسے ہی لفٹ کو تلاش کیا۔تو علیزہ ہاتھ تھامتے ہوئے فوراً اگے بڑھنے لگا جب ایک دم سے پیچھے سے لوگوں کا دھکا لگا جس کی وجہ سے علیزہ کا ہاتھ ہے مکزم کے ہاتھ سے چھوٹ گیا۔

میر۔۔۔۔علیزہ نے گھبرا کر مکزم کو پکارا مگر لوگوں کی بھیڑ میں وہ کافی آگے نکل چکی تھی۔۔۔

یا اللہ۔۔۔۔۔۔وہ بہت زیادہ ڈر گئی تھی۔۔۔۔

علیزہ کا ہاتھ چھوٹتے ہی مکرم لوگوں کے رش میں سے جگہ بناتا گزرتے ہوئے علیزہ کو تلاش کرنے لگا جبکہ وہ اس کی نظروں سے ایک منٹ کے اندر اندر اوجھل ہو چکی تھی۔۔۔

وہ اسے کہیں بھی دکھائی نہیں دے رہی تھی وہاں پر لوگوں کی تعداد بہت زیادہ تھی ایسے میں مکرم کو وہاں سے نکلنے میں بہت زیادہ مشکل پیش آ رہی تھی۔۔۔۔

علیزہ انجانی جگہ پر کھڑی پریشان نگاہوں سے اپنے اردگرد دیکھ رہی تھی جب اچانک پیچھے سے لگنے والے زوردار دھکے سے وہ دوسری جانب جا گری اس سے پہلے کہ وہ زمین بوس ہوتی اور اسے بری طرح چوٹ لگتی کوئی اسے سختی سے تھام چکا تھا۔۔۔۔۔

آر یو اوکے۔۔۔۔ علیزہ کو اپنے قریب سے ایک لڑکی کے باریک نسوانی خوبصورت آواز سنائی دی اس نے گرنے کا ڈر سے اپنی آنکھیں سختی سے میچ

لیں تھی مگر کسی لڑکی کی آواز سن کر اس نے جلدی سے آنکھیں کھول کر سامنے دیکھا جہاں ایک لڑکی نے اسے دونوں بازوں سے تھاما ہوا تھا۔۔۔۔

چلو یہاں سے ورنہ تمہیں چوٹ آ جائے گی وہ لڑکی علیزہ کی طرف دیکھتے ہوئے بولی اور پھر اس کا ہاتھ تھام کر آگے بڑھی صرف چند قدم بڑھانے سے ہی اب وہ دونوں لفٹ کے اندر موجود تھیں جبکہ علیزہ کو سمجھ ہی نہیں آئی تھی کہ اس کے ساتھ کیا ہوا ہے۔۔۔

علیزہ نے نظر اٹھا کر اس لڑکی کی طرف دیکھا جس کا چہرہ ڈھکا ہوا تھا اس نے مکمل بلیک لباس زیب تن کیا ہوا تھا مگر اس کے گرے آنکھیں صاف دکھائی دے رہی تھی

تم ٹھیک ہو تمہیں کہیں چوٹ تو نہیں آئی وہ لڑکی علیزہ کی طرف دیکھتے ہوئے کافی نرمی سے بولی اور اس کا معائنہ کرنے لگی کہ کہیں اسے واقعی میں چوٹ نہ آئی ہو۔۔۔

نہیں مجھے کوئی چوٹ نہیں آئی میں ٹھیک ہوں یہ آپ مجھے کہاں لے جا رہی ہیں علیزہ بند لفٹ کے دروازے کو دیکھتی ہوئی پریشانی سے بولی۔۔۔۔

جب کہ اس کے پیچھے کھڑے موجود کو وہ نہیں دیکھ پائی تھی جس نے خود کو کسی لباس کی آڑ میں چھپایا ہوا تھا مگر وہ اتنا خاموش کھڑا تھا کہ اس کی موجودگی کا احساس علیزہ کو بھی نہیں ہو پایا تھا۔۔۔

فکر مت کرو تم بالکل سیو ہو یہ لفٹ سیکنڈ فلور پر رکے گی اور وہاں پر تم بالکل محفوظ رہو گی ایلیا اسے تسلی دینے لگی۔۔۔

نہیں پلیز میں۔۔۔۔اس سے پہلے کہ وہ اپنی بات مکمل کرتی ایک دم سے لفٹ کی لائٹ بند ہو گئی اور لفٹ بری طرح سے ہلنے لگی شاید لفٹ خراب ہو چکی تھی۔۔۔

یہ ساری صورتحال دیکھتے ہوئے وہ مزید گھبرا گئی اس کی آنکھوں میں اب آنسو جمع ہو چکے تھے۔۔۔

یہ یہ کیا ہو رہا پپ پلیز مم مجھے یہاں سے نکالیں علیزہ روتے ہوئے خوفزدہ انداز میں بولی۔۔۔

ریلیکس کچھ نہیں ہوا صرف لفٹ خراب ہوئی ہے ابھی ٹھیک ہو جائے گی پلیز ریلیکس۔۔۔۔ایلیا نے فوراً اسے تھاما جو خوف کے مارے اب باقاعدہ کانپنے لگی تھی۔۔۔

اس کا کپکپاتا خوف سے کانپتا وجود دیکھ کر ایلیا بخوبی محسوس کر پا رہی تھی کہ سامنے کھڑی لڑکی کتنی نازک ہے اور وہ اس سب سے کتنی زیادہ خوفزدہ ہو چکی ہے

ایلیا کی بات سنتے ہیں علیزہ نے سختی سے اپنی آنکھیں میچ لیں اور دل ہی دل میں مکزم کو پکارنے لگی اس کا دل شدت سے چاہ رہا تھا کہ مکزم اسے بچا لے کسی طرح مکزم اس تک پہنچ جائے جو نہ جانے کہاں کھو گیا تھا۔۔۔

اگلے دو منٹ کے اندر اندر لفٹ دوبارہ ٹھیک ہو کر چلنے لگی تھی جبکہ علیزہ ابھی تک خوف سے آنکھیں بند کیے منہ ہی منہ میں کچھ بڑبڑا رہی تھی۔۔۔

جسٹ ریلیکس سب ٹھیک ہے ایلیا نے آگے بڑھ کر اس کی کمر سہلائی جس پر علیزہ نے آہستہ سے اپنی آنکھیں کھول کے دیکھا تو لفٹ اب چل رہی تھی اور لفٹ کے اندر موجود لائٹ بھی آن تھی۔۔۔۔یعنی لفٹ ٹھیک ہو چکی تھی

ڈیمن یہ تمام صورتحال دیکھ رہا تھا وہ ایک سیکنڈ کے اندر اندر اس لڑکی کو پہچان چکا تھا پچھلے تین دنوں سے وہ روزانہ اس کے سامنے آرہی تھی آج وہ بالکل اس کے سامنے اس کے بے حد قریب موجود تھی مگر ڈیمن اسے دیکھ پا رہا تھا جب کہ علیزہ نے ایک بار بھی اس کی موجودگی کو محسوس نہیں کیا تھا۔۔۔

وہ سوکھے سانس بھرتی بار بار اپنا گلا تر کر رہی تھی اور لفٹ کے کھلنے کا انتظار کر رہی تھی اور پھر اس کا انتظار ختم ہوا لفٹ کا دروازہ کھلا۔۔۔

اس نے نظریں اٹھا کر سامنے دیکھا جہاں سامنے ہی سیڑھیوں سے مکزم بھاگتا ہوا اس کی جانب آ رہا تھا مکزم کو دیکھ کر اس کی سانس میں سانس آیا اور وہ

بھی پوری رفتار سے لفٹ سے باہر بھاگی اور اگلے ہی لمحے وہ مکزم کے گلے لگی ہوئی تھی۔۔۔

مم میر مم میں بہت ڈر گئی تھی وہ وہ لوگ۔۔۔۔

ڈر اور گھبراہٹ کے مارے اس بیچاری سے بولا بھی نہیں جا رہا تھا جبکہ مکزم نے اسے سختی سے اپنے سینے میں بھینچا تھا۔۔۔

ہشششش کچھ نہیں ہوا ادھر دیکھو میں تمہارے سامنے ہوں۔۔۔مکزم اس کا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں تھامتے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولا تو علیزہ نے بھیگی نگاہیں اٹھا کر مکزم کی طرف دیکھا۔۔۔

میں یہاں پر ہوں تمہارے قریب کچھ نہیں ہوا مجھے تم بھی ٹھیک ہو اور میں بھی ٹھیک ہوں مکزم اسے اپنے ہونے کا احساس دلاتے انگلیوں کے پوروں سے اس کے آنسو صاف کرتے ہوئے بولا اور ایک پر حدت لمس اس کی پیشانی پر چھوڑا۔۔۔

جب لفٹ سے باہر آتے ہی ڈیمن نے سرخ نگاہوں سے یہ منظر دیکھا تھا اگر وہ اس لڑکی کو پہچان گیا تھا تو وہ یہ بھی جان چکا تھا کہ ضرور وہ شخص اس لڑکی کا شوہر ہے جو اس وقت اسے اپنی پناہ میں لیے ہوئے ہے۔۔۔

صرف ایک گہری نظر ان دونوں کے وجود پر ڈالتے ڈیمن وہاں سے غائب ہو چکا تھا جبکہ ایلیا بھی اپنا کام کر چکی تھی اس لیے وہ بھی ڈیمن کے پیچھے ہی غائب ہوئی تھی۔

جب کسی کا دھکا لگنے کی وجہ سے علیزہ گرنے والی تھی تب اس نے موقع کا فائدہ اٹھاتے ہوئے علیزہ کے ہاتھ سے اس کا فون لے لیا تھا جس کا احساس علیزہ کو بالکل نہیں ہوا تھا وہ تو بالکل نہیں جان پائی تھی کہ کتنی آسانی سے وہ لڑکی اس کے ہاتھ سے اس کا فون نکال چکی ہے

مگر اس سب میں جو بات اچھی تھی وہ یہ تھی کہ ایلیا نے علیزہ کو بہت اچھی طرح سے ٹریٹ کیا تھا اسے سنبھالا تھا کیونکہ وہ کافی خوفزدہ تھی اس کی اس لڑکی سے کوئی دشمنی نہیں تھی اور ویسے بھی وہ لڑکی دیکھنے میں بہت معصوم

اور سیدھی سادھی لگ رہی تھی پھر وہ کیوں اسے کوئی جانی نقصان پہنچاتی اسے صرف اس کا فون چاہیے تھا جو وہ بہت آسانی سے لے چکی تھی۔۔

چلو اب یہ رونا دھونا بند کرو اتنی ڈر پھوک کیوں ہو بہادر بنو میری بیوی ہو تم۔۔۔۔

مکزم اس کا ہاتھ تھامتے ایک سنجیدہ نظر اس پر ڈالتے ہوئے بولا جس کی رونے کی وجہ سے آنکھیں لال ہو چکی تھی جب کہ چہرہ بھی سرخ پر چکا تھا۔۔۔

دوبارہ تمہیں کبھی بھی یوں روتا ہوا نہ دیکھو کچھ نہیں ہوا تھا حالات کا سامنا کرنا سیکھو مکزم اسے ایک بہترین تاکید کر رہا تھا جو شاید علیزہ کو بالکل پسند نہیں آرہی تھی۔۔۔

نہیں مجھے نہیں کرنا سامنا آپ چلیں واپس وہ مکزم کا ہاتھ تھامتے اسے لفٹ کی جانب چلنے کا اشارہ کرنے لگی جب کہ مکزم نے بے بسی سے گھورا۔۔۔

ہرگز نہیں ہمیں شاپنگ کرنی ہے چلو شاباش مکزم اس کی فضول بات کو اگنور کرتا اس کا ہاتھ تھام کر آگے بڑھا جبکہ علیزہ بھی اب چپ ہو چکی تھی

کچھ دیر بعد علیزہ کا موڈ پہلے جیسا ہو چکا تھا جس کی وجہ مکزم ہی تھا تقریباً تین سے چار گھنٹے شاپنگ کرنے کے بعد وہ لوگ واپسی کے لیے نکلے تھے۔

oooooooooooooooooo

حویلی کے تمام مکین ایک ساتھ ڈائنگ ٹیبل پر بیٹھے صبح کا ناشتہ کر رہے تھے جب کہ جہانزیب بڑی باریک نظروں سے اپنی روٹھی ہوئی بیوی کو دیکھ رہا تھا جو کچھ ہی دیر میں کچن کے ہزار چکر لگا چکی تھی۔۔۔

فری بیٹا بیٹھ جاؤ ناشتہ کر لو اتنے چکر مت لگاؤ رضیہ بیگم نے افراح کو اتنے چکر لگاتے ہوئے ٹوکا جو کب سے ایک جگہ ٹک نہیں رہی تھی کبھی کوئی چیز لے کر آ رہی تھی اور کبھی کوئی چیز لینے جا رہی تھی۔

بڑی اماں میں چکر تو نہیں لگا رہی ویسے ہی میرا بیٹھنے کو دل نہیں چاہ رہا بس ناشتہ لگا رہی ہوں افراح بیچاری سی شکل بنا کر رضیہ بیگم کی طرف دیکھتی ہوئی بولی کہیں اسے ڈانٹ نہ پڑ جائے اس ڈر سے۔۔۔

نہیں کوئی ضرورت نہیں ہے ملازمین موجود ہے نا گھر میں پھر تمہیں کیا ضرورت ہے اور ویسے بھی تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں اتنا چلنا پھرنا بھی مناسب نہیں چپ چاپ بیٹھ کر ناشتہ کرو بی جان نے اس کی جانب سنجیدگی سے دیکھتے ہوئے اسے حکم دیا اور ساتھ ہی ساتھ جہانزیب کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ بھی کیا۔

لیکن بی جان میں تو بس افراح نے اپنے حق میں کچھ بولنا چاہا۔۔۔

نہیں بچہ کچھ نہیں چپ چاپ بیٹھو اور ناشتہ کرو۔۔۔بی جان نے اب ذرا سختی اپنائی جس کا اثر افراح پر فوراً ہوا تھا۔۔۔

وہ منہ کے زاویے بناتی اپنی کرسی پر جا بیٹھی جب کہ اس نے ایک بار بھی نظریں اٹھا کر اپنے شوہر کو دیکھنے کی غلطی ہرگز نہیں کی تھی جو اس کی ایک ایک حرکت کو کب سے نوٹ کر رہا تھا۔

وہ اپنی کرسی پر بیٹھ تو گئی تھی مگر ابھی بھی اس نے ناشتہ کرنا شروع نہیں کیا تھا۔۔۔

اخر کار جہانزیب نے خود ہی اس کی پلیٹ میں ناشتہ نکالا اور اس کے آگے رکھا۔

مجھے ناشتہ نہیں کرنا میں صرف جوس پیوں گی وہ نخرے دکھاتی جوس کا گلاس تھام کر لبوں سے لگا گئی۔۔۔جب کہ اس کے اتنے ایٹیٹیوڈ پر جہانزیب نے اسے گھورا

ناشتہ کیوں نہیں کرنا بے وقوفوں والی حرکتیں چھوڑ دو اب تم پہلے جیسی نہیں رہی جو جب دل چاہے گا تب ناشتہ کرو گی اور جب دل نہیں چاہے گا تب

نہیں کرو گی اب کی بار اسے اپنی ماں سے ڈانٹ پڑ چکی تھی جس پر وہ اب رونے والی شکل بنا کر کبھی بی جان اور کبھی اپنی ماں کو دیکھ رہی تھی۔

چچی جان میری بیوی کو میرے سامنے مت ڈانٹا کریں۔۔۔۔جہانزیب سے ہضم نہ ہوا اور وہ فوراً اپنی بیوی کی طرفداری میں بولا جبکہ جہانزیب کو اپنی طرف بولتا دیکھ کر وہ اندر ہی اندر خوش ہوئی مگر اس کے اگلے الفاظ سن کر اس کی خوشی بھک سے اڑی تھی۔۔

میری غیر موجودگی میں جتنا چاہے ڈانٹ لیا کریں بلکہ دو تین لگا بھی دیا کریں مگر میرے سامنے تھوڑا سا گریز کیا کریں کیونکہ اپنی بیوی کی انسلٹ ہوتے دیکھنا وہ بھی اپنی اماں حضور کے ہاتھوں یہ مجھے منظور نہیں ہو گا۔۔جہانزیب بریڈ کے سلائس پر انڈا رکھتا افراح کی پلیٹ میں رکھتے ہوئے بولا اور ساتھ چہرے پر بے حد معصومیت سجائے افراح کی جانب بھی دیکھا جیسے پتہ نہیں اس کے حق میں کتنا بڑا جھنڈا گاڑھ دیا ہو۔۔۔۔

جبکہ افراح جو پہلے اس کی بات سن کر خوش ہوئی تھی اگلی بات سننے پر وہ اب اسے گھور رہی تھی جبکہ جہانزیب کی سننے کے بعد سب نے اپنی مسکراہٹ دبائی تھی۔۔۔

ارے بیٹا میں اسے کیوں ڈانٹوں گی ہر وقت تو اس کی صحت کی ٹینشن پڑی رہتی ہے ٹھیک سے کھاتی پیتی ہے نہیں اور اگر کچھ کھا پی لے تو ہزاروں نخرے ہوتے ہیں پتہ نہیں آج کل کی لڑکیوں میں اتنے نخرے کیوں ہیں وہ کیوں اس بات کو نہیں سمجھتی کہ جتنی اچھے ان کی صحت ہو گی اتنی ہی اچھی ان کے بچے کی بھی نشونما ہوں گی۔۔۔

افراح کی والدہ افراح کی جانب فکر مندی سے دیکھتی ہوئی بولیں کیونکہ افراح کی صحت کافی ہلکی تھی اور علیزہ کی اس حالت کے بعد وہ افراح پر وہ وقت نہیں آنے دینا چاہتے تھے جو علیزہ فیس کر چکی تھی۔۔۔

علیزہ کی پریگننٹسی میں اس کا بھی بہت زیادہ خیال رکھا گیا تھا مگر پھر بھی اس کی پریگننٹسی میں بہت ساری کریٹیکل سچویشن بن چکی تھی اس کی جان ہی

بہت مشکل سے بچی تھی یہ ہر کوئی جانتا تھا مگر اب افراح کے معاملے میں کوئی بھی لاپرواہ نہیں بن سکتا تھا اس لیے ہر بندہ اس کے لیے فکر مند تھا۔۔۔

بس کرو اب کیا میری بچی کی جان لو گی اپنی صحت کے مطابق وہ کھاتی تو ہے مگر اسے مزید سب کچھ ہینڈل کرنے کے لیے تھوڑا وقت تو لگے گا اسے یوں ڈانٹا مت کرو بی جان فوراً افراح کی ہمدرد بنی تھی کہاں ان سے برداشت تھی اپنی پوتی کی تزلیل۔۔۔۔

بیوی چپ چاپ کھاؤ یا تم چاہتی ہو کہ میں تمہیں اپنے ہاتھوں سے کھلاؤں افراح کو نا کھاتے دیکھ کر جہانزیب اب اس کی جانب سارا جھکتے ہوئے بولا جس پر افراح نے اسے زبردست غصے بھرے گھوری سے نوازا۔۔۔

اور تم بھی تھوڑا خیال کیا کرو تمہارا فرض ہے کہ تم ہر وقت افراح کا خیال رکھو اس کے کھانے پینے پر توجہ دیا کرو اور اپنے کام کو کچھ دیر کے لیے چاہے چھوڑ دو یہ تو ساری زندگی ہوتے رہیں گے بیوی کی صحت کے بارے میں سوچو۔۔۔۔

بی جان کی توپوں کا رخ اب جہانزیب کی جانب تھا جبکہ حالم صاحب اور افراح کے ابا حضور ہنستے ہوئے اب جہانزیب کی شامت دیکھ رہے تھے۔۔۔

بی جان کی بات سن کر افراح نے چہرے پر شیطانی مسکراہٹ سجائے جتلاتی نظروں سے جہانزیب کی طرف دیکھا جیسے نظروں ہی نظروں میں کہنا چاہ رہی ہو کیسا لگا اب آیا مزا۔۔۔

ٹھیک ہے بی جان مجھے کوئی مسئلہ نہیں اگر آپ کہتی ہیں تو میں کام پر جانا چھوڑ دیتا ہوں اور آپ کی پوتی کا ہی خیال رکھ لیتا ہوں ویسے بھی مجھے کوئی مسئلہ نہیں ہے میرا آفس تو میں گھر میں ہی بنا لوں گا جہانزیب بھی جیسے تیار بیٹھا تھا کہ کب اسے آفس چھوڑنے کا بولا جائے اور کب وہ آفس چھوڑ کر آرام سے گھر بیٹھے۔۔۔۔

جب کہ جہانزیب کی بے نیازی پر افراح اسے حیرت سے دیکھتی ہی رہ گئی جو اسے دیکھتے ہوئے ایک آنکھ دبا چکا تھا جس پر افراح نے ہڑبڑا کر اپنی نظریں جھکائی تھی۔۔۔

یہ تو شکر تھا کہ جہانزیب کی یہ حرکت کسی نے دیکھی نہیں تھی سب ناشتہ کرنے میں مصروف تھے اس لیے کسی کا دھیان ان دونوں پر نہیں گیا تھا۔۔۔

شیطانی کرنا بند کرو اور خیال رکھا کرو میری بچی کا بی جان نے اسے گھورا جس پر جہانزیب سر جھٹک کر ہنس دیا۔۔۔

اب وہ کیا بتاتا کہ اسی خیال کی وجہ سے تو اس کی بیوی اس سے روٹھی ہوئی تھی جو زبردستی اسے رات کو دودھ کے دو گلاس پلاتا تھا سونے سے پہلے اسے فروٹس کھلاتا تھا اور رات میں جب کبھی اسے کریونگ ہوتی تھی تو اسے کھٹی میٹھی چیزیں کھلانے کی بجائے بہت سے پھیکی بد مزہ ہیلتی چیزیں کھلاتا تھا جو افراح کو بالکل پسند نہیں تھی۔۔۔

نہیں بی جان یہ میرا بہت خیال رکھتے ہیں آپ کو نہیں پتہ میں رات میں بہت کچھ کھاتی ہوں اس لیے آپ اتنی فکر مت کیا کریں میری صحت اچھی خاصی تو ہے۔۔۔

افراح سے بھی کہاں برداشت تھا جہانزیب پر لاپرواہی کا الزام لگنا اس لیے وہ بھی جلدی سے جہانزیب کے حق میں گواہی دینے لگی۔۔

اسے غرور تھا کہ اس کا شوہر اس کا بہت خیال رکھتا ہے ہاں یہ الگ بات تھی کہ اسے پھیکے بد مزہ کھانے کھلا کھلا کر اس نے افراح کو موج مستی کرنے کا موقع نہیں دیا تھا مگر وہ اس کا اپنے آپ سے بھی بڑھ کر خیال رکھتا تھا وہ تو سوتے ہوئے بھی محتاط رہتا تھا اگر افراح ذرا سا بھی ہلتی تھی تو وہ اس سے پہلے اٹھ کر بیٹھ جاتا تھا۔۔۔

افراح تو سب سے بڑھ کر جانتی تھی کہ جہانزیب اس کا کتنا خیال رکھ رہا ہے۔۔۔۔

جب سے اسے معلوم ہوا تھا کہ وہ باپ بننے والا ہے جہانزیب کے تو پیر ہی زمین پر نہیں ٹکتے تھے وہ دن رات اپنی بیوی کی خدمت میں ہی لگا رہتا ہے۔۔۔۔

افراح کی یوں طرفداری پر سب دل کھول کر مسکرا دیے وہ اپنے شوہر کی سائیڈ لے رہی تھی اور یہی بات سب کے لیے کافی تھی جب کہ جہانزیب بھی گہرا مسکراتا افراح کو اب ناشتہ کروانے لگا تھا۔۔۔

جبکہ ان دونوں پر کوئی بھی دھیان نہیں دے رہا تھا اور اسی موقعے کا فائدہ اٹھاتے ہوئے جہانزیب اسے اپنے ہاتھوں سے ناشتہ کروا رہا تھا اور افراح بھی چپ چاپ ناشتہ کر رہی تھی بغیر کسی مزاحمت اور بحث کے

کم سے کم وہ ہر چیز برداشت کر سکتی تھی مگر اپنے شوہر کی انسلٹ ہرگز نہیں۔۔۔۔

ٹھیک ہے میری جان میں اب چلتا ہوں شام کو جلدی واپس آؤں گا تم تیار رہنا تمہیں ڈاکٹر کے پاس لے کر جانا ہے جہانزیب کرسی کی پشت سے اپنا کوٹ اٹھا کر پہنتے ہوئے افراح کی جانب تھوڑا جھکتے ہوئے بولا۔۔۔

بیٹھی رہو یہیں پر ناشتہ کرو اچھے سے میں کچھ دیر میں آ جاؤں گا۔۔۔افراح کو اپنی جگہ سے اٹھتا دیکھ کر اس نے افراح کو وہیں بیٹھنے کی تاکید کی کیونکہ

افراح اسے دروازے تک چھوڑنے جا رہی تھی اور جہانزیب نہیں چاہتا تھا کہ وہ اپنا ناشتہ چھوڑ کر اسے چھوڑنے جائے

اس نے آگے بڑھ کر بی جان کے ہاتھ پر بوسہ دیا اور سب کو خدا حافظ کہتا وہاں سے چلا گیا۔۔۔۔

جب کہ باقی سب بھی ناشتہ کرنے کے بعد اپنے اپنے کام کاج پر لگ چکے تھے اور افراح ناشتہ کرنے کے بعد اب بچوں کے کمرے میں گئی تھی جو ابھی تک لمبی پر سکون نیند سو رہے تھے۔۔۔

اور یقیناً وہ بہت جلد ہی اٹھنے والے تھے اس سے پہلے کہ پوری حویلی میں ان کی کراکے دار رونے کی آواز گونجتی افراح نے خود ہی وہاں جانا بہتر سمجھا بچوں کو وہ اکیلا بھی نہیں چھوڑ سکتی تھی کیونکہ وہ ابھی بہت چھوٹے تھے۔۔۔۔

oooooooooooooooo

میر میرا فون میرا فون نہیں مل رہا مجھے گھر کال کرنی ہے۔۔۔علیزہ پورے کمرے میں چیزیں الٹ پلٹ کر کے اپنا فون تلاش کر رہی تھی جو اسے کہیں نہیں مل رہا تھا۔۔

تم اپنا فون ساتھ لے کر گئی تھی اور ابھی تمہارے پاس فون موجود نہیں ہے مکزم کو جہاں تک یاد تھا علیزہ نے اپنا فون پکڑا تھا مگر اب جب وہ کمرے میں واپس آئے تھے تو اس کے ہاتھ میں اس کا فون نہیں تھا یقیناً وہ کہیں گرا چکی تھی۔۔۔

میں فون ساتھ لے کر گئی تھی لیکن۔۔۔۔او خدایا فون تو وہاں ہی گر گیا شاید میں نے دھیان نہیں دیا علیزہ مکزم کی طرف افسوس بھرے انداز میں دیکھتی اپنا سر پکڑ کر بیٹھ گئی۔۔۔۔

کیا کرتی ہو بیگم کچھ تو خیال کر لیا کرو کبھی کچھ گم کر دیتی ہے اور کبھی کچھ۔۔۔مکزم علیزہ کی لاپرواہی پر دیکھتے ہوئے تھوڑا سنجیدگی سے بولا کیونکہ پہلے وہ اپنی چین گم کر چکی تھی اور اب فون ایسا نہیں تھا کہ مکزم کو فون

کرنے پر غصہ تھا وہ تو ایسے ہزاروں فون ایک وقت میں اپنی بیوی کو لے کر دے سکتا تھا مگر اس کی لاپرواہی اسے اچھی نہیں لگ رہی تھی اسے اتنا بھی لاپرواہ غائب دماغ نہیں ہونا چاہیے تھا۔۔۔

فون میرے ہاتھ میں تھا پر جب میں گرنے لگی تھی تب گر گیا ہو گا مجھے پتہ نہیں چلا۔۔۔وہ آنکھوں میں آنسوں لیے مکزم کی طرف معصوم سی شکل بنا کر دیکھتے ہوئے بولی

تو اس میں رونے والی کون سی بات ہے بات بات پر رونا چھوڑ دو اور تھوڑا ظرف پیدا کرو اپنے اندر مکزم کے تاثرات بہت سنجیدہ تھے۔۔۔

یہ دنیا بہت ظالم ہے اور تمہاری نازک مزاجی اس دنیا کے سامنے کچھ بھی نہیں ایسے لوگوں کو دنیا زیادہ تڑپاتی ہے خود کو مضبوط کرو میں نے تمہیں پہلے بھی بولا کہ تم کوئی عام لڑکی نہیں ہو تم ایک مضبوط عصاب رکھنے والے شخص کی بیوی ہو۔۔۔۔

جس کا خوف اور ڈر سے کوئی لینا دینا نہیں تمہیں بھی کم سے کم اس کے جتنی بہادر لازمی ہونا چاہیے کیونکہ تم اس کی بیوی ہو تمہیں اس کی کمزوری نہیں اس کی طاقت بننا چاہیے۔۔۔

مکزم اس کے ساتھ بیٹھا بے حد سنجیدگی اپنائے اسے سمجھا رہا تھا۔۔

نہیں مجھے نہیں بننا بہادر میں اس دنیا کا سامنا کرنا ہی نہیں چاہتی علیزہ کو مکزم کی باتیں بے چین کر رہی تھیں۔۔۔

کیوں نہیں کرنا سامنا اگر کل کو کبھی میں نہ ہوا تو تم کیا کرو گی تب تو تمہیں اس دنیا کا سامنا کرنا پڑے گا۔۔۔؟؟

اگر تمہیں کبھی اپنے بچوں کے لیے اس دنیا سے لڑنا پڑا تو تم کیا کرو گی...؟؟

کیا تم اس طرح رو دھو کر کسی کو قائل کر سکو گی نہیں بیگم یہ دنیا ہے بے رحم سماج نہ تو اس دنیا کو کسی کی تکلیف سے فرق پڑتا ہے اور نہ ہی انہیں کسی کے آنسو پگھلا سکتے ہیں مکزم کا انداز سنجیدہ سے سنجیدہ ہوتا جا رہا تھا۔۔

علیزہ نے تڑپ کر مکزم کی طرف دیکھا تھا جو اس کے سامنے اپنے بغیر جینے کی مثال رکھ رہا تھا۔۔۔

آپ ایسا کیسے بول سکتے ہیں آپ بول رہے ہیں کہ مجھے آپ کے بغیر جینا پڑے گا میں ایسا نہیں کر سکوں گی کبھی بھی نہیں مگر میں آپ سے جدا ہوئی تو میں مر جاؤں گی۔۔۔

علیزہ کے آنسو آنکھوں سے نکل کر رخسار پر بہے تھے کیونکہ مکزم کی باتیں اسے اندر سے زخمی کر گئی تھی

میں یہ نہیں بول رہا کہ میں تمہیں چھوڑ کر چلا جاؤں گا میں صرف یہ بول رہا ہوں کہ اگر کبھی میں تمہارے پاس تمہارے قریب نہ ہوا تو تمہیں مضبوط بننا ہے کمزور نہیں پڑنا خود کے لیے اور اپنے بچوں کے لیے اس دنیا سے لڑنا ہے ان کے آگے ڈٹ کر کھڑے ہونا ہے۔۔۔

مکزم اسے روتا دیکھ کر نرم رویہ اپنائے اسے اپنے حصار میں لے چکا تھا جبکہ وہ بھی مکزم کی تلخ الفاظوں کے زیر اثر تھی جو مکزم نے ابھی بولے تھے۔۔۔

نہیں آپ کہیں نہیں جا سکتے آپ ہمیشہ میرے پاس ہی رہیں گے مجھے نہیں جانا دنیا کے سامنے مجھے نہیں لڑنا کسی سے۔۔۔وہ روتی ہوئی اس کے سینے میں چہرہ چھپا گئی۔۔۔

جبکہ مکزم نے بے بسی سے ایک نظر اپنی پناہوں میں چھپی اپنی بیوی کو دیکھا اور پھر ایک لمبا سانس ہوا کے سپرد کرتے ہوئے اس کے گرد اپنے بازوؤں کا حصار باندھا جب کہ وہ تو اس کے سینے سے لگے روئے جا رہی تھی جیسے مکزم واقعی میں اس سے دور چلا گیا ہو

میری جان بس کر دو میں نے تو صرف ایک مثال دی ہے میں واقعی میں تم سے دور نہیں گیا۔۔۔

مکزم کی برداشت سے باہر تھا اس کا رونا کیونکہ وہ کب سے صرف روئے جا رہی تھی اور چپ بھی نہیں کر رہی تھی۔۔۔

ادھر دیکھو یہ کیا حال کر لیا ہے تم نے اپنا کیا تمہیں معلوم نہیں کہ تمہارے رونے سے یہاں تکلیف ہوتی ہے مکزم اپنے سینے کی بائیں جانب اشارہ کرتے ہوئے بولا۔۔۔

آ آپ چھوڑ کر نہیں جائیں گے۔۔۔۔وہ ہچکیاں لیتے ہوئے بولی۔

نہیں جاؤں گا میری جان میں ایسا کر ہی نہیں سکتا یہ دل بند ہو جائے گا اگر میں ایک پل بھی تم سے دور گیا مکزم نے تڑپ کر اسے اپنے سینے سے لگایا تھا۔

علیزہ نے مکزم کی شرٹ کو اپنے دونوں ہاتھوں کی مٹھیوں میں جکڑا تھا جیسے مکزم ابھی اسے چھوڑ کر جا رہا ہو مگر اس نے تو صرف ایک فرضی بات کی تھی اس میں کہاں ہمت تھی کہ وہ علیزہ کو چھوڑ پاتا وہ ایسا نہیں کر سکتا تھا اس کی تو سانسیں بھی اس کی بیوی کی محتاج تھی۔۔۔۔

اور اس کا جیتا جاگتا ثبوت کچھ دیر پہلے ہونے والا واقعہ تھا صرف چند منٹوں میں مکزم کی سانسیں سوکھ چکی تھی علیزہ کہ غائب ہونے پر وہ کیسے پاگلوں کی

طرح اسے لوگوں کی بھیڑ میں ڈھونڈ رہا تھا اور کس طرح وہ سیکنڈ فلور تک پہنچا تھا۔۔۔

کیونکہ اس نے علیزہ کو لفٹ میں داخل ہوتے ہوئے دیکھ لیا تھا اسی لیے وہ بغیر ایک منٹ کی بھی دیر کیے سیڑھیوں کے راستے سے سیکنڈ فلور پر گیا تھا اور وہاں پہنچتے ہی سامنے ہی اسے علیزہ مل گئی تھی جو اس کی سانسوں کی روانگی کو نارمل کرنے کی وجہ بنی تھی۔

مکزم دل ہی دل میں دعا کر رہا تھا کہ خدا اسے کبھی بھی اس آزمائش میں نہ ڈالے اور ایسا دن کبھی بھی نہ آئے جو اسے علیزہ سے کبھی بھی دور ہونا پڑے۔۔۔۔

کیونکہ اس کی بیوی بہت کمزور تھی اور وہ دنیا سے لڑنے کی طاقت ہرگز نہیں رکھتی تھی اس کا واحد پہلا اور آخری سہارا مکزم ہی تھا اور اسے وہی چاہیے تھا۔۔۔

جو صرف اس کے دور جانے کے ذکر پر تڑپ تڑپ پر رو رہی تھی اس کے دور جانے پر تو وہ مر ہی جائے گی۔۔۔

یہ سب سوچتے ہوئے مکزم نے شدت سے دعا کی تھی کہ اللہ ان کی زندگی میں کبھی بھی وہ دن نہ لائے جس میں ان دونوں کو ایک دوسرے سے ایک پل بھی دور رہنا پڑے

مگر یہ تو وقت نے بتانا تھا ان کی زندگی میں ایسا دن آتا ہے یا نہیں یا وہ ہمیشہ ایک دوسرے کے ساتھ یوں ہی رہیں گے یا ان کی زندگی میں کوئی ازمائش بھی آئے گی۔

oooooooooooooooooo

یہ ہے وہ چیپ۔۔۔۔ رائز اس فون سے چپ کو نکال کر یو ایس ڈی میں لگاتے ہوئے میں بولا

جب کہ ڈیمن ایلیا وہیں پر کھڑے لیپ ٹاپ کی جانب دیکھ رہے تھے جس پر رائز تیزی انگلیاں چلا رہا تھا۔

یس یہ ہی ہے وہ تصویریں سکرین پر چمکتی تصویریں دیکھتے رائز ڈیمن کی طرف دیکھتے ہوئے بولا

ٹھیک ہے یہ ثبوت تو ہمیں مل گئے مگر اس فون کا کیا کرنا ہے ایلیا نے سامنے پڑے فون کی طرف اشارہ کیا۔

تم سب کا اس فون سے کوئی تعلق نہیں صرف اپنے کام پر توجہ دو اور اس آدمی کو ڈھونڈو جس نے یہ سارے ثبوت اکٹھا کیے کیونکہ یہ ثبوت اکٹھے کرنا کسی عام انسان کے بس کی بات نہیں مجھے وہ شخص ہر حال میں چاہیے صرف دو دن کا وقت تھا تم دونوں کے پاس پتہ کرواؤ کہ وہ کون ہے۔۔۔

ڈیمن ان دونوں کی توجہ اس فون کی جانب دیکھ کر ذرا سختی سے گویا ہوا اور آگے بڑھ کر اس فون کو اٹھایا اور پھر وہاں سے نکلتا چلا گیا۔۔۔

یہ ڈیمن آج کل لوگوں کی چیزوں میں کچھ زیادہ توجہ نہیں لے رہا رائز ڈیمن کی پشت کو دیکھتے ہوئے بڑبڑایا پہلے وہ چین اور اب یہ فون اسے معاملہ کچھ عجیب لگ رہا تھا۔۔

وہ لڑکی بہت خوبصورت تھی یار بہت معصوم سی ایلیا کی آواز نے رائز کو اپنی جانب متوجہ کیا۔۔۔

کون سی لڑکی۔۔۔رائز نے سوالیہ نظروں سے ایلیا کو دیکھا

وہی لڑکی جس کا یہ فون ہے ایلیا نے اسے بتاتے ہوئے دروازے کی جانب اشارہ کیا جہاں سے ابھی دیکھ گیا تھا۔۔

ہو گئی ہمارا اس سے کیا لینا دینا رائز نے لاپرواہی سے کندھے اچکائے اور لیپ ٹاپ کی طرف متوجہ ہوا۔۔

مگر مجھے وہ بہت سویٹ لگی یار ایلیا نے دل سے تعریف جی۔۔۔

پھر اسے اٹھا لاتی ساتھ ہی۔۔۔رائز نے جیسے حل بیش کیا۔۔

ہاں کاش میں لا سکتی ایلیا نے سرد آہ بھری اسے واقع میں علیزہ بہت پسند آئی تھی اس کا دل چاہا تھا کہ کاش وہ اس کی دوست بن جاتی مگر ان کی دنیا میں اس معصوم لڑکی کی کوئی جگہ نہیں تھی وہ یہاں نہیں آ سکتی تھی۔۔۔

oooooooooooooooo

بی جان کی بات سن کر افراح نے چہرے پر شیطانی

مسکراہٹ سجائے جتلاتی نظروں سے جہانزیب کی طرف

دیکھا جیسے نظروں ہی نظروں میں کہنا چاہ رہی ہو کیسا

لگا اب آیا مزا۔۔۔

ٹھیک ہے بی جان مجھے کوئی مسئلہ نہیں اگر آپ کہتی

ہیں تو میں کام پر جانا چھوڑ دیتا ہوں اور آپ کی پوتی

کا ہی خیال رکھ لیتا ہوں ویسے بھی مجھے کوئی مسئلہ

نہیں ہے میرا آفس تو میں گھر میں ہی بنا لوں گا

جہانزیب بھی جیسے تیار بیٹھا تھا کہ کب اسے آفس

چھوڑنے کا بولا جائے اور کب وہ آفس چھوڑ کر آرام سے

گھر بیٹھے۔۔۔۔۔

جب کہ جہانزیب کی بے نیازی پر افراح اسے حیرت سے

دیکھتی ہی رہ گئی جو اسے دیکھتے ہوئے ایک آنکھ دبا

چکا تھا جس پر افراح نے ہڑبڑا کر اپنی نظریں جھکائی تھی۔۔۔۔

یہ تو شکر تھا کہ جہانزیب کی یہ حرکت کسی نے دیکھی

نہیں تھی سب ناشتہ کرنے میں مصروف تھے اس لیے

کسی کا دھیان ان دونوں پر نہیں گیا تھا۔۔۔۔

شیطانی کرنا بند کرو اور خیال رکھا کرو میری بچی کا بی

جان نے اسے گھورا جس پر جہانزیب سر جھٹک کر ہنس

دیا۔۔۔

اب وہ کیا بتاتا کہ اسی خیال کی وجہ سے تو اس کی

بیوی اس سے روٹھی ہوئی تھی جو زبردستی اسے رات کو

دودھ کے دو گلاس پلاتا تھا سونے سے پہلے اسے فروٹس

کھلاتا تھا اور رات میں جب کبھی اسے کریونگ ہوتی تھی

تو اسے کھٹی میٹھی چیزیں کھلانے کی بجائے بہت سے

پھیکی بد مزہ ہیلتی چیزیں کھلاتا تھا جو افراح کو بالکل

پسند نہیں تھی۔۔۔

نہیں بی جان یہ میرا بہت خیال رکھتے ہیں آپ کو نہیں

پتہ میں رات میں بہت کچھ کھاتی ہوں اس لیے آپ اتنی

فکر مت کیا کریں میری صحت اچھی خاصی تو ہے۔۔۔

افراح سے بھی کہاں برداشت تھا جہانزیب پر لاپرواہی کا

الزام لگنا اس لیے وہ بھی جلدی سے جہانزیب کے حق میں

گواہی دینے لگی۔۔

اسے غرور تھا کہ اس کا شوہر اس کا بہت خیال رکھتا ہے

ہاں یہ الگ بات تھی کہ اسے پھیکے بد مزہ کھانے کھلا

کھلا کر اس نے افراح کو موج مستی کرنے کا موقع نہیں

دیا تھا مگر وہ اس کا اپنے آپ سے بھی بڑھ کر خیال

رکھتا تھا وہ تو سوتے ہوئے بھی محتاط رہتا تھا اگر افراح

ذرا سا بھی ہلتی تھی تو وہ اس سے پہلے اٹھ کر بیٹھ

جاتا تھا۔۔۔

افراح تو سب سے بڑھ کر جانتی تھی کہ جہانزیب اس کا

کتنا خیال رکھ رہا ہے۔۔۔

جب سے اسے معلوم ہوا تھا کہ وہ باپ بننے والا ہے

جہانزیب کے تو پیر ہی زمین پر نہیں ٹکتے تھے وہ دن

رات اپنی بیوی کی خدمت میں ہی لگا رہتا ہے۔۔۔

افراح کی یوں طرفداری پر سب دل کھول کر مسکرا دیے

وہ اپنے شوہر کی سائیڈ لے رہی تھی اور یہی بات سب کے

لیے کافی تھی جب کہ جہانزیب بھی گہرا مسکراتا افراح

کو اب ناشتہ کروانے لگا تھا۔۔

جبکہ ان دونوں پر کوئی بھی دھیان نہیں دے رہا تھا اور

اسی موقعے کا فائدہ اٹھاتے ہوئے جہانزیب اسے اپنے

ہاتھوں سے ناشتہ کروا رہا تھا اور افراح بھی چپ چاپ

ناشتہ کر رہی تھی بغیر کسی مزاحمت اور بحث کے

کم سے کم وہ ہر چیز برداشت کر سکتی تھی مگر اپنے

شوہر کی انسلٹ ہرگز نہیں۔۔۔

ٹھیک ہے میری جان میں اب چلتا ہوں شام کو جلدی واپس

آؤں گا تم تیار رہنا تمہیں ڈاکٹر کے پاس لے کر جانا ہے

جہانزیب کرسی کی پشت سے اپنا کوٹ اٹھا کر پہنتے ہوئے

افراح کی جانب تھوڑا جھکتے ہوئے بولا۔۔۔

بیٹھی رہو یہیں پر ناشتہ کرو اچھے سے میں کچھ دیر

میں آ جاؤں گا۔۔۔افراح کو اپنی جگہ سے اٹھتا دیکھ کر

اس نے افراح کو وہیں بیٹھنے کی تاکید کی کیونکہ افراح

اسے دروازے تک چھوڑنے جا رہی تھی اور جہانزیب نہیں

چاہتا تھا کہ وہ اپنا ناشتہ چھوڑ کر اسے چھوڑنے جائے

اس نے آگے بڑھ کر بی جان کے ہاتھ پر بوسہ دیا اور سب

کو خدا حافظ کہتا وہاں سے چلا گیا۔۔۔۔

جب کہ باقی سب بھی ناشتہ کرنے کے بعد اپنے اپنے کام

کاج پر لگ چکے تھے اور افراح ناشتہ کرنے کے بعد اب

بچوں کے کمرے میں گئی تھی جو ابھی تک لمبی پر

سکون نیند سو رہے تھے۔۔۔

اور یقیناً وہ بہت جلد ہی اٹھنے والے تھے اس سے پہلے کہ

پوری حویلی میں ان کی کراکے دار رونے کی آواز گونجتی

افراح نے خود ہی وہاں جانا بہتر سمجھا بچوں کو وہ اکیلا

بھی نہیں چھوڑ سکتی تھی کیونکہ وہ ابھی بہت چھوٹے تھے۔۔۔۔

oooooooooooooooo

میر میرا فون میرا فون نہیں مل رہا مجھے گھر کال کرنی

ہے۔۔۔علیزہ پورے کمرے میں چیزیں الٹ پلٹ کر کے اپنا

فون تلاش کر رہی تھی جو اسے کہیں نہیں مل رہا تھا۔۔

تم اپنا فون ساتھ لے کر گئی تھی اور ابھی تمہارے پاس

فون موجود نہیں ہے مکزم کو جہاں تک یاد تھا علیزہ نے

اپنا فون پکڑا تھا مگر اب جب وہ کمرے میں واپس آئے

تھے تو اس کے ہاتھ میں اس کا فون نہیں تھا یقیناً وہ

کہیں گرا چکی تھی۔۔۔۔

میں فون ساتھ لے کر گئی تھی لیکن۔۔۔۔۔او خدایا فون تو

وہاں ہی گر گیا شاید میں نے دھیان نہیں دیا علیزہ مکزم

کی طرف افسوس بھرے انداز میں دیکھتی اپنا سر پکڑ کر

بیٹھ گئی۔۔۔۔

کیا کرتی ہو بیگم کچھ تو خیال کر لیا کرو کبھی کچھ گم

کر دیتی ہے اور کبھی کچھ۔۔۔مکزم علیزہ کی لاپرواہی پر

دیکھتے ہوئے تھوڑا سنجیدگی سے بولا کیونکہ پہلے وہ

اپنی چین گم کر چکی تھی اور اب فون ایسا نہیں تھا کہ

مکزم کو فون کرنے پر غصہ تھا وہ تو ایسے ہزاروں فون

ایک وقت میں اپنی بیوی کو لے کر دے سکتا تھا مگر اس

کی لاپرواہی اسے اچھی نہیں لگ رہی تھی اسے اتنا بھی

لاپروار غائب دماغ نہیں ہونا چاہیے تھا۔۔

فون میرے ہاتھ میں تھا پر جب میں گرنے لگی تھی تب

گر گیا ہو گا مجھے پتہ نہیں چلا۔۔۔وہ آنکھوں میں آنسوں

لیے مکزم کی طرف معصوم سی شکل بنا کر دیکھتے ہوئے بولی

تو اس میں رونے والی کون سی بات ہے بات بات پر رونا

چھوڑ دو اور تھوڑا ظرف پیدا کرو اپنے اندر مکزم کے

تاثرات بہت سنجیدہ تھے۔۔۔

یہ دنیا بہت ظالم ہے اور تمہاری نازک مزاجی اس دنیا کے

سامنے کچھ بھی نہیں ایسے لوگوں کو دنیا زیادہ تڑپاتی

ہے خود کو مضبوط کرو میں نے تمہیں پہلے بھی بولا کہ

تم کوئی عام لڑکی نہیں ہو تم ایک مضبوط عصاب رکھنے

والے شخص کی بیوی ہو۔۔۔۔

جس کا خوف اور ڈر سے کوئی لینا دینا نہیں تمہیں بھی

کم سے کم اس کے جتنی بہادر لازمی ہونا چاہیے کیونکہ

تم اس کی بیوی ہو تمہیں اس کی کمزوری نہیں اس کی

طاقت بننا چاہیے۔۔۔

مکزم اس کے ساتھ بیٹھا بے حد سنجیدگی اپنائے اسے

سمجھا رہا تھا۔۔۔

نہیں مجھے نہیں بننا بہادر میں اس دنیا کا سامنا کرنا ہی

نہیں چاہتی علیزہ کو مکزم کی باتیں بے چین کر رہی تھیں۔۔۔

کیوں نہیں کرنا سامنا اگر کل کو کبھی میں نہ ہوا تو تم کیا

کرو گی تب تو تمہیں اس دنیا کا سامنا کرنا پڑے گا۔۔؟؟

اگر تمہیں کبھی اپنے بچوں کے لیے اس دنیا سے لڑنا پڑا تو

تم کیا کرو گی...؟؟

کیا تم اس طرح رو دھو کر کسی کو قائل کر سکو گی

نہیں بیگم یہ دنیا ہے بے رحم سماج نہ تو اس دنیا کو

کسی کی تکلیف سے فرق پڑتا ہے اور نہ ہی انہیں کسی کے

آنسو پگھلا سکتے ہیں مکزم کا انداز سنجیدہ سے سنجیدہ

ہوتا جا رہا تھا۔۔۔

علیزہ نے تڑپ کر مکزم کی طرف دیکھا تھا جو اس کے

سامنے اپنے بغیر جینے کی مثال رکھ رہا تھا۔۔۔۔

آپ ایسا کیسے بول سکتے ہیں آپ بول رہے ہیں کہ مجھے

آپ کے بغیر جینا پڑے گا میں ایسا نہیں کر سکوں گی

کبھی بھی نہیں مگر میں آپ سے جدا ہوئی تو میں مر

جاؤں گی۔۔۔

علیزہ کے آنسو آنکھوں سے نکل کر رخسار پر بہے تھے

کیونکہ مکزم کی باتیں اسے اندر سے زخمی کر گئی تھی

میں یہ نہیں بول رہا کہ میں تمہیں چھوڑ کر چلا جاؤں گا

میں صرف یہ بول رہا ہوں کہ اگر کبھی میں تمہارے پاس

تمہارے قریب نہ ہوا تو تمہیں مضبوط بننا ہے کمزور نہیں

پڑنا خود کے لیے اور اپنے بچوں کے لیے اس دنیا سے لڑنا

ہے ان کے آگے ڈٹ کر کھڑے ہونا ہے۔۔۔

مکزم اسے روتا دیکھ کر نرم رویہ اپنائے اسے اپنے حصار

میں لے چکا تھا جبکہ وہ بھی مکزم کی تلخ الفاظوں کے

زیر اثر تھی جو مکزم نے ابھی بولے تھے۔۔۔

نہیں آپ کہیں نہیں جا سکتے آپ ہمیشہ میرے پاس ہی

رہیں گے مجھے نہیں جانا دنیا کے سامنے مجھے نہیں لڑنا

کسی سے۔۔۔۔وہ روتی ہوئی اس کے سینے میں چہرہ چھپا گئی۔۔۔

جبکہ مکزم نے بے بسی سے ایک نظر اپنی پناہوں میں

چھپی اپنی بیوی کو دیکھا اور پھر ایک لمبا سانس ہوا کے

سپرد کرتے ہوئے اس کے گرد اپنے بازوؤں کا حصار باندھا

جب کہ وہ تو اس کے سینے سے لگے روئے جا رہی تھی

جیسے مکزم واقعی میں اس سے دور چلا گیا ہو

میری جان بس کر دو میں نے تو صرف ایک مثال دی ہے

میں واقعی میں تم سے دور نہیں گیا۔۔۔

مکزم کی برداشت سے باہر تھا اس کا رونا کیونکہ وہ کب

سے صرف روئے جا رہی تھی اور چپ بھی نہیں کر رہی تھی۔۔۔

ادھر دیکھو یہ کیا حال کر لیا ہے تم نے اپنا کیا تمہیں

معلوم نہیں کہ تمہارے رونے سے یہاں تکلیف ہوتی ہے

مکزم اپنے سینے کی بائیں جانب اشارہ کرتے ہوئے بولا۔۔۔

آآ آپ چھوڑ کر نہیں جائیں گے۔۔۔۔وہ ہچکیاں لیتے ہوئے

بولی۔

نہیں جاؤں گا میری جان میں ایسا کر ہی نہیں سکتا یہ دل

بند ہو جائے گا اگر میں ایک پل بھی تم سے دور گیا مکزم

نے تڑپ کر اسے اپنے سینے سے لگایا تھا۔

علیزہ نے مکزم کی شرٹ کو اپنے دونوں ہاتھوں کی

مٹھیوں میں جکڑا تھا جیسے مکزم ابھی اسے چھوڑ کر جا

رہا ہو مگر اس نے تو صرف ایک فرضی بات کی تھی اس

میں کہاں ہمت تھی کہ وہ علیزہ کو چھوڑ پاتا وہ ایسا

نہیں کر سکتا تھا اس کی تو سانسیں بھی اس کی بیوی

کی محتاج تھی۔۔۔۔

اور اس کا جیتا جاگتا ثبوت کچھ دیر پہلے ہونے والا واقعہ

تھا صرف چند منٹوں میں مکرم کی سانسیں سوکھ چکی

تھی علیزہ کہ غائب ہونے پر وہ کیسے پاگلوں کی طرح

اسے لوگوں کی بھیڑ میں ڈھونڈ رہا تھا اور کس طرح وہ

سیکنڈ فلور تک پہنچا تھا۔۔۔

کیونکہ اس نے علیزہ کو لفٹ میں داخل ہوتے ہوئے دیکھ

لیا تھا اسی لیے وہ بغیر ایک منٹ کی بھی دیر کیے

سیڑھیوں کے راستے سے سیکنڈ فلور پر گیا تھا اور وہاں

پہنچتے ہی سامنے ہی اسے علیزہ مل گئی تھی جو اس کی

سانسوں کی روانگی کو نارمل کرنے کی وجہ بنی تھی۔

مکزم دل ہی دل میں دعا کر رہا تھا کہ خدا اسے کبھی بھی

اس آزمائش میں نہ ڈالے اور ایسا دن کبھی بھی نہ آئے

جو اسے علیزہ سے کبھی بھی دور ہونا پڑے۔۔۔

کیونکہ اس کی بیوی بہت کمزور تھی اور وہ دنیا سے لڑنے

کی طاقت ہرگز نہیں رکھتی تھی اس کا واحد پہلا اور

آخری سہارا مکزم ہی تھا اور اسے وہی چاہیے تھا۔۔

جو صرف اس کے دور جانے کے ذکر پر تڑپ تڑپ پر رو رہی

تھی اس کے دور جانے پر تو وہ مر ہی جائے گی۔۔۔

یہ سب سوچتے ہوئے مکزم نے شدت سے دعا کی تھی کہ

اللہ ان کی زندگی میں کبھی بھی وہ دن نہ لائے جس میں

ان دونوں کو ایک دوسرے سے ایک پل بھی دور رہنا پڑے

مگر یہ تو وقت نے بتانا تھا ان کی زندگی میں ایسا دن آتا

ہے یا نہیں یا وہ ہمیشہ ایک دوسرے کے ساتھ یوں ہی

رہیں گے یا ان کی زندگی میں کوئی ازمائش بھی آئے گی۔

oooooooooooooooooo

یہ ہے وہ چیپ۔۔۔۔رائز اس فون سے چپ کو نکال کر یو

ایس ڈی میں لگاتے ہوئے میں بولا

جب کہ ڈیمن ایلیا وہیں پر کھڑے لیپ ٹاپ کی جانب دیکھ

رہے تھے جس پر رائز تیزی انگلیاں چلا رہا تھا۔

یس یہ ہی ہے وہ تصویریں سکرین پر چمکتی تصویریں

دیکھتے رائز ڈیمن کی طرف دیکھتے ہوئے بولا

ٹھیک ہے یہ ثبوت تو ہمیں مل گئے مگر اس فون کا کیا کرنا

ہے ایلیا نے سامنے پڑے فون کی طرف اشارہ کیا۔

تم سب کا اس فون سے کوئی تعلق نہیں صرف اپنے کام پر

توجہ دو اور اس آدمی کو ڈھونڈو جس نے یہ سارے ثبوت

اکٹھا کیے کیونکہ یہ ثبوت اکٹھے کرنا کسی عام انسان کے

بس کی بات نہیں مجھے وہ شخص ہر حال میں چاہیے

صرف دو دن کا وقت تھا تم دونوں کے پاس پتہ کرواؤ کہ

وہ کون ہے۔۔۔

ڈیمن ان دونوں کی توجہ اس فون کی جانب دیکھ کر ذرا

سختی سے گویا ہوا اور آگے بڑھ کر اس فون کو اٹھایا اور

پھر وہاں سے نکلتا چلا گیا۔۔۔

یہ ڈیمن آج کل لوگوں کی چیزوں میں کچھ زیادہ توجہ

نہیں لے رہا رائز ڈیمن کی پشت کو دیکھتے ہوئے بڑبڑایا

پہلے وہ چین اور اب یہ فون اسے معاملہ کچھ عجیب لگ

رہا تھا۔۔

وہ لڑکی بہت خوبصورت تھی یار بہت معصوم سی ایلیا

کی آواز نے رائز کو اپنی جانب متوجہ کیا۔۔۔

کون سی لڑکی۔۔۔رائز نے سوالیہ نظروں سے ایلیا کو دیکھا

وہی لڑکی جس کا یہ فون ہے ایلیا نے اسے بتاتے ہوئے

دروازے کی جانب اشارہ کیا جہاں سے ابھی دیکھ گیا تھا۔۔

ہو گئی ہمارا اس سے کیا لینا دینا رائز نے لاپرواہی سے کندھے اچکائے اور لیپ ٹاپ کی طرف متوجہ ہوا۔۔

مگر مجھے وہ بہت سویٹ لگی یار ایلیا نے دل سے تعریف

جی۔۔۔

پھر اسے اٹھا لاتی ساتھ ہی۔۔۔رائز نے جیسے حل پیش کیا۔۔

ہاں کاش میں لا سکتی ایلیا نے سرد آہ بھری اسے واقع میں علیزہ بہت پسند آئی تھی اس کا دل چاہا تھا کہ کاش وہ اس کی دوست بن جاتی مگر ان کی دنیا میں اس معصوم لڑکی کی کوئی جگہ نہیں تھی وہ یہاں نہیں آ سکتی تھی۔۔۔

oooooooooooooooo

مکزم علیزہ کے مقابل ہی لیٹا اس کے بالوں میں انگلیاں چلاتے ہوئے ان سب باتوں کو سوچ رہا تھا جو کچھ دیر پہلے علیزہ اور مکزم کے درمیان ہوئی تھی

جبکہ علیزہ اتنا رونے کے بعد تھک کر روتے روتے ہی سو گئی تھی مگر وہ سوتے ہوئے بھی مکزم کے بے حد قریب تھی اس کے دونوں ہاتھوں میں ابھی تک مکزم کی شرٹ تھی جسے اس نے بچوں کی طرح اپنی مٹھیوں میں بھینچا ہوا تھا۔

وہ اتنا ڈر جائے گی مکزم نے نہیں سوچا تھا یا پھر اسے مکزم کی باتیں اچھی نہیں لگی تھی یہ بات سچ تھی کہ اسے مکزم کی باتوں نے تڑپا دیا تھا اگر مکزم علیزہ کو خود کی جگہ پر رکھتا تو اسے اندازہ ہوتا کہ علیزہ اتنا کیوں تڑپ رہی تھی۔

اگر علیزہ مکزم کو یہ سب بولتی تو یقیناً مکزم بھی یہی ری ایکٹ کرتا یا پھر شاید اس سے زیادہ۔۔۔ مگر مکزم کو اس بات کا اندازہ تھا کہ علیزہ کو اس کی باتوں سے کتنی تکلیف پہنچی ہے۔

مکزم نے اپنی سوچوں کو جھٹک کر ایک نظر اپنی پناہوں میں سکون کی نیند سوتی اپنی بیوی کو دیکھا جو بالکل کسی بچے کی طرح اس کے ساتھ چپکی ہوئی تھی جیسے

کوئی بچہ اپنی پسندیدہ چیز کو کھونے سے ڈرتا ہو بالکل ویسے ہی کہ کہیں وہ چیز کوئی اس سے چھین کر نا لے جائے یا وہ سے دور نہ ہو جائے۔۔۔

وہ تو تھی بھی تو بچی ہی وہ بہت معصوم اور بہت کم عمر تھی صرف 21 سال کی عمر میں خدا نے اسے دو بچوں جیسی نعمت سے نوازا تھا اتنی ہلکی عمر میں وہ کہاں ان سب باتوں کو سمجھ سکتی تھی جن سب باتوں کی سمجھ مکزم رکھتا تھا آخر وہ اس سے عمر میں کافی بڑا تھا ہر قسم کی سمجھ بوجھ رکھتا تھا مگر علیزہ نہیں رکھتی تھی وہ ابھی بہت نادان اور معصوم سی تھی دو بچوں کی ماں بننے کے بعد بھی اس میں کوئی تبدیلی نہیں آئی تھی کیونکہ مکزم نے خود اسے بہت لاڈ اور پیار سا رکھا ہوا تھا۔۔۔۔

میرا چھوٹا سا بچہ تو ابھی خود بچہ ہے اور میں نے اسے دو بچوں کی ماں بنا دیا مکزم ہلکا سا مسکراتا اس کا سر چومتے ہوئے بولا۔۔۔۔۔

خیر کوئی بات نہیں مجھے تین بچوں کو ایک ساتھ پالنا پڑے گا۔۔۔۔۔ مکزم عبداللہ اور عنایہ کو سوچتے گہرائی سے مسکرایا اور اپنی معصوم سی بیوی کو دیکھا

جو سوتے ہوئے بالکل بچی لگ رہی تھی فلحال مکزم کو اس پر ٹوٹ کر پیار آ رہا تھا مگر وہ اپنا پیار اس پر اس وقت نچھاور نہیں کر سکتا تھا کیونکہ وہ ابھی رو دھو کر سوئی تھی اور وہ اسے ڈسٹرب نہیں کرنا چاہتا تھا۔

مکزم نے اسے یوں ہی نظروں کے حصار میں رکھتے ہوئے ہاتھ بڑھا کر سائیڈ ٹیبل سے اپنا موبائل اٹھایا اور داد کا نمبر ملاتے ہوئے فون کان سے لگایا۔۔۔

داد اپنی بھابھی کے فون کی لوکیشن ٹریس کرو اور پتہ کرواؤ کہ کدھر ہے فون کال اٹینڈ ہوتے ہی مکزم نے اپنا نیا حکملی فیصلہ سنایا اور بغیر داد کا جواب سنیں فون کاٹ دیا۔۔۔

فلحال وہ ایک کوشش کرنا چاہتا تھا کیونکہ اسے پتہ تھا کہ اس کی بیگم کے فون میں اس کی بہت پرانی میموریز موجود ہیں جو اس کی دوستوں کے ساتھ اور اس کی فیملی کے ساتھ ہے اور وہ نہیں چاہتا تھا کہ علیزہ اس چیز کو لے کر پریشان ہو کیونکہ چین تو ملی ہی نہیں تھی اس نے اپنے آدمی بھجوائے تھے مگر چین کا کہیں نام و نشان بھی نہیں ملا تھا اور یہ بات ابھی اس نے علیزہ کو نہیں بتائی

تھی شاید یہ بات علیزہ کے دماغ سے بھی نکل چکی تھی مگر وہ بھولنے والی نہیں تھی وہ ضرور مکزم سے دوبارہ یہ سوال کرنے والی تھی۔۔۔

مکزم ہاتھ بڑھا کر سائڈلیمپ آف کرتا بلینکٹ اچھے سے اس کے گرد پھیلاتا خود بھی اس کے ساتھ اسے اپنے وجود میں گم کرتے آنکھیں موند گیا کیونکہ رات گہری ہو چکی تھی اور ویسے بھی اب ان کے پاس صرف دو دن بچے تھے اور دو دنوں میں وہ علیزہ کو بہت سی جگہ گھمانا چاہتا تھا۔۔۔۔

○○○○○○○○○○○○○○○○○○○

ایلیا رائز اور ڈیمن اپنی گینگ کے ساتھ اپنے سیکرٹ روم میں موجود تھے جہاں سامنے ہی ایک دیوار جتنی ایل ای ڈی روش تھی اور اس پر کچھ لوگوں کی تصویریں ظاہر تھی۔۔۔۔

جی کوئی ایک آدمی نہیں بلکہ یہ پوری گینگ ہے مافیہ ورلڈ میں یہ پہلی بار ہوا ہے کہ ان کے مقابل کوئی آن کھڑا ہوا ہے جو سامنے بھی نہیں آ رہا اور چھپ کر وار کر رہا ہے یہ شخص کون ہے وہ معلوم نہیں جس نے بھی یہ گینگ

بنایا ہے ضرور اس کے پیچھے کسی پاور فل شخص کا ہاتھ ہے مگر کوئی عام انسان ہم تک آسانی سے کبھی نہیں پہنچ سکتا۔۔۔۔

رائز سامنے سکرین پر چمکتی تصویروں کو دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے بول رہا تھا جب کہ باقی سب بھی چہرے پر سختی اور سنجیدگی سجائے تصویروں کو دیکھ رہے تھے جن میں کچھ ترکش آدمیوں کی تصویریں دکھائی دے رہی تھی۔۔۔۔

ایک بات تو طے ہے یہ سب جو بھی کر رہا ہے اس نے ابھی تک ڈیمن کو یاں ہماری گینگ کے کسی بھی بندے کو نہیں دیکھا کیونکہ اگر وہ دیکھ لیتا تو اب تک وہ بہت کچھ کر چکا ہوتا ایلیا نے اپنی سوچ کے مطابق اپنی مظاہر بات پر استغفار۔۔۔۔

ہاں یہ بات تو سچ ہے تو اس شخص نے ابھی تک ہم میں سے کسی کو نہیں دیکھا مگر اس کے پاس ہمارے کچھ بندوں کی تصویریں ہیں جو ہمیں اس چیپ سے ملی ہیں اگر یہ چیپ ہمارے پاس ہے تو مجھے نہیں لگتا کہ یہ تصویریں صرف اسی چیپ میں ہوں گی ضرور یہ تصویریں آگے بھی گئی ہوں گی

اور یہ تصویر اسے غور سے دیکھو رائز نے بولتے ہوئے اپنے پاس پڑے ریموٹ کا ایک بٹن دبایا تو سامنے ہی ایک تصویر نمودار ہوئی

جس میں ڈیمن سڑک کے بیچو بیچ کھڑا کسی کے سر میں گولی چلا چکا تھا اس کے اردگرد اس کے گینگ کے لوگ موجود تھے جب کہ کسی کا بھی چہرہ دکھائی نہیں دے رہا تھا یہاں تک کہ آنکھیں بھی نہیں مگر وہ ان کی پوری گینگ کی تصویر تھی جس میں صاف معلوم ہو رہا تھا کہ اس آدمی کا قتل ہو چکا ہے جو ڈیمن کے قدموں میں بیٹھا ہے اور قتل کرنے والا شخص بالکل سامنے کھڑا ہے۔۔۔

ڈیمن اپنی سنجیدہ سرد نگاہیں سامنے سکرین پر گاڑھے ہوئے تھا مگر وہ ابھی تک بولا کچھ نہیں تھا۔

آج رات مشہور بزنس مین کے گھر پر پارٹی ہے جو شاید اس نے اپنے بزنس کے کامیابی میں رکھی ہے ہمیں آج اس کے کمرے تک ہمیں رسائی حاصل

کرنی ہے جو ہمارے لیے بہت ضروری ہے رائز نے اب پچھلی بات کو ختم کرتے اگلی بات کو شروع کیا تھا

جو بات سب سے زیادہ اہم تھی اور اس کے بارے میں سب ہی جانتے تھے مگر آگاہی دینا لازم تھا۔۔۔

یہ اس گھر کا نقشہ ہے رائز نے ریموورٹ کا بٹن دباتے ہوئے اس کے گھر کا نقشہ سب کے سامنے کھولا تھا جس میں اس کے گھر کا ایک ایک کمرہ اور ایک ایک چیز دکھائی دے رہی تھی۔۔۔

اب پلیننگ کرنے کی باری ڈیمن کی تھی ڈیمن کی پلاننگ کے بغیر کوئی بھی ایک قدم آگے نہیں اٹھا سکتا تھا اور اب سب سنجیدگی سے اپنے کان اور آنکھیں کھولے ڈیمن کو سن رہے تھے جو اپنی سنجیدہ اور سرد آواز میں انہیں چند ہی منٹوں میں تمام بات سمجھا چکا تھا۔۔۔

ان کا مشن رات کا تھا اور ایک سٹرونگ پلاننگ کے ساتھ وہ اپنے مشن کے لیے تیار ہو چکے تھے۔۔۔

مجھے کوئی بھی غلطی نہیں چاہیے سب اپنی آنکھیں اور کان کھلے رکھنا غلطی ہونے کی صورت میں میں دوسرا موقع ہرگز نہیں دوں گا اگلی آنکھ تم لوگوں کی جہنم میں کھلے گی یہ یاد رکھنا۔۔۔۔

ڈیمن سب کی جانب سرد نگاہیں جماتا سرد انداز میں بولتا اپنی کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا اور اپنا حکم سناتے وہاں سے نکل گیا

جب کہ ڈیمن کی بات سننے کے بعد سب چوکس ہو چکے تھے اور اب سب رات کے مشن کے پلاننگ کے مطابق خود کو ٹرین کر رہے تھے کیونکہ ایک غلطی بھی انہیں موت کے گھاٹ اتار سکتی تھی اور یہاں پر کھڑا ایک ایک شخص جانتا تھا کہ ڈیمن کے منہ سے نکلے گئے الفاظ پتھر پر لکیر کے برابر ہیں۔

oooooooooooooooo

ہمیں جانا کہاں ہے کچھ تو بتائیں۔۔۔۔علیزہ کانوں میں ائیر رنگز پہنتی شیشے سے مکزم کی طرف دیکھتی ہوئی بولی جو اپنی ٹائی باندھ رہا تھا۔

میرے ایک دوست کی طرف سے دعوت ہے وہاں جانا اس نے اپنے بزنس کے معاملے میں ایک گرینڈ پارٹی رکھی ہے جس میں اس نے ہمیں بھی انوائٹ کیا ہے ویسے تو وہ میرا کافی پرانا بزنس پارٹنر ہے مگر کبھی بھی خاص طور پر اسے ملنے کے لیے میں ترکی نہیں آ پایا مگر اب جب میں یہاں پر موجود ہوں تو اس کی طرف سے سپیشل انویٹیشن آیا ہے اور ہمیں وہیں پر جانا ہے۔۔۔

مکزم نے اپنی ٹائی باندھتے ہوئے بغیر علیزہ کی طرف دیکھے جواب دیا۔۔۔

اور ہم پاکستان واپس کب جائیں گے۔۔۔؟؟ علیزہ نے اس کی جانب دیکھتے ہوئے اگلا سوال کیا

دو دن بعد۔۔۔مکزم اب اپنا کوٹ پہنتے ہوئے علیزہ کی جانب مڑا جو اب بیڈ سے دوپٹہ اٹھا رہی تھی

لیکن دو دن تک ہم یہاں کیا کریں گے آپ میری مانیں تو چلیں واپس پتہ نہیں کیوں بس میرا دل نہیں مان رہا یہاں مزید رکنے کو۔۔۔

علیزہ اپنا دوپٹہ اٹھاتی مکزم کی طرف دیکھتی ہوئی بولی جو بالکل اس کے سامنے کھڑا اسے ہی دیکھ رہا تھا فلحال علیزہ نے دوپٹا اپنے وجود پر نہیں اوڑھا تھا اس کا دوپٹہ ابھی اس کے ہاتھوں میں ہی تھا

اس وقت وہ ایک مہرون کلر کی شلوار قمیض میں موجود تھی جس پر گولڈن کلر کی کڑھائی کا کام ہوا تھا اس نے اپنی لک مکمل مشرقی لڑکی جیسی کریٹ کی تھی کیونکہ وہ تھی ہی مشرقی لڑکی پھر اسے ایسا ہی لباس سوٹ کرتا تھا اور اس نے ایسی ترکیب کے لیے ایسا ڈریس پہننا ہی مناسب سمجھا تھا کیونکہ وہ خود ظاہر کرنا چاہتی تھی کہ وہ پاکستان سے ہے اور شادی شدہ ہے

دونوں ہاتھوں کی کلائیوں میں مہرون رنگ کی کانچ کی بھر بھر کے چوڑیاں ڈالی ہوئی تھی جبکہ چہرے پر بالکل ہلکا سا میک اپ تھا اور ہونٹوں پر ڈارک ریڈ لپسٹک تھی جو اس کے جوڑے کے ساتھ میچ کر رہی تھی بالوں کا آگے سے ہلکا سا ٹوسٹ بنا کر اس نے بال ہلکے سے کیچر میں قید کیے تھے اور پیروں میں مناسب سی ہیل پہنے وہ اس کے سامنے بالکل تیار کھڑی تھی۔۔۔

مکزم بہت غور سے اسے دیکھ رہا تھا جو ہلکی پھلکی تیاری میں غضب ڈھا رہی تھی وہ ایک سال میں یہ چیز بہت بار محسوس کر چکا تھا کہ اس کی بیوی پر سرخ اور مہرون رنگ بہت جچتا ہے اس کے خوبصورت رنگت پر یہ رنگ بہت نکھرتا ہے وہ اس رنگ میں وہ بہت خوبصورت دکھائی دیتی ہے اس وقت بھی وہ بہت پیاری لگ رہی تھی بالکل سمپل مگر بالکل کوئی پری جیسی۔۔

علیزہ کی بات سنتے مکزم اس کی جانب بڑھا اور اس کے بے حد نزدیک کھڑے ہوتے ہوئے اس کے دوسرے ہاتھ سے اپنی پرفیوم پکڑی جو اس نے اپنے ہاتھ میں تھام رکھی تھی۔۔۔

کچھ نہیں ہوتا میں تمہارے ساتھ ہوں نا پھر تمہیں فکر کرنے کی کیا ضرورت ہے صرف ہمیں کچھ جگہ گھومنا ہے اس کے بعد ہم چلے جائیں گے دو دن کا تو پتہ ہی نہیں چلے گا کہ کیسے بیت گئے۔۔

مکزم نے بولتے ہوئے اس کی بائیں کلائی تھامی کی چوڑیوں کو تھوڑا سا پیچھے کرتے ہوئے اس کے کلائی پر اپنی پرفیوم چھڑکی اور پھر اپنے بائیں ہاتھ کی

کلائی کو اس کی کلائی کے ساتھ تھوڑا سا رگڑا اب اس کے پرفیوم کی مہک ان دونوں کے وجود پر ثبت ہو چکی تھی۔۔۔

تم دوسروں پر دھیان مت دو تم صرف مجھ پر دھیان دو مکزم نے بولتے ہوئے اس کی کلائی پکڑ کے اپنی گردن سے مس کی یہ اس کے پرفیوم لگانے کا طریقہ تھا مگر آج اس کی کلائی کی جگہ کلائی علیزہ کی تھی جس کی کلائی پر پرفیوم لگی اس کے بدن کو بھی معطر کر رہی تھی۔۔۔

مکزم نے اس کی کلائی کو اپنے ناک کے قریب کرتے ہوئے آنکھیں بند کر کے گہرا سانس اندر کھینچا اپنی پرفیوم اور علیزہ کے وجود کی خوشبو اس نے اپنی سانسوں میں اتاری تھی۔

ہمیں دیر ہو رہی ہے ہمیں وقت پر نکلنا ہے علیزہ نے مزاحمت کرتے اسے یاد دلانا چاہا کہ وہ اگے ہی لیٹ ہیں

علیزہ کی بات سنتے مکزم نے آنکھیں کھولتے ہوئے اپنے سامنے کھڑی اپنی بیوی کو دیکھا جو اسے چلنے کا اشارہ کر رہی تھی۔۔۔

علیزہ کو دیکھ کر مکزم مسکرایا اور اس کی کلائی چھوڑ کر اپنا سامان پکڑا تب تک علیزہ بھی خود پر دوپٹہ لے چکی تھی اور اب ان دونوں نے قدم کمرے سے باہر کی جانب بڑھائے تھے۔

تقریباً آدھے گھنٹے کی مسافت کے بعد وہ دونوں مطلوبہ جگہ پر پہنچ چکے تھے اور اب وہ دونوں اس گھر میں داخل ہو رہے تھے جہاں پر پھیلی روشنیاں صاف ظاہر کر رہی تھی کہ تقریب اپنے عروج پر پہنچ چکی ہے۔۔۔

ان دونوں کے وہاں داخل ہوتے ہی مکزم کا دوست سب سے پہلے آگے بڑھا اسے دیکھتے ہی وہ کھل اٹھا تھا اور اب وہ اپنی پوری فیملی کے ساتھ ان دونوں کا استقبال کر رہا تھا جو کہ بہت اچھے طریقے سے کیا گیا تھا یہاں تک کہ وہاں پر موجود تمام لوگوں کی نظروں کا مرکز وہ کپل بنا ہوا تھا جس میں مکزم اور علیزہ شامل تھے سب انہی دونوں کو دیکھ رہے تھے

جو ایک ساتھ چلتے ہوئے اندر داخل ہو چکے تھے اور اب وہ ہر کسی کی توجہ سمیٹ رہے تھے کیونکہ علیزہ اپنے مشرقی لباس میں ملبوس تھی اس لیے وہ

سب سے منفرد دیکھائی دے رہی تھی وہاں کھڑے ہر فرد کی توجہ صرف ان کی جانب ہی تھی

Your couple is very beautiful----

پاس کھڑی اس کی بیوی دل سے مکزم اور علیزہ کی تعریف کرتے ہوئے بولی اسے واقعی میں اپنے شوہر کا دوست اور اس کی وائف کافی اچھے لگے تھے اور ویسے بھی وہ دونوں ایک دوسرے کے ساتھ بہت خوبصورت لگ رہے تھے اس لیے تو وہ سب کی نگاہوں کا مرکز بنے ہوئے تھے

تھینک یو۔۔۔علیزہ نے مسکرا کر جواب دیتے ہوئے ان پھولوں کا تھاما جو اس لڑکی نے علیزہ کی طرف بڑھائے تھے۔۔۔

چلیں پلیز آپ کا ہی انتظار تھا وہ لڑکا مکزم کی جانب دیکھتے ہوئے بولا اور پھر مسکراتے ہوئے ان دونوں کو ساتھ لیے آگے بڑھا

مجھے بہت خوشی ہوئی بھابھی کہ آپ یہاں پر تشریف لے کر آئی میں آپ کی شادی میں بھی شریک ہوا تھا مگر میں نے مکزم سے بہت بار بولا تھا کہ وہ آپ کو لے کر ضرور ہمارے گھر پر آئے مگر وہ نہیں آیا لیکن آج آپ دونوں آئے ہیں اس چیز کی خوشی مجھے بہت زیادہ ہے مگر اس چیز کا گلا بھی ہے کہ آپ اپنی فیملی کو نہیں لے کر آئے اور نہ ہی اپنے بچوں کو لے کر آئے مجھے بہت خوشی ہوتی آپ کے بچوں سے مل کر اس نے آخر میں شکوہ بھی کیا تھا

بس یار ہم تو بس گھومنے پھرنے کے لیے یہاں پر آئے پوری فیملی کو یہاں پر لے کے آنا ممکن نہیں تھا اور بچے بھی بہت چھوٹے ہیں تم پاکستان چکر لگانا اپنی فیملی کے ساتھ پھر بچوں سے بھی مل لینا مکزم اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتا دلکشی سے مسکراتے ہوئے دوستانہ انداز میں بولا تو وہ بھی سر جھکا کر مسکرا دیا

انشاءاللہ اللہ نے زندگی دی تو ضرور اس نے مسکراتے ہوئے سر خم کیا تھا۔

-----Sit back and enjoy the party

وہ مسکراتا کرسی کی جانب اشارہ کرتے ہوئے بولا تو علیزہ مسکرا کر اس کرسی پر بیٹھ گئی جبکہ مکزم اس کے ساتھ ہی کچھ اور بزنس مین سے ملنے لگا تھا کیونکہ یہ ان کا کام تھا اور باقی سب سے ملاقات کرنا بھی اس کی مجبوری تھی مگر علیزہ اس کی نظروں کے سامنے تھی جسے وہ ہر منٹ بعد نظریں گھما کر لازمی دیکھتا تھا جو ایک جگہ پر بیٹھی اس محفل کی رونق کو انجوائے کر رہی تھی۔۔۔

00000000000

جہاں محفل کی تقریب اپنے عروج پر تھی وہیں پر دوسری جانب اس گھر کی پچھلے سائیڈ سے بیسمنٹ کے ذریعے کوئی اس گھر میں داخل ہوا تھا وہ کوئی دو چار بندے نہیں بلکہ پورے 14 بندوں کی ٹیم تھی اور وہ گینگ ڈیمن کی تھی جو اپنے مطلوبہ لباس میں ملبوس اپنی پہچان کو چھپائے اس گھر میں اپنا مقصد پورا کرنے داخل ہوئے تھے

سب نے اپنے کانوں میں لگی بلوٹوتھ ڈیوائس کے ذریعے ایک دوسرے سے رابطہ جاری رکھنا تھا جبکہ کس کو کس طرف جانا ہے یہ سب پہلے سے طے ہو

چکا تھا اور اب اسی پلیننگ کے مطابق سب گھر کے چاروں طرف پھیل چکے تھے

ڈیمن اور ایلیا ایک ساتھ تھے اور ان کا رخ سیدھا ایک کمرے کی جانب تھا جس کا معائنہ وہ ایک نقشے کے تحت کر چکے تھے مگر انہیں یہ بھی معلوم ہوا تھا کہ وہاں کی سکیورٹی بہت ٹائٹ ہے اور اسی سیکیورٹی کو چکمہ دیتے ہوئے وہ اندر داخل ہو چکے تھے مگر انہیں یہ بھی معلوم تھا کہ گھر کے اندر بھی ضرور سیکیورٹی موجود ہوگی اس لیے وہ سب بہت احتیاط سے ایک ایک قدم اٹھا رہے تھے۔۔۔

گھر کے پچھلے راستے سے گھر میں داخل ہوتے ہی وہ ایک ایک کر کے وہاں کے تمام گارڈز کو بے ہوش کر چکے تھے اور اب سب اس گھر کے ایک ایک کمرے میں اپنی مطلوبہ چیز تلاش کر رہے تھے جو انہیں کہیں نہیں مل رہی تھی ان کے پاس وقت بھی کم تھا مگر کسی کے بھی ہاتھ ابھی تک وہ چیز نہیں لگی تھی۔۔۔

ہمارے پاس وقت کم ہے کوکلی جلدی کرو سب کے کانوں میں لگے بلوٹوتھ ڈیوائس میں رائز کی سرد اور سنجیدہ آواز گونجی۔۔۔

اس محل نما گھر کے اندر اتنے کمرے تھے کہ ایک ایک کرنے کے باوجود بھی وہ کمرے ابھی تک مکمل نہیں ہوئے تھے وہ لوگ اپنی پوری کوشش کر رہے تھے اپنی پوری جان لگا کر ڈھونڈ رہے تھے مگر انہیں وہ کہیں پر بھی نہیں مل رہے تھے یہاں تک کہ انہوں نے کسی دیوار کی پینٹنگ کوئی چھوٹا موٹا شو پیس کچھ بھی نہیں چھوڑا تھا۔۔۔۔

oooooooooooo

کیسی ہو سویٹ یہاں پر اکیلی بیٹھی بور تو نہیں ہو رہی وہ لڑکی علیزہ کے قریب بیٹھتی اس کے مسکراتے چہرے کی جانب دیکھتی ہوئی بولی

نہیں ایسا کچھ نہیں ہے میں بور نہیں ہو رہی علیزہ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور اپنے سامنے بیٹھی سنہری بالوں والی اس لڑکی کو دیکھا جس کے نقوش کافی خوبصورت تھے وہ مکزم کے دوست کی بیوی تھی اور اس کے دوست کی

طرح وہ بھی کافی خوبصورت تھی آخر وہ ترکش تھے اور ترکش لوگ ویسے بھی بہت حسین ہوتے ہیں۔۔۔

تم جب سے آئی ہو تم نے کچھ نہیں لیا ایٹ لیسٹ جوس تو پینا پسند کرو گی نا وہ بڑی اپنایت سے ویٹر سے ایک جوس کا گلاس اٹھا کر علیزہ کی جانب بڑھاتے ہوئے بولی

نہیں یہ اورنج جوس ہے اور میں اورنج جوس نہیں پیتی علیزہ نے جھجکتے ہوئے انکار کیا تھا کیونکہ یہ سچ تھا کہ وہ اورنج جوس نہیں پیتی تھی وہ صرف فریش جوس پیتی تھی اور یہ جوس فریش نہیں تھا۔۔۔

تو کوئی بات نہیں کچھ اور لے لو اس نے وہ گلاس علیزہ کے پاس ہی ٹیبل پر رکھا اور ویٹر کو اپنی طرف آنے کا اشارہ کیا۔۔ن

اپنی ٹانگ کو فولڈ کر کے بیٹھنے کے چکر میں اس کی ٹانگ سیدھا ٹیبل پر لگی اور جوس کا گلاس جو علیزہ کے بالکل سامنے پڑا تھا وہ سیدھا اس کی گود میں جا گرا

اوو خدایا یہ کیا ہوا۔۔۔وہ ہڑبڑا کر اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔

ایم ریلی سوری سوئیٹنگ غلطی سے ہو گیا مجھے اندازہ نہیں تھا کہ تمہارے اوپر گر جائے گا آئی ایم ریلی سوری وہ بہت شرمندہ ہوئی تھی جلدی سے ٹشو پکڑتے ہوئے وہ اس کی شرٹ کو صاف کرنے لگی جبکہ اس کا شرمندہ ہونا علیزہ کو اچھا نہیں لگا تھا

اٹس اوکے کوئی بات نہیں آپ مجھے واش روم کا بتا دیں میں خود صاف کر لیتی ہوں علیزہ اس کے ہاتھ تھامتی اسے اس کی کاروائی سے روکتے ہوئے بولی۔۔۔

اس لڑکی نے چہرہ اٹھا کر اس خوبصورت دل والی لڑکی کو دیکھا جس کا ڈریس خراب ہونے پر بھی اس کے چہرے پر مسکراہٹ تھی اور بالکل بھی اکتاہٹ نہیں تھی جبکہ اس نے آج تک ایسی بہت سی لڑکیاں دیکھی تھی جو اپنا ڈریس خراب ہونے پر بہت واویلا مچاتی تھیں مگر یہ لڑکی تو دل کی کافی اچھی تھی اور معصوم بھی شاید اس کی نظر میں یہ بات بڑی نہیں تھی شاید اسے اگلے بندے کی غلطی کا اچھا سے احساس ہوتا تھا شاید وہ جانتی تھی کہ مقابل سے غلطی ہو

سکتی ہے اور وہ جان بوجھ کر یہ سب نہیں کر سکتا شاید مقابل بھی انسان ہے اور ہر انسان کی انسلٹ نہیں کی جاتی اسے پیار سے سمجھایا بھی جا سکتا ہے اس کی غلطی معاف بھی کی جا سکتی ہے۔۔۔

اس لڑکی نے دور سے ایک فیمیل ویٹر کو اپنے قریب آنے کا اشارہ کیا تو وہ ویٹر جلدی سے اس کے قریب آئی

میم کو ہمارے روم کے واش روم تک لے جاؤ بی کیئر فل اختیاط سے یہ ہماری بہت پیاری سی گیسٹ ہیں کوئی گڑبڑ نہیں ہونی چاہیے وہ اس ویٹر کی جانب دیکھتی ہوئی اسے مکمل تاکید کرنے لگی

پلیز کم میم۔۔۔وہ لڑکی علیزہ کی جانب دیکھتے ہوئے بولی اور اسے اپنے آگے چلنے کا اشارہ کیا تو علیزہ بھی ایک نظر مکزم کو دیکھتی جو اپنے کسی فرینڈ کے ساتھ باتوں میں مصروف تھا اس ویٹر کے ساتھ آگے بڑھ گئ

ویسے بھی وہ صرف واش روم تک جا رہی تھی اور دو منٹ تک اس نے واپس آ جانا تھا یہ کوئی اتنا بڑا مسئلہ نہیں تھا۔۔۔

میم اندر ہی واشروم ہے میں یہیں پر کھڑی ہوں اگر کسی ہیلپ کی ضرورت ہو تو آپ مجھے بلا سکتی ہیں وہ لڑکی علیزہ کی جانب دیکھ کر مسکراتی کمرے کا دروازہ کھول کر اندر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولی تو علیزہ اثباب میں سر ہلاتی مسکرا کر کمرے میں داخل ہوئی۔۔۔

ابھی اس لڑکی کو وہاں کھڑے مشکل سے 5 منٹ ہی گزرے تھے جب اچانک کسی نے اس کے منہ پر رومال رکھتے ہوئے اس کا منہ زور سے دبایا تھا جس پر کچھ ہی سیکنڈز میں وہ ہوش و حواس سے بیگانہ ہوتی زمیں بوس ہوئی تھی۔۔

oooooooooooooooo

ایلیا اس لڑکی کو گھسیٹتی دوسری جانب لے کر گئی جب کہ ڈیمن کمرے کا دروازہ کھولتے کمرے کے اندر داخل ہوا تھا۔

کمرے کے اندر داخل ہوتے ہی اس نے کمرے کی ایک ایک چیز کی تلاشی لینا شروع کی تھی وہ بڑی مہارت سے اپنی مطلوبہ چیز تلاش کر رہا تھا جہاں جہاں اسے اس چیز کی موجودگی کا اندیشہ تھا۔۔۔

سب کچھ دیکھ لینے کے بعد وہ کمرے کے بیچوں بیچ کھڑا کمرے کے چاروں طرف اپنی نظریں دہرا رہا تھا اسے فلحال اس کمرے سے کچھ نہیں ملا تھا مگر اس کی سکس سینس بتا رہی تھی کہ وہ چیز اس کی کمرے میں موجود ہے اس کا پورا پورا شک اس ہی کمرے میں تھا۔۔۔

اپنی کمر پر دونوں بازو ٹکاتے ڈیمن نے سر اٹھا کر چھت کی جانب دیکھا جہاں خوبصورتی سے سلنگ کے ڈیزائن بنائے ہوئے تھے ایک منٹ سے بھی پہلے وہ سلنگ کے بیچو بیچ بنے ایک باکس کو پہچان چکا تھا۔۔

پاس پڑے سٹول کو آگے گھسیٹ کر وہ اس سٹول پر چڑھا اور دو سے تین ضربیں لگانے کے بعد اس نے اس سیلنگ کے ڈبے کو توڑ ڈالا جس کے ٹوٹتے ہی اس کے اندر ایک سوراخ نمودار ہوا۔۔

ڈیمن نے ہاتھ بڑھا کر اس سراخ کے اندر کچھ تلاش کرنا چاہا تب ہی اس کے ہاتھ کسی چیز سے ٹکرائے وہ چیز لوہے کی تھی اور شاید وہ کوئی ڈبہ بنا ہوا تھا ڈیمن نے اسے باہر نکالا

اس ڈبے کو کھولتے ہی اس کے اندر چمکتے ہزاروں کی تعداد سے ڈائمنڈ موجود تھے یعنی ڈیمن کو اپنی مطلوبہ چیز مل چکی تھی جس کی تلاش میں وہ یہاں آیا تھا

ڈیمن اس ڈبے میں سے ڈائمنڈز کو نکال کر اپنے کاسٹیوم کے اندر والی جیب میں رکھتے وہاں سے نیچے اترا تب ہی اسے کمرے میں کچھ ہلچل محسوس ہوئی اس نے نظریں گھما کر دوسری طرف دیکھا جہاں کوئی واشروم کا دروازہ کھول کر کوئی باہر نکل رہا تھا جسے دیکھ کر ڈیمن کی آنکھوں کے تاثرات سخت ہوئے تھے یقیناً وہاں موجود شخص کی خیر نہیں تھی۔۔۔

علیزہ اپنے ہی دھیان میں ٹشو سے ہاتھ صاف کرتی واش روم سے باہر نکل کر کمرے میں آئی مگر جب اس نے نظریں اٹھا کر سامنے دیکھا تو اپنے بالکل سامنے کچھ فاصلے پر موجود اونچے لمبے چوڑے خوفناک انسان کو دیکھ کر اس کے اوسان خطا ہوئے ایک سخت اور دل فریب چیخ کے ساتھ اس نے اپنے سینے پر ہاتھ رکھ کر پیچھے کی جانب قدم بڑھائے تھے۔

ڈیمن کی ہیزل ڈارک آنکھیں بہت غور سے اس لڑکی کا معائنہ کر رہی تھی آج یہ چوتھا دن تھا جب وہ لڑکی دوبارہ اس کے سامنے آئی تھی صرف سامنے ہی نہیں آئی تھی وہ اس وقت اس کے سامنے اکیلی تنہا موجود تھی

ڈیمن نے اس کے وجود پر سرد نظریں ٹکاتے اس کی جانب قدم بڑھائے تھے جبکہ اسے اپنی جانب بڑھتا دیکھ کر علیزہ مزید پیچھے کی جانب قدم اٹھا رہی تھی۔۔۔

کک۔۔۔۔کون ہو تت۔۔۔تم پپ۔۔۔پلیز مم۔۔۔میرے قریب مت آؤ۔۔۔علیزہ خوف سے کانپتی لڑکھڑاتی آواز میں بولی

جب کہ ڈیمن اپنے قدم مزید اس کی طرف بڑھاتا اس کے نزدیک ہوتا جا رہا تھا جو بیچاری پیچھے کی جانب قدم اٹھاتی دیوار سے جا لگی تھی

پپ پلیز لیو می۔۔۔علیزہ سختی سے آنکھیں میچتی اس سے بچنے کی کوشش کر رہی تھی جو اپنی سرد اور خوفناک نگاہیں اس کے وجود پر ثبت کیے ایک پل

بھی اس کے چہرے سے نظریں نہیں ہٹا رہا تھا جس کا رنگ خوف کے مارے پھٹک سفید پر چکا تھا۔۔۔

دد۔۔۔دور رہو مجھ سے مم میر پلیز آ جائیں وہ آنکھیں سختی سے بند کرتی اونچا اونچا بول رہی تھی جب اسے مقابل کے قدموں کی آہٹ اپنے بے حد قریب سنائی دی تو وہ دیوار کے ساتھ بیٹھتی چلی گئ

وہ اپنے بازوؤں میں اپنا چہرہ چھپائے کانپ رہی تھی اور بری طرح رو رہی تھی۔۔۔۔

ابھی اسے اسی حالت میں بیٹھے مشکل سے دو سیکنڈ ہی ہوئے ہوں گے جب ایک دم سے کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک ساتھ کئ قدموں کی آواز اسے اپنے قریب آتی ہوئی محسوس ہوئی جیسے اس کمرے میں ایک ساتھ کافی افراد داخل ہوئے ہوں

علیزہ۔۔۔۔مکزم اسے زمین پر اس حالت میں بیٹھا دیکھ کر تڑپ کر اس کی جانب بڑھا جس کا وجود سرد پڑ چکا۔۔۔

علیزہ میری جان کیا ہوا تمہیں ادھر دیکھو میری طرف مکزم اسے اپنے حصار میں لیتے اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے ہوئے بولا۔۔۔

مگر جب اس کی نظر اس کے چہرے پر پڑی تو اس کی روح فنا ہوئی تھی علیزہ کا چہرہ آنسوؤں سے بھیگا ہوا تھا جبکہ اس کا پورا وجود کانپ رہا تھا اس کا بدن سرد پڑ رہا تھا چہرے کا رنگ بالکل سفید پڑ چکا تھا ہونٹ بری طرح کپکپا رہے تھے اس کی حالت بالکل غیر تھی۔۔۔

مکزم نے بغیر کچھ بولے اسے کھینچ کر اپنے سینے سے لگایا تھا جو مکزم کو محسوس کرتے مزید روانگی سے رونے لگی تھی۔۔۔

مم میر وہ وہ آدمی وہ آج پھر اس نے مم مجھے وہ مم مجھے مارنا چاہتا ہے مم میر پلیز مم مجھے بچا لیں۔۔۔

علیزہ مکزم کی طرف بغیر دیکھے آنکھوں کو سختی سے بند کرتی ٹوٹے ٹوٹے الفاظوں میں مکزم کو پتہ نہیں کیا بتانے کی کوشش کر رہی تھی جبکہ علیزہ کی باتوں کو سمجھتے مکزم کی آنکھیں ضبط اور غصے کی وجہ سے سرخ پڑ چکی تھی

برداشت کی انتہا پر جاتے اس کا چہرہ بے حد سخت تاثرات میں بدل چکا تھا اس کی رگیں تن جھکی تھی ماتھے پر بے شمار کئی بل نمودار تھے جبکہ ماتھے پر ابھرنے والی نسیں صاف دکھائی دے رہی تھی کہ اس کے اندر کا حال کیا ہے۔۔۔۔

مکزم کا دوست اور اس کی بیوی بھی حیران نظروں سے اس کی حالت کو دیکھ رہے تھے جو بیچاری کچھ زیادہ ہی ڈر چکی تھی اور اس کی حالت بھی بہت غیر تھی یقیناً اس کے ساتھ اس کمرے میں ایسا ضرور کچھ ہوا تھا جس کے زیرِ اثر اس پر اتنا خوف طاری ہو چکا ہے۔۔۔

عطاس اگر مجھے وہ آدمی نہ ملا جس نے میری بیوی کو ہراسہ کرنے کی کوشش کی ہے تو میں تمہارے اس گھر کو آگ لگا دوں گا مجھے ہر حال میں وہ آدمی چاہیے مکزم علیزہ کو اپنے بازوں میں اٹھاتا سرد نگاہیں میں عطاس پر ڈالتے بے حد سنجیدگی سے بولتے ہوئے کمرے سے نکل گیا جبکہ پیچھے سے وہ دونوں حیران و پریشان ہوں ان دونوں کو جاتا ہوا دیکھ رہے تھے۔۔۔

اس کمرے میں داخل ہوتے ہی عطاس دیکھ چکا تھا کہ اس کے گھر سے ڈائمنڈ چوری ہو چکے ہیں مگر وہ مکزم کے سامنے نام نہیں لے سکا تھا اور نہ ہی اس نے ظاہر ہونے دیا تھا کیونکہ آگے ہی اس کی وجہ سے اس کے بیوی اتنی مشکل میں پھنس چکی تھی اگر وہ بتا دیتا کہ یہ سب موقعے کی نزاکت نہیں بلکہ ایک پلیننگ سے ہوا ہے تو مکزم ابھی اور اسی وقت اس کے گھر کو تہس نہس کر دیتا کیونکہ ادھر بات اس کی عزت کی تھی اس کی بیوی کی تھی اور اپنی عزت پر کوئی بھی بات برداشت نہیں کر سکتا تھا

اور مکزم میر احمد تو اپنی بیوی کے معاملے میں خود پر بھی بھروسہ نہیں کرتا تھا پھر یہ غیر لوگ کیا چیز تھے

سیکیورٹی کو بلاؤ سارے کیمرہ اوپن کرو مجھے ایک ایک پل کی خبر چاہیے یہاں کون آیا تھا کیا ہوا تھا اگر مجھے یہ سب معلوم نہ ہو سکا تو میں تم سب کو جان سے مار دوں گا عطاس اپنے قریب ہی کھڑے سیکیورٹی گارڈ کی طرف دیکھتے ہوئے دھاڑا۔۔۔

بھری محفل میں ان کے گھر سے بلین کے ڈائمنڈز چوری ہو چکے تھے جب کہ ان کے گھر کو بھی ٹارگٹ کیا گیا تھا سب کی موجودگی میں یہ سب ہو سکتا تھا ایسا اس نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا جتنی ٹائٹ سیکورٹی تھی اس کے حساب سے ایسا نہیں ہونا چاہیے تھا مگر ایسا ہو چکا تھا۔۔۔

ڈیمن تو اس کمرے سے پہلے ہی فرار ہو چکا تھا کسی کے وہاں داخل ہونے سے پہلے ہی وہ وہاں سے غائب ہو چکا تھا کیسے اور کس طرح یہ کوئی نہیں جانتا تھا جب کہ ڈیمن کی گینگ کا ایک بندہ بھی ان کے ہاتھ نہیں لگ سکا تھا سب ہوا کے جھونکے کی طرح غائب ہوئے تھے جن کا دور دور تک کوئی نام و نشان نہیں تھا۔۔۔۔

مجھے یہاں نہیں رہنا پلیز چلیں گھر واپس میں یہاں نہیں رہنا چاہتی پلیز میر مجھے واپس جانا ہے۔۔۔

علیزہ مکزم کے سینے سے لگی ایک ہی بات بولے جا رہی تھی کہ اسے یہاں پر نہیں رکنا اسے یہاں سے جانا ہے ہر حال میں۔۔۔

اور پھر علیزہ کی بجا ضد پر مکزم آج رات کی پہلی ہی فلائٹ کروا چکا تھا جو اسلام آباد کے لیے نکلنے والی تھی اب ان کے فلائٹ ترکی سے اسلام آباد کی تھی اور پھر اسلام آباد سے لاہور تک انہوں نے اپنی گاڑی میں سفر کرنا تھا۔۔۔

مکزم نے خود ہی ساری پیکنگ کی تھی علیزہ کی ایسی حالت نہیں تھی کہ وہ خود کچھ کر سکتی میڈیسن دینے کا بعد مکزم نے اسے تھوڑی دیر سولا دیا تھا کیونکہ فلائٹ میں ابھی تین گھنٹے باقی تھے ایئرپورٹ بھی نزدیک تھا اور وہ چاہتا تھا کہ وہ پرانی باتوں کو سوچنے کے بجائے کچھ دیر آرام کر لے۔۔۔

ویسے بھی علیزہ کو تیز بخار ہو رہا تھا اور اس کا بی پی بھی کنٹرول میں نہیں آ رہا تھا اس نے بہت زیادہ ڈپریشن لے لیا تھا جس کی فکر مکزم کو کھائے جا رہی تھی مگر یہ بات تو طے تھی کہ مکزم اب اس بات کی تہہ تک جانے والا تھا۔۔۔

وہ کسی بھی صورت اس شخص کو بخشنے والا نہیں تھا جو اس کی بیوی کی یہ حالت کرنے کی وجہ بنا ہے یقیناً اس شخص کی اب خیر نہیں تھی آج سے اس شخص کی تلاش شروع ہو چکی تھی مکزم کو پہلے سے ہی یہ تمام واقعات کے بعد اپنے قریب جاسوسی کا الہام ہوتا تھا مگر آج اسے یقین ہو چکا تھا کہ ضرور یہاں کچھ نہ کچھ ایسا ہے جو غلط ہو رہا ہے اور اب علیزہ کو با حفاظت پاکستان پہنچانے کے بعد یہاں پر تصدیق کرنی تھی اور مکزم میر احمد اس معاملے میں سکون سے بیٹھ جاتا یہ کسی کتاب بھی نہیں لکھا تھا کیونکہ یہ معاملہ کسی غیر کا نہیں اس کی اپنی بیوی کا تھا جسے حراست کرنے کی کوشش کی گئی تھی اسے بری طرح ڈرایا گیا تھا اسے ڈپریشن کی حالت تک پہنچایا گیا تھا۔۔۔

مکزم کا تو دل چاہ رہا تھا کہ کاش وہ شخص ابھی اور اسی وقت اسے مل جائے تو وہ اس کی ٹکڑے ٹکڑے کر کے چیل کوّاؤں کو ڈال دے آخر کسی کی ہمت کس طرح ہوئی اس کی بیوی کو ڈرانے کی یہ صرف ڈر نہیں تھا یہ اور بھی بہت کچھ تھا جو بہت جلد کھل کر مکزم کے سامنے آنے والا تھا۔۔۔

ooooooooooooo

ڈیمن پولیس کی ایک پوری فورس ہائر کر لی گئی ہے سارے شہر کی پولیس پورے استنبول میں ہمیں تلاش کر رہی ہے ایلیا کمرے کا دروازہ کھولتی تیز تیز قدم لیتی کمرے میں داخل ہوتے ہوئے فکر مند انداز میں بولی۔۔۔

انہیں سی سی ٹی وی کیمرے کی ایک فوٹج مل چکی ہے وہ اس کے ذریعے ہمیں تلاش کر رہے ہیں ایلیا ڈیمن کے سامنے پڑی ٹیبل پر دونوں ہاتھ رکھتی تھورا سا جھکتے ہوئے بولی

جب کہ رائز بھی وہیں پر کھڑا تھا اور ڈیمن اپنا چہرہ دوسری جانب کیے شیشے کے پاڑ نظر آنے والے منظر پر نظریں ٹکائے کھڑا بائیں ہاتھ کی دو انگلیوں میں سگریٹ کو دبائے گہرے گہرے کش لے رہا تھا۔۔

کیمروں کو کس نے ہیک کیا تھا۔۔۔؟؟؟کچھ دیر بعد ڈیمن کی سرد آواز اس کمرے میں گونجی

کیمروں کو میں نے ہیک کیا تھا ڈیمن لیکن۔۔۔۔۔۔

ابھی ایلیا اپنی بات مکمل بھی نہیں کر پائی تھی جب ڈیمن نے ایک جھٹکے سے رخ موڑتے اس کی گردن کو اپنی سخت گرفت میں لیا اور اسے دیوار کے ساتھ زور سے پن کرتے ایک سیکنڈ میں اس کے وجود میں خوف سرایت کر گیا۔۔۔

اگر تم نے سارے کیمروں کو ہیک کیا تھا تو وہ سی سی ٹی وی فوٹیج ان تک کیسے پہنچی۔۔۔ڈیمن اس کی گردن پر اپنی گرفت سخت کرتا اس کے منہ پر غرایا۔۔۔

ایلیا اپنے دونوں ہاتھوں سے اس کے بازو کو تھمے اپنی گردن سے ہٹانے کی کوشش کر رہی تھی کیونکہ اس کی اتنی سخت گرفت میں اس کا چہرہ سرخ پڑ چکا تھا اس کی سانس بند ہو رہی تھی ہونٹ نیلے پڑ چکے تھے

وہ بار بار اس کے بازو پر اپنے ہاتھ مار کے شاید اس سے بولنے کا وقت مانگ رہی تھی مگر ڈیمن کے سخت ہاتھ کی گرفت اس کی گردن پر مزید سخت ہوتی جارہی تھی جو اس کی رہی سہی سانسوں کو بھی بند کرنے کا سبب بن رہی تھی

ڈیمن پلیز اس کی بات تو سن کو کیا پاگل ہو گئے ہو تم۔۔رائز جلدی سے آگے بڑھ کر ڈیمن کی طرف دیکھتے ہوئے بولا

رائز نے ایک نظر ایلیا کو دیکھا جو تقریباً بےہوش ہونے کو تھی اور پھر اس نے ڈیمن کی طرف دیکھا جس کے چہرے کے تاثرات انتہائی حد تک خطرناک تھے۔۔

ڈیمن چھوڑو اسے مر جائے گی وہ۔۔۔رائز نے اس بار چلاتے ہوئے ڈیمن کو پیچھے کی جانب دھکا دیا اور ایلیا کی طرف متوجہ ہوا جو بری طرح کھانستے ہوئے وہیں زمین بوس ہوئی تھی۔۔۔

ایلیا اٹھو سانس لو ایلیا۔۔۔۔

رائز ایلیا کا چہرہ تھپتھپاتا پاس پڑا پانی کا گلاس اس کے لبوں سے لگاتے ہوئے بولا وہ اس کی ایسی حالت دیکھ کر بے حد پریشان ہو چکا تھا جو آدھ موئی ہو چکی تھی یوں لگ رہا تھا جیسے وہ دوسری سانس نہیں لے پائے گی اب اسے ڈیمن پر شدید غصہ آ رہا تھا جسے کسی کی پرواہ ہی نہیں تھی اسے صرف اپنے حکم کی انکاری ہی نظر آ رہی تھی یہ نظر نہیں آ رہا تھا کہ ایلیا اس سے کیا بولنا چاہ رہی ہے۔۔۔۔

کچھ دیر بعد ایلیا کچھ نارمل ہوئی اس کی سانسیں بحال ہوئی تو اس نے رائز کو ٹھیک ہونے کی تسلی دیتے ہوئے ڈیمن کی طرف دیکھا جو ان کے کچھ ہی فاصلے پر منہ دوسری جانب کیے کھڑا تھا۔۔۔۔

وہ سی سی ٹی وی فوٹیج ہماری نہیں ہے ڈیمن اس سی سی ٹی وی فوٹیج میں صرف ہمارے کچھ گارڈز جو آخر میں اس گھر سے نکلے تھے وہ دکھائی دیے ہیں ان کا چہرہ نظر نہیں نظر نہیں آیا یہاں تک کہ وہ بھی مکمل طور پر واضح نہیں ہوئے وہ کس طرف گئے اور ان کے پاس کیا کچھ تھا کچھ بھی اس سی سی ٹی

وی فوٹیج میں نہیں دکھائی دیا صرف کچھ بندوں کے عکس دکھائی دیے ہیں اور ایک عکس کے تحت وہ کچھ نہیں کر سکتے ان کے پاس کوئی ٹھوس ثبوت نہیں ہے اور نا ہی وہ ان سب چیزوں کے ذریعے ہم تک نہیں پہنچ سکیں گے۔۔۔

میں نے تمام کیمرے ہیک کیے تھے اور اسی وجہ سے کسی بھی کیمرے میں ہماری فوٹیج ریکارڈ نہیں ہوئی ایلیا ڈیمن کی پشت کی جانب دیکھتی ایک ہی بار میں اپنی تمام بات بول چکی تھی اور اب اسے اپنا وہاں رکنا بیکار لگ رہا تھا

تم نے ہمیشہ سے ہماری ناقدری کی ہے ڈیمن تم نے کبھی ہمیں انسان نہیں سمجھا تم خود تو اس گینگ میں آنے کے بعد سفاک ہو چکے ہو مگر تم ہمیں بھی سفاک ہی سمجھتے ہوں ہاں ہم اس گینگ میں آنے کے بعد شاید جانور بن چکے ہوں مگر ہمارے سینے میں دل ضرور ہے اور ہم انسان کو انسان ضرور سمجھتے ہیں تم اپنی انا اور اپنی سفاکی میں ایک دن اپنے بچپن کے رشتے کھودو گے۔۔۔

پھر تمہارے پاس کچھ نہیں بچے گا نہ ہم نہ ہمارے رشتے اور نہ ہماری دوستی۔۔۔۔ایلیا ڈیمن کی پشت کو دیکھتی اپنی آنکھوں میں آنے والی نمی کو

اپنے اندر دھکیلتی ہوئی بہت ضبط سے بولی اور پھر وہاں ایک سیکنڈ بھی رکنے کی بجائے کمرے کا دروازہ کھولتی تیزی سے باہر نکل گئی

٥٥٥٥٥٥٥٥٥٥٥٥

تمھیں اس کے ساتھ ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا ڈیمن.....رائز ڈیمن کی پشت کو دیکھتا تاسف سے سر ہلاتا باہر نکل گیا جبکہ ڈیمن کو ردی برابر فرق نہیں پڑا تھا

اس کے لیے کسی کا ہونا نا ہونا ایک برابر تھا اس کی نظر میں کسی دوسرے انسان کی کوئی اہمیت نہیں تھی

رائز کے جانے کے بعد ڈیمن نے اپنا سگریٹ دوبارہ سلگایا اور کرسی پر بیٹھتا اپنا پسندیدہ کام سر انجام دینے لگا جبکہ ذہن کی سکرین پر آج ایک نیا چہرہ ابھر رہا تھا اب ڈیمن کی یہ توجہ کیا رنگ لانے والی تھی یہ تو آنے والے وقت میں ہی معلوم ہونا تھا

٥٥٥٥٥٥٥٥٥٥٥٥٥٥٥٥٥

مکزم اور علیزہ اس وقت اپنی فلائٹ میں بیٹھے ہوئے تھے جو کچھ ہی دیر میں ٹیک اوور ہونے والی تھی مکزم علیزہ کے گرد بازو پھیلائے اپنا مضبوط حصار اس کے گرد باندھے ہوئے تھا جب کہ علیزہ آنکھیں بند کیے مکزم کے سینے پر سر رکھ کر کافی مطمئن سی بیٹھی ہوئی تھی اسے ابھی بھی بخار تھا اس کا بخار ابھی اترا نہیں تھا مگر وہ پہلے سے بہتر تھی۔۔۔

جہاز ٹیک اوور ہوا تو علیزہ کی گرفت مکزم کی شرٹ پر مزید سخت ہو گئی جبکہ مکزم بھی اپنا حصار تنگ کرتا اسے نارمل کرنے کی کوشش لگا کیونکہ علیزہ کو ڈر لگتا تھا اس کی حالت عجیب سی ہو جاتی تھی۔۔۔

آنکھیں کھولو بیگم میری طرف دیکھو مکزم علیزہ کا چہرہ پکڑ کر تھوڑا سا اوپر کرتے ہوئے کافی نرمی سے بولا تو علیزہ نے آہستہ سے اپنی آنکھیں کھول کر مکزم کی طرف دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہا تھا

علیزہ کے دیکھنے پر مکزم مسکرایا اور نرمی سے اس کی پیشانی پر لب رکھے۔

?How are you feeling now

مکزم اپنے ہاتھ کی پشت سے اس کا ماتھا چھوتے ہوئے بولا

I feel better------

علیزہ مکزم کا ماتھے پر رکھا ہاتھ تھامتی ہوئی ہلکا سا مسکرا کر بولی۔۔۔۔

تھینک گوڈ۔۔۔مکزم نے شکر کا سانس لیا علیزہ کو مسکراتے دیکھ کر۔۔۔

ہم کچھ گھنٹوں تک اسلام آباد پہنچ جائیں گے اور پھر آگے کا سفر بھی آج رات ہی کرنا ہے گھر والوں کو ہم سرپرائز دیں گے مکزم اس کی نرم و ملائم انگلیوں کو چھوتا اسے بتا رہا تھا۔

علیزہ نے مکزم کی بات سنتے سر اثباب میں ہلایا تب تک ائیر ہوسٹس اس کے قریب آئی۔۔

یور ٹی سر۔۔۔ایک ائیر ہوسٹس مکزم کی جانب ایک ٹرے بڑھاتے ہوئے بولی جس میں چائے کے دو کپ موجود تھے

تھینک یو۔۔۔ مکزم وہ ٹرے پکڑتے ہوئے بولا تو ایئر ہوسٹس مسکراتی وہاں سے چلی گئی جبکہ چائے کو دیکھ کر علیزہ نے نا سمجھی مکزم کی طرف دیکھا تھا۔۔۔

میر اتنی زیادہ چائے مت پیا کریں آپ صرف ایک کپ بھی تو منگوا سکتے تھے نا۔۔۔!!!

چائے کے دو کپ کو اپنے سامنے پڑا دیکھ کر اس نے مکزم کو ٹوکا کیونکہ مکزم بہت چائے پیتا تھا اور علیزہ اسے اکثر منع کرتی رہتی تھی

بیگم آپ سے کس نے بولا کہ یہ دونوں کپ میں پیوں گا ان میں سے ایک کپ آپ کا ہے اور ایک میرا۔۔۔ مکزم چائے کا کپ علیزہ کی جانب بڑھاتے ہوئے بولا۔۔۔

نہیں میں چائے نہیں پیتی آپ کو معلوم ہے علیزہ نے چائے کو ایک نظر دیکھتے ہوئے فوراً نفی میں سر ہلایا یہ سچ تھا شادی کے بعد مکزم نے اسے ایک بار بھی چائے پیتے ہوئے نہیں دیکھا تھا۔۔۔

کوئی بات نہیں آج تم پیو گی میرے ساتھ۔۔۔ مکزم بہت ریلیکس انداز میں بولا جیسے یہ بہت آسان کام ہو

نہیں میں نہیں پیوں گی علیزہ نے بھی فوراً موقعے پر انکار کیا۔۔

تم چائے پیو گی بیگم۔۔۔ مکزم بھی اٹل لہجے میں بولا

نہیں۔۔۔۔وہ دوبارہ انکار کر چکی تھی۔

ہاں۔۔۔مکزم بضد ہوا۔۔

نہیں پیوں گی۔۔۔۔اس نے اب مکزم کو گھورا۔۔

تمہیں پینی پڑے گی ورنہ مجھ سے کبھی بات مت کرنا مکزم نے اسے گھورتے ہوئے دھمکی دی۔۔۔

کیا۔۔۔اب آپ مجھے دھمکی دیں گے علیزہ حیرت سے مکزم کی طرف دیکھتی ہوئی بولی

جو مرضی سمجھ لو مگر تمہیں یہ چائے پینی پڑے گی مکزم بھی کسی صورت اسے رعایت دینے کے موڈ میں نہیں تھا۔

میں نہیں پی رہی مجھے نہیں پسند۔۔۔علیزہ ایک نظر چائے کو دیکھتی عجیب سی شکل بنا کر چہرہ موڑ گئی اب مکزم کو اس پر غصہ آ رہا تھا جو اس کی بات کو اہمیت ہی نہیں دے رہی تھی۔۔۔

ٹھیک ہے مت پیو اب دوبارہ مجھ سے بات کرنے کی ضرورت نہیں۔۔۔مکزم نے بے حد سنجیدگی سے بولتے اپنی چائے کا کپ وہیں پٹکنے کے انداز میں زور سے رکھا جس کی آواز پر علیزہ اچل پڑی۔۔۔

اس نے گردن گھما کر مکزم کی طرف دیکھا جو دوسری طرف چہرہ کیے چہرے پر بے حد سخت تاثرات جمائے اپنے فون کے ساتھ مصروف ہو چکا تھا جبکہ اس کے ہاتھوں کی سختی اور چہرے پر چھائی سنجیدگی صاف ظاہر کر رہی تھی کہ وہ اب غصے میں آ چکا ہے یا شاید وہ اس سے ناراض ہو چکا تھا۔۔۔۔

علیزہ نے ایک نظر مکزم کو دیکھا اور پھر دوسری نظر چائے کے ان دو کپس کو جو اپنی پہلی حالت میں وہیں پر پڑی تھی مگر وہ اب ٹھنڈی ہو رہی تھی۔۔۔

علیزہ پر غصہ کرنے کے چکر میں مکزم اپنی چائے بھی وہیں پر چھوڑ چکا تھا اور علیزہ جانتی تھی کہ مکزم نے کبھی بھی اپنی چائے ادھوری نہیں چھوڑی اور اس نے تو اب پی ہی نہیں تھی اسے پینے سے پہلے ہی چھوڑ دیا تھا۔۔

علیزہ نے بغیر کچھ بولے اپنا چائے کا کپ اٹھایا اور اسے لبوں سے لگا گئی جب کہ مکزم بغیر اس کی طرف دیکھے اس کی حرکت کو نوٹ کر چکا تھا۔۔

چائے کا پہلا گھونٹ ہلک میں اترتے ہی علیزہ کا منہ بد ذائقہ ہو گیا کیونکہ وہ کبھی بھی چائے نہیں پیتی تھی نہ اسے پسند تھی مگر پھر بھی صبر کا گھونٹ بھرتے ہوئے اس نے آہستہ آہستہ چائے پینا شروع کر دی۔۔۔

اور اب اس نے مکزم کو مخاطب کیے بغیر اپنا کام جاری رکھا تھا۔۔۔

جب مکزم نے دیکھا کہ علیزہ چائے پی رہی ہے تو مکزم نے بھی چپ چاپ اپنا کپ پکڑ لیا اور اب وہ بھی چائے پی رہا تھا نہ تو مکزم علیزہ سے مخاطب ہوا تھا اور نہ ہی علیزہ مکزم سے دونوں ہی ایک دوسرے سے ناراض بیٹھے چائے پی رہے تھے۔۔۔

علیزہ نے چائے ختم کر کے کپ پٹکنے کے انداز میں سامنے رکھا جیسے جتلانا چاہ رہی ہو کہ اسے کتنا غصہ ہے اور پھر بغیر مکزم کو کچھ بھی کہے یا اس کی طرف دیکھے چہرہ دوسری جانب کرتی آنکھیں موند گئی جبکہ مکزم کن اکھیوں سے اسے اور اس کی ایک ایک حرکت کو گھور رہا تھا۔۔۔

مکزم نے بھی چائے کا خالی کپ واپس رکھا اور اپنے گلاسز لگاتا دوبارہ اپنے فون میں مصروف ہو گیا جبکہ علیزہ منہ پھلائے یوں ہی بیٹھی اپنی ناراضگی ظاہر کر رہی تھی دوسری جانب مکزم بھی ناراض ہوا بیٹھا اس سے بات نہیں کر رہا تھا۔۔

کچھ دیر گزرنے کے بعد مکزم نے اپنا فون بند کر کے سامنے رکھا اور گردن گھما کر علیزہ کی طرف دیکھا جو گہری نیند میں اتر چکی تھی مکزم نے دوبارہ اس کے گرد اپنا حصار قائم کیا اور اسے اپنے سینے سے لگاتے خود بھی آنکھیں موند گیا ناراضگی اپنی جگہ مگر وہ اپنی بیوی سے کبھی بھی دور نہیں رہ سکتا تھا یہ تو طے تھا۔۔۔

○○○○○○○○○○○○○○○○○

رائز باہر آیا تو ایلیا کو سوئمنگ پول کے قریب بیٹھے دیکھا جو اپنے دونوں پاؤں پول کے اندر کیے پانی پر نظریں جمائے بیٹھی تھی۔۔۔

رائز چلتا ہوا اس کے قریب گیا اور اس کے مقابل ہی بیٹھ گیا جبکہ وہ رائز کی موجودگی کو ایلیا محسوس کر چکی تھی۔۔

کیا سوچ رہی ہو۔۔۔؟؟ رائز ایلیا کے چہرے کی جانب دیکھتے ہوئے کافی نرم انداز میں بولا....

میری سوچوں کا مرکز صرف ایک انسان کے گرد گھومتا ہے اور تم جانتے ہو کہ زیادہ سے زیادہ میں کیا سوچ سکتی ہوں ایلیا پھیکی سی مسکراہٹ کے ساتھ رائز کی طرف دیکھتی ہوئی بولی۔۔۔

یہ کوشش چھوڑ دو۔۔۔ایلیا تمہارا یہ سب کرنا بالکل بے فضول ہے تمہاری محبت کی اسے قدر نہیں پھر تم بھی اپنی تذلیل کرنا چھوڑ دو اس سے محبت کرنا چھوڑ دو وہ تمہیں کچھ نہیں دے سکتا رائز چہرے پر سختی سجاتے کافی سنجیدگی سے بولا۔۔۔

کیسے چھوڑ دوں یہ ہمارے بس میں نہیں ہوتا نہ کسی سے محبت کرنا ہمارے بس میں ہوتا ہے اور نہ ہی کسی سے محبت کے چھوڑنا ہمارے بس میں ہوتا ہے یہ تو بس ہو جاتا ہے بغیر سوچے سمجھے میں چاہ کر بھی اس آسیب سے باہر نہیں نکل سکتی۔۔۔

تم نکل سکتی ہو اگر تم ڈیمن کو اپنے دل سے نکال دو تو رائز نے جیسے مستقل حل پیش کیا۔۔۔

کیسے نکال دوں۔۔۔ایلیا نے الٹا اس سے سوال کیا۔۔۔

جیسے وہ تمہیں بار بار اپنی زندگی سے دھتکار کر نکال دیتا ہے ویسے ہی تم بھی اسے اپنے دل سے نکال دو۔۔۔رائز نے بے نیازی سے بولتے ہوئے کندھے اچکائے جیسے یہ بہت آسان کام ہو۔۔۔

رائز کے بات سن کر ایلیا بے ساختہ قہقہہ لگا اٹھی اس کا ہنسنا کتنا زخمی اور ظالم تھا یہ رائز بخوبی محسوس کر چکا تھا۔۔۔

وہ ایسا کر سکتا ہے کیونکہ اس کے دل میں میرے لیے کچھ نہیں ہمدردی بھی نہیں مگر میرے دل میں اس کے لیے محبت ہے فکر ہے چاہت ہے میں چاہ کر بھی ایسا نہیں کر سکتی۔۔۔

کاش ہمارے ماضی میں وہ سب نہ ہوا ہوتا کاش ہمارا ماضی اتنا بھیانک نہ ہوتا تو آج اس کا دل بھی ایک عام انسان کی طرح جذبات رکھتا مگر ہمارے ماضی نے اسے انسان سے جانور بنا دیا ہے ایک سفاک جانور جسے نہ ہم نظر آتے ہیں اور نہ ہی ہمارے احساسات اور نہ ہی ہماری محبت۔۔۔۔

ایلیا اپنے بھیانک ماضی کو یاد کرتی آنکھوں میں نفرت لیے اپنے ماضی میں ہونے والے واقعات اور ظلم کو دل کے کسی کونے میں دفن کرتے ہوئے بے رخی سے بولی

یہ ہماری قسمت میں تھا اور ایسا ہونا ہی تھا جو کچھ ہم نے اپنی زندگی میں کھو دیا ہے وہ ہمیں واپس نہیں مل سکتا مگر ہم کبھی ڈیمن کو بھی پہلے جیسا نہیں کر سکتے کبھی بھی نہیں رائز زخمی سا مسکراتے ہوئے بولا ان تینوں کا ماضی واقعی میں بہت بھیانک تھا۔۔۔

تم ڈیمن کو بھول جاؤ ایلیا وہ ڈیمن 13 سال پہلے ہی مر چکا تھا جس ڈیمن سے تم محبت کرتی تھی جس ڈیمن سے تم اب محبت کرتی ہو وہ ڈیمن تمہیں کبھی نہیں مل سکتا تمہاری ذات ریزہ ریزہ ہو جائے گی مگر تم اس کا دل کبھی پگھلا نہیں سکو گی رائز نے اسے سمجھانا چاہا۔۔

تمہارے لیے یہ کہنا اسان ہے رائز کیونکہ تم نے کبھی کسی سے محبت نہیں کی اگر تم کبھی کسی سے محبت کرو اور کوئی تمہیں اسے بھولنے کا کہے تو پھر بتانا کہ

یہ کام آسان ہے کہ نہیں۔۔۔ ایلیا بے بسی سے رائز کی جانب دیکھتی ہوئی بولی۔

جبکہ ایلیا کی بات سن کر رائز سر جھٹک کر تلخیہ مسکرایا۔۔۔

کسی سے محبت کر کے بار بار اسے اپنی طرف مائل کرنا آسان ہے مگر کسی سے محبت کر کے اس کے سامنے اپنی یکطرفہ محبت کا ذکر بھی نا کرنا یہ وہ اذیت ہے جسے تم کبھی محسوس نہیں کر سکتی ایلیا۔۔۔رائز اداسی سے بولتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔

خیر میں چلتا ہوں تم بھی جا کر آرام کرو۔۔۔رائز بولتا وہاں سے چلا گیا جبکہ ایلیا وہیں پر بیٹھی رائز کے بولے گئے الفاظوں کا مطلب سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی وہ ایسا کیوں بول کے گیا تھا یکطرفہ محبت یعنی رائز کسی سے یکطرفہ محبت کرتا تھا اور اس نے اس سے اظہار بھی نہیں کیا تھا ان سب باتوں کا مطلب کیا تھا یہ سب سمجھنے سے ایلیا قاصر تھی مگر پھر بھی وہ سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔

oooooooooooooooooo

علیزہ نے آہستہ آہستہ اپنی آنکھیں کھولیں تو خود کو مکرم کے حصار میں قید پایا جبکہ ائیر ہوسٹس اناؤنس کر رہی تھی کہ کچھ ہی دیر میں فلائٹ ٹیک آف کرنے والی ہے کیونکہ وہ لوگ اسلام آباد پہنچ چکے تھے۔۔۔

اس نے ذرا سا چہرہ اٹھا کر مکرم کی طرف دیکھا جو شاید سو رہا تھا وہ اتنی زیادہ دیر سوتی رہی اسے تو پتہ ہی نہیں چلا سفر کے دوران ایک بار اس کی آنکھ کھلی تھی مگر اپنے ارد گرد غور کرنے پر اسے معلوم ہوا کہ ایئر ہوسٹ انہیں کھانا دینے آئی تھی فلحال اس کا کھانا کھانے کا کوئی موڈ نہیں تھا اس لیے وہ انکار کر چکی تھی اور مکرم کو اٹھانے کی بجائے دوبارہ سے سو گئی اور اب دوبارہ وہ اٹھ چکی تھی۔۔۔

میر اٹھیں ہم پہنچ چکے ہیں علیزہ مکرم کے حصار سے باہر نکلتی اسے بازو سے پکڑ کر ہلاتے ہوئے بولی جب مکرم نے اپنی آنکھیں کھول کر علیزہ کی طرف دیکھا اس کی آنکھوں میں نیند کا خمار تھا یعنی وہ گہری نیند سو رہا تھا۔۔۔

علیزہ کی بات سن کر وہ سیدھا ہو کر بیٹھا کیونکہ فلائٹ ٹیک آف ہو رہی تھی۔۔۔

اب جب فلائٹ ٹیک آف ہو رہی تھی تو علیزہ کو ڈر لگنے لگا تھا پہلے کی طرح مکزم نے اس سے تھاما نہیں تھا مگر جیسے ہی اسے محسوس ہوا تو وہ مزید ڈرنے لگی۔۔۔

اس نے سختی سے مکزم کے بازو کو پکڑا اور بغیر کچھ بولے اس کا سینے میں چہرہ چپا گئی۔۔۔

مکزم نے آنکھیں سیکڑ کر اپنے سینے میں چھپی اپنی بیوی کو دیکھا جو کچھ دیر پہلے تو شیرنی بنی ناراضگی ظاہر کر رہی تھی مگر اب بھیگی بلی بن کر چھپ بھی اسی میں رہی تھی۔۔۔

مکزم نے بغیر کچھ بولے اس کے گرد اپنا حصار تنگ کیا اور اسے ریلیکس کرنے لگا اگلے پانچ منٹ کے اندر اندر فلائٹ ٹیک آف ہو چکی تھی اور اب انہوں نے وہاں سے نکل کر ایئرپورٹ کے اندر جانا تھا۔۔۔

اتنی ڈر پھوک نہیں ہو تم اٹھو اور چلو ہم اسلام آباد پہنچ چکے ہیں۔۔۔ مکزم علیزہ کو خود سے الگ کرتا ناراضگی بھرے انداز میں بولا اس کے لہجے سے صاف جھلک رہا تھا کہ وہ علیزہ سے ناراض ہے۔۔۔

جبکہ علیزہ نے بھی مکزم کی طرف دیکھتے ہوئے عجیب سی شکل بنائی اور نخرے دکھاتی اٹھ کھڑی ہوئی آخر کار اس نے بھی تو دکھانا تھا کہ وہ بھی ناراض ہے اب صرف مکزم کی ناراضگی وہ تھوڑی دیکھ سکتی تھی اس نے مکزم کو یہ بھی تو بتانا تھا کہ مکزم نے اسے بھی ناراض کیا ہے۔۔۔

وہ دونوں ایک دوسرے سے بے حد ناراض ایک دوسرے کو نخرے دکھا رہے تھے مگر ایک دوسرے کا ساتھ ہرگز نہیں چھوڑا تھا مکزم نے اس کا ہاتھ سختی سے تھاما ہوا تھا اور اب وہ لوگ کچھ تصدیق کے بعد ائیرپورٹ سے نکل کر گاڑی میں بیٹھ چکے تھے اور اب ان کا لاہور کا سفر شروع ہوا تھا۔

مجھے بھوک لگی ہے میر مجھے کھانا کھانا ہے علیزہ مکزم کی طرف دیکھتی گردن اکڑا کر حکم دینے والے انداز میں بولی۔۔۔

فلائٹ میں کھا لینا تھا کس نے بولا تھا کہ مت کھاؤ مکزم بھی اسی کے انداز میں بولا تو علیزہ نے اسے گھورا۔۔۔

مجھے تب بھوک نہیں تھی میں نے نہیں کھایا مگر مجھے اب بھوک لگی ہے مجھے کھانا کھانا ہے وہ ہاتھ ہلاتی بڑے نخرے سے بولی۔

تو ٹھیک ہے تب تمہیں بھوک نہیں تھی اور اب مجھے بھوک نہیں ہے جب مجھے بھوک لگے گی تب کھانا کھائیں گے مکزم بھی بے نیازی سے کہتا اپنے فون میں میلز چیک کرنے لگا وہ جب سے گاڑی میں بیٹھا تھا تب سے فون میں لگا ہوا تھا اور علیزہ کو اب تپ چڑھ گئی تھی۔۔۔

مجھے ابھی اور اسی وقت کھانا کھانا ہے آپ کو بھوک ہے یا نہیں مجھے نہیں پتا مگر آپ بھی میرے ساتھ ہی کھانا کھائیں گے سنا آپ نے۔۔۔!!!

علیزہ اس کے ہاتھ سے فون چھینتی اس کی طرف دیکھتی اس پر بہت روعب جھاڑتے ہوئے بولی۔

مکزم کو وہ ایسے حکم چلاتی اس پر روعب جھاڑتی ہوئی بہت کیوٹ لگی اس نے بے اختیار اپنے ہونٹوں پر آنے والی ہنسی کو دبایا۔۔۔

داد بھائی آپ کسی ہوٹل کی طرف گاڑی روکیں ہمیں کھانا کھانا ہے علیزہ نے داد کی۔طرف دیکھتے اپنا اگلا حکم سنایا۔۔۔تو داد نے اپنی مسکراہٹ دباتے ہوئے جلدی سے ہاں میں سر ہلایا۔۔۔

انہیں اسلام آباد سے ریسیو کرنے داد آیا تھا اور اس وقت ڈرائیونگ بھی داد ہی کر رہا تھا جبکہ علیزہ کو اس طرح مکزم کے ساتھ جھگڑتے دیکھ کر اور اپنے بوس کی زندگی میں پہلی بار ایک چھوٹی سی لڑکی کے ہاتھوں درگت بندے دیکھ کر وہ کافی لطف اندوز ہو رہا تھا۔۔۔

ooooooooooooooo

وہ داد کو حکم دیتی مکزم کا موبائل اپنی دوسری طرف رکھتی بالکل سکون سے بیٹھ گئی جبکہ مکزم آنکھوں کو چھوٹا کیے اسے گھور رہا تھا جس کا علیزہ پر کوئی اثر نہیں ہو رہا تھا بلکہ وہ تو یوں بے نیازی سے بیٹھی تھی جیسے یہاں پر اس کے

سوا کوئی اور موجود ہی نہ ہو شارٹ کٹ الفاظوں میں بولا جائے تو وہ مکزم کو اور اس کی گھوریوں کو اگنور کر رہی تھی۔۔۔

تقریباً 15 منٹ بعد داد نے ایک بہت اچھے ریسٹورنٹ کی پارکنگ میں روکی تھی۔۔۔

بھابھی ہم پہنچ چکے ہیں آپ کھانا کھا سکتے ہیں جا کر داد شیشے سے ایک نظر مکزم کو دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔

تھینک یو بھائی آ جائیں آپ بھی کھانا کھا لیں علیزہ داد کی طرف دیکھتی مسکرا کر بولی تو داد نے نفی میں سر ہلایا۔۔۔

نہیں میں نے تھوڑی دیر پہلے ہی کھانا کھایا تھا آپ جا کر کھانا کھائیں میں یہیں پر آپ کا انتظار کر رہا ہوں داد نے بہت ادب سے جواب دیا۔

داد کی بات سن کر علیزہ نے ایک نظر مکزم کو دیکھا اور پھر گاڑی کا دروازہ کھول کر باہر نکل گئی جبکہ مکزم علیزہ سے پہلے ہی گاڑی سے باہر نکل چکا تھا۔۔۔

داد نے ان دونوں کو ہوٹل کے اندر جاتے دیکھ کر اپنی مسکراہٹ دبائی تھی کیونکہ آج اس نے زندگی میں پہلی بار مکزم کی یہ حالت دیکھی تھی کہ اس پر کوئی حکم چلا رہا تھا اور وہ بھی کوئی غیر نہیں اس کی اپنی بیوی اور وہ چپ چاپ بیٹھا بغیر ایک لفظ بھی بولے اس کی باتیں سن رہا تھا اور اس کے حکم کو مان رہا تھا یہ چیز داد کے لیے نئی تھی مگر اسے کافی مزہ آیا تھا یہ سب دیکھ کر۔۔۔

٨٠٠٠٠٠٠٠٠

مکزم ٹیبل پر دونوں کہونیاں ٹکائے اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو آپس میں پوسٹ کیے بڑی فرصت سے بیٹھا سنجیدگی سے اپنے سامنے بیٹھی اپنی بیوی کو دیکھ رہا تھا جو ہاتھ میں مینیو کارڈ پکڑے پچھلے آدھے گھنٹے سے کھانا سلیکٹ کر رہی تھی۔۔۔

مگر اتنی ساری ڈشز میں سے اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ کیا آرڈر کروائے جبکہ کچھ ہی فاصلے پر دونوں ہاتھ باندھے کھڑا ویٹر اس کے بولنے کا انتظار کر رہا تھا کہ کب وہ میڈم اپنا آرڈر لکھوائیں اور کب وہ بیچارہ یہاں سے جا کر اس کا آرڈر بنوائے اور اس کے لیے کھانا لے کر آئے مگر یہاں تو علیزہ میڈم کہ مزاج ہی نہیں مل رہے تھے انہیں کوئی چیز سمجھ ہی نہیں آرہی تھی۔۔۔

تم کچھ سلیکٹ کر لو گی یا پھر میں خود کروں مکزم کے صبر کا پیمانہ اب لذیذ ہوا تھا وہ علیزہ کی طرف دیکھتے ہوئے کافی سیریس انداز میں بولا۔۔۔

اونہہ صبر نہیں ہوتا کیا آپ سے میں دیکھ رہی ہوں نا علیزہ عجیب سا منہ بنا کر مکزم کی طرف دیکھتی دوبارہ مینیو کارڈ کو دیکھنے لگی یعنی مکزم کا بولنا اس کے کام میں خلل پیدا کر گیا تھا جو اسے پسند نہیں آئی تھی

آدھے گھنٹے سے تم سے کھانا سلیکٹ نہیں ہوا اور ابھی بھی تم صبر کرنے کا بول رہی ہو مکزم اس کے ہاتھ سے مینیو کارڈ لیتا اسے گھورتے ہوئے بولا۔۔

آپ جو منگوائیں گے میں وہ نہیں کھاؤں گی۔۔۔علیزہ شہادت کی انگلی اٹھا کر مکزم کو صاف انکار کر گئی

آپ کے تو اچھے بھی کھائیں گے بیگم آپ کیوں نہیں کھائیں گی مکزم اس کی دھمکی میں بہت ہلکے میں لیتا ایک نظر ایک نظر مینیو کارڈ کو دیکھ کر ویٹر کو اپنے قریب آنے کا اشارہ کیا جو اگلے ہی لمحے مکزم کے سامنے کھڑا تھا۔۔۔

آپ میرے اچھوں کو بلا لیں فلحال میرا آپ کے منہ لگنے کا کوئی ارادہ نہیں علیزہ بولتی اسے تپا چکی تھی جسے مکزم نے بہت مشکل سے ہضم کیا تھا۔۔۔

مکزم نے اپنی پسند سے ویٹر کو کھانے کا آرڈر دیا جبکہ آرڈر ملتے ہی ویٹر وہاں سے چلا گیا اور اب مکزم نے نظریں اٹھا کر سامنے دیکھا تھا

جہاں اس کی بیوی دونوں بازو سینے پر بندھے اپنا منہ پھلائے بیٹھی گھور کر مکزم کو دیکھ رہی تھی جیسے ابھی اسے کچا چبا جائے گی۔۔۔

گڈ چپ چاپ بیٹھی رہنا مجھے بالکل بھی تمہاری آواز نہیں آنی چاہیے مکزم علیزہ کے چپ رہنے پر اسے زچ کرتا اسے مزید تپا گیا جو آگے ہی تپی بیٹھی تھی

کیوں آپ کو بل آتا ہے میں بولوں یا نہ بولوں میری زبان میری مرضی۔۔۔ علیزہ بھی کہاں چپ رہنے والی تھی اس نے بھی فٹ سے جواب دیا۔۔۔

مجھے زبان کو بند نہیں کروانا آتا ہے بیگم مگر خیال رکھنا یہ پبلک پلیس ہے پھر تم اپنا چہرہ چھپاتی پھرو گی مجھے تو کوئی فرق نہیں پڑے گا۔۔۔

مکزم زو معنی انداز میں بولتا پر سکون انداز میں کرسی کی پشت سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا جب کہ علیزہ اس کی بے شرمی پر اسے گھورتی ہی رہ گئی اسے پبلک پلیس کا بھی لحاظ نہیں تھا اور وہ پبلک پلیس میں بھی بے باکی سے اسے اپنی حرکتیں یاد کروا رہا تھا۔۔۔

نہیں کر رہی میں چپ آپ کر لیں جو کر سکتے ہیں۔۔۔وہ بھی کہاں ڈرنے والی تھی اس کی دھمکیوں سے بلکہ اسی چکر میں وہ الٹا اسے دھمکی دے چکی تھی۔

ابھی مکزم اسے کوئی جواب دیتا وہاں پر داد نمودار ہوا اس کے ہاتھ میں مکزم کا فون تھا اور وہ انہی کی جانب آ رہا تھا۔۔۔

ڈسٹربنگ کے لیے معافی چاہتا ہوں مگر آپ کی بہت ضروری کال ہے داد وہ فون مکزم کی طرف بڑھاتے ہوئے بولا کیونکہ وہ فون مکزم کا ہی تھا جو گاڑی میں رہ گیا تھا اور وہ بہت ضروری کال تھی جو داد کو اٹینڈ کرنی پڑی تھی مگر مکزم کا بات کرنا ضروری تھا۔۔۔

اس لیے تو اس نے یہاں آنے کا فیصلہ کیا تھا ورنہ وہ کبھی بھی علیزہ اور مکزم کو یہاں آ کر ڈسٹرب نہ کرتا۔۔۔

مکزم نے داد کے ہاتھ سے فون پکڑا اور فون کال پر موجود شخص سے بات کرنے لگا جبکہ داد اسی کے قریب ہاتھ باندھے کھڑا تھا۔

بھائی بیٹھ جائیں نا آپ بھی ہمارے ساتھ ہی کھانا کھا لیں علیزہ داد کو کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولی داد کا اس طرح کھڑے ہونا اسے اچھا نہیں لگتا تھا۔۔۔

نہیں بھابھی میں ٹھیک ہوں داد نے مسکراتے ہوئے بہت اپنایت سے جواب دیا۔۔۔

نہیں بھائی آپ کا اس طرح ہمارے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونا مجھے اچھا نہیں لگتا ہم بھی عام انسان ہیں اور آپ بھی پھر بڑا اور چھوٹا کیا ہوتا ہے اب پلیز بیٹھ جائیں اس طرح کھڑے مت ہوا کریں آخر کار علیزہ نے اپنے دل کی بات بول ہی دی جو وہ نہ جانے کب سے اسے بولنا چاہتی تھی۔۔۔

فون کال پر بات کرتے مکزم نے علیزہ کی طرف دیکھا تھا بظاہر تو وہ مقابل کی بات سن رہا تھا مگر اس کا پورا پورا دھیان اپنی بیوی کی طرف تھا مگر اس کی بات سن کر مکزم کو کافی اچھا لگا تھا اسے سمجھ آگئی تھی کہ علیزہ کے معصوم سے دل میں کیا بات آئی ہے داد کو اس نے اپنا بڑا بھائی کہا تھا اور کوئی بھی بہن اپنے بھائی کو یوں اپنے شوہر کے سامنے غلاموں کی طرح ہاتھ باندھا کھڑا دیکھ کر برداشت نہیں کر سکتی۔۔۔

مکزم نے آنکھوں کے اشارے سے داد کو کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا تو اگلے ہی لمحے داد ہچکچاتے ہوئے کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گیا جبکہ داد کے بیٹھنے پر علیزہ بے تحاشہ خوش ہوئی تھی۔مم

بھائی آپ جوس تو پیئیں۔۔۔علیزہ داد کی جانب جوس کا گلاس بڑھاتے ہوئے بولی اس کے جو اس کے اور مکزم کے لیے آیا تھا۔۔۔

مگر اس نے مکزم کو اگنور کر کے وہ گلاس داد کی جانب بڑھایا تھا اب ایک جوس کا گلاس ہے علیزہ کہ آگے پڑا تھا اور دوسرا داد کے آگے پڑا تھا جبکہ مکزم بڑے غور سے اپنی بیوی کی ایک ایک حرکت کو دیکھ رہا تھا جو جان بوجھ کر اس سے پنگے لے رہی تھی اور اسے تنگ کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑ رہی تھی۔۔۔۔

نہیں بھابھی مجھے اس کی ضرورت نہیں داد کو سمجھ آ رہی تھی کہ علیزہ جان بوجھ کر مکزم کو زچ کر رہی ہے اس لیے وہ جلدی سے جوس کا گلاس مکزم کی طرف رکھتے ہڑبڑا کر بولا۔۔۔

کہیں ان دونوں کی لڑائی میں اس بیچارے کی شامت نہ آ جائے اسے تو صرف اس چیز کی فکر تھی۔۔۔

بھائی آپ مجھے بھابھی کیوں بولتے ہیں علیزہ اس کے بار بار بھابھی بولنے پر چڑ کر بولی۔۔۔

یہ میرے بھائی ہیں اور ان کے رشتے کے حساب سے آپ میری بھابھی لگتی ہیں کیونکہ آپ ان کی بیوی ہیں داد نے سادگی سے جواب دیا۔۔

اونہہ زبردستی کی بیوی۔۔۔علیزہ منہ ہی منہ میں بڑبڑائی جبکہ اس کی بڑبڑاہٹ داد تو نہیں مگر مکزم سن چکا تھا۔۔

اور یہاں مکزم اپنے لب سختی سے بھینچے علیزہ کو دیکھ رہا تھا جو اسے زچ کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑتی تھی اس معاملے میں وہ بالکل بے بس تھا اور وہ علیزہ کے اس عمل پر بالکل لاجواب ہو جاتا تھا اسے سمجھ نہیں آتا تھا کہ وہ کیسے اپنے ماضی میں جا کر اپنے زبردستی نکاح کو درست کر ڈالے

اس نے تو حال میں بھی دوبارہ نکاح کر لیا تھا مگر اس کی بیوی تھی جو اسے کسی پرانے زمانے کی ساس کی طرح طعنے پر طعنے مارتی تھی اور اسے جتلانے سے بالکل باز نہیں آتی تھی کہ مکزم نے اس سے زبردستی نکاح کیا ہے۔۔۔

مکزم نے اپنا فون بند کر کے داد کو پکڑایا اور کرسی پر سیدھا ہو کر بیٹھا۔۔

اب اگر کسی کی بھی کال آئے تو اسے خود ہینڈل کرنا فون مجھ تک مت لے کر آنا کسی دوسرے شخص کی آنے والی کال کی وجہ سے دوبارہ ہمیں ڈسٹرب کرنے کی غلطی مت کرنا۔۔۔

مکزم داد کی طرف دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے بولا تو داد فون پکڑتے ہوئے فوراً کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا اور فوراً وہاں سے رفو چکر ہوا۔۔۔

کیا مسئلہ ہے آپ کے ساتھ مسٹر کیا آپ کو سکون نہیں ہوتا اگر میرا بھائی یہ جوس پی لیتا تو آپ کی شان میں کون سا فرق پڑ جانا تھا علیزہ کی توپوں کا رخ اب مکزم کی طرف تھا داد کے جاتے ہی وہ کمر پر دونوں ہاتھ رکھے لڑاکا عورتوں کی طرح اسے گھورتے ہوئے بولی۔۔۔

چپ بالکل چپ تمہاری آواز نہیں آنی چاہیے اب تمہاری مجھے۔۔۔مکزم ٹیبل پر ہاتھ مارتا اسے گھورتے ہوئے کافی سرد انداز میں بولا جبکہ مکزم کے اس عمل پر علیزہ سہم ہی گئی۔۔۔

سگے بھائی کی پکی بہن اپنے بھائی کے سامنے اپنے شوہر کو نکاح کا طعنہ مارتے ہوئے شرم نہیں آتی کیا۔۔۔مکزم اسے غصے سے گھورتے ہوئے بولا۔۔۔

کیوں آپ کو شرم ائی تھی جب آپ نے مجھ سے زبردست نکاح کیا تھا علیزہ بھی ترکی با ترکی اسی کے انداز میں اسی کے الفاظ اسے واپس لوٹاتے ہوئے بولی۔۔۔

کیا چاہ رہی ہو اب کیا بغیر کھانا کھلائے ہی میں تمہیں یہاں سے اٹھا کر لے جاؤں۔۔۔مکزم اسے گھورتے ہوئے اس پر کنٹرول کرنے کی کوشش کر رہا تھا مگر اس کی بیوی پر کہاں اس کی گھوریوں کا اثر ہو رہا تھا وہ تو جیسے آج ساری اگلی پچھلی ایک کرنا چاہتی تھی۔۔۔

میں کچھ نہیں چاہ رہی بس ائندہ آپ میرے بھائی کو یوں اپنے سامنے کھڑا نہیں کریں گے وہ ایک ادا سے گردن گھماتی حکمیہ انداز میں بولی جیسے مکزم سے التجا نہیں بلکہ حکم دے رہی ہو اسے۔۔۔۔

مکزم نے ہونٹ بھینچ کر علیزہ کو دیکھا جو کسی صورت تھمنے کا نام نہیں لے رہی تھی۔۔۔

ابھی وہ کچھ بھی کہتا وہاں ویٹر کھانا لے کر آیا جس پر وہ صبر کا گھونٹ بھرتا چپ ہو کر بیٹھ جاتا اب ویٹر ٹیبل پر کھانا لگا رہا تھا اور مکزم چپ چاپ اپنے سامنے بیٹھی آفت کو دیکھ رہا تھا جو فی الحال تو چپ تھی۔۔۔

مگر مکزم کے کچھ بولنے پر وہ دوبارہ اس پر شیرنی کی طرح حملہ کر سکتی تھی مکزم کو سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ اتنا چڑی ہوئی کیوں ہے اور اتنے فٹ فٹ جواب کیسے دے رہی ہے۔۔۔

فلحال مکزم کو بھی اندر ہی اندر اس سے لڑنے کا کافی مزہ آ رہا تھا مگر وہ یہ بات کیوں مانتا وہ خود بھی تو ناراض تھا اس سے اور یہ ناراضگی صرف مصنوئی تھی

ویٹر کے کھانا لگانے کے بعد چپ چاپ ان دونوں نے کھانا کھایا تھا کھانا کھانے کے درمیان مکزم نے اسے چھیڑنے سے گریز کیا تھا مگر وہ پکا ارادہ کر چکا تھا ایک بار وہ حویلی پہنچے پھر وہ اپنی بیوی کی عقل اچھے سے ٹھکانے لگائے گا۔۔۔

جبکہ علیزہ مکزم سے بے نیاز بنی بڑی کانفیڈنٹ ہو کر بیٹھی کھانا کھا رہی تھی فلحال اس نے مکزم کی سوچ کے مطابق اگلے لمحات کو نہیں سوچا تھا مگر مکزم جانتا تھا کہ حویلی پہنچتے ہی اس کی پناہوں میں آتے ہی وہ دوبارہ سے بھیگی بلی بن جائے گی۔۔۔

تقریباً ادھے گھنٹے تک وہ دونوں کھانا کھا چکے تھے اور اب کھانا کھانے کے بعد وہ دونوں اپنی گاڑی کی جانب بڑھے تھے مگر ان دونوں میں اب کوئی بھی نوک جھونک نہیں ہوئی تھی۔۔۔

علیزہ بھی چپ تھی اور مکزم بھی مکزم کا تو ارادہ اسے گھر جا کر سیٹ کرنے کا تھا بہرحال علیزہ بھی ابھی اسے چھیڑنے سے گریز کر رہی تھی کیونکہ اسے بھی تھوڑی تھوڑی سمجھ آ رہی تھی۔۔۔

کہ اگر اب وہ اسے زیادہ تنگ کرے گی تو بعد میں اسے اس کا خمیازہ بھی بھگتنا پڑے گا جو یقیناً اس کی برداشت سے باہر ہو گا اس لیے وہ اب معصوم بچی بن کر سکون سے گاڑی میں بیٹھی شیشے سے باہر نظر آنے والے نظاروں کو دیکھ رہی تھی جبکہ مکزم دوبارہ اپنے فون میں مصروف ہو چکا تھا۔۔۔

○○○○○○○○○○○○○○○

گھر کے سب ہی افراد رات کا کھانا کھانے کے بعد لاؤنج میں بیٹھے چائے پی رہے تھے جب کہ عبداللہ اور عنایہ ابھی انہی کے پاس موجود تھے عبداللہ کو جہانزیب نے اٹھایا ہوا تھا جبکہ عنایہ رضیہ بیگم کے گود میں کھیل رہی تھی۔۔۔

گھر کے باقی افراد آپس میں باتیں کرنے میں مصروف تھے جبکہ افراح بھی جہانزیب کے بغل میں بیٹھی عبداللہ کی مستیاں دیکھ رہی تھی جو جہانزیب سے باتیں کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔

علیزہ اور مکزم حویلی میں ایک ساتھ داخل ہوئے تھے سامنے لاؤنج میں گھر سے تمام افراد کو بیٹھے دیکھ کر ان دونوں کے چہروں پر مسکراہٹ در آئی اور ان دونوں نے لاؤنج کی جانب قدم بڑھائے۔

السلام علیکم۔۔۔علیزہ کی چہکتی آواز پر سب سے جھٹکے سے سر اٹھا کر سامنے دیکھا جہاں علیزہ اور مکزم کھڑے تھے اور انہیں ہی دیکھ رہے تھے۔۔

وعلیکم السلام تم دونوں واپس آ گئے اتنی جلدی بتایا بھی نہیں بی جان فوراً اپنی جگہ سے اٹھتی خوش ہوتے ہوئے بولیں تو علیزہ آگے بڑھ کر جلدی سے ان کے گلے لگی۔

جی بی جان ہم نے سوچا آپ سب کو سرپرائز دیتے ہیں مکزم آگے بڑھ کر بی جان کے ہاتھ ہی پشت پر عقیدت سے لب رکھتے ہوئے بولا جبکہ علیزہ اب باقی سب سے مل رہی تھی۔۔۔

میرا شہزادہ میرا بچہ مما واپس آ گئی میری جان علیزہ جہانزیب کی گود سے عبداللہ کو پکڑتی اس کا ماتھا چومتے ہوئے بولی جبکہ علیزہ کو اپنے سامنے دیکھ کر عبداللہ کھکھلا اٹھا تھا۔۔۔

بابا آر بیک مائی لٹل ڈول مکزم اپنی گلابی گڑیا کو بازوؤں میں اٹھاتا اس کے گلابی گال کو چومتے ہوئے محبت بھرے انداز میں بولا جبکہ باقی سب مسکراتے ہوئے ان دونوں کو دیکھ رہے تھے جو اپنے بچوں پر اپنی محبت نچھاور کر رہے تھے۔۔۔

علیزہ نے عبداللہ کو حالم صاحب کے حوالے کیا اور مکزم سے عنایہ کو پکڑا جو کھکھلاتی مکزم سے باتیں کر رہی تھی مگر علیزہ کے پاس جاتے وہ اور زور زور سے اپنے بازو مارنے لگی جیسے اپنی ماں کو دیکھ کر وہ مزید خوش ہوئی ہو۔۔

بیٹا تم لوگ اتنی جلدی آ گئے سب خیریت۔۔۔رضیہ بیگم مکزم اور علیزہ کی طرف دیکھتی ہوئی بولیں کیونکہ وہ دونوں وہ 5 دن بعد ہی واپس آ چکے تھے۔۔ن

بس ماما وہاں ہمارا دل نہیں لگ رہا تھا آپ سب کے بغیر اور بچوں کے بغیر تو بلکل نہیں لگ رہا جا رہا تھا اس لیے ہم واپس آ گے۔۔۔جواب علیزہ کی طرف سے آیا تھا جو بول کر اب عنایہ کی پیشانی کو چوم رہی تھی اور کبھی اس کے چھوٹے چھوٹے ملائم سے ہاتھوں کو جبکہ عبداللہ اب مکزم کے پاس تھا۔۔۔

چلو کوئی بات نہیں خیر خیریت سے واپس آگئے ہمارے لیے یہی بہت ہے بی جان نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو علیزہ اور مکزم نے ہاں میں سر ہلایا اور اب وہ سب بیٹھے آپس میں باتیں کر رہے تھے حویلی میں دوبارہ سے سب کی ہنسی گونج رہی تھی۔۔۔

oooooooooooooo

مکزم کمرے میں داخل ہوا تو علیزہ نیند سے نڈھال ہوتی اپنی گود میں لیٹے عبداللہ کو تھپتھپا کر سولانے کی کوشش کر رہی تھی جبکہ عبداللہ ہلکا ہلکا اونگ رہا تھا وہ بھی گہری نیند میں اتر رہا تھا مگر ابھی اسکی نیند کچی تھی۔۔۔

عنایہ کو علیزہ پہلے ہی سولا چکی تھی جو اس کے قریب ہی گہری نیند سو رہی تھی اپنی بیوی کو اپنے دو بچوں کے ساتھ دیکھ کر مکزم کے چہرے پر زندگی سے بھرپور مسکراہٹ پھیل گئی۔۔۔۔

مکزم بیڈ کے قریب گیا اور سوتی ہوئی عنایہ کو نرمی سے اٹھا کر بیڈ کے قریب ہی پڑے بے بی کاٹ میں لٹایا اور اچھے سے اس کے اوپر بلینکٹ دیا۔۔۔

اس نے مڑ کر علیزہ کی جانب دیکھا جس کی نیند کی وجہ سے آنکھیں بند ہو رہی تھی جبکہ عبداللہ بھی گہری میں اتر چکا تھا مکزم اسے نیند سے جھولتا دیکھ کر مسکراتے ہوئے اس کی جانب بڑھا۔۔۔

اور اس کی گود سے عبداللہ کو نرمی سے اٹھاتے ہوئے دوسرے بے بی کاٹ میں بہت احتیاط سے لٹایا اب اس نے علیزہ کی جانب واپس قدم بڑھائے تھے جو بہت مشکل سے اپنی آنکھیں کھول کر مکزم کو دیکھ رہی تھی۔۔۔

سارا دن سفر کرنے کی وجہ سے وہ بیچاری تھک چکی تھی اب اس میں مزید جاگنے کی ہمت نہیں تھی تھکن سے جسم چور ہو رہا تھا اور نیند سے آنکھیں بند ہو رہی تھی

کیا ہوا بیگم اب کہاں گئی تمہاری ساری بہادری صبح میں تو مجھے بہت دھمکیاں دے رہی تھی مکزم اس کی طرف جھکتا اپنے دانتوں سے ہلکا سا اس کے رخسار پر کاٹتے ہوئے بولا۔۔۔

میر نہیں کریں پلیز مجھے بہت نیند آرہی ہے علیزہ اس کے چہرے پر ہاتھ رکھتی اسے پیچھے کرتے ہوئے بولی۔۔۔

نہیں اب تم مجھے حساب دو صبح والی دھمکیوں کا میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ میری بیوی کیا کچھ کر سکتی ہے مکزم اس کے ساتھ ہی لیٹتا اس کے کندھے پر موجود

دوپٹہ اتار کر سائیڈ پر رکھتے ہوئے بولا وہ جان بوجھ کر اب اسے تنگ کر رہا تھا جس کی آنکھیں نیند کی شدت کی وجہ سے کھل ہی نہیں رہی تھی۔

مجھے نیند آ رہی ہے۔۔۔علیزہ نیند سے ڈوبی آواز میں بمشکل آنکھیں کھول کر مکزم کی طرف دیکھتی ہوئی بولی نیند کی وجہ سے اس کی انکھیں سرخ پر رہی تھی جب کہ اپنی بیوی کی حالت دیکھ کر مکزم کو بے اختیار اس پہ بہت ترس آیا۔۔۔

ٹھیک ہے میں تمہاری بات مان لیتا ہوں مگر تم مجھے کیا دو گی۔۔۔؟؟مکزم کچھ سوچتے ہوئے بولا

اب آپ کو آدھی رات کو کیا چاہیے علیزہ بے بسی سے مکزم کی طرف دیکھتی ہوئی بولی جو اسے اپنی سخت گرفت میں لیے نہ اٹھنے دے رہا تھا اور نہ ہی سونے دے رہا تھا۔۔

آپ کا تھوڑا سا پیار بیگم بس ہم جیسے نہ چیز شخص کو اور کیا چاہیے۔۔۔؟؟؟

مکزم آنکھ دباتا اس کے گلابی ہونٹوں کو اپنے انگوٹھے سے رب کرتے ہوئے بولا۔۔

نہیں پھر کبھی ابھی میں نے سونا ہے علیزہ بولتی اس کے ہی سینے پر سر رکھ دی آنکھیں موند گئی۔۔۔

کیا مطلب ہے پھر کبھی میں نے ابھی ڈیمانڈ کی ہے تو پوری بھی ابھی ہونی چاہیے ورنہ میں بھی تمہیں سونے نہیں دوں گا بات آگے بڑھ جائے گی اور پھر ساری رات تم نیند کے لیے ترستی رہو گی اس لیے بہتر ہے کہ میری بات مان جاؤ مکزم اس کا چہرہ پکڑتے زبردستی اوپر اٹھاتے ہوئے بولا۔۔۔

آپ کو مجھ پر ترس نہیں آتا علیزہ بے بسی سے رہانسی ہوئی۔۔۔

نہیں بالکل نہیں آتا میں بہت بے رحم ہوں مکزم نفی میں سر ہلاتا خود اس الزام کو خود پر بڑے فخر سے قبول کر گیا۔۔۔

میر پلیز۔۔۔۔اس نے التجا کرنا چاہی

ٹھیک ہے تم ایسے نہیں مان رہی تو اب رات بھی میری اور تم بھی میری۔۔۔ مکزم بولتے ہوئے اس کے چہرے پر جھکنے لگا جب علیزہ نے فوراً اس کا چہرہ تھام کر پیچھے کیا۔۔۔

نہیں نہیں میں کرتی ہوں وہ ہڑبڑاتی جلدی سے بولی۔۔۔مقابل کا کیا بھروسہ تھا کہ وہ کب کس موڈ میں آ جائے اگر وہ واقعی میں اپنی ٹون میں آ جاتا تو اس نے سچ میں علیزہ کو ساری رات سونے نہیں دینا تھا اور وہ یہ سب افورڈ نہیں کر سکتی تھی۔۔۔۔

فلحال اسے نیند کی شدید ضرورت تھی اور وہ صرف پرسکون نیند سونا چاہتی تھی مگر اسے یہ بھی معلوم تھا کہ اگر اس نے اپنے شوہر کی بات نہ مانی تو پھر اس کا شوہر وہ کرے گا جو اس کا دل چاہے گا۔۔

علیزہ نے زبردستی اپنی آنکھیں پوری کھولتے ہوئے تھوڑا سا اوپر اٹھ کر وہ مکزم کے ہونٹوں پر اپنے ہونٹ رکھے اور اگلے ہی لمحے پیچھے ہٹنے لگی تے مکزم نے

ایک بھی سیکنڈ کی دیر کیے بغیر اس کی کمر پر اپنی گرفت سخت کرتے اسے مزید اپنے قریب کیا اور اس کی سانسوں کو قید کر گیا۔۔۔

علیزہ کی پیش قدمی اسے مشکل میں ڈال گئی تھی کیونکہ مکزم کی پوری طرح سے نیت خراب ہو چکی تھی وہ اب بہک رہا تھا جبکہ اس بیچاری کی تو سانس بند ہو رہی تھی۔۔۔

علیزہ کی رکتی سانسوں کو محسوس کرتے مکزم نرمی سے پیچھے ہٹا اور اس کا چہرے کو دیکھنے لگا جو لمبے لمبے سانس لیتی اس کے کندھے سے سر ٹکا گئی تھی۔

مکزم نے بغیر کچھ بولے ہاتھ بڑھا کر سائیڈ لیمپ آف کیا اور نرمی سے اسے اپنے حسار میں لیتے اس کا سر چومتے آنکھیں بند کر گیا۔۔۔

جبکہ اس کا ایک ہاتھ اس کے کھلے ملائم بالوں میں چل رہا تھا جس سے وہ جلد ہی پر سکون نیند سو چکی تھی یوں ہی علیزہ کو محسوس کرتے مکزم بھی گہرے نیند میں اتر گیا کیونکہ ترکی سے پاکستان کا سفر بہت لمبا تھا اور اس کے بعد اسلام

آباد سے لاہور کا سفر بھی بہت لمبا تھا جس کی وجہ سے وہ دونوں بہت زیادہ تھک چکے تھے۔

ooooooooooo

ڈیمن ایلیا رائز اس وقت اپنے میٹنگ روم میں موجود تھے جہاں ہمیشہ کی طرح سربراہی کرسی پر ڈیمن بیٹھا ہوا تھا جبکہ وہ دونوں پاس کھڑے سامنے جلتی سکرین کو دیکھ رہے تھے۔۔۔

ایگزیکٹلی میرا شک بالکل ٹھیک نکلا یہ ایک پوری گینگ ہے جو ہمارے خلاف کھڑی کی گئی ہے تمام ویڈیوز اور تصویروں کو دیکھنے کے بعد رائز ٹیبل پر ہاتھ مارتا کافی غصے بھرے انداز میں بولا۔

اس سب کے پیچھے اس شخص کا ہاتھ ہے جس کے پاس ہمارا مکمل بائیو ڈیٹا ہے بے شک اس نے ہمیں نہیں دیکھا مگر اس کے پاس ہمارے کیے جانے والے کرائم کے تمام ثبوت ہیں مگر وہ شخص سامنے کیوں نہیں آ رہا ہے ایلیا بھی الجھن کا شکار ہوتی استفادہ انداز میں بولی۔۔

جب کہ ڈیمن بالکل خاموش بیٹھا سنجیدہ نظروں سے سامنے موجود تصویروں کو دیکھ رہا تھا وہ بہت کچھ سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا اور اسے بہت کچھ سمجھ آ بھی چکا تھا۔۔۔

ان تصویروں میں کچھ تصویریں وہ تھی جن میں ڈیمن نے آج سے پانچ دن پہلے کسی کا قتل کیا تھا وہ بھی استنبول کے بیچ روڈ میں اور دوسری تصویر وہ تھی جس میں ڈیمن کسی کی لاش کے پاس بیٹھا اس کے گلے سے کچھ نکال رہا تھا جو تصویر تقریباً چار دن پہلے کی تھی اور تیسری تصویر وہ تھی جس میں ڈیمن سمندر سے کچھ فاصلے پر کھڑا تھا یعنی وہ تصویر تین دن پہلے کی تھی یہ تینوں تصویریں ایک ساتھ گزرنے والے تینوں دن کی تھی یعنی تصویریں لینے والا شخص وہیں پر پہلے سے موجود تھا اور وہ جانتا تھا کہ ڈیمن اس جگہ پر موجود ہے وہ یہاں پر آنے والا ہے۔۔۔۔

یہ جو بھی ہے بہت پاور فل بندہ ہے کیونکہ کسی عام بندے میں اتنی ہمت نہیں کہ وہ ہم سے الجھ سکے جس نے بھی یہ کیا ہے بہت سوچ سمجھ کر کیا ہے اور

یہ اس کی طرف سے ملنے والا اشارہ ہے جو اس نے جان بوجھ کر ہمارے لیے چھوڑا ہے۔۔۔

تاکہ ہم اس کے بارے میں معلوم کر سکیں اور وہ ہمیں ذلیل و خوار ہوتا ہوا دیکھ سکے۔۔۔

ڈیمن بولا تو ایلیا اور رائز نے حیرت سے ڈیمن کی طرف دیکھا جو صرف چند تصویروں کو دیکھنے کے بعد ہی جان چکا تھا کہ یہ تصویریں ان تک پہنچانے کا مقصد کیا ہے بے شک یہ تصویریں اور یہ چیپ انہیں جوئنس سے ملی تھی جو ان لوگوں نے علیزہ کا فون چورا کر کے وہاں سے نکالی تھی۔۔۔

مگر یہ سب بھی شاید جان بوجھ کر کروایا گیا تھا شاید مقابل جانتا تھا کہ اس ثبوت کے پیچھے ڈیمن اور اس کی گینگ لازمی ائے گی اس لیے اس نے انہیں دھمکی سمجھ لو یا اشارہ مگر بتا دیا تھا کہ وہ ان کے بارے میں کیا کچھ جان چکا ہے۔

تم لوگوں کو کیا لگتا ہے کہ پانچ دنوں میں جو تین قتل ہم نے کیے ہیں یہ سب اس کی وجہ سے ہے نہیں یہ سب بہت سوچ سمجھ کر کیا گیا ہے ابھی تو تم لوگوں کے سامنے صرف تین تصویریں ہیں مگر اس شخص کے پاس ہر وہ تصویر موجود ہے جس میں ہم ان پانچ دنوں میں باہر اندر نکلتے رہے ہیں ہم کہاں گئے کس وقت گئے اور کس جگہ گئے اسے سب معلوم ہے صرف کچھ وقت کا انتظار کرو وہ تصویریں بھی تم لوگوں کے سامنے آ جائیں گی۔۔۔

ڈیمن کی سرد آواز اس بند کمرے میں گونج رہی تھی جبکہ ڈیمن کی باتیں سن کر وہ دونوں حیرانگی میں ڈوبتے چلے جا رہے تھے جو بغیر اس شخص کے بارے میں جانے ہی اس کا تمام بائیو ڈیٹا ان سب کے آگے رکھ رہا تھا

لیکن ہم اس شخص کو ایکسپوز کیسے کریں گے وہ شخص ہمارے سامنے کیسے آئے گا سوال ایلیا کی طرف سے آیا تھا

وہ شخص جلد ہی سامنے آ جائے گا جب ہم اس کی کمزوری پر وار کریں گے تو وہ خود سامنے آئے گا۔۔۔

اور کسی شخص کی کمزوری کیا ہو سکتا ہے اس کی فیملی۔۔۔ڈیمن مکروہ ہنسی ہستا رائز اور ایلیا کو ایک نظر دیکھتے ہوئے بولا۔۔

فیملی۔۔۔۔؟؟ کیا اس شخص کی کوئی فیملی بھی ہو سکتی ہے...؟؟ رائز نے سوالیہ نظروں سے ڈائمن کی طرف دیکھا...

ہاں کیوں نہیں ہو سکتی 24 گھنٹوں کے اندر اندر میں تم لوگوں کو بتاؤں گا کہ وہ شخص کون ہے اور پھر اگلے دو دنوں کے اندر اندر وہ شخص خود چل کر ہمارے پاس آئے گا ڈیمن شاطرانہ مسکراہٹ چہرے پر سجائے اپنی ہیزل نگاہوں میں دبے اشتعال کو قابو کرتے ہوئے بولا۔۔۔

اب دیکھنا یہ تھا کہ ڈیمن اس شخص کو کیسے اور کس طرح ڈھونڈتا ہے اگر ڈیمن کا دماغ اتنا شارپ چل سکتا تھا تو یقیناً وہ دو دن میں یہ بھی معلوم کر سکتا تھا کہ وہ شخص کون ہے۔۔۔

ڈیمن وہاں سے اٹھ کر جا چکا تھا جبکہ ایلیا اور رائز وہیں پر بیٹھے تھے وہ اتنے سالوں میں ڈیمن کو سمجھ نہیں پائے تھے وہ اتنی جلدی ہر چیز کو کیسے جھانجھ

لیتا ہے یہ چیز ان دونوں کی سمجھ سے بہت دور تھی ابھی بھی وہ دونوں اس شخص کو دور دور تک نہیں جانتے تھے جبکہ اس شخص کا کوئی نام و نشان بھی ان کے پاس موجود نہیں تھا مگر ڈیمن یہ عہد کر کے گیا تھا کہ وہ اس شخص کو 24 گھنٹے کے اندر اندر ان دونوں کے سامنے ایکسپوز کرے گا۔۔۔۔

اور دو دنوں کے اندر اندر وہ شخص خود چل کر ان کے پاس آئے گا اب ان دونوں کے دماغ اس سوچ کے گرد گھوم رہے تھے کہ ڈیمن اب ایسا کیا کرنے والا ہے جس کے بارے میں ان دونوں کو نہیں پتہ۔۔۔

مگر ڈیمن جو بھی کرنے والا تھا یقیناً اب قہر مچنے والا تھا کیونکہ جہاں تک ان دونوں کی سوچ تھی مقابل کمزور نہیں تھا جبکہ ڈیمن بھی کمزور نہیں تھا اور جب دو طاقتور ایک دوسرے کے سامنے آتے ہیں تو کہ قہرام ہی مچتا ہے اور سب تہس نہس کر جاتا ہے اور ادھر تو ڈیمن سیدھا اس کی فیملی پر حملہ کرنے کی بات کر رہا تھا جو یقیناً مقابل کی غیرت کو گوارا نہیں تھا۔۔

اب تو اس وقت کے چکر نے ہی بتانا تھا کہ آنے والے وقت میں کیا ہونے والا تھا۔۔۔

oooooooooooo

آج اتوار کا دن تھا مکزم اور علیزہ کو واپس آئے آج دو دن ہو چکے تھے آج سردار صاحب کی فیملی بھی حویلی آ رہی تھی جس کی تیاری صبح ہوتے ہی حویلی میں شروع ہو چکی تھی۔۔۔

علیزہ کچن میں کھڑی ملازمہ کر ساتھ مل کر کھانا بنا رہی تھی جبکہ افراح کو اس سے اپنے قریب بھی بیٹھایا ہوا تھا

اس نے افراح کو کوئی بھی کام نہیں کرنے دیا تھا مگر افراح کے بہت اسرار پر علیزہ نے اسے سلاد بنانے کا کام سونپا تھا جو وہ اس وقت وہاں ٹیبل پر بیٹھی کاٹ رہی تھی اور بہت ترتیب سے ٹرے میں سجا رہی تھی۔

عائشہ اور مریم بھی ساتھ آ جاتی ہمیں کافی اچھا لگتا اور ہم لوگ تھوڑا انجوائے بھی کر لیتے ہیں ان دونوں سے بھی کافی دیر ہو چکی ہے ملے افراح علیزہ کی طرف دیکھتی ہوئی بولی۔۔۔

ہاں میں بھی ان دونوں کو بہت مس کر رہی ہوں مگر پتہ نہیں کہ وہ دونوں کب آئیں گی اگر وہ دونوں نہ آئیں تو ہم ان سے ملنے جائیں گے علیزہ نے مسکراتے ہوئے جیسے اس چیز کا حل بھی نکالا۔۔۔

یہ بھی ٹھیک ہے بھابھی مگر میں اتنا لمبا سفر نہیں کر سکتی افراح منہ بناتے ہوئے بولی۔۔۔

تو کوئی بات نہیں جب تمہاری طبیعت ٹھیک ہو جائے گی ہم تب چلے جائیں گے کوئی مسئلہ نہیں میں تمہیں ساتھ لے کر ہی جاؤں گی فکر مت کرو علیزہ نے ساتھ اسے تسلی بھی دی کہ وہ اسے لازمی ساتھ لے کر جائے گی۔

اچھا فری میں یہ سب بنا چکی ہوں تم اسے آخری نظر دیکھ لینا میں تب تک تیار ہو کر آتی ہوں ٹھیک ہے علیزہ ایک نظر دم رکھی بریانی کو دیکھتی ہوئی بولی

جس پر افراح نے جلدی سے ہاں میں سر ہلایا تو علیزہ کپڑے چینج کرنے کے لیے اپنے کمرے کی جانب بڑھی۔۔۔

علیزہ جلدی جلدی تیار ہو کر واپس نیچے آئی تھی جہاں لاؤنج میں گھر کے سب افراد بیٹھے ہوئے تھے دونوں بچے وہیں پر موجود تھے عنایہ اپنے بابا کے پاس تھی اور عبداللہ جہانزیب کے پاس تھا اور وہ سب اپنی ہی باتوں میں مصروف تھے۔۔۔

بچوں کو وہ کچن میں آنے سے پہلے ہی تیار کر کے نیچے بھیج چکی تھی اس لیے تو وہ اس وقت بالکل ٹینشن فری ہو کر خود تیار ہو کر آئی تھی کیونکہ سردار صاحب وہاں پہنچ چکے تھے تقریباً پانچ منٹ تک انہوں نے حویلی پہنچ جانا تھا اور اب علیزہ کو صرف ان کے آنے کا انتظار تھا۔

مکزم نظریں اٹھا کر سیڑھیوں سے اترتی علیزہ کی طرف دیکھا جس کی نظریں حویلی کے دروازے پر جمی ہوئی تھی شاید اسے اپنی فیملی کے آنے کا کچھ زیادہ ہی بے تابی سے انتظار تھا شاید وہ انہیں کچھ زیادہ ہی مس کر رہی تھی۔۔۔

اس وقت وہ ایک سرخ اور سفید جورے میں ملبوس تھی بالوں کا ڈھیلا سا جورا کیا ہوا تھا ہونٹوں پر ہلکی سرخ رنگ کے لپسٹک تھی گالوں پر قدرتی گلالی بک رہی ہوئی تھی اس کے علاوہ اس نے چہرے پر کوئی میک اپ نہیں کیا تھا سر پر بہت طریقے سے سرخ رنگ کا دوپٹہ لیے ہوئے تھا اور دونوں ہاتھوں کی کل ائیں گی میں بھر بھر کر سرخ رنگ کی کانچ کی چوڑیاں پہنی ہوئی تھی وہ صرف اتنی سی تیاری سے ہی آسمان سے اتری حور دکھائی دے رہی تھی مکزم کی نظر میں وہ واقعی حور تھی اس وقت تو وہ سرخ اور سفید رنگ کے جوڑے میں ملبوس صحیح معنوں میں دن کے وقت اس کے ہوش ٹھکانے لگا رہی تھی۔

علیزہ نے دروازے سے نظریں ہٹا کر سامنے لاؤنج کے صوفے پر بیٹھے مکزم کو دیکھا جس نے اس وقت سفید رنگ کا کاٹن کا سوٹ زیب تن کیا ہوا تھا کندھوں کے گرد بھورے رنگ کی اجڑک پھیلائی ہوئی تھی اور گود میں عنایہ کو بٹھائے وہ اس کی طرف دیکھ رہا تھا وہ بھی پوری توجہ سے۔

وہ اپنی تمام تر وجاہت اور خوبصورتی لیے اپنی بیوی کو دیکھ رہا تھا سفید رنگ کے کارٹن کے مردانہ سوٹ میں وہ بہت ہینڈسم لگ رہا تھا اس کے بال ہلکے ہلکے ماتھے پر بکھرے ہوئے تھے جبکہ چہرے کے تاثرات بالکل نارمل تھے بلا شبہ وہ ہر حالت میں کسی ریاست کا شہزادہ ہی معلوم ہوتا تھا علیزہ نے اسے دیکھ کر دل ہی دل میں ماشاءاللہ بھی بولا تھا۔۔۔

مکزم کو مسلسل اپنی طرف دیکھتا پا کر علیزہ نے آنکھیں چھوٹی کر کے اسے ذرا غور سے دیکھا جیسے اس کی نقل اتار رہی ہو اور پھر اگلے ہی لمحے وہ فل نخرے دکھاتی چہرہ موڑ کر سیڑھیاں اترنے لگی۔۔۔

جبکہ مکزم تو صبح سے اس کے اتنے نخرے دیکھ دیکھ کر غش کھا کر گرنے کو تھا جو صبح سے جان بوجھ کر اسے تنگ کر رہی تھی مکزم جب بھی اسے دیکھتا تھا وہ آگے سے یہی ری ایکشن پاس کرتی تھی جبکہ مکزم کو کچھ سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ وہ یہ ڈرامے کیوں کر رہی ہے۔۔۔

مگر اسے تھوڑی تھوڑی سمجھ آ بھی رہی تھی کہ وہ یہ جان بوجھ کر کر رہی ہے لیکن یہ جان بوجھ کر تھا یا پھر کوئی ناراضگی اس چیز سے مکزم لاعلم تھا۔

علیزہ کو وہاں سے ہٹتے دیکھ کر مکزم سر جھٹک کر ہنس دیا اس کی ہر ادا ہی کمال تھی وہ ناراض ہو یا نخرے دکھائے یا پھر اس کے ساتھ بے حد خوش رہے وہ ہر حال میں اسے ہمیشہ کی طرح حسین ترین لگتی تھی اور یوں منہ پھلا کر پھرتی وہ اسے نخرے دکھاتی وہ کچھ زیادہ پیاری لگ رہی تھی فلحال وہ ہر حال میں اس کے دل میں اترتی تھی۔۔۔

کیا ہو گیا سٹیا گئے ہو کیا بیوی کیا ناراض ہوئی تمہارا تو دماغ ہی اپنی جگہ سے ہل گیا۔۔۔جہانزیب نے مکزم کے ہنسنے پر اسے طنز کیا یقیناً وہ مکزم کو علیزہ کی طرف دیکھتے اور علیزہ کا یوں نخرے سے منہ موڑنا دیکھ چکا تھا۔۔۔۔

بیٹا تو شکر کر کے صرف میرا دماغ ہی ہلا ہے اگر تو نے ایک اور بھی کوئی فضول بکواس کی تو میں تجھے تیری جگہ سے ہلا دوں گا مکزم اسے گھورتا ڈھٹائی کہ انتہا کرتا ہوا بولا۔۔۔۔

مجھے میری جگہ سے ہلانا تیرے لیے ناممکن ہے فلحال تو اپنی جگہ سے تھوڑا ہل کیونکہ تیرے سسرال والے آ چکے ہیں جہانزیب اس کے چلائے گئے تیر کو اسی کی جانب واپس موڑتا سامنے دروازے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا جہاں سے سردار صاحب آمنہ بیگم کے ساتھ حویلی میں داخل ہو رہے تھے اور ان کے پیچھے ہی ان کے چاروں سپوت بھی موجود تھے۔۔۔

بی بی جی باہر مہمان آ چکے ہیں آپ کو بی جان بلا رہی ہیں ملازمہ کچن میں داخل ہوتی ہے علیزہ کی طرف دیکھتی ہوئی بولی جو ایک نظر تمام لوازمات کو دیکھ رہی تھی۔۔۔

ملازمہ کی بات سن کر علیزہ کھل ہی اٹھی اپنے گھر والوں کی آمد کا سن کر کون خوش نہیں ہوتا اس نے جلدی سے اپنا دوپٹہ درست کیا اور افراح کو ساتھ لیے باہر کی جانب قدم بڑھائے جہاں حویلی کے تمام افراد بیٹھے ہوئے تھے۔۔۔

السلام علیکم علیزہ نے لاؤنج میں داخل ہوتے ہوئے بلند آواز میں سلام لیا اور پھر آگے بڑھ کر سب سے پہلے سردار صاحب کے گلے ملی جنہوں نے محبت

سے اس کی پیشانی چومی اور اس کے بعد وہ آمنہ بیگم سے ملنے کے بعد اب اپنے بھائیوں سے مل رہی تھی۔۔۔

آپی آپ کو نہیں پتہ میں نے آپ کو کتنا مس کیا عاسم نے علیزہ کے گلے ملتے ہوئے اسے ایکسائیٹڈ ہوتے ہوئے بتایا

کیسے ہو شیطانوں علیزہ احمد اور علی سے ملتی ان دونوں کے باری باری گال تھپتھپاتے ہوئے بولی

ہم بالکل ٹھیک ہیں آپی بس آپ کو بہت زیادہ مس کر رہے تھے آپ تو آئی نہیں سوچا ہم خود ہی آپ سے ملنے جائیں اور آپ کو اپنے ساتھ بھی لے آئیں اور اپنے بھانجی بھانجے کو بھی تھوڑی دیر کے لیے نانا نانی کے گھر کی سیر کروا لائیں کیونکہ آپ کو تو بھائی نے کبھی آنے نہیں دینا علی نے بولتے ہوئے منہ بنا کر اپنے بہنوئی کی طرف دیکھا تھا۔۔۔جو اپنے سالوں کو کن اکھیوں سے دیکھ رہا تھا جو اس کی بیوی اور بچوں کو لے جانے کی بات کر رہے تھے۔۔۔

ہاہاہاہاہا کوئی بات نہیں تم لوگوں کے بھانجے اور بھانجی تم لوگوں کے ساتھ ضرور جائیں گے اور ہم لوگ نانا نانی کے گھر ضرور چھٹیاں منا کر آئیں گے ہے نا بی جان علیزہ نے مکزم کو دیکھنے کے بجائے بی جان کی طرف دیکھا جس پر بی جان نے مسکراتے ہوئے ہاں میں سر ہلایا۔۔کیونکہ اس گھر میں ایک وہ ہی تھی جو ناممکن کو ممکن کر سکتی تھی مکزم تو کبھی بھی علیزہ اور اپنے بچوں کو ایک دن کے لیے بھی خود سے دور نہ جانے دیتا مگر یہ تو بی جان ہی تھی جو اکثر علیزہ کی حمایت کرتی تھی اور مکزم کو منا بھی لیتی تھی علیزہ کو بی جان کے بدلے میں ایک مضبوط سہارا مل گیا تھا۔۔

مکزم تو چپ چاپ اپنی بیوی اور اپنے سالوں کو گھور رہا تھا جو آتے ہی انہیں ساتھ لے جانے کی پلیننگ بھی بنا چکے تھے بلکہ گھر کے تمام افرادوں کے سامنے اس بات کا اعتراف بھی کر چکے تھے کہ وہ لوگ علیزہ اور بچوں کو ساتھ لے کر جائیں گے۔

ہاں بیٹا کیوں نہیں تم لوگ ضرور لے کر جانا اپنی بہن اور بچوں کو ساتھ مگر ابھی تو بیٹھو اتنا لمبا سفر کر کے آئے ہو تھک گئے ہو گئے حالم صاحب ان پانچوں کھڑے بہن بھائیوں کی جانب دیکھتے ہوئے بولے جو اپنی بہن کے ساتھ کھڑے باتیں کر رہے تھے۔۔۔

ہاں بیٹھو میں بس ابھی چائے لے کر آتی ہوں علیزہ انہیں بیٹھنے کا اشارہ کرتی کچن کی جانب بڑھی۔

چائے پینے کے بعد سب نے مل کر کھانا کھایا تھا اور اب کھانا کھانے کے بعد سب حویلی کے وسط میں بیٹھے ہوئے تھے جہاں بڑے ایک طرف اور بچے ایک طرف تھے جن میں علیزہ اپنے بھائیوں کے ساتھ ایک سائیڈ پر بیٹھی باتیں کر رہی تھی اور وہاں افراح جہانزیب اور مکزم بھی موجود تھے۔۔۔ جبکہ دونوں بچے اپنے ماموں کے پاس کھیل رہے تھے

تم لوگ آئے تھے تو عائشہ اور مریم کو بھی ساتھ لے آتے زید بھائی نے بھی چکر نہیں لگایا چلو سب مل کر تھوڑا انجوائے کر لیتے ہیں علیزہ سامنے بیٹھے عمر کی طرف دیکھتے ہوئے بولی جس نے عنایہ کو پکڑا ہوا تھا

او ہو اپی اس قبضہ گروپ کو بلانے کی کیا ضرورت ہے آپ دیکھنا آپ ہمارے ساتھ جائیں گی نا تو انہوں نے ایک رات بھی انتظار نہیں کرنا اور ٹپک پڑنا ہے جواب احمد کی طرف سے آیا تھا جب کہ علیزہ نے اس کے جواب پر اسے گھورا تھا یقیناً وہ قبضہ گروپ مریم اور عائشہ کو کہہ رہا تھا

غلط بات ہے وہ دونوں تم سے بڑی ہیں آپی بول کر مخاطب کیا کرو علیزہ نے ساتھ انہیں ڈانٹ بھی دیا تھا جس کا ان دونوں پر کوئی اثر نہیں ہوا تھا

لیکن آپی میں نے تو کچھ نہیں کہا احمد معصومیت سے علیزہ کی طرف دیکھتے ہوئے بولا کیونکہ واقعی میں اس بار اس نے کچھ نہیں کہا تھا مگر جب وہ کچھ کہتا تھا تو پیچھے وہ بھی نہیں رہتا تھا۔۔۔

ہاں تم نے اس وقت کچھ نہیں کہا مگر تم آگے پیچھے بھی بہت کچھ کہتے ہو علیزہ نے اسے ایک گھوری سے نوازا جس پر ان دونوں نے اپنے 32 دانتوں کی نمائش کی کیونکہ ڈھیٹ تو وہ ازل سے تھے کسی کی ڈانٹ کا اثر ان پر کہاں ہوتا تھا

ارے بھائی آپ تب سے اتنے چپ چپ کیوں ہیں فکر مت کریں ہم آپ کو ساتھ ہی لے کر جائیں گے عاسم مکرم کو چپ بیٹھے دیکھ کر شرارت سے چمکتی آنکھوں سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔

جس پر مکرم نے جہانزیب کی طرف سے نگاہیں ہٹا کر اپنے سامنے بیٹھی اپنی بیوی اور اس کے بھائیوں کو دیکھا جو تب سے اس کے سامنے بیٹھے واپس جانے کی پلاننگ کر رہے تھے مگر مجال تھی جو اس سے کسی نے ایک بار بھی کچھ پوچھا ہو وہ تو جہانزیب کے ساتھ اپنی باتوں میں مصروف ہو چکا تھا اور ان کے باتوں پر زیادہ دھیان نہیں دے رہا تھا۔۔۔

ظاہر سی بات ہے جب میرے سالوں نے آئی مین میری بیوی کے بھائیوں نے میری بیوی کو گھیر رکھا ہے تو وہاں پر میں کیا بول سکتا ہوں تھوڑا تھوڑا فاصلہ بنا کر بیٹھو تاکہ میری بیوی کے آس پاس سے ہوا گزر سکے اور مجھے بھی پتہ چل سکے کہ میری بیوی کہاں بیٹھی ہے مکزم علیزہ کے اپنا بھائیوں کے بیچو بیچ بیٹھے دیکھ کر ٹونٹ کرتے ہوئے بولا کیونکہ وہ چاروں علیزہ کے ارد گرد بیٹھے ہوئے تھے اور مکزم نے انہیں طنز کیا تھا

ارے یہ کیا بات ہوئی بھائی آپ کی بیوی تو روز آپ کے پاس ہوتی ہے ویسے بھی ہم اس لیے بیٹھے ہیں کہیں آپ کی بیوی ہوا سے اڑ نہ جائے بیچاری کمزور سی ہیں اور ابھی ہمیں اپنی بہن کی بہت ضرورت ہے جواب عمر کی طرف سے آیا تھا جبکہ عمر کی بات سن کر سب نے بے اختیار قہقہ لگایا تھا اور علیزہ نے اسے گھورا تھا جو الٹا اپنی بہن کی صحت پر ٹونٹ کر گیا تھا۔۔۔

وہ ہمیشہ سے مکزم کی سائیڈ ہی لیتا تھا بہن کو وہ اکثر بھول ہی جاتا تھا جبکہ عاسم احمد اور علی ہمیشہ علیزہ کی سائیڈ پر ہوتے تھے انہوں نے کبھی بھی اپنی پارٹی نہیں بدلی تھی

فکر مت کرو سالے صاحب میری بیوی تم لوگوں سے ہینڈل نہیں ہوگی یہاں پر چلنے والی ہوا بھی میری اجازت کے بغیر میری بیوی کو اڑا کر نہیں لے جا سکتی اور تم لوگ میرے سامنے بیٹھے میری بیوی اور بچوں کو ساتھ لے جانے کی بات کر رہے ہو ایسا کیسے ممکن ہے مکزم ٹانگ پر ٹانگ جماتا نظروں کے حصار میں علیزہ کو رکھتے ہوئے خوشگوار انداز میں بولا۔۔۔

بیوی تو آپ کی ہمارے ساتھ جائے گی اور ہمارے بچے بھی جائیں گے اور اس بار آپ انہیں نہیں روک سکتے کیونکہ ہم پکی پلاننگ کر کے آئے ہیں عاسم نے مکزم کو جواب دیا تھا

میری اجازت کے بغیر تم لوگ میری بیوی اور بچوں کو کیسے لے کر جاؤ گے مکزم دلکشی سے مسکراتے ہوئے اپنے سامنے بیٹھے اپنے چاروں سالوں کو دیکھ کر چیلنج کرنے والے انداز میں بولا

جیسے بی جان نے اجازت دے دی ویسے ہی لے کر جائیں گے جہاں آپ کچھ نہیں کر سکتے عمر نے ہنستے ہوئے جواب دیا کیونکہ بی جان سے وہ لوگ اجازت لے چکے تھے صرف مکزم کو ہی کچھ معلوم نہیں تھا جبکہ اس پلاننگ کا تو علیزہ کو بھی معلوم تھا۔۔۔

اچھا بس کر دیں آپ لوگ کیا ہو گیا ہے میر بھی ہمارے ساتھ ہی چلیں گے علیزہ نے جیسے بات ہی ختم کی تھی

یہ تو اور بھی اچھا ہو جائے گا اگر بھائی بھی ہمارے ساتھ چلیں گے تو ہم زیادہ انجوائے کریں گے عمر نے سمجھداری سے جواب دیا جس پر سب مسکرا دیے مگر مکزم کی نظریں علیزہ کی طرف ہی تھی جو علیزہ بخوبی محسوس کر پا رہی تھی یقیناً مکزم علیزہ کے جانے میں راضی نہیں تھا مگر یہ تو مکزم کی ہمیشہ والی بات

تھی وہ تو کبھی بھی علیزہ کو جانے نہیں دیتا تھا اگر علیزہ گئی بھی تھی تو مکزم کے ساتھ ہی گئی تھی شادی کے بعد وہ اپنے گھر میں زیادہ دن نہیں رکی تھی اور نہ ہی مکزم اسے رکنے دیتا تھا اس کا اپنی بیوی کے بغیر گزارا ہی نہیں تھا۔۔۔

اور اس وقت بھی مکزم کے ارادے یہی تھے کہ علیزہ نہ جائے مگر علیزہ کا بھی فیصلہ تھا کہ وہ اپنے بچوں کے ساتھ اپنے ماں باپ کے گھر کچھ دن لازمی رہ کر آئے گی اس لیے اس نے مکزم کا فائدہ سوچتے ہوئے مکزم کو بھی ساتھ چلنے کا مشورہ دیا تھا جس پر ابھی مکزم نے حامی نہیں بھری تھی۔

oooooooooooooo

آپ رک جاتے رات بھی ہو رہی ہے کل چلے جاتے ابھی جانا زیادہ ضروری تو نہیں ہے حالم صاحب سردار صاحب اور آمنہ بیگم کی جانب دیکھتے ہوئے بولے جو واپسی کے لیے بالکل تیار کھڑے تھے

نہیں بھائی صاحب آپ تو جانتے ہیں کہ میرا سارا کام رکا ہوا ہے اور ویسے بھی ہم ساری فیملی ایک ساتھ اکٹھے یہاں پر آئے ہیں پیچھے سے اگر عمر وہاں ہوتا

تو ہینڈل کر لیتا مگر ہمارا واپس جانا ضروری ہے اگر آپ اجازت دیں گے تو بہتری ہوگی سردار صاحب نے مسکراتے ہوئے بہت نرمی سے جواب دیا تھا۔۔۔

علیزہ بیٹا آپ بھی پیکنگ کر لو ہمیں بس آدھے گھنٹے میں نکلنا ہے سردار صاحب علیزہ کی طرف دیکھتے ہوئے بولے جو وہیں پر کھڑی تھی۔

جی بابا جان میں بس ابھی کچھ دیر میں تیار ہو کر آتی ہوں علیزہ ان کے جانب دیکھتی مسکرا کر بولی اور پھر ایک نظر بی جان کی طرف دیکھا جو سب کے سامنے اسے جانے کی اجازت دے چکی تھیں مگر مکزم کی طرف سے ابھی اجازت نہیں ملی تھی۔

علیزہ نے بے بس اور التجائیہ نظروں سے بی جان کی طرف دیکھا جیسے نظروں ہی نظروں میں کہہ رہی ہو کہ پتہ نہیں مکزم کیا کہیں گے۔

بی جان نے اسے آنکھوں سے کمرے میں جانے کا اشارہ کیا اور اسے تسلی بھی دی کہ وہ مان جائے گا وہ جا کر اسے منائے کیونکہ مکزم کمرے میں تھا

بی جان کا اشارہ سمجھ کر علیزہ نے فوراً قدم اپنے کمرے کی جانب بڑھائے۔

ooooooooooooo

علیزہ کمرے میں داخل ہوئی تو سامنے ہی مکزم صوفے پر بیٹھا اپنے موبائل میں مصروف تھا چہرے کے تاثرات سنجیدہ تھے جبکہ ساری توجہ فون پر تھی آنکھوں پر گلاسز تھے اور ایک ہاتھ کی دو انگلیوں میں سگرٹ تھا جس کے وہ وقفے وقفے سے کش لگا رہا تھا۔

وہ ہچکچاتے ہوئے مکزم کے قریب گئی اور اس کے ساتھ ہی صوفے پر بیٹھ گئی جس پر مکزم نے کوئی رسپانس نہیں دیا۔۔

میر۔۔۔کچھ دیر بعد علیزہ نے اسے بہت نرمی سے پکارا۔۔

میر سنیں۔۔۔مکزم کے جواب نہ دینے پر اس نے دوبارہ پکارا مگر مکزم پھر بھی کچھ نہ بولا اب علیزہ کو شک ہو رہا تھا کہ مکزم واقعی میں ناراض ہو چکا ہے

آپ جواب کیوں نہیں دے رہے میں آپ سے بول رہی ہوں علیزہ جھنجھلا کر بولتی اس کی انگلیوں کے بیچ میں دبے سگریٹ کو چھین کر سامنے پڑی ایش ٹرے میں مسل چکی تھی۔۔۔

یہ حرکت اس نے آج پہلی بار نہیں کی تھی مگر یہ حرکت کرنے کے بعد ہے تھوڑا تھوڑا ڈر بھی لگ رہا تھا۔

کیا چاہیے بیگم۔۔۔؟؟ مکزم ایک نظر سامنے عیش ٹرے میں مسئلے اپنے سگریٹ کو دیکھ کر دوسری نظر علیزہ کی طرف دیکھتے ہوئے بالکل نارمل انداز میں بولا جس پر علیزہ نے شکر کا سانس لیا کہ شکر تھا کہ وہ ناراض نہیں ہوا۔۔۔

بابا نیچے انتظار کر رہے ہیں مجھے پیکنگ کرنے کے لیے بھیجا ہے علیزہ مکزم کی طرف امید بھری نظروں سے دیکھتی ہوئی بولی تو مکزم نے دائیں آئی برو چکا کر علیزہ کی طرف دیکھا جیسے کہنا چاہ رہا ہو تو میں کیا کروں۔

آپ بتائیں نا آپ ناراض تو نہیں میں جاؤں علیزہ اس کے بازوؤں کو دونوں ہاتھوں سے تھامتی اس کے بے حد نزدیک ہوتے ہوئے بولی مکزم نے بڑے

غور سے اس کی طرف دیکھا جو اب اس سے اپنی بات منوانے کے لیے مکھن لگا رہی تھی

میں تم سے کیوں ناراض ہوں گا تمہیں جہاں جانا ہے جاؤ تمہیں میری اجازت کی کیا ضرورت ہے مکزم کندھے اچکاتا بے نیازی سے بولا اب علیزہ کو اس کے لہجے سے محسوس ہوا تھا جیسے وہ پیچ ہی پیچ میں ناراض ہے۔

میر پلیز آپ ناراض نہیں ہوں پلیز مجھے جانے کی اجازت دے دیں آپ جانتے ہیں نا میں کبھی ماما بابا کی طرف نہیں رہی صرف آپ کے کہنے پر پلیز اس بار جانے دیں میرا بہت دل چاہ رہا ہے میں کچھ دن ماما بابا کے پاس رکنا چاہتی ہوں اور وہ بھی بچوں کو بہت مس کر رہے ہیں ہم کچھ دن رہ لیں گے تو وہ خوش ہو جائیں گے پلیز مان جائیں پکا اس کے بعد کبھی ضد نہیں کروں گی۔۔۔

وہ نگاہوں میں بھرپور التجا اور امید لیے مکزم کی طرف دیکھتے ہوئے بولی مکزم نے نظریں اٹھا کر علیزہ کی طرف دیکھا ایک پل کو اس کا دل چاہا کہ وہ ساری دنیا لا کر اس کے قدموں میں رکھ دے۔۔۔

جس امید اور بھروسے سے وہ اس سے کچھ مانگ رہی تھی اس انداز میں تو مکزم اپنا دل بھی نکال کر اسے دے دیتا۔

تم لوگ چلے جاؤ گے تو میں کیسے رہوں گا تم کچھ دنوں کی بات کر رہی ہو میرے لیے ایک دن گزارنا مشکل ہے!!!! مکزم علیزہ کی طرف دیکھتا کافی نرمی سے بولا فلحال اس کے انداز سے ناراضگی یا غصہ نہیں جھلک رہا تھا یہی وجہ تھی کہ علیزہ بھی مطمئین ہو کر بات کر رہی تھی

تو آپ بھی ہمارے ساتھ چلیں نا ویسے بھی آپ کا آفس بھی تو وہیں پر ہے تو آپ روز آ جایا کرنا کوئی مسئلہ نہیں لیکن پلیز ہمیں جانے دیں ماما بابا بہت امید سے ہمیں لینے آئے ہیں پلیز۔۔۔۔

علیزہ مکزم کے مزید قریب بیٹھتی اب تقریباً اس کے ساتھ چپک چکی تھی جبکہ مکزم کو اس کے انداز پر ہنسی بھی آ رہی تھی جو پگلی یہ سمجھ رہی تھی کہ اس کا شوہر اس سے ناراض ہو رہا ہے مگر اصل بات تو یہ تھی کہ وہ ناراض نہیں ہو رہا تھا

مکزم کو خود کی طرف دیکھتا پا کر اس نے آنکھوں میں مزید التجا باندھی اور امید بھری نگاہوں سے اسے دیکھا اور نگاہوں ہی نگاہوں میں ایک بار دوبارہ التجا کی۔۔۔

اگر میں اجازت نہ دوں انکار کر دوں تو کیا تم نہیں جاؤ گی نیچے بیٹھے منتظر اپنے ماں باپ کو مایوس کر دو گی۔۔۔؟؟

مکزم علیزہ کی طرف دیکھتے ہوئے اس سے وہ پوچھ رہا تھا جس کا جواب دینا شاید کسی بھی لڑکی کے لیے مشکل تھا کیونکہ ایک طرف شوہر تھا دوسری طرف ماں باپ دونوں کا ہی رتبہ اپنی اپنی جگہ پر تھا اور وہ دونوں کو ہی مایوس نہیں کر سکتی تھی

اگر آپ اجازت نہیں دیں گے تو میں نہیں جاؤں گی علیزہ نے کچھ سوچتے ہوئے نفی میں سر ہلاتے ہوئے جواب دیا جب کہ چہرے پر مایوسی چھا چکی تھی اسے لگا شاید مکرم اب نہیں جانے دے گا

سوچ لو نیچے ماما بابا بیٹھے تمہارا انتظار کر رہے ہیں تم ان کا دل دکھا کر میرا دل رکھ لو گی؟؟ مکرم نجانے کیا جاننا چاہ رہا تھا مگر علیزہ کے چہرے پر اداسی چھاتی جا رہی تھی مسکراہٹ کی جگہ سنجیدگی نے لی تھی۔

آپ فکر مت کریں میں انہیں سمجھا لوں گی وہ کچھ نہیں کہیں گے علیزہ بولتی وہاں سے اٹھ کھڑی ہوئی ابھی اس نے ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھایا جب مکرم کے اس کی کلائی پکڑ کر اسے اپنی جانب کھینچا۔

اتنا کمزور اور بد ذوق سمجھتی ہو مجھے کہ میں اپنی بیوی کو اس کے ہی ماں باپ کی نظروں میں گرا کر خود اچھا بن جاؤ اور اپنی بیوی کا دل دکھا کر اپنے دل کو تسلی بخشوں۔۔۔مکرم اس کے چہرے پر آتی بالوں کے لٹ کو کان کے پیچھے ہے اراستے اس کی بھوری آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولا

نہیں میر میں نے ایسا کب بولا میں آپ کو ایسا بالکل نہیں سمجھتی اگر آپ اجازت نہیں دینا چاہتے تو کوئی بات نہیں میں نہیں جاؤں گی علیزہ مکزم کے سینے پر ہاتھ رکھ کر اس کی گود سے اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے مگر مکزم نے اس کے گرد اپنی گرفت مزید سخت کی اور اسے اٹھنے سے روکا

اگر تم اپنے شوہر کے لیے اتنا کر سکتی ہو کہ اس کا دل رکھنے کے لیے اپنے ماں باپ کا دل دکھا دو تو کیا تمہارا شوہر اتنا کم ظرف ہے جو اپنا دل رکھنے کے لیے تمہارا دل دکھا دے۔۔۔؟؟

تم جا سکتی ہو آخر پہلا حق تم پر تمہارے ماں باپ کا ہے میں تو بعد میں آیا تھا مکزم اس کی پیشانی پر لب رکھتے مسکرا کر بولا۔

آپ کو پتہ ہے کہ آپ کتنے اچھے ہیں علیزہ اپنے ہاتھوں کے پیالے میں مکزم کا پرکشش چہرا بھرتی محبت بھری نظروں سے اسے دیکھی ہوئی بولی۔۔

نہیں تم آج فرست سے بتا دو نا۔۔۔مکزم بے باکی سے اس کے ہونٹوں کو ہلکا سا چھوتے ہوئے بولا۔۔۔

نہیں میں واپس آ کر بتاؤں گی علیزہ سرخ ہوتی مزاحمت کرتی ہوئی بولی۔۔

اونہہ یہ زیادتی ہے بیگم مجھے ابھی اور اسی وقت بتاؤ کہ میں کتنا اچھا ہوں پھر میں تمہیں بتاؤں گا کہ تمہارے سوچنے کے مطابق میں واقع میں اتنا اچھا ہوں کہ نہیں مکزم مسکراہٹ دباتا ذو معنی انداز میں بولا۔

نہیں بالکل نہیں مجھے پتہ ہے کہ پھر آپ کی نیت خراب ہو جائے گی اور مجھے پیکنگ کر کے جلدی نیچے جانا ہے سب انتظار کر رہے ہیں علیزہ اس کا حصار توڑتی فوراً اٹھ کھڑی ہوئی کیونکہ مکزم کے ارادے اسے خطرناک لگ رہے تھے جو عجیب سی نظروں سے ایسے دیکھ رہا تھا

اس سے پہلے کہ مکزم اٹھ کر اسے دوبارہ پکڑتا علیزہ دوڑ کر ڈریسنگ روم میں بند ہو گئی جس پر مکزم کا چھت پھاڑ قہقہہ کمرے میں گونجا۔

ooooooooooooo

علیزہ سردار صاحب کے ساتھ ہی واپس آ چکی تھی جب کہ حویلی والوں نے خیر خیریت سے خوش دلی سے اسے اور بچوں کو رخصت کیا تھا ویسے تو وہ چند دن رہنے آئی تھی مگر مکزم کا کہنا تھا کہ وہ صرف دو سے تین دن ہی رکنے دے گا جس پر علیزہ نے کان نہیں دھرے تھے۔

ویسے بھی اس نے پکا ارادہ کیا ہوا تھا اور وہ اپنے ارادوں پر قائم رہنا چاہتی تھی وہ یہ بھی جانتی تھی کہ وہ جیسے تیسے کر کے مکزم کو منا ہی لے گی اس کے لیے مکزن کو منانا مشکل کام نہیں تھا اس لیے وہ اب پرسکون تھی۔

لالی تم نہیں جانتی میں تمہیں کتنا مس کرتی رہی ہوں عائشہ علیزہ کے قریب ہی بیٹھی علیزہ کی طرف دیکھ کر چہکتے ہوئے بولی۔۔

یاد تو میں نے بھی بہت کیا ہے مگر مجال ہے جو تم نے ایک بار بھی ایک فون کال بھی کر لی ہو تم تو شادی کے بعد ہمیں بھول ہی گئی ہو مریم نے ساتھ منہ پھلا کر شکوہ بھی کیا جبکہ علیزہ دونوں کی باتیں سن کر فقط مسکرا رہی تھی۔۔۔

ارے نہیں یار ایسی کوئی بات نہیں ہے میں نے تم دونوں کو بہت یاد کیا مگر میرا ترکی میں فون گم ہو گیا تھا اور اس کے بعد ہم واپس آگئے اس لیے وقت ہی نہیں ملا کسی سے بھی فون کال پر بات کرنے کا گھر پر بھی صرف دو بار ہی بات ہوئی تھی علیزہ نے ان کی شکایت دور کرنا چاہی۔

کیوں تمہارا فون کیسے گم گیا اور تمہاری تصویریں کیا تم نے اور بھائی نے ترکی میں کوئی تصویریں نہیں لی عائشہ کو تو صرف ان دونوں کی تصویروں کا انتظار تھا جبکہ علیزہ کے فون گم ہونے والی بات پر وہ آفسردہ ہو گئی تھی کیونکہ ایسے میں اسے تصویریں دیکھنے کو نہیں ملنی تھی۔۔۔

بس ہم شاپنگ کرنے گئے تھے اور وہاں مال میں گم ہو گیا اور تصویریں تو ہم نے بہت ساری لی ہیں وہ میر کے فون میں ہیں علیزہ نے اس کو مسکرا کر جواب دیا جس پر مریم اور عائشہ نے جھٹکے سے سر اٹھا کر مسکراتے ہوئے ایک دوسرے کو دیکھا یعنی اس میں اداس ہونے والی کوئی بات نہیں تھی۔۔۔

تو پھر تصویریں منگواؤ ہمیں دیکھنی ہیں عائشہ نے ڈیمانڈ کی۔۔۔

میر نے آج مجھے میرا نیا فون بھجوانا ہے اس میں ساری تصویریں موجود ہوں گی تب ہم دیکھ لیں گے تم لوگ ویسے بھی یہیں پر ہو علیزہ نے عائشہ اور مریم کو دیکھتے ہوئے جواب دیا۔

چلو یہ بھی ٹھیک ہے مگر ہماری شہزادی اور شہزادہ کدھر ہیں انہیں تو لے کر آؤ مجھے ان سے ملنا ہے عائشہ علیزہ کی طرف دیکھتی بے تاب سے انداز میں بولی۔

ان دونوں کو علی اور احمد لے کر گئے ہیں بس ابھی لے کر آ رہے ہوں گے واپس تب تک تم لوگ چائے تو پیو علیزہ ان کی بے تابی دیکھ کر مسکرائی اور انہیں چائے پینے کی تاکید کی جو تب سے باتیں کرنے کے چکر میں وہ لوگ ٹھنڈی کر چکی تھی۔۔

ہیلو قبضہ گروپ۔۔۔علی کمرے میں داخل ہوتا خاصی اونچی آواز میں بولا جبکہ علی کے بولے گئے الفاظ پر عائشہ اور مریم نے آنکھیں پھاڑ کر اسے دیکھا تھا۔۔

اوو سوری سوری میرے کہنے کا مطلب تھا السلام علیکم پیاری آپیوں۔۔۔علیزہ کے گھورنے پر اس نے فوراً اپنا فقرہ درست کیا۔۔

تم باز آ جاؤ چوزے ورنہ پٹو گے کسی دن عائشہ نے اسے گھورا تھا۔۔۔

السلام علیکم کیسے ہیں سب احمد بھی اس کے پیچھے ہی کمرے میں داخل ہوا تھا جبکہ اس کے بازوؤں میں عبداللہ تھا اور عنایہ اس سے بھی پیچھے آتے عاسم کے پاس تھی۔

وعلیکم السلام ہم بالکل ٹھیک ہیں مریم نے مسکرا کر جواب دیا جب اس کی نظر اس کہ بازوؤں میں موجود عبداللہ پر پڑی جس پر وہ جھٹکے سے اپنی جگہ سے اٹھی

ہائے میرا شہزادہ ماشاءاللہ ماشاءاللہ کتنا پیارا ہو گیا ہے عائشہ احمد سے عبداللہ کو پکڑتی ہوئی بولی اور ساتھ ہی چٹا چٹ اس کے دونوں گلابی پھولے ہوئے گالوں کو چوم لیا جبکہ عبداللہ اپنی نیکی بڑی بڑی آنکھوں کو مزید بڑا کیے اس عجیب و

غریب مخلوق کو دیکھ رہا تھا جیسے پہچاننے کی کوشش کر رہا ہو کہ یہ کون ہے جو اسے چوم رہی ہے۔۔

مریم نے جلدی سے اٹھ کر عاسم سے عنایہ کو پکڑا تھا جو اس وقت پنک باربی فراک پہنے بلکل چھوٹی سی گڑیا لگ رہی تھی۔۔۔

ماشاءاللہ لالی ہمارے دونوں بچے تو بہت زیادہ پیارے ہیں مریم اپنی گود میں بیٹھی سبز آنکھوں والی معصوم گڑیا کو دیکھتی ہوئی بولی دوسری نظر اس نے عبداللہ کو دیکھا تھا جو ابھی تک اپنی نیلی آنکھوں کو بڑا کیے عائشہ کو ہی دیکھ رہا تھا وہ بھی پوری دلچسپی سے۔۔۔

آپی مما نے نیچے کھانا لگا دیا ہے آپ سب چل کے کھانا کھا لیں باتیں بعد میں ہوتی رہیں گی عاسم علیزہ کی جانب دیکھتے ہوئے بولا جو اپنی دونوں سہیلیوں کو دیکھ کر مسکرا رہی تھی جو اس کے بچوں کے ساتھ بہت لاڈ کرنے میں مصروف تھی۔۔۔

ہاں چلو سب سے پہلے کھانا کھا لو بچے ادھر ہی ہیں تم لوگ بھی ادھر ہی ہو بعد میں کھیل لینا ان کے ساتھ علیزہ مریم اور عائشہ کی جانب دیکھتی ہوئی بولی اور پھر ان سب کو لیے کمرے سے باہر کی جانب قدم بڑھائے جہاں آمنہ بیگم بیٹھی انہی کا انتظار کر رہی تھی جبکہ عمر اور سردار صاحب گھر پر موجود نہیں تھے وہ آفس میں تھے۔۔۔

○○○○○○○○○○○○○○○○○○

رائز کمرے کا دروازہ کھول کر کمرے میں داخل ہوا جہاں کمرے میں تاریکی پھیلی ہوئی تھی اور بمشکل باہر سے آنے والی روشنی سے ڈیمن کا عکس دکھائی دے رہا تھا اس کے علاوہ وہ پورا کمرہ اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا

رائز نے غور کیا تو اسے اس کمرے میں کچھ چمکتا ہوا محسوس ہوا وہ ہیرا جو اس چین میں جڑا ہوا تھا وہ ڈیمن کے ہاتھ میں موجود تھا جسے وہ بڑی دلچسپی سے دیکھ رہا تھا اور وہ ہیرا اپنی پوری آب و تاب سے چمک رہا تھا۔۔

رائز نے ہاتھ بڑھا کر لائٹ آن کی تو سارا کمرہ روشنی سے نہا گیا اب ڈیمن اس کے بالکل سامنے تھا جس کے جسم پر شرٹ موجود نہیں تھی وہ بغیر شرٹ کے اتنی ٹھنڈ میں برھنہ بیٹھا ہوا تھا جب کہ دائیں ہاتھ میں ہمیشہ کی طرح سگریٹ دبائی ہوئی تھی۔۔۔

ڈیمن۔۔۔رائز اس کے قریب جاتے ہوئے اسے اپنی طرف متوجہ کرنے کی کوشش کی جو نہ جانے کس دنیا میں پہنچا ہوا تھا کیونکہ رائز کے آنے پر اس نے رائز کی طرف نہیں دیکھا تھا بلکہ اپنے ہی کام میں پوری توجہ دیے مصروف تھا۔۔

رائز کو اس کے انداز کچھ عجیب عجیب سے لگ رہے تھے پچھلے دو دنوں سے جو کچھ وہ دیکھ چکا تھا اس کے بعد تو وہ دعا کر رہا تھا کہ جو خدشے اسے لاحق ہو رہے ہیں خدا کرے کہ وہ سچ نہ ہوں۔۔۔

وہ پچھلے دو دنوں سے رائز کو کچھ الجھا الجھا سا دیکھ رہا تھا اس نے ڈیمن کے ہاتھ میں اس لڑکی کا موبائل بھی دیکھا تھا اور اس کے بعد وہ چین جو اس وقت ڈیمن کے ہاتھ میں موجود تھی۔

ڈیمن میں تم سے بات کر رہا ہوں رائز اس کے سامنے کھڑا ہوتا کافی سنجیدگی سے بولا تو ڈیمن نے نظریں اٹھا کر رائز کی طرف دیکھا جو سنجیدہ نظروں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔

تم کیا پوچھنا چاہ رہے ہو ڈیمن نے گہرا کش لیتے ہوئے اس سے سوال کیا کیونکہ وہ سمجھ چکا تھا کہ رائز کیا معلوم کرنے آیا ہے۔۔۔

یہ کیا ہے یہ اسی لڑکی کی چین ہے...؟؟ رائز نے اس کے ہاتھ میں پکڑی چین کی طرف اشارہ کیا

ہاں یہ اسی لڑکی کی چین ہے دیکھو اس کی نشانی میں سے بھی اس کی مہک آتی ہے وہ لڑکی مکمل طور پر اس کے عصابوں پر سوار ہو چکی تھی

تم پاگل ہو چکے ہو وہ لڑکی مسلمان ہے اور تم غیر مسلمان ہو تمہارا محبت سے کوئی واسطہ نہیں ہے تم ایک سفاک درندے ہو ہماری دنیا میں اس دنیا کے لوگوں کا کوئی وجود قائم نہیں ہے

رائز کی رگیں غصے سے تن چکی تھیں یعنی اس کا شک درست تھا اس کے خدشے حقیقت کا روپ دھار رہے تھے

میں پاگل نہیں ہوا مجھے بس وہ لڑکی چاہیے میں اس لڑکی کو حاصل کر کے رہوں گا ہر حال میں وہ لڑکی مسلمان ہے یا نہیں مجھے اس بات سے فرق نہیں پڑتا مجھے صرف اس لڑکی سے غرض ہے مجھے اسے ساری زندگی اپنے پاس رکھنا ہے۔۔۔

ڈیمن کا لب و لہجہ آج انوکھا تھا بلکل مختلف جیسے وہ کسی اور کی زبان بول رہا ہو یقیناً اگر کوئی اور اسے ایسے بولتا دیکھ لیتا تو یقین نا کرتا۔

پتہ کرواؤ وہ کہاں پر ہے اگلی ملاقات اس کے روبرو ہو گئی وہ دفعتاً بالکل تیار تھا اس لڑکی کا روبرو جانے کے لیے جس لڑکی کی پرچھائی کو بھی یہ علم نہیں تھا

ڈیمن وہ شادی شدہ ہے اس کا شوہر ہے فیملی ہے تم کیسے کسی کی زندگی میں دخل اندازی کر سکتے ہو رائز کا بس نہیں چل رہا تھا وہ کیا کچھ کر ڈالے۔

مجھے کسی کی خوشیوں سے کسی کی زندگی سے کوئی لینا دینا نہیں مجھے صرف اس لڑکی سے غرض ہے مجھے صرف وہ لڑکی چاہیے اس کی فیملی اس کا شوہر مجھے کسی بھی انسان سے کوئی مفاد نہیں اگر وہ لڑکی مجھے نہ ملی تو میں اس کی فیملی کو جلا کر راکھ کر دوں گا ڈیمن آنکھوں میں اشتعال لیے رائز کو دیکھتے ہوئے اٹل لہجے میں بولا۔۔۔

میں نے اپنی زندگی میں نہ کچھ چاہا اور نہ مانگا مگر اب جب میں نے کسی کو چاہ لیا ہے تو مجھے وہ چیز ہر حال میں چاہیے۔۔۔

ڈیمن وہ کوئی چیز نہیں ہے وہ ایک لڑکی ہے کسی کی بیٹی ہے کسی کی بہن ہے اور کسی کی بیوی ہے تم ایسے کیسے کسی کی بیوی کو یوں اٹھا سکتے ہو رائز دانت پیستے ہوئے بولا ڈیمن نے آج تک کوئی بھی نا جائز کام نہیں کیا تھا مگر آج جو

وہ بول رہا تھا وہ سراسر غلط تھا اور ایسا غلط کام رائز اپنے ہوتے ہوئے نہیں ہونے دینا چاہتا تھا۔۔

تو پھر کیا ہوا اگر آج وہ کسی اور کی بیوی ہے تو میں اس کی طلاق کروا دوں گا ڈیمن کندھے اچکاتا بے نیازی سے بولا جیسے اس کے لیے یہ کوئی بڑی بات ہو ہی نا۔

ڈیمن یہ بے وقوفی ہے تم کیسے ایک مسلمان لڑکی کے ساتھ ناجائز تعلق قائم کر سکتے ہیں رائز نے آگے بڑھ کر زور سے ٹیبل پر ہاتھ مارا تھا وہ چاہ کر بھی اپنا غصہ نہیں کنٹرول کر پا رہا تھا۔۔۔

ناجائز نہیں میں شادی کروں گا اس سے بیوی بنے گی وہ میری اور اگر میرے اور اس کے درمیان کوئی آیا تو میں اسے زندہ زمین میں گھاڑ دوں گا ڈیمن سامنے پڑی ٹیبل پر زور سے ٹانگ مارتا اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا جبکہ سامنے پڑا ٹیبل جو کہ شیشے کی تھی وہ چکنا چور ہو چکی تھی۔۔۔

ڈیمن بغیر کچھ بولے وہاں سے نکل گیا جبکہ پیچھے سے رائز اپنا سر پکڑ کر وہیں پر بیٹھ گیا۔۔۔

پچھلے کچھ دنوں سے وہ ڈیمن کو نوٹ کر رہا تھا اس نے ڈیمن کے کمرے میں اس لڑکی کی تصویریں بھی دیکھی تھی اس کے علاوہ اس لڑکی کا موبائل وہ چین اور ڈیمن کا اس لڑکی میں دلچسپی لینا وہ سب کچھ نوٹ کر رہا تھا

پھر اچانک دو دن پہلے ڈیمن کا پاکستان آ جانا اسے کچھ کچھ سمجھ آ رہی تھی کہ شاید ڈیمن کا دل اس لڑکی پر آ گیا مگر یہاں تو معاملہ ہی کچھ اور تھا اسے وہ لڑکی ساری زندگی کے لیے چاہیے تھی۔۔۔۔

وہ تو یہ بھی نہیں سوچ رہا تھا کہ اس لڑکی کی بھی کوئی اپنی زندگی ہے اس کا گھر بار ہے اس کا شوہر ہے اس وقت اگر ڈیمن کو کچھ نظر آرہا تھا تو صرف اپنا آپ اس کے علاوہ وہ کسی دوسرے کے بارے میں وہ سوچنے سمجھنے کو تیار نہیں تھا۔۔۔

ooooooooooooooooo

اس وقت علیزہ اپنے کمرے میں تیار ہو رہی تھی اور باقی سب تیار ہو کر باہر کھڑے اس کے آنے کا انتظار کر رہے تھے جبکہ علیزہ کے ساتھ عائشہ موجود تھی جس کی تیاری بھی مکمل نہیں ہوئی تھی وہ سب باہر گھومنے کے لیے جا رہے تھے۔۔۔

سب نے آج دوپہر میں بیٹھ کر پلان بنایا تھا کہ سب آج اؤٹنگ پر جائیں گے جس پر سب بالکل تیار تھے اس لیے اب شام کے وقت وہ سب باہر گھومنے کے لیے جا رہے تھے مکزم کو بتانے کا وقت نہیں ملا تھا ورنہ علیزہ مکزم کو لازمی اطلاع دیتی۔۔۔

صبح موبائل پر بات ہونے پر اسے معلوم ہوا تھا کہ مکزم کسی ضروری میٹنگ کی وجہ سے کراچی جا رہا ہے اور کل شام کو وہ واپس آ جائے گا میٹنگ میں مصروف ہونے کی وجہ سے مکزم دوبارہ صبح سے فون نہیں کر سکا تھا۔۔

مریم نے فون کر کے زید کو بھی بلا لیا تھا جبکہ افراح اور جہانزیب کو بھی دعوت دی تھی مگر جہانزیب کا کہنا تھا کہ افراح کی طبیعت ٹھیک نہیں اس لیے

وہ اتنا لمبا سفر نہیں کر سکتی جس پر سب نے اسے آرام کرنے کی اور افراح کے خیال رکھنے کی تاکید کی تھی۔۔۔

ارے آ جائیں بھابھی اتنی دیر ہو گئی سب بالکل تیار کھڑے ہیں زید کمرے کا دروازہ ناک کرتا باہر سے اونچی آواز میں بولا کیونکہ وہ سب تقریباً علیزہ کہ کمرے کے کچھ فاصلے پر کھڑے اس کا انتظار کر رہے تھے

جی جی بھائی چلیں میں تو بالکل تیار ہوں علیزہ کمرے کا دروازہ کھول کر باہر نکلتی ہوئی زید کی طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے بولی جبکہ عائشہ اس کے پیچھے ہی تھی

علیزہ کے باہر آنے پر سب نے ایک ساتھ باہر کی جانب قدم بڑھائے اور گاڑیوں میں بیٹھتے ہی سب اپنی منزل کی طرف روانہ ہوئے تھے جب کہ سردار صاحب اور آمنہ بیگم نے ساتھ جانے سے انکار کر دیا تھا ان کا کہنا تھا کہ بچے لوگ جا کے انجوائے کریں وہ زیادہ گھوم پھر سکتے ہیں چل سکتے ہیں مگر

وہ زیادہ چل پھر نہیں سکتے تھے اس وجہ سے ابھی صرف ینگ پارٹی گھومنے جا رہی تھی۔۔

ooooooooooooooo

ایک اچھے سے ریسٹورنٹ میں کھانا کھانے کے بعد وہ لوگ شاپنگ مال گئے تھے وہاں گھومنے کے بعد دو تین اور جگھوں پر انہوں نے بہت انجوائے کیا تھا اور اس کے بعد وہ اب ایک خوبصورت پارک میں موجود آئس کریم کے پارلر کے پاس کھڑے آئس کریم تھے۔۔

آج تو بہت زیادہ مزہ آیا میں نے آج سے پہلے اتنا انجوائے کبھی بھی نہیں کیا عائشہ دونوں ہاتھ آپس میں ملاتی چہکتے ہوئے بولی کیونکہ واقعی میں ان سب نے بہت انجوائے کیا تھا اور ویسے بھی اب رات کا ایک بج رہا تھا ایک ساتھ گھومتے پھرتے وقت کا انہیں پتہ ہی نہیں چلا تھا۔۔۔

ہاں ہمیں بھی بہت مزہ آیا احمد اور علی ایک ہی آواز میں بولے۔

امید ہے کہ یہ ملاقات یادگار رہے گی عمر نے مسکراتے ہوئے نظریں اٹھا کر عائشہ کی طرف دیکھا عین وقت عائشہ نے بھی اس کی جانب دیکھا تھا ایک لمحے کو ان دونوں کی نظر ملی تھی مگر اگلے ہی لمحے عائشہ نے نظروں کا زاویہ بدل لیا تھا جب کہ عمر بھی اپنی نظریں جھکا چکا تھا۔

مجھے لگتا ہے کہ اب ہمیں گھر واپس چلنا چاہیے کیونکہ کافی رات ہو چکی ہے اور چھوٹے چھوٹے بچے پاس ہیں سردی بھی بہت ہو رہی ہے زید عنایہ اور عبداللہ کو دیکھتے ہوئے بولا جو گہری نیند سو رہے تھے۔۔

عنایہ کو مریم نے اٹھایا ہوا تھا جبکہ عبداللہ کو عاسم نے اٹھایا ہوا تھا وہ دونوں معصوم سے بچے یوں ہی ان کے ساتھ گھومتے پھرتے ان کی ہی بازوں میں سو چکے تھے اور سوتے ہوئے وہ دونوں ننھے فرشتے بہت خوبصورت لگ رہے تھے

جی بھائی بس آئس کریم کھا لیں پھر ہم چلتے ہیں علیزہ آئس کریم کا کپ پکڑتی زید کی طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے بولی بھلا اب وہ آئس کریم پر کیسے کمپرومائز کر سکتی تھی اس وقت مکزم وہاں نہیں تھا اس لیے اس کی موج لگی

ہوئی تھی وہ پہلے تین کپ کھا چکی تھی اگر مکزم وہاں موجود ہوتا تو یقیناً اسے کبھی بھی اتنی آئس کریم نا کھانے دیتا۔

لالی تمہارے ابھی بچے چھوٹے چھوٹے ہیں تم اتنی آئس کریم مت کھاؤ مریم نے علیزہ کی جانب دیکھتے ہوئے اسے ٹوکا۔

اوکے اب نہیں کھاؤں گی علیزہ خالی آئس کریم کا کپ ڈسٹ بن میں پھینکتی ہاتھ ٹشو سے صاف کرتے ہوئے بولی یہ اس کا چوتھا کپ تھا جو وہ کھا چکی تھی اس کے بعد اس نے بس کی تھی اگر اسے مریم نہ روکتی تو شاید وہ ابھی مزید کھاتی۔

آئس کریم کھانے کے بعد سب واپس گاڑیوں میں جا بیٹھے تھے اور اب سب واپس گھر کی طرف روانہ ہوئے تھے نکلتے نکلتے بھی انہیں ڈیر یہیں پر بج چکا تھا۔

کیا ہو گیا ہے آخر کیا ہوا ہے آگے جو اتنی ٹریفک جام ہے علیزہ جھنجھلا کر شیشے کے پار دیکھتے ہوئے بولی جہاں گاڑیوں کا بہت زیادہ رش تھا ٹریفک جام ہو چکی تھی شاید وہاں کوئی حادثہ ہوا تھا

پتہ نہیں آپی یہاں پر تو نکلنے کی بھی جگہ نہیں ہے ورنہ شورٹ کٹ لے لیتے عمر باہر جھانکتے ہوئے بیزاریت سے بولا

مجھے لگتا ہے کہ ہمیں دیکھنا چاہیے کہ آگے کیا ہوا ہے عاسم عمر کی طرف دیکھتے ہوئے بولا تو عمر نے ہاں میں سر ہلایا جب کہ زید کی گاڑی پیچھے تھی جس میں علی عائشہ اور مریم موجود ہے جبکہ اس گاڑی میں علیزہ عاسم اور احمد موجود تھے جبکہ دونوں بچے عائشہ اور مریم کے پاس تھے۔۔۔

آپی آپ یہی روکیں باہر نکلنا نہیں میں بس ابھی آگے دیکھ کر آتا ہوں عمر بولتے ہوئے گاڑی کا دروازہ کھول کر گاڑی سے باہر نکلا جبکہ عاسم بھی اس کے ساتھ ہی تھا اب پیچھے گاڑی میں علیزہ اور احمد رہ گئے تھے۔۔۔

○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○

علیزہ یوں ہی بیٹھی شیشے سے باہر دیکھ رہی تھی جب اس کی نظر فوٹ پاتھ پر کھڑی ایک لڑکی پر پڑی جس کے ہاتھ میں پھول اور گجرے تھے اور وہ آنے جانے والوں کو بہت امید بھری نظروں سے دیکھ رہی تھی کہ شاید کوئی رک جائے اور اس سے کچھ خرید لے۔۔

اس بچی کو دیکھ کر علیزہ کو بے ساختہ اس پر ترس آیا جو عمر میں 12،13 سال کی ہی تھی اور بہت کمزور سی بھی تھی۔۔۔

احمد تم یہیں پر رکو میں بس ابھی آتی ہوں علیزہ احمد کی طرف دیکھتی ہوئی بولی اور گاڑی کا دروازہ کھولا۔

نہیں آپی آپ کہاں جا رہی ہیں احمد نے فوراً اسے روکا۔

وہ دیکھو اس بچی کو میں بس اس سے وہ گجرے لے کر ابھی واپس آتی ہوں علیزہ بولتی گاڑی سے باہر نکل چکی تھی۔

احمد چاہ کر بھی اس کے پیچھے نہیں جا سکتا تھا کیونکہ گاڑی ان لاک تھی اور ایسے میں وہ گاڑی سے نہیں نکل سکتا تھا۔

علیزہ اس بچی کے پاس گئی جو سڑک کی دوسری جانب دیکھ رہی تھی اور اسے مدہم آواز میں پکارا۔۔

سنو بیٹا.... علیزہ اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولی تو اس نے جھٹکے سے مڑ کر علیزہ کی طرف دیکھا جو اسے دیکھ کر مسکرا رہی تھی۔

مجھے یہ گجرے چاہیے کیا آپ مجھے یہ دو گے علیزہ مسکرا گجروں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولی تو اس لڑکی کا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا۔

جی جی آپ کو کتنے گجرے لینے ہیں وہ جلدی سے ہاں میں سر ہلاتی ہوں بولی۔۔۔

یہ سارے کتنے کے ہیں علیزہ نے اس واس میں لٹکتے سارے گنجروں کی طرف اشارہ کیا جو موتیے اور گلاب کے پھولوں نے بنے ہوئے تھے۔

یہ سارے تو دو ہزار کے ہیں مگر آپ کو کتنے لینے ہیں آپ بتا دیں وہ اپنے گجروں کا تقریباً حساب لگاتی ہوئی بولی

آپ ایک کام کرو آپ یہ سارے مجھے دے دو میں آپ کو اس کے پیسے دے دیتی ہوں علیزہ اپنے پاؤچ سے پانچ پانچ ہزار کے چند نوٹ نکالتی ہوئی بولی۔۔۔

اس بچی نے جلدی سے وہ گجرے ایک شاپر میں ڈالے اور انہیں علیزہ کی جانب بڑھایا جسے علیزہ نے نہیں تھاما تھا

یہ گجرے میری طرف سے آپ کی فیملی کی تمام عورتوں کو گفٹ ہے آپ نے جا کر سب کو یہ بانٹ دینے ہیں ٹھیک ہے علیزہ اپنے ہاتھ میں پکڑے پیسے اس کے ہاتھ میں تھماتے ہوئے بولی

بی بی یہ تو بہت سارے پیسے ہیں وہ بچی حیران نظروں سے اپنے ہاتھ میں دبے پیسوں کو دیکھتی ہوئی صدمے کی کیفیت میں بولی

نہیں یہ زیادہ نہیں ہے تم اسے رکھو اور اپنی ضروریات اس سب پوری کرو باقی میرے بچوں کے لیے لازمی دعا کرنا ٹھیک ہے علیزہ مسکراتی اس کا گال تھپتھپاتے ہوئے بولی جب کہ خوشی کے مارے اس بچی کی آنکھوں میں آنسو آ چکے تھے۔

اللہ اپنے بچوں کو ہمیشہ سلامت رکھے بی بی انہیں نیک بنائے اور آپ کے شوہر کو بھی سلامت رکھے آپ ہمیشہ خوش رہیں اپنے گھر بار بچوں کے ساتھ خدا آپ لوگوں کی جوری ہمیشہ سلامت رکھے وہ بچی دل سے دعا دے رہی تھی

بہت شکریہ بچے آپ بھی ہمیشہ خوش رہو اس کے دعا دینے پر علیزہ دل سے خوش ہوئی تھی وہ بچی خوش ہوتی وہاں سے چلی گئی جس کے جاتے ہی علیزہ واپس جانے کے لیے مڑی۔۔۔

وہ قدم اٹھاتی آگے بڑھ رہی تھی چونکہ وہ سڑک کی دوسری جانب آئی تھی اسی وجہ سے ان کی گاڑی کافی فاصلے پر کھڑی تھی جس روڈ سے وہ گزر رہی

تھی وہ بالکل خالی اور سنسان تھا جبکہ دوسرے روڈ پر ٹریفک ابھی تک جام تھی۔۔۔

وہ آہستہ آہستہ قدم لیتی آگے کی جانب بڑھ رہی تھی جیسے جیسے وہ قدم بڑھا رہی تھی ویسے ویسے اس کی نظریں پیچھے کی جانب بھی اٹھ رہی تھی شاید وہ کسی کے آنے کا انتظار کر رہی تھی مگر وہ پرسکون تھی شاید کسی کی موجودگی کے لیے مکمل تھی۔

وہ پرسکون سی آگے بڑھ رہی تھی جب سنسان سڑک پر گاڑیوں کی چرچراہٹ سے اس کے قدم ایک دم سے رکے۔۔۔بلیک کلر کی چمکتی کالی مرسیڈیز گاڑیاں عین اس کے سامنے آ رکی تھی جبکہ اس کے قدم وہیں پر منجمد ہوئے تھے وہ حیرانگی اور ڈر کے ملے جلے تاثرات سے سامنے دیکھ رہی تھی۔

ایک گاڑی عین اس کے سامنے آ کر رکی اور اس گاڑی کا دروازہ کھول کر ایک مظبوط وجود شہانہ چال چلتا باہر نکلا جب اس نے کسی وجود کو گاڑی سے نکل کر اپنی جانب آتے دیکھا تو اس کے پیروں تلے زمین نکلنے لگی خوف اس

کے سر پر امڈنے لگا وہی شخص وہی وحشت ٹپکتی آنکھیں وہی وجود ہاں وہ اسے پہچان چکی تھی۔

وہ شخص مکمل طور پر ڈھنپا ہوا تھا لونگ کورٹ جو اس کے گھٹنوں تک آ رہا تھا جس کے دونوں جیبوں میں دونوں ہاتھوں کو آرا سے ایک بلیک کیپ چہرے پر ڈالے ہوئے تھا جو اس کے آدھے چہرے کو چھپائے ہوئے تھی جب کہ چہرے پر لگا بلیک ماسک اور اس کے ارد گرد چھایا اندھیرا عجیب خوفناک منظر پیش کر رہا تھا اس کے مضبوط قدم جو اس لڑکی کی جانب اٹھ رہے تھے وہ اس لڑکی کو لڑکھڑانے پر مجبور کر گئے تھے وہ خوف سے لٹے کی مان سفید پڑھ رہی تھی۔

بے اختیار اس نے اپنے قدم الٹے لینا شروع کیے وہ جیسے جیسے اپنے قدم پیچھے لے رہی تھی وہ شخص ویسے ویسے اس کے قریب تر آتا جا رہا تھا پھر وہ ایک دم سے پلٹی اور پوری رفتار سے بھاگنے لگی وہ کس جانب جا رہی تھی وہ خود بھی

نہیں جانتی تھی مگر وہ اس شخص سے دور بہت دور بھاگ جانا چاہتی تھی جو کہ وہ نہیں بھاگ سکتی تھی۔۔

یہ اس شخص کا فیصلہ تھا یہ اس شخص کا وقت تھا جو وقت اس نے اس لڑکی سے ملاقات کے لیے مقرر رکھا تھا اور یہ ملاقات اس لڑکی کے لیے خوفناک ثابت ہونے والی تھی اس درندے نما شخص کی وحشت بھری ملاقات اس معصوم لڑکی کی ساری زندگی پلٹنے والی تھی۔

وہ اندھا دھند بھاگ رہی تھی جب اچانک اس کا پیر مڑنے کی وجہ سے وہ منہ کے بل روڈ پر جاگری اس سے پہلے کہ وہ چیختی یا اپنی حفاظت میں وہاں سے اٹھ کر بھاگتی مقابل اس کے سر پر آن پہنچا تھا۔

وہ بہت مشکل سے لڑکھڑاتی اپنے قدموں پر واپس کھڑی ہوئی مگر تب تک مقابل اس کی بھوری آنکھوں میں اپنی ہیزل وحشت زدہ آنکھیں گاڑھے کوئی نکیلی چیز اس کی گردن میں گھوم چکا تھا جس کا دردنا برداشت کرتے وہ وہیں پر ہوش و حواس سے بیگانہ ہوئی تھی۔

oooooooooooooo

اتنی زیادہ گاڑیاں اب یہاں پر کیا ہوا ہے عمر حیرانگی سے کافی فاصلے پر ایک قطار میں کھڑی گاڑیوں کو دیکھتے ہوئے بولا

آپی۔۔۔آپی کہاں ہیں احمد...؟؟ علیزہ کو وہاں نہ دیکھ کر عمر احمد کی طرف دیکھتے ہوئے بولا

بھائی وہاں اس طرف ایک بچی کھڑی تھی جس کے پاس گجرے تھے آپی وہ لینے گئی تھی میں انہی کو دیکھ رہا تھا جب یہ گاڑیاں سامنے آگئی اب آپی نظر نہیں آرہی احمد گھبرائے ہوئے لہجے میں دوسری طرف دیکھتے ہوئے بولا جہاں اب وہ گاڑیاں موجود نہیں تھی ان کے بات کرتے کرتے وہ گاڑیاں وہاں سے نکل چکی تھی۔۔

کیا تمہارا دماغ خراب ہے تم نے آپی کو جانے کیوں دیا اوو خدایا کہاں گئی آپی عمر اور عاسم جلدی سے گاڑی سے باہر نکلے اور تقریباً بھاگتے ہوئے دوسری

جانب گئے اب منظر کچھ یوں تھا کہ وہ پاگلوں کی طرح علیزہ کو وہاں ڈھونڈ رہے تھے مگر علیزہ کا نام و نشان بھی وہاں موجود نہیں تھا۔۔

کیا ہوا ہے کہاں پر ہیں بھابھی۔۔۔زید بھی بھاگتا ہوا ان کے قریب آیا جسے ابھی فون پر عمر نے ساری صورتحال بتائی تھی۔۔۔

پتہ نہیں آپی اسی طرف آئی تھی اب آپی کہیں بھی نہیں مل رہی پتہ نہیں کہاں پر ہیں وہ کہاں چلی گئی عاسم اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتا پریشانی کی آخری حد تک جا پہنچا تھا۔۔۔

عاسم کی بات سنتے زید بھی علیزہ کو وہیں ڈھونڈنے لگا مگر جب اس کی نظر کچھ فاصلے پر لگے پلر کے پاس گرے ایک پاؤچ پر گئی۔۔تو وہ بھاگتا ہوا اس پلر کے پاس گیا اور جھک کر وہ پاؤچ اٹھایا وہ پاؤچ دیکھتے ہی وہ سمجھ چکا تھا کہ یہ علیزہ کا ہے۔۔۔

یہ تو بھابھی کا ہے مگر یہ یہاں کیا کر رہا ہے بھابھی کدھر جا سکتی ہیں کہاں گئی وہ زید پریشانی کے عالم میں ادھر ادھر نظر دہراتا ہوا بولا مگر کہاں انہیں علیزہ مل رہی تھی وہ تو وہاں پر موجود ہی نہیں تھی۔۔

کچھ ہی دیر میں وہ علیزہ کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر پاگل ہو چکے تھے مگر اس کا کوئی اتہ پتہ نہیں تھا اب ان کے پاس آخری حل تھا سی سی ٹی وی فوٹیج تھا جو اس روڈ پہ لگے کیمروں پر سے مل سکتی تھی۔۔

وہ لوگ فوراً ہی اس روڈ کے کنٹرول روم میں پہنچے تھے مگر حیرت زدہ بات تو یہ تھی کہ وہاں کے کسی بھی کیمرے میں اس وقت کی سی سی ٹی وی فوٹیج ریکارڈ نہیں ہوئی تھی یعنی ان کیمروں کو عین وقت پر ہیک کیا گیا تھا۔۔۔

کیا کریں ہم ہماری بہن ہماری نظروں کے سامنے غائب ہو گئی ہم لوگ اتنے لاپرواہ کیسے ہو سکتے ہیں ہم نے اتنی لاپرواہی کیوں کی ہم اب آپی کو کہاں ڈھونڈیں عمر بے بسی کی انتہا پر سرخ نگاہوں سے اپنے آس پاس دیکھتے ہوئے بولا جب کہ زید مکرم کو کال ملا رہا تھا جو نہیں لگ رہی تھی۔۔

بھائی۔۔۔ابھی وہ چاروں وہیں پر کھڑے پریشانی کے عالم میں تھے جب انہیں اپنے قریب سے کسی بچی کی باریک نسوانی آوازیں سنائی دی تو انہوں نے جھٹکے سے گردن موڑ کر پیچھے دیکھا جہاں ایک بچی کھڑی انہیں ہی دیکھ رہی تھی۔۔

آپ کسے ڈھونڈ رہے ہیں کیا آپ اس اپی کو ڈھونڈ رہے ہیں جنہوں نے مجھے پیسے دیے تھے وہ بچی عمر اور زید کے چہرے کی طرف دیکھتی ہوئی بولی۔۔۔

یہ دیکھو کیا تم نے انہیں کہیں دیکھا ہے عمر فون میں علیزہ کی تصویر نکال کر اس بچی کے سامنے کرتے ہوئے بولا تو اس بچی نے جلدی سے زور زور سے ہاں میں سر ہلایا

کہاں کہاں دیکھا ہے تم نے انہیں۔۔۔عمر ایک امید باندھتا بے چینی سے اس بچی کی طرف دیکھتے ہوئے بولا

وہاں اس طرف ایک آدمی گاڑی سے باہر نکلا اور ان کی گردن پہ ایک انجیکشن لگایا پھر وہ وہیں پر بے ہوش ہو گئی تو وہ انہیں اٹھا کر لے گیا اس نے انہیں گاڑی میں ڈالا اور پھر وہ لوگ وہاں سے چلے گئے وہ بہت سارے لوگ

تھے وہ بچی اس روڈ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے خوفزدہ انداز میں بولی کیونکہ یہ سب دیکھ کر وہ بھی خوفزدہ ہو چکی تھی جو لڑکی اس سے کچھ دیر پہلے اتنا اچھا سلوک کر کے گئی تھی بھلا وہ اس لڑکی کے ساتھ اتنا برا ہوتا ہوا کیسے دیکھ سکتی تھی۔

اس بچی کی بات سن کر ان سب کے سر پر ساتوں آسمان آ گرے یعنی علیزہ اغواہ ہو چکی تھی اس کی زندگی میں دوسری بار اسے کسی نے کیڈنیپ کیا تھا مگر کیوں کون ہو سکتا تھا وہ اور اس نے ایسا کیوں کیا یہ سوال ان سب کے دماغ میں گردش کر رہے تھے۔

یہ کیا ہوا ہے اور ایسا کیوں ہوا ہے کس نے کیا آپی کو کڈ نیب اگر مکزم بھائی کو معلوم ہو گیا تو وہ کسی کو نہیں چھوڑیں گے وہ تو آگے آپی کو یہاں بھیجانے کے حق میں نہیں تھے اور ہم نے انہیں اطلاع بھی نہیں دی کہ ہم کہیں باہر جا رہے ہیں اور آپی کو ساتھ لے آئے ہم نے اتنی لاپرواہی کیوں کر دی اب

بھائی مکزم کے قہر سے ہمیں کوئی نہیں بچا سکتا پتہ نہیں میری آپی کس حال میں ہوں گی کہاں ہوں گی اور کون لے کر گیا ہے انہیں۔۔۔

عمر کا پریشانی سے برا حال تھا جبکہ باقی سب کا بھی یہی عالم تھا عائشہ اور مریم کو وہ احمد اور علی کے ساتھ گھر بھجوا چکے تھے کیونکہ بچے بھی جاگ چکے تھے اور اب وہ رو رہے تھے یقیناً وہ اپنی ماں کو تلاش کر رہے تھے مگر علیزہ یہاں نہیں تھی ان پر ایک قیامت ٹوٹ پڑی تھی جسے وہ برداشت نہیں کر پا رہے تھے

گھر پر کسی کو کچھ نہیں معلوم تم لوگ ابھی کسی کو کچھ مت بتانا پہلے مجھے مکزم سے بات کرنے دو زید عمر اور عاسم کی طرف دیکھتے ہوئے بولا جن کی ضبط کی وجہ سے آنکھیں سرخ پڑ چکی تھیں آخر ان کی بہن دوسری بار ان سے دور ہوئی تھی ان کے قریب ہوتے ہوئے ان کے نظروں کے سامنے اغواہ ہو چکی تھی اور وہ اپنی بہن کی حفاظت نہیں کر پائے تھے یہ چیز انہیں سر نہیں اٹھانے دے رہی تھی۔۔۔

○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○

ایسا کیسے ہو سکتا ہے تم لوگوں کے سامنے کوئی میری بیوی کو کیسے لے کے جا سکتا ہے تم لوگوں نے کس کی اجازت سے میری بیوی کو باہر لے جانے کی غلطی کی کس سے پوچھ کر تم لوگ باہر گئے مکزم اپنی غصے سے سرخ ہوتی آنکھوں سے عمر عاسم اور زید ہو دیکھتے دھاڑا جبکہ اس کی دھاڑ سن کر وہاں کھڑے عمر عاسم زید اندر تک کانپ گئے تھے جبکہ سردار صاحب اور حالم صاحب بھی وہیں پر موجود تھے۔

بھائی ہم بس۔۔۔عمر نے کچھ بولنا چاہا۔

بکواس بند کرو اپنی تم تو شروع سے سب کچھ جانتے ہو نا سب معلوم ہے تمہیں تم یہ بھی اچھے سے جانتے ہو کہ میرے کتنے دشمن مجھ پر میری فیملی پر طاق لگائے بیٹھے ہیں تم ہر چیز سے واقف تھے پھر تم کیوں اسے باہر لے کر گئے وہ تو تمہاری بہن تھی نا پھر بھائی ہونے کا فرض کیوں نہیں نبھایا تمہاری وہاں موجودگی میں کوئی تمہاری بہن کو اغوا کر کے لے گیا اور تمہیں خبر تک نہیں

مکزم عمر کے عین سامنے کھڑا ہوتا اس کی آنکھوں میں اپنی سرخ آنکھیں گاڑھتا دھاڑا تھا جبکہ مکزم کو اتنے غصے میں دیکھ کر ان کے رونگٹے کھڑے ہو گئے تھے۔

یہ وقت ان سب باتوں کا نہیں ہے مکزم بہو کو ڈھونڈو سب سے اہم اس کی تلاش ہے حالم صاحب مکزم کے کندھے پر ہاتھ رکھتے مضبوط لہجے میں بولے۔

مکزم ابھی پاکستان لوٹا تھا ابھی وہ ایئرپورٹ پر ہی تھا جہاں اسے علیزہ کے اغواہ ہونے کی خبر ملی تھی اسے یہاں پر کھڑے ابھی مشکل سے پانچ منٹ بھی نہیں گزرے تھے جبکہ یہ خبر سنتے ہی اس کے دماغ کی رگیں پھٹنے کو تھی۔

مکزم گہرا سانس لیتا پیچھے ہٹا اور اپنا فون نکال کر کسی کو کال ملائی اور فون کان سے لگایا دوسری جانب پہلی ہی بیل پر کال اٹھا لی گئی تھی

میری بات کان کھول کر سنو کمشنر پاکستان سے بیرون ملک جانے والے ہر راستے کو بند کروا دو میری بیوی اغوا ہو چکی ہے اور اگر میری بیوی کو ایک بھی خروچ آئی تو میں سب کی چمڑی ادھیڑ دوں گا

مکزم اپنے اشتعال پر قابو نہ پاتے ہوئے کمشنر کو حکم دیتے ہی اگلے ہی لمحے فون بند کر چکا تھا اب اس نے دوسرا نمبر ملایا تھا۔

لاہور سے باہر جانے والے ہر راستے کو بند کرو ہر گاڑی کی ہر علاقے کی تلاشی لو داد مجھے میری بیوی واپس چاہیے اگر وہ لوگ میری بیوی کو یہاں سے لے جانے میں کامیاب ہو گئے تو میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا مکزم داد کو حکم دیتا فون بند کر چکا تھا۔

مجھے اس ایئرپورٹ کے کنٹرول روم میں جانا ہے مکزم ایئرپورٹ کے ایک افیسر کی جانب دیکھتے ہیں بولا تو اس آفیسر نے جلدی سے ہاں میں سر ہلایا اور مکزم کو اپنے ساتھ چلنے کا اشارہ کیا جس پر مکزم تیز تیز قدم اٹھاتا اس کے ساتھ ایئرپورٹ کے اندر کی جانب بڑھا جبکہ باقی سب ایئرپورٹ کے باہر ہی موجود تھے کسی میں کچھ کہنے کی ہمت نہیں تھی کہ وہ مکزم کو کچھ کہہ جاتے اور یہ وقت کچھ کہنے کا بھی نہیں تھا وہ سب خود صبر کی آخری منزل پر تھے علیزہ کے گمشدگی ان سب کو گہرے خوف میں مبتلا کر گئی تھی۔

مکزم ایک ہاتھ کرسی پر ٹکائے اور دوسرا ہاتھ سامنے سفید ٹیبل پر رکھے کمر کے بل جھک کر سامنے موجود کمپیوٹرز میں دیکھ رہا تھا جہاں ہر فلائٹ میں جانے والے مسافر صاف دکھائی دے رہے تھے فلحال یہ فلائٹس کینسل نہیں ہو سکتی تھی کیونکہ یہ فلائٹس روانہ ہونے والی تھی ان فلائٹس سے ہٹ کر باقی ساری فلائٹس کو کینسل کر دیا گیا تھا صرف مکزم کے حکم پر اس کی پہنچ اونچی تھی اس کی ایک فون کال پر سب فلائٹس کو منتقل کر دیا گیا تھا۔۔۔

مکزم اپنی سرخ آنکھوں سے ایک ایک مسافر کو بڑے غور سے دیکھ رہا تھا مگر اسے کسی ایک پر بھی شک نہیں ہو پایا تھا کیونکہ سب کے چہرے صاف دکھائی دے رہے تھے کسی کی بھی حالت مشکوک نہیں تھی

سر تمام فلائٹس بک ہو چکی ہیں اب کوئی بھی افراد فلائٹ میں نہیں جا سکتا کیونکہ باقی کی فلائٹ بند کر دی گئی ہیں کنٹرول روم کا آفیسر مکزم کی طرف دیکھتے ہوئے بولا

اس وقت کتنی فلائٹس پرواز کرنے والی ہیں...؟؟ مکزم اس آفیسر کی طرف دیکھتے سنجیدہ لہجے میں بولا

سر تین فلائٹس پانچ پانچ منٹ کے وقفے پر ٹیک اوور ہو گی اس افیسر نے مکزم کو دیکھتے ہوئے جواب دیا

مجھے فلائٹس کے اندر بیٹھے افراد دیکھنے ہیں مکزم نے نیا حکم پیش کیا جس پر کنٹرول روم کے آفیسر نے جلدی سے ہاں میں سر ہلایا اور فلائٹس کے اندر موجود کیمرے آن کروائے اب سامنے کمپیوٹرز پر تینوں فلائٹس کے کیمرے اور سی سی ٹی وی فوٹیج چل رہی تھی جہاں پر مسافر اپنی اپنی سیٹوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔۔

مکزم بہت غور سے ایک ایک شخص کو دیکھ رہا تھا دو فلائٹس کو دیکھنے کے بعد اس کی نظر تیسرے جہاز پر تھی جہاں سی سی ٹی وی فوٹیج سامنے لگی بڑی سکرین پر صاف دکھائی دے رہی تھی جس سے صاف اس جہاز کے اندر کا منظر دکھائی دے رہا تھا

سٹاپ۔۔۔!!مکزم کہ مضبوط گمبھیر آواز اس آفیسر کے کانوں میں پڑی جس پر اس نے جلدی سے کمپیوٹر پر چلتی ویڈیو کو فریز کیا۔۔

مکزم کی نظریں بہت باریکی سے اس سکرین پر جمی ہوئی تھی پھر ایک جگہ اس کی نظریں ٹک گئی اس نے اپنی آنکھوں کو مزید باریک کرتے ہوئے غور کیا فلائٹ کی تیسرے لائن میں اینڈ پر دو لڑکیاں بیٹھی ہوئی تھیں جس میں سے ایک لڑکی کے چہرے پر نقاب تھا اور وہ سیٹ پر یوں بیٹھی ہوئی تھی جیسے اپنے ہوش و حواس میں نہ ہو جبکہ ساتھ والے لڑکی اپنے چہرے کے آگے میگزین کیے میگزین پڑھنے میں مصروف تھی۔۔۔

مکزم کو وہ کچھ مشکوک سی لگی مکزم نے اس لڑکی سے نظریں ہٹا کر کھڑکی کی جانب بیٹھی لڑکی کو دیکھا پھر اچانک اس کی نظر اس لڑکی کے ہاتھ پر پڑے ایک سیکنڈ کے ہزاروں حصوں میں اس کے دماغ نے کام کیا تھا وہ ایک سیکنڈ سے بھی پہلے پہچان چکا تھا کہ وہ ہاتھ اس کی بیوی کا ہے وہ علیزہ ہی ہے۔

----Stop that flight

مکزم خاصی اونچی آواز میں دھاڑا۔۔۔

آئی ایم ریلی سوری سر مگر یہ فلائٹ ٹیک اوور ہو چکی ہے ابھی ایک منٹ میں یہ کیمراز بھی بند ہو جائیں گے کیونکہ جہاز آسمان کی تیسری سطح پر پہنچ جائے گا جس کے تحت سگنل ڈراپ ہو جائیں گے ہم صرف کالنگ سگنلز پر بات کر سکتے ہیں مگر کیمراز بند ہو جائیں گے وہ پھر تھوڑی لچک کھاتے انداز میں بولا

کیا مطلب ہے تمہاری اس بات کا میری بیوی اس فلائٹ میں ہے اس فلائٹ کو رکواؤ جلدی۔۔۔۔مکزم اس ٹیبل پر زور سے ہاتھ مارتا دھاڑا۔

آئی ایم ریلی سوری سر مگر فلائٹ ٹیک اوور ہو چکی ہے اب ہم چاہ کر بھی فلائٹ کو واپس نہیں لا سکتے اور نہ ہی فلائٹ رک سکتی ہے آپ کو انتظار کرنا پڑے گا ایئرپورٹ کا مین آفیسر مکزم کا سامنے تھوڑا شرمندہ ہوتے سر جھکا کر بولا

نہیں ایسا نہیں ہو سکتا اسی فلائٹ میں میری بیوی ہے وہ فلائٹ آگے نہیں جا سکتی بتاؤ وہ فلائٹ کس ملک کی ہے جلدی مکزم کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ کیا کچھ کر جائے

سر فلائٹ ملیشیا کی ہے۔۔۔اس افیسر نے چیک کرتے ہوئے فوراً بتایا۔۔

ملیشیا جانے کے لیے دوسری فلائٹ کا بھی یہاں سے روانہ ہو گئی مکزم بے چینی کی حد پر تھا

آئی ایم سوری سر مگر ابھی کوئی بھی فلائٹ نہیں اب ملیشیا جانے والی فلائٹ 24 گھنٹوں کے بعد ہی روانہ ہوگی اس افیسر نے سر جھکاتے ہوئے جواب دیا

مکزم نے ان سب سے بحث کرنا فضول سمجھا اور اپنا فون نکال کر کان سے لگایا اور تیز تیز قدم لیتا وہاں سے باہر نکلا۔۔

ہیلو داد بات سنو فوراً پرائیویٹ چیٹ بک کرواؤ مجھے ابھی اور اسی وقت ملیشیا کے لیے نکلنا ہے مکرم فون پر داد کو حکم دیتا مزید تیز رفتار سے باہر کے جانب قدم بڑھا رہا تھا

اوکے سر تقریباً ادھے گھنٹے بعد آپ کی چیٹ تیار ہو جائے گی اور میں بھی بس ایئرپورٹ پہنچنے والا ہوں داد نے تفصیل سے آگاہ کیا جس پر مکرم نے بغیر کوئی جواب دیے فون کاٹ دیا اس کی تو سانسیں بند ہو رہی تھی اس کا دماغ درد کی وجہ سے پھٹ رہا تھا آنکھیں سرخ انگارہ بنی ہوئی تھی دماغ کی رگیں ابھری ہوئی تھی جیسے ابھی پھٹ جائیں گے۔۔۔

اس کی جان پر بنی ہوئی تھی اس کی غیر موجودگی میں اس کی بیوی اغوا ہو چکی تھی اور یہ کس نے کیا تھا اسے معلوم تک نہیں تھا اس کی بیوی لمحوں میں اس سے دور ہوئی تھی اس کی نظروں سے اوجھل ہو چکی تھی صرف کچھ دیر کا فاصلہ تھا اور اس فاصلے میں بھی وہ علیزہ تک نہیں پہنچ سکا تھا اس کی بیوی اس

کے سامنے ملیشیا جانے والی فلائٹ سے روانہ ہوئی تھی وہ چاہ کر بھی اسے جانے سے نہیں روک پایا تھا۔۔

کچھ دیر بعد ہی ملیشیا جانے کے لیے پرائیویٹ جیٹ تیار ہو چکی تھی اب مکزم تیز تیز قدم لیتا جہاز کی جانب بڑھ رہا تھا جبکہ داد اس کے پیچھے پیچھے ہی تھا کیونکہ وہ بھی ساتھ جا رہا تھا جس پر مکزم نے کوئی اعتراض نہیں کیا تھا یقیناً اسے داد کی وہاں ضرورت تھی

جہاز میں بیٹھتے ہی جہاز اپنی منزل کی طرف روانہ ہوا تھا جبکہ مکزم کو ایک لمحے کے لیے بھی چین میسر نہیں ہو رہا تھا وہ صرف اپنے خدا سے یہی دعا کر رہا تھا کہ خدا اس کی بیوی کو سلامت رکھے اس کی حفاظت کرے اور اسے اتنی طاقت دے کہ وہ اپنی بیوی کو اس مشکل سے واپس کھینچ لائے۔

یا اللہ میری بیوی کی حفاظت کرنا اس کی عزت اس کی زندگی آپ کے ہاتھ ہے مکزم آنکھیں موند کر سر کرسی کی پشت پہ ٹکا گیا جبکہ ضبط کے مارے جسم سرد پڑنے لگا تھا اس کی دائیں آنکھ سے آنسو نکل کر سیٹ کی نظر ہوا تھا۔

oooooooooooooooooo

علیزہ نے مندی مندی آنکھیں کھول کر اپنے ارد گرد دیکھنے کی کوشش کی مگر اس کا سر اور آنکھیں اتنی بھاری ہو رہی تھی کہ وہ شدت سے اپنی آنکھیں دوبارہ بند کر گئی اسے اپنی گردن اکڑی ہوئی محسوس ہو رہی تھی اس نے کچھ لمحے یوں ہی آنکھیں بند رکھی اور چپ کر کے لیٹی رہی فلحال اس کے دماغ میں اس وقت کچھ بھی نہیں تھا وہ کہاں ہے کس طرح وہاں آئی اس کے ساتھ کیا ہوا کچھ بھی اسے یاد نہیں تھا۔۔

کچھ لمحوں بعد اس نے دوبارہ آہستہ آہستہ اپنی آنکھیں کھولنا شروع کی تو اسے محسوس ہوا جیسے وہ کسی بہت نرم اور ملائم آغوش میں موجود ہے اور اس کے ارد گرد کا ماحول بھی کافی محسور سا ہے۔۔

اپنی پوری آنکھیں کھولتے اس نے خود کو ایک بڑے سے نرم و ملائم بیڈ پر لیٹے پایا پھر اس نے اپنے ارد گرد نگاہیں گھمائی وہ اس وقت کسی بہت خوبصورت عالیشان سے کمرے میں موجود تھی جو دیکھنے سے کوئی محل ہی معلوم ہوتا تھا

کیونکہ وہ کمرہ بہت بڑا تھا اور اس کمرے میں ایک ایک پڑی چیز بہت قیمتی اور بہت خوبصورت تھی۔

ان سب چیزوں کو دیکھتے ہوئے اس کا ذہن آہستہ آہستہ بیدار ہونے لگا ہے جب اسے سب کچھ یاد آگیا تو جھٹکے تو وہ سے اٹھ کر بیٹھی۔۔

مم میں یہاں کیسے میں کہاں پر ہوں مجھے کہاں لے کر آیا گیا ہے میرے ساتھ کیا ہوا تھا وہ بڑبڑاتی اپنا سر تھام گئی کیونکہ اس کا سرد شدید درد کی وجہ سے پھٹ رہا تھا

وہ ابھی اسی کشمکش میں مبتلا تھی جب اسے کمرے کے دروازے سے کوئی اندر داخل ہوتا ہوا محسوس ہوا۔

دروازہ کھولنے کی آواز پر اس نے نظریں اٹھا کر سامنے دیکھا جہاں ایک وجود کمرے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا تھا اور اب وہ اسی کی جانب دیکھتا ہوا اس کی طرف آ رہا تھا

وہ شخص کافی دراز قد تھا سفید رنگت کا مالک ہیزل آنکھیں جس میں اس وقت سرخ ڈوریاں موجود تھی وہ اس وقت سفید شرٹ کے نیچے بلیک پینٹ پہنے ہوئے تھا شرٹ کے دونوں بازو برہنہ تھے جس سے اس کے مضبوط بازوں پر بنے بڑے بڑے ٹیٹو صاف دکھائی دے رہے تھے یہاں تک کہ اس کے ہاتھوں کی ابھری ہوئی نسیں بھی

بے اختیار اسے اس شخص سے خوف محسوس ہوا جو اسی کی طرف دیکھتا ہوا اس کی جانب آ رہا تھا

ڈیمن علیزہ کے قریب آتے کافی فاصلے کے قدموں پر رک گیا اور اب وہ وہیں پر ساکت کھڑا اسے دیکھ رہا تھا جس نے اپنا سر دونوں ہاتھوں میں تھاما ہوا تھا

ڈیمن نے کسی کو اندر انے کا اشارہ کیا تو ایک درمیانی عمر کی عورت جس نے کچھ بیرون ملک جیسے ہی ڈریسنگ کی ہوئی تھی جیسے کوئی یونیفارم پہنا ہو وہ ہاتھ میں ایک ٹرے لیے اندر داخل ہوئی اس ٹرے میں ایک گلاس تھا اور اس گلاس کے اندر کچھ سفید سا پانی تھا

اس عورت نے وہ ٹرے علیزہ کے قریب سائیڈ ٹیبل پر رکھی اور بغیر وہاں ایک سیکنڈ بھی رکے وہاں سے چلی تھی۔

پانی پیو تمہارا سر درد ٹھیک ہو جائے گا ڈیمن علیزہ کی طرف دیکھتے ہوئے مدھم آواز میں بولا مگر اس کی بھاری گمبھیر آواز اس بڑے سے کمرے میں لاؤڈ سپیکر کی طرح گونجی تھی۔۔

علیزہ نے اپنی سرخ ہوتی آنکھوں سے اپنے سامنے کھڑے شخص کو دیکھا یہ انجانہ شخص نہ جانے کون تھا وہ اسے نہیں پہچان پا رہی تھی یہاں تک کہ وہ تو اسے نظریں اٹھا کر صحیح سے دیکھ بھی نہیں پا رہی تھی اس کا دماغ سن پر رہا تھا اور درد سے پھٹ رہا تھا

اس پانی کو پی لو تمہیں اس کی ضرورت ہے علیزہ کو وہ گلاس نہ تھامتے دیکھ کر ڈیمن نے دوبارہ اپنی بات دہرائی جب کہ یہ چیز وہ اپنی عادت سب کے برعکس کر رہا تھا

علیزہ نے کانپتے ہاتھوں سے مجبوری کے تحت وہ گلاس اٹھایا اور آہستہ سے اپنے لبوں سے لگاتی گٹاگٹ سے اپنے اندر اتار گئی کیونکہ وہ پانی تھوڑا کروا تھا

وہ پانی اس نشے کو اتارنے کے لیے تھا جو نشہ علیزہ کے سر پر سوار تھا یہ سب اس انجیکشن کی وجہ سے تھا جو اس کی گردن میں لگایا گیا تھا جس کی وجہ سے اس کا دماغ صحیح سے بیدار نہیں ہو رہا تھا اور اس کی آنکھیں سرخ پڑ رہی تھی وہ پانی پیتے ہی آہستہ آہستہ اس کا سر درد کم ہونے لگا اور وہ اپنے ہوش میں واپس لوٹنے لگی۔۔۔

oooooooooooooo

کک کون ہیں آپ۔۔۔؟؟ہوش واپس آتے ہی اس نے پہلا سوال پوچھا

ڈیمن۔۔۔جواب بہت مختصر سا تھا۔

مم مجھے یہاں پر کیوں لائے ہیں۔۔۔؟؟؟ کانپتی آواز میں اگلا سوال پوچھا گیا۔

ہمیشہ تمہیں اپنے پاس رکھنے کے لیے۔۔۔انداز بالکل بے نیاز تھا۔۔۔

مجھے یہاں نہیں رہنا پلیز مجھے یہاں سے جانے دیں اس نے سرخ نگاہیں اٹھا کر سامنے کھڑے شخص سے التجا کی۔

کہاں جاؤ گی جانتی بھی ہو کہ اس وقت کہاں پر ہو۔۔۔ڈیمن نے دونوں بازو سینے پر باندھتے اس کی طرف دیکھتے ہوئے سوال کیا جو ابھی تک اپنی جگہ سے ہلی بھی نہیں تھی۔

کک کہاں۔۔۔؟؟ خوف سے لرزتے لبوں سے بہت مشکل نکلا جبکہ سامنے کھڑے شخص کو دیکھ کر اس کی جان فنا ہو رہی تھی

ملیشیا کے آخری شہر میں .....!!وہ پرسکون انداز میں بولا جبکہ مقابل کے سر پر وہ تلوار کا وار کر چکا تھا۔

میں یہاں کیسے میرے گھر والے پریشان ہو رہے ہوں گے وہ خود کو سنبھالنے کی کوشش کرتے ہوئے پچھلی ساری کاروائی یاد کرنے لگی۔کہ کیسے وہ احمد کو گاڑی میں چھوڑ کر دوسری طرف آئی تھی اور کیسے وہاں سے اسے بے ہوش کر کے اغواہ کیا گیا تھا

تم اب یہاں سے کہیں نہیں جا سکتی ڈیمن اس لڑکی کے گھبرائے موجود پر نظر ٹکاتے ہوئے مضبوط لہجے میں بولا۔

پلیز مجھے جانے دیں یہاں سے آخر کیا چاہیے آپ کو۔۔۔؟؟؟وہ جذبات اور خوف کی شدت سے چیخی تھی۔۔۔

تم۔۔۔تم چاہیے ہو مجھے۔۔۔!!!جواب بالکل مختصر اور پرسکون انداز میں دیا گیا جیسے اس کے چلانے سے اسے کوئی فرق نہ پڑا ہو

ایسا نہیں ہو سکتا میں شادی شدہ ہوں علیزہ کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ بھی یہاں سے غائب ہو جاتی۔

پلیز رحم کرو مجھے یہاں سے جانے دو سب مجھے ڈھونڈ رہے ہوں گے سب پریشان ہو رہے ہوں گے خدا کا واسطہ مجھے یہاں سے جانے دو۔۔۔علیزہ اپنے آنسوؤں پر ضبط کرتی بہت مشکل سے بول رہی تھی وہ سامنے کھڑے بے حس اور غیر انسان کے سامنے اپنے آنسو نہیں بہانا چاہتی تھی خود کو کمزور ظاہر نہیں کرنا چاہتی تھی

ایسا ممکن نہیں تم ڈیمن کی دنیا میں قدم رکھ چکی ہو اور یہاں سے واپسی ناممکن ہے تم یہاں سے کہیں نہیں جا سکتی۔۔۔ڈیمن کا لہجہ نرم تھا مگر بات کرنے کا انداز سنجیدہ تھا

ڈیمن کی بات سن کر علیزہ کے قدموں تلے زمین نکلی تھی وہ خوف سے دھڑکتے دل کے ساتھ اپنے لرزتے وجود پر قابو پا رہی تھی جو خوف کی وجہ سے مسلسل کانپ رہا تھا

پلیز مجھے جانے دو میں نے کسی کا کچھ نہیں بگاڑا مجھ سے تمہیں کچھ حاصل نہیں ہوگا وہ آنسوں سے بھری نگاہیں اٹھا کر ڈیمن کی طرف التجایہ نظروں سے دیکھتی ہوئی بولی۔

ڈیمن نے نظریں اٹھا کر ان بھوری آنکھوں میں دیکھا آنسوؤں سے بھری وہ براؤن آنکھیں ایک منٹ میں اس کے دل کی دنیا میں دہلکا وہ مچا چکی تھی اسے لگا کہ شاید وہ ان آنسوں سے بھری نگاہوں میں ابھی ڈوب جائے گا وہ اس کے تلسم سے باہر نکل نہیں پائے گا۔

تمہارا رونا بے فضول ہے اپنے آنسو صاف کرو تم یہاں سے کہیں نہیں جا سکتی اب یہی تمہارا آخری ٹھکانا ہے ڈیمن کو اس کے آنسوؤں نے تکلیف پہنچائی تھی پتہ نہیں کیوں مگر اس کے دل میں یہ چبن پیدا ہوئی تھی کہ وہ لڑکی جو اس کے دل میں اتر رہی ہے اس کی آنکھوں میں اس کی وجہ سے آنسو ہیں۔

یہاں سے نکلنے کی کوشش مت کرنا تمہاری سوچ سے زیادہ یہاں تمہاری حفاظت کے لیے پہرے لگا رکھے ہیں تم چاہ کر بھی یہاں سے نہیں جا سکتی۔۔۔ڈیمن بولتا اس کے وجود سے نظریں ہٹاتا بغیر ایک سیکنڈ بھی وہاں رکے کمرے سے باہر نکل گیا۔

جبکہ علیزہ کو ابھی تک یقین نہیں آ رہا تھا کہ جو کچھ اس کے ساتھ ہو چکا ہے وہ حقیقت ہے یا کوئی خواب وہ شدت سے دعا کر رہی تھی کاش یہ کوئی خوفناک خواب ہو جو اس کی آنکھ کھلتے ہی غائب ہو جائے مگر یہ کوئی خواب نہیں تھا یہ حقیقت تھی جس کا سامنا اب اسے کرنا پڑ رہا تھا۔۔

وہ دونوں ٹانگیں بیڈ پر رکھتی اپنا سر بازؤں میں چھپائے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی وہ ہچکیاں لیتے ہوئے رو رہی تھی یہاں تک کہ اس کی سسکیاں اس بڑے سے کمرے میں گونج رہی تھی اس کی تکلیف کا اندازہ لگانے والا یہاں کوئی بھی نہیں تھا وہ جانتی تک نہیں تھی کہ وہ کہاں پر ہے اور یہاں پر کیوں لائی گئی ہے جو شخص ابھی اس کے سامنے کھڑا دلیل دے رہا تھا وہ تو اس شخص کو بھی نہیں جانتی تھی

وہ معصوم کس جرم میں اس عذاب میں پھنس چکی تھی اسے کچھ معلوم نہیں تھا سوائے اس کے پاس رونے اور اپنے خدا کو پکارنے کے کوئی اور راستہ نہیں تھا۔۔

oooooooooooooooooo

دوسری جانب مکرم کو ملیشیا پہنچے پانچ گھنٹے بیت گئے تھے وہ اپنی پوری جان لگا کر علیزہ کو ڈھونڈنے کی کوشش کر رہا تھا سی ٹی وی فوٹیج وہاں کے آفیسرز وہاں کی پولیس اسٹیشن رپورٹس یہاں تک کہ نیوز میں بھی یہ بتا دیا گیا تھا کہ

پاکستان کے مشہور بزنس مین کی بیوی کو اغواہ کر کے یہاں لایا گیا ہے وہ علیزہ کی تصویر نہیں دے سکتا تھا اور نہ ہی وہ دینا چاہتا تھا مگر کچھ نشاندہیاں جو اس نے علیزہ کے بتائی تھی اس کے تحت ملیشیا کی پولیس اسے ہر طرف ڈھونڈ رہی تھی۔

مکزم ملیشیا کے علاقوں کو ملیشیا کے شہروں کو نہیں جانتا تھا مگر ملیشیا جیسے اتنے بھرے ملک کے ہر ایک شہر میں ہر شہر کی پولیس فورس اپنی پوری پاور لگاتی علیزہ کو ڈھونڈنے میں لگی ہوئی تھی روڈز پر ناکہ بندی کی گئی تھی کسی کا بھی وہاں سے بغیر تلاشی کے آنا جانا ناممکن تھا مگر پانچ گھنٹوں کی ان تھک محنت کے بعد بھی علیزہ کا کوئی سوراخ نہیں ملا تھا

سر حوصلہ رکھیں بھابھی مل جائیں گی داد مکزم کے کندھے پر ہاتھ رکھتا تسلی دینے لگا جب کہ مکزم کرسی پر بیٹھا اپنا سر دونوں ہاتھوں میں گرائے درد سے پھٹتے سر کو تھامے مایوس ہو کر بیٹھا ہوا تھا اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ کیا کرے پولیس اپنا کام کر رہی تھی نیوز بھی چل رہی تھی ہر طرف یہ بات پھیلی

ہوئی تھی مگر پھر بھی اسے علیزہ نہیں مل رہی تھی اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ ایسا کیا کرے کہ اس کی علیزہ اسے مل جائے

وہ اپنی بیوی کو ڈھونڈ نکالے اسے یہ بھی پتہ نہیں چل رہا تھا کہ اسے اغوا کرنے والا کون ہے جہاں تک اس کی سوچ تھی اس کے کسی دشمن میں اتنی ہمت نہ تھی کہ کوئی اس کی بیوی پر ہاتھ ڈال سکتا ہے مگر یہ جو بھی تھا اس نے یہ کر کے اپنی موت کو خود آواز دی تھی مکزم اب اسے زندہ نہیں چھوڑنے والا تھا

داد کی کوئی بھی تسلی مکزم کے لیے کافی نہ تھی نہ ہی اس کے دل کو سکون مل سکتا تھا جو سکون کی گھڑیاں اس سے چھن چکی تھیں وہ اس کی بیوی کی صورت ہی اسے واپس مل سکتی تھی تب تک وہ سکون کا ایک بھی سانس نہیں لے سکتا تھا۔

دوسری طرف پاکستان میں بھی سب کو معلوم ہو چکا تھا کہ علیزہ اغوا ہو چکی ہے حویلی میں تو قہرام مچ چکا تھا دوبارہ ان کی زندگی میں یہ مور آئے گا کسی

نے بھی نہیں سوچا تھا علیزہ کے گمشدگی سب کو ہلا کر رکھ گئی تھی وہیں دوسری جانب اس کے چھوٹے معصوم ننھے بچے رو رو کر ہلکان ہو چکے تھے

وہ اپنی ماں کو ڈھونڈ رہے تھے مگر ان کی ماں وہاں موجود نہ تھی جبکہ مکزم کا بھی وہاں نہ ہونا ان بچوں کے رونے کی روانگی میں مزید اضافہ کر رہا تھا

حویلی کے تمام مکین حویلی سے خان وال آ چکے تھے اور سردار صاحب بھی آمنہ بیگم کے ساتھ بچوں کو وہیں پر لے کر آئے تھے کیونکہ بچے ان سے نہیں سنبھالے جا رہے تھے بہت جتن کرنے کے بعد بھی وہ روئے جا رہے تھے اب بھی بی جان عبداللہ کو چپ کروانے میں مصروف تھی جبکہ رضیہ بیگم نے عنایہ کو پکڑا ہوا تھا ایک چپ کرتا تھا تو دوسرا رونے لگتا تھا جبکہ وہ دونوں بہن بھائیوں نے اس طرح رو رو کر اپنا حال برا کر لیا تھا۔

جہانزیب اور زید نے ان لوگوں سے دونوں بچوں کو لیا اور خان وال سے باہر چلے گئے کچھ دیر بعد جب وہ واپس لوٹے تو دونوں معصوم بچے ان دونوں کے کندھے پر سر ٹکائے گہری نیند سو چکے تھے

جہانزیب نے عبداللہ کو اپنے کندھے سے لگایا ہوا تھا جبکہ زید نے عنایہ کو پکڑا ہوا تھا وہ یوں ہی آدھے سے ایک گھنٹہ انہیں لے کر باہر گھوم رہے تھے اور ایسے ہی چکر لگاتے لگاتے وہ دونوں سو چکے تھے شاید وہ رو رو کر تھک گئے تھے ویسے بھی وہ دونوں بہت معصوم اور چھوٹے چھوٹے بچے تھے تھک ہار کر انہوں نے سونا ہی تھا

لالی پتہ نہیں کہاں چلی گئی پتہ نہیں کیوں اس کے ساتھ ہی ایسا ہوتا ہے یا اللہ پلیز لالی کو محفوظ رکھنا اس کی حفاظت کرنا یا اللہ رحم کریں ہم اس کی جدائی سہنے کے قابل نہیں ہیں عائشہ روتے ہوئے دعا مانگ رہی تھی اس نے اس وقت ظہر کی نماز ادا کی تھی۔

یقین نہیں آتا کہ بھابھی کے ساتھ ایسا کیسے ہو سکتا ہے کوئی انہیں اغواہ کیوں کرے گا آخر بھابھی نے کسی کا کیا بگاڑا ہے افراح بیڈ پر سوتے عنایہ اور عبداللہ کو دیکھتی آنسوؤں کو ضبط کرتی ہوئی بولی کیونکہ یہ بات کسی کے لیے بھی چھوٹی نہ تھی پہلے تو علیزہ پاکستان میں موجود تھی اور مکزم اسے جلد ہی

خاور سے بچا لے آیا تھا مگر اب علیزہ کسی اور ملک جا چکی تھی جسے اغوا کر کے لے جایا گیا تھا اور کسی کو یہ بھی معلوم نہیں تھا کہ اغوا کرنے والا شخص کون ہے اور نہ ہی اغوا کرنے والے نے مکزم سے کوئی رابطہ کیا

حویلی والے سوائے دعا کرنے کے اور کچھ نہیں کر سکتے تھے وہ اپنی بیٹی کے سلامتی کے ساتھ ساتھ مکزم کی سلامتی کی بھی دعا کر رہے تھے جو بیرون ملک جا کر خوار ہو رہا تھا جہانزیب نے فیصلہ کیا تھا کہ وہ بھی مکزم کے پیچھے ہی جائے گا جس پر کسی نے کوئی اعتراض نہیں کیا تھا کیونکہ مکزم اکیلا تھا اور جہانزیب کے مطابق اسے اس کی وہاں ضرورت تھی اس لیے آج ہی رات کی فلائٹ سے جہانزیب بھی ملیشیا مکزم کے پاس جا رہا تھا۔

ooooooooooo

کہاں جا رہی ہو ایلیا ایک ملازمہ کی طرف دیکھتی ہوئی بولی جس نے ہاتھ میں کھانے کی ٹرے پکڑی ہوئی تھی اور اوپر کی جانب جا رہی تھی

میم میں اوپر روم میں دوسری میم کو کھانا دینے جا رہی ہوں جن کے بارے میں سر نے بولا ہے اس ملازمہ نے سر جھکاتے ہوئے جواب دیا

ادھر دو میں خود جاتی ہوں ایلیا نء اس کے ہاتھ سے کھانے کے ٹرے تھامی تو وہ سر ہلاتی باہر کی جانب بڑھی

ایلیا کو رائز سب کچھ بتا چکا تھا مگر رائز نے ایلیا کو یہ نہیں بتایا تھا کہ وہ لڑکی کس مقصد کے تحت یہاں رکھی گئی ہے رائز نے صرف ایلیا کو یہی بتایا تھا کہ جس لڑکی کا فون چرایا گیا تھا یہ وہی لڑکی ہے اور اسے کسی مقصد کے تحت ڈیمن نے کڈنیپ کیا ہے

اس کے علاوہ اسے ڈیمن کے دوسرے ارادوں کے بارے میں رائز نے کچھ نہیں بتایا تھا وہ جانتا تھا کہ سب سنتے ہی ایلیا ٹوٹ جائے گی بکھر جائیں گی اور وہ اپنی بہترین دوست کو ٹوٹ کر بیکھرتا ہوا نہیں دیکھنا چاہتا تھا۔

ایلیا نے آہستہ سے کمرے کا دروازہ کھولا تو کمرے میں ہلکی روشنی پھیلی ہوئی تھی کمرے کی لائٹس بند تھی رات ہونے کی وجہ سے کمرے میں اندھیرا زیادہ

تھا مگر باہر سے آنے والی روشنی میں یہ دیکھا جا سکتا تھا کہ کمرے میں کون داخل ہو رہی ہے۔

ایلیا نے سب سے پہلے دروازے کے ساتھ لگے بورڈ پر ہاتھ مار کر ساری لائٹس آن کی جس پر اگلے ہی لمحے پورا کمرہ روشنی سے نہا گیا اب اس نے بیڈ کی جانب دیکھا تھا جہاں بیڈ پر کوئی بھی نہیں تھا مگر جب اس کی نظر بیڈ سے نیچے گئی تو اس کے دل کو کچھ ہوا

علیزہ بیڈ کی پشت سے ٹیک لگائے زمین پر بیٹھی اپنے دونوں بازوں میں سر دیے ہچکیوں سے رو رہی تھی اس کا لرزتا موجود وہ بخوبی محسوس کر سکتی تھی نہ جانے وہ بیچاری کب سے رو رو کر ہلکان ہو رہی تھی ایلیا تڑپ کر آگے بڑھی اور جلدی سے کھانے کی ٹرے بیڈ پر رکھ کے اس کے قریب ہی زمین پر بیٹھی اور اس کے بازو پر ایک ہاتھ رکھا۔

کسی کا لمس اپنے بازو پر محسوس کرتے اس نے جھٹکے سے سر اٹھا کر سامنے دیکھا جہاں اس کے بلکل سامنے ایک خوبصورت لڑکی بیٹھی اسے ہی دیکھ رہی تھی

ار یو اوکے تم رو کیوں رہی ہو ایلیا اس کا آنسوؤں سے تر ہوتا چہرہ دیکھ کر بہت نرمی سے بولی۔

مم مجھے یہاں سے جانا ہے پلیز مجھے یہاں سے باہر نکالو۔۔۔علیزہ ہمدرد دیکھتے ہی التجا کرنے لگی۔

تم یہاں سے نہیں جا سکو گی جب تک وہ نہیں چاہے گا جس نے تمہیں یہاں رکھا ہے اس لیے پلیز رونا بند کرو اس نے کسی چھوٹے موٹے مقصد کے تحت تمہیں یہاں رکھا ہے جیسے ہی وہ مقصد پورا ہو جائے گا وہ تمہیں رہا کر دے گا ایلیا اس کے آنسو انگلیوں کا پوروں سے صاف کرتی اسے ہمدرد بھری تسلی دینے لگی جس پر علیزہ نے الجھی نظروں سے اس کی طرف دیکھا کچھ دیر پہلے جو شخص اس کے سامنے موجود تھا وہ اسے بول کر گیا تھا کہ وہ ہمیشہ کے لیے

یہاں پر قید ہو چکی ہے مگر اب جو لڑکی اس کے سامنے بیٹھی تھی وہ بول رہی تھی کہ اسے کسی مقصد کے تحت یہاں رکھا گیا ہے جیسے ہی وہ مقصد پورا ہو گا تو اسے چھوڑ دیا جائے گا علیزہ بہت الجھ رہی تھی

لیکن مجھے یہاں کیوں رکھا گیا ہے میں نے کسی کا کیا بگارا ہے پلیز مجھے یہاں سے جانے دو میرے گھر والے سب بہت پریشان ہو رہے ہوں گے وہ سب مجھے ڈھونڈ رہے ہوں گے علیزہ اس لڑکی کا سفید ملائم ہاتھ پکڑتی امید بھری نظروں سے اس کی طرف دیکھتی ہوئی بولی

میری بات سنو ریلیکس ہو جاؤ صرف میری بات سنو دھیان سے ایلیا کو اس کا رونا تڑپنا تکلیف دے رہا تھا اس لیے اس کے دونوں ہاتھ تھامتی بہت نرمی سے بولی

سب سے پہلے تو رونا بند کرو پھر میں تمہیں بتاؤں گی ایلیا اس کی جانب ٹشو کا باکس بڑھاتے ہوئے بولی جو سائیڈ ٹیبل پر پڑا تھا۔

علیزہ نے ٹشو تھام کر جلدی سے اپنا چہرہ صاف کیا اور پوری طرح متوجہ ہو کر عالیا کی طرف دیکھا جو اسے دیکھ کر ہلکا سا مسکرا رہی تھی

تمہیں پتہ ہے کہ تم کتنی پیاری ہو تم پر کیسے کوئی ظلم کر سکتا ہے ایلیا اس کی سرخ آنکھوں کو دیکھتی گویا ہوئی

تمہیں صرف کچھ دیر کے لیے یہاں قید کیا گیا ہے شاید کسی خاص وجہ سے تم فکر مت کرو تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچایا جائے گا تم یہاں بالکل محفوظ ہو جیسے ہی وہ مقصد پورا ہو جائے گا تمہیں یہاں سے آزاد کر دیا جائے گا نہ تمہیں اب کوئی نقصان پہنچایا گیا ہے اور نہ ہی آگے پہنچایا جائے گا تمہیں باحفاظت واپس پاکستان چھوڑ دیا جائے گا اس لیے خود کو ہلکان کرنے کی ضرورت نہیں دیکھو تم نے رو رو کر اپنی آنکھوں کا کیا حال کر لیا ہے ایلیا اسے اٹھا کر بیڈ پر بٹھاتے ہوئے بہت نرمی سے بولی اور ساتھ اس کے سامنے ٹک کر بیٹھ گئی

ایلیا کی بات سنتے علیزہ الجھن کا شکار ہوئی تھی اس کا مقصد کس کے لیے فائدہ مند ہو سکتا تھا وہ کسی کا مقصد کیسے بن سکتی تھی ضرور اس سب کے پیچھے مکزم جرا تھا کیونکہ وہ مکزم کی بیوی تھی اور وہ مکزم کی کمزوری تھی اس کے علاؤہ آخر علیزہ کو اغواہ کر ہے اسے کون ٹارگٹ کر سکتا تھا یقیناً مکزم کو ٹارگٹ کیا جا رہا تھا مگر کیوں اس بات کا جواب علیزہ کے پاس نہیں تھا اور نہ ہی سامنے بیٹھی لڑکی کے پاس۔

oooooooooooo

کھانا کھاؤ سب ٹھیک ہو جائے گا ایلیا اس کے سامنے کھانے کی ٹرے رکھتے ہوئے بولی تو علیزہ نے اجنبی نگاہوں سے اسے دیکھا جو اس سے اس طرح بات کر رہی جیسے اس کی بہت فکر ہو۔

نہیں مجھے نہیں کھانا مجھے بس یہاں سے جانا ہے اپنے شوہر کے پاس مجھے میر کے پاس جانا ہے وہ مجھے ڈھونڈ رہے ہوں گے اب تک پتہ نہیں انہوں نے

اپنی کیا حالت بنا کی ہو گی پلیز مجھے یہاں سے نکالو تم تو سارے طریقے سارے راستے جانتی ہو نا۔۔

علیزہ کھانے کی ٹرے کو پیچھے کھسکاتی پھر سے ایلیا سے امید باندھ رہی تھی

دیکھو میں یہاں سے تمہیں نہیں نکال سکتی تم جس کی قید میں ہو وہ ڈیمن ہے اور اس کے خلاف جانے کی یہاں کسی میں جرات نہیں میں کچھ نہیں کر سکتی

ایلیا بے بسی سے علیزہ کی جانب دیکھتی ہوئی بولی وہ جانتی تھی وہ اس معصوم لڑکی کی امید توڑ چکی ہے۔

تم یہ کھانا کھا لینا تمہارے لیے یہ بہت ضروری ہے اس کمرے میں تمہارے استعمال کی ہر چیز موجود ہے یہاں تک کہ تمہارے مذہب کی کتاب اور جائے نماز بھی تم جو چاہے کر سکتی ہو یہاں تمہیں کوئی پابندی نہیں۔

ایلیا بولتی وہاں سے اٹھ کھڑی ہوئی علیزہ کی یہ حالت دیکھنا اس کے لیے نا قابلِ برداشت تھا۔

ایلیا کے جانے کے بعد علیزہ نے اپنے سامنے پڑی کھانے کی ٹرے کو دیکھا اس کا دل اچاٹ ہو چکا تھا اتنی مصبیت میں وہ کیسے کھانا کھا سکتی ہی پانی کا ایک گھونٹ بھی اس کے ہلکے سے نیچے اترنا نا ممکن تھا۔

اسے رہ رہ کر مکزم کا خیال آ رہا تھا مکزم نے نا جانے اپنا کیا حال بنا لیا ہو گیا پتہ نہیں پاکستان میں سب کو حال میں ہوں گے اور اس نے معصوم بچے.....

وہ پتہ نہیں کیسے ہوں گے اس کی ممتا تڑپ رہی تھی اپنے بچوں کے لیے اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ کیا کچھ کر کے یہاں سے نکل جاتی۔

اپنے آنسوں صاف کر کے علیزہ بیڈ سے اٹھی اور وضو کرنے کے بعد جائے نماز تلاش کی جو اسے جلد ہی مل گئی جائے نماز پکڑ کر اس نے نماز کی نیت باندھی اور نماز ادا کرنے لگی۔

^^^^^^^^^^^^^^

کون گیا تھا اس کمرے میں۔۔۔۔؟؟ ڈیمن سامنے کھڑی ملازمہ کی طرف دیکھتے ہوئے بولا

سر وہ ایلیا میم گئی تھی انہیں کھانا دینے اس ملازمہ نے بغیر نظریں اوپر اٹھائے جواب دیا ڈیمن کے سامنے کھڑے ہونے میں ہی اس کی جان جا رہی تھی

جاؤ۔۔۔ڈیمن کی سرد آواز کانوں میں پڑتے ہی وہ فوراً وہاں سے غائب ہوئی تھی

ڈیمن نے الماری سے شرٹ نکال کر پہنی اور کمرے سے باہر کی جانب قدم بڑھائے اس کا رخ علیزہ کے کمرے کی جانب تھا جہاں اسے رکھا گیا تھا۔

ڈیمن کمرے کا دروازہ کھولتا کمرے میں داخل ہوا مگر جیسے ہی اس نظر بلکل سامنے نماز پڑھتی علیزہ پر پڑی تو اس کے بھاری قدم وہیں پر جم گئے

سیاہ دوپٹے میں لپٹا اس کا شفاف چہرہ کسی چاند کا عکس معلوم ہو رہا اس بڑے سے چادر نما دوپٹے میں اس کا آدھا وجود چھپا ہوا تھا جبکہ اب وہ سجدے کے لیے جھکی تھی

سجدہ کرنے کے بعد وہ دوبارہ سے اٹھ کر بیٹھی اور اس نے دوبارہ سجدہ کیا اس کے ہلتے ہوئے لب اور آنکھوں سے بہتے آنسو اس بات کی گواہی تھے کہ وہ اندر سے کس تکلیف میں مبتلا ہے وہ نماز ادا کرتے ہوئے بھی رو رہی تھی اپنے آنسوؤں پر قابو نہیں رکھ پا رہی تھی بے شک اپنے خدا کے آگے گڑگڑانے سے اور اپنے آنسو اس کے سامنے بہانے سے ہمارے دل کو کافی تسلی میسر ہوتی ہے کیونکہ وہ خدا روح کو سکون پہنچانے میں قادر ہے وہ دلوں کے حال جانتا ہے۔

اس کے سیاہ دوپٹے سے جھلکتی سفید مومی انگلیاں اسے اپنے سحر میں جکڑنے کے لیے کافی تھیں اس کے چہرے پر اس وقت خدا کا نور جھلک رہا تھا اور اس

نا سوار حسن کے آگے سامنے کھڑا سفاک شخص بھی اپنے دل کو ڈھیر ہونے سے روک نہیں پایا تھا۔

ڈیمن محسور کے عالم میں وہیں دروازے پر کھڑا یہ منظر نظریں باندھے دیکھ رہا تھا پھر اچانک اس کے جسم میں ایک سرد لہر گزری اور اس کے فوراً اپنی نظریں جھکا لیں۔

علیزہ نے سلام پھیرا تو اسے اس کمرے میں کسی کی موجودگی کا احساس ہوا جسے وہ محسوس کر چکی تھی۔

علیزہ نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے اور اپنی آنکھیں بند کر کے زیر لب خدا سے مکزم کی سلامتی اور اپنے لیے بہتری کی مانگی اور اس کے بعد جائے نماز تہہ کر کے وہاں سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

آپ ایک غیر محرم ہیں یوں کسی بھی وقت منہ اٹھا کر آپ اکیلے میرے سامنے نہیں آ سکتے علیزہ اپنے لہجے کو بے حد مضبوط بناتی سنجیدہ لہجے میں بولی البتہ اپنا چہرہ وہ دوسری جانب کر چکی تھی وہ اس شخص کو دیکھنا بھی نہیں چاہتی

تھی جو وہیں دروازے پر کھڑا تھا ہاں لیکن وہ علیزہ کو نہیں دیکھ رہا تھا اس کی نظریں کسی اور جانب تھی

علیزہ کی آواز سن کر اس نے جھٹکے سے سر اٹھا کر علیزہ کی طرف دیکھا جو اپنا مکمل رخ دیوار کی جانب کیے کھڑی تھی

تم مجھے یہاں آنے سے روک سکتی ہو۔۔۔؟؟ ڈیمن کچھ قدم اس کی جانب بڑھاتے ہوئے عجیب سے انداز میں بولا جیسے اسے چیلنج کر رہا ہو کہ وہ اسے یہاں آنے سے نہیں روک پائے گی

نہیں میں صرف اپنے خدا سے دعا کر سکتی ہوں کہ وہ مجھے آپ جیسے شیطان کی شر سے محفوظ رکھے علیزہ کا لہجہ ابھی بھی ویسا ہی تھا مگر الفاظوں میں موجود نفرت مقابل صاف محسوس کر سکتا تھا۔

شیطان۔۔۔ہاہاہا ڈیمن زیر لب دہراتے قہقہہ لگا اٹھا۔

تمہیں لگتا ہے تم یہاں محفوظ رہ سکتی ہو۔۔؟؟میں نے تمہیں یہاں محفوظ رکھنے کے لیے نہیں رکھا بلکہ میرا مقصد کچھ اور ہے ڈیمن دو قدم مزید اس کی طرف بڑھاتا اسے اپنی طرف پلٹنے پر مجبور کر گیا۔

میں آپ کو نہیں جانتی نہ ہی مجھے پتہ ہے کہ آپ کون ہیں اور کہاں سے ہیں اور کیا چاہتے ہیں اور مجھے یہاں پر کیوں لے کر آئے ہیں مجھے کچھ بھی معلوم نہیں مگر میں یہ ضرور جاننا چاہوں گی کہ مجھے یہاں پر کیوں لے کر آیا گیا ہے کیونکہ میرا آپ سے کوئی واسطہ نہیں۔۔

علیزہ اپنے تمام سوالات ایک ہی بار پوچھ چکی تھی جو اس کے دماغ میں گردش کر رہے تھے

میں کون ہوں یہ تمہیں معلوم ہو جائے گا کہاں سے ہوں یہ بھی معلوم ہو جائے گا اور میں کیا چاہتا ہوں یہ تمہیں ابھی معلوم ہو جائے گا ڈیمن اس کے بالکل سامنے کچھ فاصلے پر کھڑا ہوتا مضبوط انداز میں بولا

آپ نے مجھے یہاں کس مقصد کے تحت رکھا ہے؟؟؟ علیزہ نے نظریں اٹھائے بغیر سوال کیا

تمہارے شوہر نے ہمارا بہت نقصان کیا ہے۔۔۔!!! ڈیمن نے جیسے اسے کچھ جتلانا چاہا۔

میرے شوہر کسی کا کوئی نقصان نہیں کر سکتے عیزہ پورے یقین کے ساتھ بولی

اتنا یقین ہے اپنے شوہر پر۔۔۔؟؟

خود سے بھی زیادہ ہے۔۔۔!!! اپنے شوہر سے زیادہ اپنے خدا پر یقین ہے کہ میرے شوہر کچھ غلط نہیں کر سکتے علیزہ کا بلند حوصلہ ڈیمن کو حیرت میں مبتلا کر رہا تھا

نہ تو تمہارا خدا کچھ کر سکتا ہے اور نہ ہی تمہارا شوہر ڈیمن نے اسے باور کروایا کہ وہ اس وقت جس کی قید میں ہے اس کی قید سے اسے کوئی رہا نہیں کروا سکتا

میرا خدا سب کچھ کر سکتا ہے وہ ہی مجھے یہاں سے نکالیں گے علیزہ اپنی آنکھوں میں آنے والے آنسوؤں کو اندر دھکیلتی ہوئی بولی۔

تمہارا خدا تمہیں میری قید سے نکال سکتا ہے۔۔۔؟؟ وہ بولتے ہوئے طنزیہ مسکرایا۔

ہاں میرا کامل ہے یقین صرف میرا اللہ پر۔۔۔۔علیزہ پورے یقین کے ساتھ بولی اس کے لہجے میں غرور تھا فخر تھا اور مکمل یقین تھا

علیزہ کی بات سنتے ہی ڈیمن قہقہہ لگا کر ہنسا گویا وہ اس کا مذاق بنا رہا تھا اس کے الفاظ اس کے لیے سوائے جھوٹی دلیل کے اور کچھ نہیں تھے۔

خدا کے قہر سے ڈرو جب وہ کسی کی رسی کھینچتا ہے تو بڑے بڑو کا غرور مٹی تلے دب جاتا ہے ڈیمن کے ہسنے پر علیزہ کو غصہ آیا تھا وہ سب کچھ تو برداشت کر سکتی تھی مگر اس کے سامنے کوئی اس کے مذہب اس کے خدا کی توہین کرے وہ یہ چیز کبھی بھی برداشت نہیں کر سکتی تھی

تمہارا خدا میرا کیا کر لے گا جو تمہیں نہ بچا سکا وہ میری رسی کھینچے گا۔۔۔؟؟؟

تم ساری زندگی یہاں قید رہو گی اور تمہارا خدا کچھ نہیں کر سکے گا تمہارے شوہر کو کبھی تمہارا سایہ تک نصیب نہیں ہو گا تم اب ڈیمن کی دنیا میں موجود ہوں جہاں سے واپسی نا ممکن ہے میں خود مرنا تو منظور کروں گا مگر تمہیں رہائی دینا نہیں۔۔۔۔

ڈیمن کے الفاظ اتنے زہریلے تھے کہ خود پر لاکھ ضبط کرتے ہوئے بھی علیزہ کی آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر گال پر بہے تھے وہ کیسے برداشت کر سکتی تھی اپنے محبوب شوہر کا ہجر وہ کیسے برداشت کر سکتی تھی اس سے دور رہنا۔

ڈیمن۔۔۔۔رائز نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے ڈیمن کو پکارا ڈیمن رائز کی شکل دیکھتے ہی سمجھ چکا تھا کہ وہ اس کی ساری باتیں سن چکا ہے۔۔

آپ میرے ساتھ ایسا نہیں کر سکتے میرا آپ سے کوئی لینا دینا نہیں آپ میرے مختیار نہیں بن سکتے اپ کو میری زندگی پر یا مجھ پر کوئی حق نہیں علیزہ

ٹوٹے لفظوں کے ہمراہ بولی تھی جبکہ دل کے اتنے ٹکڑے ہوئے تھے کہ شاید وہ اسے سمیٹ بھی نہیں سکتی

کوئی بات نہیں اگر ابھی میں تم پر کوئی حق نہیں رکھتا تو جلد رکھنے لگوں گا مگر اس کے لیے تھوڑا انتظار کرنا پڑے گا۔

وہ تمہارے مذہب میں رشتہ ختم کرنے کو کیا کہتے ہیں طلاق۔۔۔۔!! میں تمہارے شوہر سے ایک معاہدہ کروں گا وہ یا تو تمہیں آرام سے طلاق دے دے یا پھر۔۔۔۔۔

ڈیمن نے جان بوجھ کر اپنا جملہ ادھورا چھوڑا تھا جبکہ ڈیمن کی بات سن کر علیزہ نے تڑپ کر اس کی طرف دیکھا تھا جو اس کی طلاق کی بات کر رہا تھا یعنی وہ مکزم سے علیزہ کو مستقل جدا کرنا چاہتا تھا

ایسا نہیں ہو سکتا میں کبھی بھی اپنے شوہر کو نہیں چھوڑوں گی علیزہ حلق کے بل چیخی تھی

وہ تمہیں چھوڑے گا کوئی بھی شخص یہ چیز برداشت نہیں کرے گا کہ اتنے دن اس کی بیوی کسی اور کی دسترس میں رہی ہو۔۔۔

یہ تماچہ اس کی روح پر لگا تھا جو مقابل نے بے رحمی سے مارا تھا

میں اگر ساری زندگی بھی کسی غیر کی چھت کے نیچے رہوں اور آخری وقت میں صرف آخری بار اپنے شوہر سے ملوں میرا شوہر تب بھی میری پاک دامنی پر شک نہیں کرے گا میرے شوہر کی محبت اور ان کا یقین مجھ پر ویسا ہی رہے گا جیسا اب ہے۔۔۔

اور آپ لوگ چاہ کر بھی مجھے میرے شوہر سے جدا نہیں کر سکتے کیونکہ آپ لوگ ان کی محبت کے بارے میں نہیں جانتے وہ مجھے یہاں سے نکال لیں گے وہ خود مجھے ڈھونڈنے آئیں گے اور وہ پھر کسی کو نہیں چھوڑیں گے۔۔۔

علیزہ شہادت کی انگلی اٹھا کر سرخ نگاہیں سامنے کھڑے ڈیمن کے وجود پر گاڑھتی شدید نفرت سے بولی۔۔۔

اسے اس وقت اس شخص سے بہت نفرت محسوس ہو رہی تھی اس کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ سامنے کھڑے شخص کو جان سے مار دے جو اسے اس کی زندگی سے دور کرنے کی بات کر رہا ہے

اگر تمہیں اپنے شوہر پر اتنا ہی یقین ہے تو پھر تمہارے شوہر کو دوسرے جاں سے دیں گے کام آسان ہو جائے گا نہ اسے تمہیں طلاق دینی پڑے گی اور نہ تمہیں اسے چھوڑنا پڑے گا۔۔۔

ڈیمن نے کندھے اچکاتے آخری حل سامنے رکھا جس پر علیزہ پھٹی پھٹی نگاہوں سے اسے دیکھتی رہ گئی

یہ کیا بکواس کر رہے ہیں آپ آخر آپ ہیں کون کیوں کر رہے ہیں یہ سب آپ کیوں میرے اور میرے شوہر کے درمیان آ رہے ہیں آخر کیا بگارا ہے ہم نے آپ کا علیزہ اتنا اونچا چلائی تھیں کہ اس کی آواز اس محل نما گھر کی ایک ایک دیوار نے سنی تھی

میں نے کبھی کسی کو نہیں چاہا بیوٹی مگر تم۔۔۔

تم پر میرا دل آیا ہے اور میں تمہیں دنیا سے چھین لوں گا تمہارے شوہر سے چھین لوں گا سب سے چھین کر بہت دور لے جاؤں گا اتنی دور کہ تمہارے خاندان کے کسی بھی فرد کا سایہ تک تم پر نہیں پڑے گا اگر اس کے لیے مجھے ہزاروں قتل بھی کرنے پڑے تو میں کروں گا مگر تم اب سے صرف میری ہو۔

ڈیمن نے سرد انداز میں بولتا وہاں ٹیبل پر پڑا واس اٹھا کر زمین پر دے مارا جس پر علیزہ دل کو تھامتی گھبرا کر دو سے تین قدم پیچھے ہٹی جبکہ رائز حکا بکا یہ سارا منظر دیکھ رہا تھا

میں صرف تمہارا احترام کر رہا ہوں بیوٹی کیونکہ تم میرے لیے اہمیت رکھتی ہو اگر دوبارہ تم نے کبھی میرے سامنے یہ الفاظ بولے تو جو کچھ سانسیں تمہارے شوہر کی تمہاری بدولت چل رہی ہیں میں اس سے وہ بھی چھین لوں گا۔۔۔

ڈیمن اپنی سرد نگاہوں سے علیزہ کی طرف دیکھتا ہوا بولا جبکہ اس کی آواز اونچی نہیں تھی۔۔۔

اس گھر کے ملازمین یہاں تک کہ گارڈز بھی حیرت زدہ ہو کر یہ سب سن رہے تھے کیونکہ اس وقت صرف اس گھر میں اس لڑکی کی اونچی آواز گونج رہی تھی جبکہ ڈیمن کی آواز اس کی آگے ایک بار بھی اونچی نہیں ہوئی تھی اس کے وجود سے غصے کی لہریں گزر رہی تھی مگر اس نے اس لڑکی کے سامنے اپنا غصہ ظاہر نہیں کیا تھا۔۔۔

جبکہ وہاں پہ کھڑا ایک ایک شخص اس کے غصے سے کانپتا تھا صرف اس کے سامنے آ جانے سے ان کے قدم لڑکھڑا جاتے تھے جو شخص آج کسی لڑکی کے سامنے یوں خاموش کھڑا تھا یقیناً وہ لڑکی اس کے لیے بہت اہمیت رکھتی تھی اور وہ بہت اونچے درجے پر فائض تھی ورنہ ڈیمن جیسا شخص کسی کا بھی پابند نہیں تھا اور نہ ہی وہ کسی کا لحاظ کرتا تھا۔

میرا مذہب اس چیز کی اجازت نہیں دیتا میں تم سے شادی نہیں کر سکتی میں اپنے خدا کے سامنے گنہگار نہیں بن سکتی وہ دوبارہ چیخی تھی ساتھ ہی اس نے

اپنے قدموں کے پاس پڑے آدھے ٹوٹے واس کو ٹھوکر ماری تھی جو شاید اس کے پاؤں پر بری طرح لگا تھا مگر اس نے اس چیز پر غور نہیں کی تھی۔۔۔

شاید ہی زندگی میں وہ پہلی بار اس طرح پاگلوں کی طرح ری ایکٹ کر رہی تھی اس کا ایسا کرنا بنتا بھی تھا

تو ٹھیک ہے میں تمہارا مذہب قبول کر لوں گا تم جیسا کہو گی ویسا کر لوں گا مگر تمہیں مجھ سے ہی شادی کرنی ہوگی ڈیمن بے حد نرمی سے بولتا کچھ قدموں کا فاصلہ سمیٹ کر اس کے قدموں میں بیٹھا اور آہستہ سے اس کے قدموں کے قریب گرے واس کے ٹکڑوں کو سمیٹنا شروع کیا

دروازے کے پاس کھڑی ایلیا اور اس کے آگے کھڑا رائز حیرت سے پوری آنکھیں کھولے یہ منظر دیکھ رہے تھے انہیں لگ رہا تھا کہ یہ حقیقت نہیں ہے اتنا مغرور اور سفاک شخص کسی کے قدموں کے قریب جھکا ہوا تھا اور اس کے قدموں کے کانٹے چن رہا تھا کہ کہیں اس کے قدموں میں وہ چبھ نا جائے یہ منظر ان دونوں کو ہلا کر رکھ گیا تھا۔

ایسا نہیں ہو سکتا میں اپنے شوہر کو کبھی نہیں چھوڑوں گی وہ بھی مجھے کبھی نہیں چھوڑیں گے میں ان کے بغیر ایک سانس بھی نہیں لے سکتی اگر انہیں کچھ ہوا تو میں بھی زندہ نہیں رہ سکوں گی اگر تم نے میرے شوہر کو کچھ بھی کیا تو میں تمہیں جان سے مار دوں گی۔۔۔

علیزہ لمبے لمبے سانس لیتی خود کے قدموں میں بیٹھے ڈیمن کو دیکھتی ہوئی بولی مسلسل رونے کی وجہ سے اس کی آواز بھاری ہو چکی تھی جبکہ آنکھیں سرخ پڑ چکی تھی خوبصورت چہرہ درد اور اذیت کے تاثرات سے پیلا پڑ رہا تھا جبکہ دل کا درد تو وہ کسی کے سامنے بیاں ہی نہیں کر سکتی تھی۔

کوئی کسی کے بغیر نہیں مرتا فکر مت کرو میں تمہیں کچھ نہیں ہونے دوں گا تم جب چاہو اپنے ہاتھوں سے میری جان لے لینا مگر تمہیں اس شخص سے الگ ہونا ہی پڑے گا۔۔۔

ڈیمن بولتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا اور ایک آخری نظر اس کے چہرے کی طرف دیکھا جو آنسوؤں سے تر تھا اذیت اس کے چہرے سے صاف جھلک رہی تھی اس کے دل کو کچھ ہوا تھا اس نے وہاں مزید رکنا مناسب نہ سمجھا۔۔۔

کھانا کھاؤ تمہاری صحت کے لیے بہت ضروری ہے اور رونا چھوڑ دو کیونکہ آگے جو کچھ ہو گا اس کے لیے بہت ہمت کی ضرورت ہے ڈیمن بے حد نرمی سے بولتا پیچھے ہٹا اور پھر دروازے کے جانب بڑھا

اس کی نظر ایلیا پر پڑی جو پھٹی پھٹی نگاہوں سے اسے ہی دیکھ رہی تھی آنکھوں میں بے شمار آنسو جمع ہوئے تھے چہرے کی رنگت اڑی ہوئی تھی وہ کسی ٹرانس کی کیفیت میں ساکت وہاں پر کھڑی تھی جیسے اس میں ہلنے جلنے کی ہمت ہی نا ہو ڈیمن سمجھ چکا تھا کہ اس کی ایسی حالت کیوں ہے۔۔۔

آخر اس لڑکی نے اپنی محبت کو اس کی محبت کے آگے جھکتے ہوئے دیکھا تھا وہ کیسے یہ سب برداشت کر رہی تھی یہ صرف ایلیا ہی جانتی تھی

ایلیا کو اگنور کرتا ڈیمن کمرے سے باہر نکل گیا جبکہ کمرے سے باہر قدم رکھتے ہی وہ اپنے اصل روپ میں واپس آ چکا تھا اس کے چہرے کے تاثرات سنجیدہ ہو چکے تھے چہرے پر سرد مہری عیاں ہوئی تھی باہر آتے ہی وہ ایک سفاک درندہ بن چکا تھا جس درندے سے ہر انسان پناہ مانگتا ہے۔

oooooooooooo

ڈاکٹر کو بلاؤ اور ان کے کمرے میں بھیجو ان کے پاؤں میں چوٹ آئی ہے ڈیمن کی سرد آواز راہداری میں گونجی جسے سنتے ملازم ہڑبڑا کر ڈاکٹر کو فون کرنے لگا تھا کیونکہ کسی کے بھی پاس ایک منٹ کی مہلت نہیں تھی۔

رائز نے جھٹکے سے پیچھے مڑ کر ایلیا کو دیکھا جو بڑھ ہمت سے وہاں کھڑی تھی اس کی خوبصورت آنکھیں آنسوؤں سے بھری ہوئی تھیں وہ بڑی مشکل سے خود کو سنبھالے ہوئے تھی۔

ایلیا۔۔۔رائز نے جلدی سے آگے بڑھ کر ایلیا کو تھامنا چاہتا مگر ایلیا اس سے پہلے ہی کمرے سے نکل کر باہر جا چکی تھی رائز نے ایک افسوس بھری نظر

علیزہ پر ڈالی جو معصوم مفت میں اس عذاب میں پھنس چکی تھی اور کمرے سے باہر نکل گیا۔

علیزہ وہیں بیٹھ کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی پتہ نہیں یہ کون سا امتحان تھا جو اس کا خدا اس سے لے رہا تھا مگر جو بھی تھا یہ سب اس کی برداشت سے باہر تھا جو الفاظ وہ غیر شخص اس کے سامنے اس کے شوہر کے لیے بول کر گیا تھا وہ سب برداشت کرنا اس کے لیے ناقابل قبول تھا

^^^^^^^^^^^^^

ملیشیا کے ہر شہر ہر علاقے میں چھان بین کر لی گئی ہے مگر ان کا نام و نشان کہیں بھی نہیں ملا شاید انہیں لے جانے والے لوگ بہت پاور فل ہیں انہوں نے بہت ہوشیاری سے یہ سب کیا ہے وہ سب پہلے سے یہ کرنے کو تیار تھے یہ سب ایک پلاننگ کے تحت ہوا ہے اسی لیے ہمیں ایک بھی سوراخ ابھی تک نہیں ملا جبکہ پولیس اپنا کام ابھی تک کر رہی ہے۔

داد جہانزیب اور مکزم کی طرف دیکھتے ہوئے بولا وہ دونوں ایک پرسنل روم میں موجود تھے جہاں وہ کنٹرول روم میں ایئرپورٹ کی سی سی ٹی وی فوٹیج کو دوبارہ دیکھنے آئے تھے مگر اس فوٹیج میں بھی کچھ نہیں ملا تھا کیمرے ہیک کیے گئے تھے اس لیے وہ فوٹیج خالی تھی۔

مکزم تمہارے ہزاروں دشمن ہیں تمہیں کس پر شک ہے جہانزیب مکزم کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔

میرے کسی بھی دشمن میں اتنی جرات نہیں کہ وہ اس حد تک پہنچے مگر جس نے بھی یہ کیا ہے میں اسے زندہ نہیں چھوڑوں گا مکزم سرخ انگارہ آنکھوں سے جانزیب کی طرف دیکھتا اپنی مٹھیاں بھینچتے ہوئے بولا۔

میرا کوئی بھی دشمن میری بیوی کو پاکستان سے باہر لے جانے کی غلطی نہیں کر سکتا یہ جو بھی ہے یہ باہر کا ہی ہے مکزم اپنے ذہن پر زور ڈالتے ہوئے بولا اور پھر ایک دم سے اس کے دماغ میں کچھ کلک ہوا۔

داد میرا لیپ ٹاپ لے کر آو جلدی مکزم داد کی طرف دیکھتے ہوئے بولا تو داد جلدی سے وہاں سے نکلا اور گاڑی سے مکزم کا لیپ ٹاپ لے کر آیا۔

مکزم کی انگلیاں تیزی سے لیپ ٹاپ پر چل رہی تھی نہ جانے وہ کیا نکالنے کی کوشش کر رہا تھا پتہ نہیں اس کے دماغ میں کیا آیا تھا

سر آپ کا ایک پارسل آیا ہے کمرے میں داخل ہوتے ایک گارڈ ہاتھ میں پکڑا ایک چھوٹا سا باکس داد کی طرف بڑھاتے ہوئے بولا تو داد نے انجانی نظروں سے اس گارڈ کو دیکھا بھلا یہاں مکزم کے نام کا کوئی پارسل کیوں آ سکتا تھا کیونکہ سپارسل کے اوپر مکزم کا نام لکھا تھا جو داد بخوبی دیکھ پا رہا تھا

سر یہ آپ کے نام سے ایک پارسل آیا ہے داد وہ پارسل تھام کر مکزم کے قریب ہی ٹیبل پر رکھتے ہوئے بولا مکزم نے لیپ ٹاپ سے نظریں ہٹا کر اس پارسل کو دیکھا جو ایک مناسب سائز کے باکس کی شکل میں مشتمل تھا اور اس کے اوپر کالے رنگ کا کور چڑھا ہوا تھا

مکزم نے جلدی سے لیپ ٹاپ کو پیچھے کرتے ہوئے اس پارسل کو کھولنا شروع کر دیا کیونکہ اس وقت کوئی بھی سائن اس کے لیے بے حد ضروری تھا جو اسے اس کے بیوی کا پتہ بتا سکتا تھا

پارسل کو کھولتے ہی مکزم کو اس کے اندر ایک چھوٹی سی یو ایس بی برامد ہوئی جس کے اندر ایک چھوٹی سی چپ لگی ہوئی تھی مکزم نے ایک منٹ کی بھی دیری کیے بغیر اسے لیپ ٹاپ میں لگایا اور اس چپ کے فولڈر کو کھولا جس میں صرف ایک ویڈیو موجود تھی اس کے علاوہ اس میں کچھ بھی نہیں تھا مکزم نے جلدی سے وہ ویڈیو پلے کی تو سکرین پر ایک کمرہ نمودار ہوا وہ ویڈیو کسی کمرے کی تھی ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا تھا

ہیلو مسٹر مکزم میر احمد کیسے ہو ویسے پوچھنا تو نہیں چاہیے مگر تمہارا حال اس وقت کسی پاگل عاشق سے کم بلکل نہیں مقابل نے بولتے ہوئے زوردار قہقہہ لگایا تھا

اب تم سوچ رہے ہو گے کہ میں کون ہوں تو یہ تو میں تمہیں بالکل نہیں بتاؤں گا کہ میں کون ہوں یقیناً یہ ویڈیو دیکھنے کے بعد تم جان جاؤ گے کہ میں کون ہوں اور تمہیں یہ ویڈیو بھیجنے کا مقصد بھی اب تک سمجھ آ چکا ہو گا ہاں جو تم سوچ رہے ہو وہ بالکل ٹھیک ہے ہاں تمہاری بیوی میرے ہی پاس ہے۔

مقابل نے ان سب کے سر پر بمب پھوڑا تھا جب کہ اس آواز کو سنتے جہانزیب جھٹکے سے اپنی جگہ سے اٹھا اور مکزم کے پیچھے آ کر کھڑا ہوا

سکرین پر کچھ بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا سکرین بالکل سیاہ تھی مگر کسی کی آواز صاف سنائی دے رہی تھی کسی نے جو بھی ریکارڈ کیا تھا یقیناً وہ اپنا تعارف نہیں کروانا چاہتا تھا اور نہ ہی وہ یہ بتانا چاہتا تھا کہ وہ کون ہے مگر یہ وہ ضرور جانتا تھا کہ مکزم اب تک جان چکا ہو گا کہ بولنے والا شخص کون ہو سکتا ہے

جاننا چاہو گے کہ اس وقت تمہاری بیوی کس حال میں ہے ویسے تمہاری بیوی کو میں نے اپنے پاس نہیں رکھا اپنے کچھ آدمیوں کے پاس بھیج دیا ہے اب وہ اس کے ساتھ کیا کر سکتے ہیں اور کیا کر رہے ہوں گے یہ میں نہیں جانتا

مقابل کی بات سنتے مکزم کی رگیں تن چکی تھی چہرے کے تاثرات خطرناک حد تک سرد ہو چکے تھے اس نے اپنی مٹھیاں زور سے بھینچی ہوئی تھی

تمہیں مجھ سے نہیں الجھنا چاہیے تھا تم نے مجھ سے الجھ کر بہت بڑی غلطی کی ہے اب تم ساری زندگی اپنی بیوی کو ڈھونڈو گے اور وہ تمہیں نہیں ملے گی تم تو یہ بھی نہیں جانتے کہ تمہاری بیوی کس کے ساتھ ہے اس وقت وہ کن سفاک درندوں کی قید میں ہے صرف کچھ لمحے صرف کچھ دیر کی مہلت ہے تمہاری بیوی کے پاس اس کے بعد اس کی عزت کو ریزہ ریزہ کر دیا جائے گا اس کے وجود کو کسی جانور کی طرح نوچا جائے گا اور تم کچھ نہیں کر سکو گے۔۔۔

تم ایک تماشائی کی طرح اپنی بیوی کی عزت کو تار تار ہوتے ہوئے دیکھو گے شاید ہی تمہاری بیوی اس کے بعد زندہ۔۔۔۔اس شخص کے الفاظ پورے بھی نہیں ہوئے تھے جب مکزم کی برداشت میں جواب دے دیا تھا اس نے سامنے پڑا لیپ ٹاپ اٹھا کر سامنے دیوار میں پوری قوت سے دے مارا تھا

لیپ ٹاپ دو سے تین حصوں میں ٹوٹ کر زمین بوس ہو چکا تھا۔

میں اسے چھوڑوں گا نہیں جان سے مار دوں گا میں اسے مکزم نے بولتے ہوئے ہاتھ کا مکہ بنا کر شیشے کے ٹیبل پر مارا تھا اگلے ہی پل وہ شیشے کی ٹیبل چکنا چور ہو چکی تھی جبکہ اس کا ہاتھ بھی خاصا زخمی ہوا تھا

مکزم سٹاپ اٹ ٹھنڈے دماغ سے سوچو کون ہے یہ وہ بول رہا تھا کہ تم اسے جانتے ہو بتاؤ کون ہے یہ تا کہ ہم اس تک پہنچ سکیں اس وقت علیزہ کو بچانا ہمارے لیے سب سے زیادہ ضروری ہے جہانزیب مکزم کا ہاتھ پکڑتے ہوئے گویا ہوا

جس کا خون پانی کی طرح ہاتھ سے نکل کر زمین پر گر رہا تھا

قرطاس۔۔۔قرطاس ہے وہ مافیا گینگ کا لیڈر جس کے پاکستان میں اللیگل کاموں میں مخبری کرنے والا پہلا شخص میں تھا یہ قرطاس ہی ہے میں اسے زندہ نہیں چھوڑوں گا مار ڈالوں گا میں اسے۔۔۔مکزم اپنے اعصاب پر قابو نہ رکھتے ہوئے دھاڑا تھا

کیا تم اس کے بارے میں جانتے ہو اس کا ٹھکانہ کیا ہے جہانزیب داد کو فرسٹ ایڈ باکس لانے کا اشارہ کرتے ہوئے بولا

مجھے اس کے ٹھکانے کا نہیں معلوم لیکن میں اس کے بارے میں معلوم کر لوں گا اب اسے میرے قہر سے کوئی نہیں بچا سکتا اگر میری بیوی کو ایک کھروچ بھی آئی تو اس کی لاش کے اس اتنے ٹکڑے کروں گا کہ کتے بھی کھانے سے انکار کر دیں گے مکزم کہ الفاظوں سے معلوم ہو رہا تھا کہ مکزم اسے نہیں چھوڑنے والا

چھوڑ دو اتنا کمزور نہیں ہوں میں کہ ایسی چھوٹی موٹی چوٹ میرا کچھ بگاڑ سکے۔۔۔مکزم جہانزیب کی گرفت سے اپنا ہاتھ کھینچتا ہوا سرد انداز میں بولا اور پھر لمبے لمبے ڈھک بھرتا وہاں سے باہر نکلتا چلا گیا

جبکہ جہانزیب داد کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کرتے ہوئے مکزم کے پیچھے ہی باہر نکلا تھا

مکزم اور جہانزیب کی گاڑی آگے پیچھے تھی جہانزیب اور داد کے باہر آنے سے پہلے ہی مکزم گاڑی میں بیٹھ کر وہاں سے نکل چکا تھا

مکزم رش ڈرائیونگ کر رہا تھا جب اس کے فون پر ایک میسج ٹون ہوئی مکزم نے پہلے تو اسے نظر انداز کیا مگر دوبارہ اسی ٹون کو سنتے مکزم نے اپنا موبائل آن کیا جہاں سامنے ہی ایک ان ناون نمبر سے واٹس ایپ پر ایک ویڈیو کے ساتھ ایک میسج تھا

کیا ہوا تم نے تو میری پوری بات بھی نہیں سنی ہو گی مجھے یقین تھا کہ تم نہیں سنو گئے میں نے پہلے سوچا کہ تم کہاں خوار ہوتے رہو گے اس طرح تمہیں تڑپتے دیکھنے میں مزا نہیں آئے گا اس لیے تمہیں اس جگہ کی لوکیشن سینڈ کی ہے اس سے پہلے کہ تمہاری بیوی ان درندوں کی خوراک بن جائے میں دیکھتا ہوں کہ تم اس تک کیسے پہنچتے ہو اپنی بیوی کو بچا پاتے ہو کہ نہیں اگر تم اسے نہیں بچا پائے تو۔۔۔۔

آگے اس شخص نے زوردار قہقہہ لگایا تھا جیسے وہ مکزم کا مذاق بنا رہا ہو اس کی بے بسی کا مذاق بنا رہا ہو اور اس کی اس حالت سے لطف اندوز ہو رہا ہو۔۔۔

مکزم نے ضبط کے مارے فون کو اٹھا کر ڈیش بورڈ پر مارا تھا اس میں ہمت نہیں تھی کہ وہ اپنی بیوی کے بارے میں ایسے غلیظ الفاظ سن پاتا لوکیشن کو آن کرتے مکزم نے گاڑی کی سپیڈ کو مزید بڑھایا تھا

یہ کیا کر رہا ہے مکزم کو رش ڈرائیونگ دیکھ کر جہانزیب پریشان ہوا تھا جتنی تیز وہ ڈرائیونگ کر رہا تھا ایکسیڈنٹ کا خدشہ تھا جہانزیب چاہتا تھا کہ وہ ٹھنڈے دماغ سے کام لے صبر سے کام لے مگر وہ اپنی بیوی کے معاملے میں کہاں صبر کر سکتا تھا

داد گاڑی کی سپیڈ تیز کرو جہانزیب کے سرد انداز میں بولنے پر داد نے گاڑی کی سپیڈ تیز کی مگر اتنی تیز سپیڈ کرنے کے بعد بھی وہ مکزم سے کافی پیچھے تھے

جہانزیب مسلسل مکزم کو فون کر رہا تھا مگر مکزم اس کا فون نہیں اٹھا رہا تھا جبکہ اس کی گاڑی اب نظروں سے اوجھل ہونے لگی تھی مگر انہیں دکھائی دے رہی تھی

او شٹ نہیں۔۔۔۔ جہانزیب اونچی آواز میں چلایا جب اس نے دائیں طرف سے مکزم کی گاڑی کی جانب آتا ہوا ٹرک دیکھا اس سے پہلے کہ وہ کچھ کر پاتا وہ ٹرک پوری قوت سے مکزم کی گاڑی میں آ لگا

ایک زور دار جھٹکے سے مکزم کی گاڑی اچھل کر دور جا گری تھی۔۔

مکزم۔۔۔۔ جہانزیب حلق کے بل چلایا اور گاڑی سے نکل کر اندھا دھند بھاگتا ہوا اس کی گاڑی تک پہنچا جس کی گاڑی میں اب آگر لگ چکی تھی اس سے پہلے کہ گاڑی میں دھماکہ ہوتا جہانزیب نے جلدی سے آگے بڑھ کر گاڑی کا فرنٹ ڈور کھولا جہاں مکزم خون سے لت پت بے ہوش پڑا تھا اس نے بڑی ہمت سے مکزم کو باہر نکالا داد کا سہارا لیتے وہ بے چند قدم ہی دور آئے تھے جب پیچھے سے ایک زوردار دھماکہ ہوا اور وہ تینوں اچھلتے ہوئے دور جا گرے۔

^^^^^^^^^^^^^^^^^^^

پورا ایک دن بیت چکا تھا علیزہ نے اس کمرے کا دروازہ نہیں کھولا تھا وہ بھوکی پیاسی اندر بیٹھی ہوئی تھی کچھ گھنٹوں پہلے ڈاکٹر آ کر اس کی بینڈیج کر کے گیا تھا اور اس کے بعد علیزہ نے نہ تو کمرے کا دروازہ کھولا تھا اور نہ ہی خود کمرے سے باہر آئی تھی جبکہ علیزہ کی پل پل کی خبر ڈیمن ملازموں سے لے رہا تھا کیونکہ وہ علیزہ کے سامنے جانے کی غلطی نہیں کر سکتا تھا جتنی تکلیف وہ اسے دے چکا تھا وہ دوبارہ نہیں دینا چاہتا تھا مگر وہ انجان تھا کہ وہ اسے حد سے زیادہ تکلیف دے چکا ہے جس کا وہ مداوا وہ نہیں کر سکتا۔۔

ایلیا جاؤ اسے بلا کر لاؤ۔۔۔ڈیمن ایلیا کی طرف دیکھتے ہوئے بولا ایلیا رائز اور ڈیمن اس وقت ڈائننگ ہال میں موجود تھے جہاں شام کا کھانا لگایا جا رہا تھا ایلیا ابھی ہی وہاں داخل ہوئی تھی مگر جیسے ہی اس نے ڈیمن کو دیکھا وہ واپس جانے لگی مگر اس سے پہلے ہی ڈیمن اسے دیکھ چکا تھا اور اسے اپنا حکم بھی سنا چکا ہے۔۔۔

ڈیمن کی آواز سن کر ایلیا نے کوئی رسپانس نہیں دیا اور چپ چاپ وہاں سے چلی گئی جب کہ رائز کی نگاہوں نے دور تک ایلیا کا پیچھا کیا تھا

ایلیا نے آہستہ سے دروازہ ناک کیا مگر آگے سے کوئی جواب وصول نہ ہوا تین سے چار بار دروازہ ناک کرنے پر بھی جب علیزہ نے دروازہ نہ کھولا تو ایلیا نے دروازے کے قریب ہی لٹکتی ڈپلیکیٹ کی سے دروازہ کھولا اور کمرے میں داخل ہوئی

علیزہ بالکل سامنے بیڈ پر ایک ہی حالت میں بیٹھی گھٹنوں میں اپنا چہرہ دیے ابھی تک رو رہی تھی اس کے بال بکھرے ہوئے تھے دوپٹہ وجود پر نہیں تھا جبکہ اس کی اپنی حالت بھی بکھری ہوئی تھی وہ ٹوٹ کر بکھر چکی تھی

ایلیا آہستہ سے اس کے قریب جا کر بیٹھی اور ایک لمبا سانس لے کر اسے دیکھنے لگی سامنے بیٹھی لڑکی اس کی محبت کی محبت تھی مگر اس سب میں اس لڑکی کا کوئی قصور نہیں تھا وہ تو خود اس وقت اپنی محبت کے لیے تڑپ رہی تھی اس سب میں صرف ڈیمن کا قصور تھا وہ چاہت کر بھی علیزہ سے نفرت

نہیں کر پا رہی تھی کیونکہ وہ لڑکی نفرت کے قابل ہی نہیں تھی وہ لڑکی تو صرف محبت کرنے کے لیے بنائی گئی تھی

تمہارے رونے سے کچھ نہیں ہو گا اس لیے خود کو اتنی اذیت مت تو دو۔۔۔ ایلیا اس کی طرف دیکھتی افسوس بھرے انداز میں بولی

علیزہ نے چہرہ اٹھا کر اپنے سامنے بیٹھی اہلیا کو دیکھا جس کا چہرہ مرجھایا ہوا تھا اس کے چہرے پر کل کی طرح چمک نہیں تھی وہ کچھ تھکی تھکی سی لگ رہی تھی جیسے بہت دور کی مسافت طے کر کے آئی ہو

میرے رونے سے یہ زمین والوں کو چاہے فرق نہ پڑتا ہو مگر میرے اللہ کو ضرور پڑتا ہے اور میرا رونا ہی ہے میری فریاد میرا خدا ہی سنے گا اور میں صرف اس کے سامنے ہی گڑگڑانا پسند کرتی ہوں علیزہ عجیب سے انداز میں بولی شاید وہ ایلیا کو بھی غلط سمجھ رہی تھی۔

تمہارا خدا تم پر مہربان ہو سکتا ہے مگر تمہیں ساتھ ہی ساتھ اپنے شوہر کی بھی حفاظت کرنی ہوگی اگر تم اس شخص کی خلاف ورزی کرو گی تو وہ شخص

تمہارے شوہر کو کوئی بھی نقصان پہنچا سکتا ہے تم اپنے خدا سے امید رکھو مگر جو تمہارے اختیار میں ہے وہ بھی کرو۔۔۔ایلیا نے اسے کچھ سمجھانا چاہا شاید وہ لفظوں ہی لفظوں میں اسے بہت گہری بات سمجھانے کی کوشش کر رہی تھی

ڈیمن تمہیں نیچے بلا رہا ہے وہ چاہتا ہے کہ تم ہم سب کے ساتھ مل کر کھانا کھاؤ کیونکہ تم نے کل سے کچھ نہیں کھایا ایلیا کی بات سن کر علیزہ نے فوراً نفی میں سر ہلایا

میں اس شخص کے سامنے نہیں جانا چاہتی بس میں اس شخص کی شکل نہیں دیکھنا چاہتی علیزہ کے الفاظوں میں ڈیمن کے لیے عجیب سی نفرت جھلک رہی تھی

میں نے یہ کب بولا کہ تم اس کے سامنے جاؤ تمہیں صرف نیچے چلنا ہے جہاں پر تم موجود ہوگی وہاں پر وہ نہیں آئے گا ایلیا اس کے سرخ چہرے کی طرف دیکھتی ہوئی بولی

جس کا چہرہ رونے کی وجہ سے بے حد سرخ پڑ چکا تھا آنکھیں سوجھی ہوئی تھی اور وہ کافی بیمار بیمار سی لگ رہی تھی

میں پھر بھی یہاں سے کہیں نہیں جانا چاہتی پلیز تم جاؤ یہاں سے نہ مجھے کچھ کھانا ہے اور نہ ہی کسی کا سامنا کرنا ہے علیزہ بول کر اپنا دوپٹہ پکڑتی اپنے کندھوں پر پھیلا گئی

خود کے اور اپنے شوہر کے ساتھ ایسے زیادتی مت کرو علیزہ تمہیں اس وقت کھانے کی ضرورت ہے تم نے کل سے کچھ نہیں کھایا تم اس شخص کے سامنے بے شک نہ جاؤ وہ تمہارے سامنے نہیں آئے گا مگر تم نیچے چل کر کھانا کھا لو ایلیا نے اسے سمجھانا چاہا مگر علیزہ کہاں اس کی ایک بھی سمجھنے کو تیار تھی

میم سر نیچے بلا رہے ہیں اور وہ بول رہے ہیں کہ اگر میم نیچے آ کر کھانا نہیں کھائیں گی تو اس گھر کے کسی بھی ملازم کو کھانا نہیں ملے گا ملازمہ دروازہ نوک کرتی سر جھکاتے ہوئے مدہم آواز میں بولی جب کہ ملازمہ کی بات سنتے دونوں

نے جھٹکے سے گردن اٹھا کر دروازے کی جانب دیکھا جہاں ایک ملازمہ نہایت ہی ادب سے سر جھکائے کھڑی تھی

علیزہ تو پھٹی پھٹی نگاہوں سے اس ملازمہ کو دیکھتی رہ گئی کیا اس گھر کا مالک اتنا بے رحم اور سفاک دل تھا جسے ان ملازموں پر ترس نہیں آتا تھا

میں نے تم سے بولا تھا نا اپنی ضد میں دوسروں کا نقصان مت کرو دیکھو اس شخص نے کیا بولا ہے وہ ایسا کرنے میں ایک سیکنڈ بھی نہیں لگائے گا اگر تم نیچے چل کر کچھ نہیں کھاؤ گی تو اس گھر کے 50 سے زیادہ ملازموں کو آج بھوکا رکھے گا اور شاید کل بھی رکھے اس کی سزا ان سب کو ملے گی۔۔

ایلیا علیزہ کی طرف دیکھتے ہوئے کافی نرم لہجے میں بول رہی تھی شاید اسے بھی اس گھر کے ملازموں کی بہت فکر تھی۔۔۔۔

○○○○○○○○○○○○○○

سر ایک پارسل آیا ہے ملازم ڈیمن کے قریب جاتا نظریں جھکاتے ہوئے بولا تو ڈیمن نے اس ملازم کی طرف دیکھا جو ہاتھ میں ایک چھوٹا سا پارسل پکڑے کھڑا تھا۔

کس نے بھیجا ہے اور کہاں سے آیا ہے ڈیمن نے سخت تاثرات کے ہمراہ پوچھا کیونکہ آج سے پہلے وہاں کوئی پارسل نہیں آیا تھا۔

سر گیٹ کے پاس پڑا تھا اوپر آپ کا نام لکھا ہے اس کے علاوہ وہاں کوئی بھی دیکھائی نہیں دیا کیمرے میں چیک کیا تو وہاں ایک لڑکا نظر آیا جس کا چہرہ کیمرے میں نہیں آیا ملازم نے تفصیل سے بتایا.

ٹھیک ہے اسے رکھ دو اور تم جاؤ۔ڈیمن کے بولتے ہی اس ملازم نے وہ پارسل ڈیمن کے سامنے ٹیبل پر رکھا اور پھر وہاں سے چلا گیا جبکہ ڈیمن اب کشمکش کا شکار تھا کہ یہ پارسل کہاں سے آیا ہے اور کس نے بھیجا ہے۔

ڈیمن نے رائز کو وہ پارسل کھولنے کا اشارہ کیا تو رائز نے اس پارسل کو اپنی جانب کھسکاتے ہوئے کھولنا شروع کیا جس میں سے صرف ایک چھوٹی سی چچپ

براٰمد ہوئی تھی اس کے علاوہ اس کے اندر کچھ نہیں تھا نہ کوئی نام نہ کوئی پتہ اور نہ ہی کوئی اور چیز۔۔۔۔

یہ ملی ہے شاید اس میں کچھ ریکارڈ ہے رائز کالے رنگ کی چھوٹی سی چیپ کو الٹ پلٹ کر کے بغور دیکھتے ہوئے بولا

لگاؤ اسے۔۔۔ڈیمن رائز کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا تو رائز نے ایک ملازم کو اشارہ کیا جو فوراً ہی لیپ ٹاپ لے آیا تھا۔۔۔

رائز نے وہ چپ لیپ ٹاپ میں لگاتے ہوئے لیپ ٹاپ پر تیزی سے انگلیاں چلانا شروع کی اگلے ہی لمحے اس چپ میں ایک فولڈر براٰمد ہوا بالکل ویسا جیسا مکزم کو بھیجی گئی چیپ میں موجود تھا

ویڈیو کو پلے کر کے رائز نے وہ لیپ ٹاپ بالکل سامنے کیا اب رائز اور ڈیمن دونوں لیپ ٹاپ کی سکرین پر چلتی ویڈیو کو آسانی سے دیکھ سکتے تھے دیکھ تو ملازم بھی سکتے تھے مگر کسی بھی ملازم میں ہمت نہیں تھی کہ نظریں اٹھا کر ان

کے لیپ ٹاپ کی طرف دیکھ لیتے سب کی نظریں جھکی ہوئی تھیں اور وہ یوں ہی نظریں جھکائے ہاتھ باندھے غلاموں کی طرح کھڑے تھے۔۔۔

ویڈیو چلنا شروع ہوئی جس میں ایک گاڑی دکھائی جا رہی تھی اس میں بیٹھا شخص بھی واضح طور پر دکھائی دے رہا تھا رائز اور ڈیمن اس شخص کو دیکھتے ہی پہچان چکے تھے کہ وہ کون ہے گاڑی کی سپیڈ بڑھ رہی تھی اور پھر ایک دم ایک ٹرک زور سے آ کر اس گاڑی میں لگا اور وہ گاڑی اچھل کر دور جا گری اور کچھ ہی لمحوں بعد اس گاڑی میں زوردار دھماکہ ہوا اور اس گاڑی کا پرزہ پرزہ الگ ہو کر دور جا گرا یقیناً اس گاڑی میں موجود شخص کا زندہ ہونا ناممکن تھا کیونکہ جو حال کچھ ہی منٹوں میں گاڑی کا ہوا تھا اس کی تو لاش بھی صحیح سلامت نہیں مل سکتی تھی۔۔۔

ڈیمن اور رائز اپنی پوری آنکھیں کھولے حیرت سے یہ سارا منظر دیکھ رہے تھے ان کی حالت اس وقت عجیب تھی وہ ساکت نگاہوں سے سکرین کو دیکھ رہے تھے جہاں آگ میں جلستی ہوئی گاڑی دکھائی دے رہی تھی یہ سب غیر

متوقع تھا وہ توقع بھی نہیں کر سکتے تھے کہ اس شخص کا یہ حال ہوگا اس کا ایکسیڈنٹ ہوا تھا اور اس کی ریکارڈنگ انہیں بھیجی گئی تھی اس سے پہلے کہ وہ دونوں صدمے سے باہر نکلتے یا پھر اس معاملے میں کوئی سوال کرتے انہیں ایلیا کی دلفریب چیخ سنائی دی۔

علیزہ۔۔۔ایلیا اتنا زور سے چیخی تھی کہ اس کی آواز اس محل نما گھر میں لاؤڈ سپیکر کی طرح گونجی تھی

رائز اور ڈیمن نے جلدی سے کرسی سے اٹھ کر اپنے پیچھے دیکھا جہاں علیزہ زمین بوس ہو چکی تھی وہ آخر والی سیڑھیوں سے گری تھی اس کے ماتھے سے خون نکل رہا تھا اور وہ حوش و حواس سے بیگانہ تھی یہ سب حالات اس بات کے گواہ تھے کہ وہ یہ ویڈیو دیکھ چکی ہے۔۔

ڈاکٹر کو بلاؤ جلدی ڈیمن دھاڑا تھا اور دور کر اس کی جانب گیا مگر جیسے ہی وہ علیزہ کو اٹھانے لگا بے اختیار اس کے قدم اور ہاتھ وہیں پر رک گئے۔۔۔

وہ اسے اپنے ناپاک ہاتھوں سے چھونا بھی نہیں چاہتا تھا جو وہاں بے ہوش گری اپنے ہوش و حواس سے بیگانہ تھی ڈیمن کو نہ جانے کون سی ان دیکھی طاقت نے روک دیا تھا وہ آگے بڑھ کر نہ تو علیزہ کو اٹھا رہا تھا اور نہ ہی اس کے وجود میں کوئی حرکت تھی وہ ساکت کھڑا وہیں پر اسے دیکھ رہا تھا جس کے ماتھے پر گہری چوٹ آئی تھی

ایلیا نے نظریں اٹھا کر ڈیمن کی طرف دیکھا جو پتھر کی مورت بنے وہیں پر کھڑا تھا مگر آگے بڑھ کر علیزہ کو اٹھا نہیں رہا تھا ایلیا سمجھ چکی تھی کہ وہ علیزہ کو نہیں چھوڑ سکتا وہ اتنا احترام تو کرتا ہے اس کا کہ وہ ابھی اس لڑکی کے سامنے خود کو بے مول سمجھ رہا ہے وہ لڑکی اسے چھونے کی اجازت نہیں دے سکتی کبھی بھی یہ بات وہاں پر کھڑے ایک ایک فرد کو معلوم تھی

اسی وجہ سے ڈیمن اس لڑکی کی حالت کے پیش نظر اسے ہاتھ بھی نہیں لگا رہا جبکہ ایسی حالت میں کسی میں بھی سوچنے سمجھنے کی صلاحیت نہیں بچتی مگر ڈیمن میں تھی اس لیے وہ کچھ سوچ کر وہیں پر رک گیا تھا

ایلیا نے ملازمہ کے ساتھ مل کر علیزہ کو سہارا دے کر اٹھایا اور اسے نیچے ہی موجود کمرے میں لے گئی پیچھے سے پانچ ہی منٹ کے اندر اندر ڈاکٹر بھی آ چکی تھی کیونکہ وہ ان کی پرسنل مافیا ڈاکٹر تھی جو ہر وقت میسر رہتی تھی اس لیے اسے آنے میں دیری نہیں ہوئی تھی۔۔۔

oooooooooooooo

ہاسپٹل کی راہداری میں کھڑے دو شخص بے چینی سے ڈاکٹر کے باہر آنے کا انتظار کر رہے تھے ڈاکٹر کو اپریشن تھیٹر میں گئے تین گھنٹے سے زیادہ وقت بیت چکا تھا مگر ابھی تک ڈاکٹرز باہر نہیں آئے تھے اور نہ ہی اپریشن تھیٹر کا دروازہ کھلا تھا آئی سی یو کا دروازہ ان کے سامنے بند ہوا تھا اندر مکزم کا اپریشن چل رہا تھا وہ زندگی اور موت کی جنگ لڑ رہا تھا

جبکہ ہونے والے دھماکے میں جہانزیب اور داد کو بھی گہری چوٹیں آئی تھیں مگر وہ سنبھل چکے تھے لیکن مکزم کی حالت بہت خراب تھی

جہانزیب نے ابھی کسی کو کچھ نہیں بتایا تھا وہ خود بہت زیادہ پریشان تھا وہ دونوں باہر کھڑے شدت سے دعا کر رہے تھے کہ مکزم کو کچھ نہ ہو مکزم صحیح سلامت ہو اس کا اپریشن کامیاب ہو جائے اور اس کی زندگی بچ جائے جبکہ ڈاکٹرز صاف الفاظ میں کہہ کے گئے تھے کہ انہیں بچا پانا مشکل ہے ٹائم پر ہاسپٹل لے آنے سے اس کا اپریشن تو شروع ہو چکا تھا مگر اسے جتنی چوٹیں آئی تھی اور جتنا خون بہہ چکا تھا ڈاکٹرز نے انہیں کسی اچھی امید سے آگاہ نہیں کیا تھا۔۔۔

آخر کار انتظار ختم ہوا اور آئی سی یو کا دروازہ کھول کر ڈاکٹرز باہر نکلے جب کہ جہانزیب اور داد آئی سی یو کے دروازے کے ساتھ ہی کھڑے ان کے باہر آنے کے پہلے سے منتظر تھے ان کے باہر آتے ہی وہ دونوں جلدی سے آگے بڑھے

ڈاکٹر پیشنٹ کیسا ہے وہ ٹھیک تو ہے اس کا اپریشن کامیاب ہوا۔۔۔؟؟

جہانزیب بے چینی سے ڈاکٹر کی جانب دیکھتے ہوئے بولا دل کسی خدشے کی تحت

تیزی سے دھڑک رہا تھا کسی انہونی کا احساس جہانزیب کو ہو رہا تھا اس کا دم گھٹ رہا تھا جبکہ ضبط کی وجہ سے آنکھیں سرخ پڑ چکی تھیں وہ صبر نہیں کر پا رہا تھا اس کا جان سے عزیز دوست اندر زندگی اور موت کی جنگ لڑ رہا تھا

دیکھیں ہم آپ کو کوئی جھوٹی تسلی نہیں دینا چاہتے خون بہت بہہ چکا ہے اور انہیں بہت گہری چھوٹیں آئی ہیں ہم نے بہت مشکل سے ان کی جان بچائی ہے مگر ہمیں ڈر ہے کہ کہیں وہ کومہ میں نہ چلے جائیں 48 گھنٹوں سے پہلے پہلے اگر انہیں ہوش آگیا تو یہ ہم سب کے لیے بہتر ہے لیکن اگر انہیں 48 گھنٹوں سے پہلے ہوش نہ آیا تو وہ کومہ میں چلے جائیں گے اور کومہ پیشنٹ کیا ہوتا ہے

یہ آپ لوگ اچھے سے سمجھتے ہوں گے آل پڑھے لکھے ہیں یقیناً آپ کو پتہ ہوگا یہ کسی کومہ پیشنٹ کا زندگی کی طرف واپس آنا کوئی معجزہ ہی ہو سکتا ہے ایسے کیسز بہت کم ہوتے ہیں جس میں پیشنٹ کو ہوش آ جائے باقی آپ سب دعا کریں ہماری پوری کوشش ہے کہ انہیں 48 گھنٹوں کے اندر اندر ہوش آ

جائے لیکن اگر انہیں ہوش نہ آیا تو ہم کچھ نہیں کر سکیں گے ڈاکٹر نفی میں سر ہلاتا افسوس بھرے انداز میں بولا اور جہانزیب کا کندھا تھپتھپاتا وہاں سے اپنے کیبن کی جانب بڑھ گیا جبکہ جہاں‌زیب حکا بکا وہیں پر کھڑا حیرت اور صدمے سے پوری آنکھوں کو کھولے ڈاکٹر کے بولے گئے الفاظوں کو سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔

داد بھی صدمے کی کیفیت میں وہیں کھڑا تھا یہ بات ان دونوں کے لیے صدمہ ہی تھی مکزم کا اس حالت میں جانا کوئی چھوٹی بات نہیں تھی اس کا زندگی کی طرف واپس لوٹنا بہت مشکل تھا مگر وہ انتظار کے سوا کچھ نہیں کر سکتے تھے۔۔۔

مکزم کو اس وقت دعاؤں کی ضرورت تھی کوئی معجزہ ہی اسے واپس زندگی کی طرف لا سکتا تھا اور یہ معجزہ کب ہو گا اس بات کا اندازہ کسی کو بھی نہیں تھا کیونکہ ڈاکٹر واضح الفاظوں میں بتا چکا تھا کہ وہ اپنی طرف سے پوری کوشش کر چکے ہیں اب آگے جو ہو گا وہ خدا کو منظور ہو گا۔

سر حویلی والوں کو صبح سے کالز آ رہی ہیں حالم سر بات کرنا چاہتے ہیں کیا انہیں مکزم سر کی حالت کے بارے میں اطلاع دے دوں داد جہانزیب کی طرف دیکھتے ہوئے بولا جو پیشنٹ روم میں مکزم کے قریب ہی بیٹھا ہوا تھا جبکہ مکزم ہوش و حواس سے بیگانہ نہ جانے کون سی دنیا میں تھا

نہیں کسی کو بھی کچھ مت بتانا وہ سب آگے ہی بہت پریشان ہیں میں خود ان سے بات کر لوں گا جہانزیب داد کی طرف دیکھتے ہوئے بولا تو داد نے ہاں میں سر ہلایا

سر مجھے لگتا ہے کہ ہمیں بتا دینا چاہیے سر کو اس وقت انہیں سب کی دعاؤں کی ضرورت ہے اور اگر ان کی حالت کے بارے میں حویلی والوں کو نہیں بتائیں گے تو یہ زیادتی ہوگی خدانخواستہ اگر انہیں خود بخود پتہ چلا گیا تو وہ آپ سے خفا ہو جائیں گے داد نے جھجھکتے ہوئے اپنی بات مکمل کی تھی کہ پتہ نہیں جہانزیب کو اس کی بات پسند آتی بھی کی نہ آتی۔۔۔

نہیں داد سب اس وقت علیزہ کی ٹینشن میں ہیں کوئی بھی ٹھیک حالت میں نہیں مگر مکزم کی حالت کے بارے میں بتا دیا تو سب ٹوٹ جائیں گے اور میں اپنے گھر والوں کو ٹوٹتا ہوا نہیں دیکھ سکتا مکزم ٹھیک ہو جائے گا انشاءاللہ اسے ہوش آں جائے گا مجھے پورا یقین ہے

ایسے ایکسیڈنٹ اس کے لیے آزمائش ہو سکتے ہیں مگر وہ اپنی بیوی کو یوں اکیلا چھوڑ کر کہیں نہیں جا سکتا جہانزیب اپنی آنکھوں میں تیرنے والی نمی کو پیچھے دھکیلتے ہوئے بولا مکزم کو اس حالت میں دیکھ کر اس کے دل کو کچھ ہو رہا تھا جس کے پورے جسم پر سفید پٹیاں بندھی ہوئی تھیں یہاں تک کہ اس کے سر پر چہرے پر بھی سفید پٹیاں تھیں

اس کا چہرہ صحیح سے دکھائی نہیں دے رہا تھا منہ پر لگی آکسیجن مشین کے ذریعے وہ لمبے لمبے سانس اندر کو کھینچ رہا تھا وہ اس وقت کس تکلیف میں تھا شاید کوئی اندازہ نہیں لگا سکتا تھا اور اس کی ایسی حالت کے بارے میں گھر والوں کو بتانا وہ مناسب نہیں سمجھ رہا تھا اگر وہ مکزم کی یہ حالت دیکھ کر ٹوٹ

سکتا تھا تو گھر والوں کہ تو بات ہی بہت دور کی تھی وہ کیسے اپنے آپ کو سنبھالتے ان پر آگے ایک پہاڑ ٹوٹ چکا تھا وہ ان پر مزید ظلم کے پہاڑ نہیں توڑ سکتا تھا

ٹھیک ہے سر میں اس ٹرک کا پتہ کرواتا ہوں جس ٹرک سے گاڑی کا ایکسیڈنٹ کیا گیا میں کچھ ہی دیر میں ساری ڈیٹیلز لے کر آپ کے پاس دوبارہ آؤں گا۔۔۔داد جہانزیب کی جانب دیکھتے ہوئے بولا تو جہانزیب نے آہستہ سے سر ہلایا جس پر داد وہاں سے چلا گیا جب کہ جہانزیب بے سدھ سا ہمت ہارا وہیں پر بیٹھا مکرم کو دیکھ رہا تھا جس کا وجود زخموں سے چور چور ہوا پڑا تھا۔

oooooooooooooooo

تمہیں شرم نہیں آتی تم کیسے اتنا گر سکتے ہو ڈیمن تم نے اس لڑکی کے شوہر پر جان لیوا حملہ کروایا تمہیں ڈوب کر مر جانا چاہیے کسی کی جان لینا تمہارے لیے اتنا آسان ہے یہ تو میں جانتا ہوں مگر تم کسی بے قصور کی جان اس طرح لو گے میں نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا

رائز ڈیمن کے کمرے کا دروازہ دھرم سے کھولتا اندر داخل ہوتے ہوئے دھاڑا
بغیر کسی لحاظ کے۔۔۔

ڈیمن انجانی اور غصے بھری نظروں سے سامنے کھڑے رائز کو دیکھ رہا تھا جو
آگ بگولا ہو رہا تھا

تم نے ایسا کیوں کروایا ڈیمن بولو کیا تم کسی کے خدا بنے بیٹھے ہو تم نے دو
انجان لوگوں کی زندگیاں کیوں برباد کی رائز ابھی بھی اسی انداز میں چلا رہا تھا
جبکہ ڈیمن بالکل سامنے کھڑا ساکت نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا جبکہ اس نے
ایک لفظ بھی ابھی تک اپنی زبان سے نہیں نکالا تھا۔۔۔

وہ لڑکی کوئی بے جان کھلونا نہیں ہے اس نے بولا تھا کہ اس کی زندگی اس
کے شوہر کی وجہ سے ہے اب اگر اسے کچھ ہو گیا تو تم کیا۔۔۔۔ابھی رائز اپنی
بات مکمل بھی نہیں کر پایا تھا جب ڈیمن کی دھاڑ نے اس کمرے میں خیز
خاموشی کو توڑا۔

شٹ اپ جسٹ شٹ اپ بکواس بند کرو اپنی میں نے کسی پر جان لیوا حملہ نہیں کروایا میں نے اس کے شوہر کو نہیں مروایا یہ جو کچھ بھی ہوا ہے میں اس بارے میں کچھ بھی نہیں جانتا ڈیمن دھاڑتے ہوئے بولا اس کی دھاڑ کسی شیر کی مانند تھی وہ جو تب سے رائز کی فضول باتیں سن رہا تھا اب اس کے صبر کا پیمانہ لذیز ہوا تھا وہ مزید خود پر الزام تراشی برداشت نہیں کر سکتا تھا

ڈیمن کی بات سن کر رائز کو حیرت کا جھٹکا لگا تھا اسے یقین نہیں ہو رہا تھا کہ جو ڈیمن بول رہا ہے وہ سچ ہے

تم نے ہی بولا تھا کہ تم اس کے شوہر کو مروا دو گے کیونکہ تم اسے حاصل کرنا چاہتے ہو کیونکہ وہ کسی بھی صورت اپنی بیوی کو طلاق نہیں دے گا اور نہ ہی اس کی بیوی اسے چھوڑے گی اس صورت میں تم اس کی جان لے لو گے اب تم کیسے کہہ سکتے ہو کہ وہ جان لیوا حملہ تم نے نہیں کروایا وہ ایکسیڈنٹ تم نے ہی کروایا ہے اس سب کے پیچھے تم ہی ہو۔۔۔رائز کسی بھی صورت ڈیمن کی باتوں پر یقین کرنے کو تیار نہیں تھا۔۔

میں نے جان لینے کا بولا تھا مگر میں نے اس کی جان نہیں لی میں تو ابھی اس شخص کے روبرو بھی نہیں گیا میں نے اس کا ایکسیڈنٹ نہیں کروایا اگر میں اس کا ایکسیڈنٹ کرواتا تو کیا میں اسے ریکارڈ کرواتا کیا وہ چیپ میں اپنے گھر میں خود بھجواتا یہ کسی اور کی چال ہے یہ کسی اور نے کیا ہے ڈیمن دوبارہ سے دھاڑا تھا جبکہ ڈیمن کی بات سن کر رائز کو کچھ کچھ سمجھ آئی تھی

اگر تم نے یہ سب نہیں کروایا تو کس نے کروایا ہے اور وہ ریکارڈنگ وہ ویڈیو وہ ہمیں کیوں بھجوائی گئی رائز اب حیرت میں مبتلا ہوتے کشمکش کے انداز میں بولا جبکہ ڈیمن کے حالات بھی کچھ مختلف نہیں تھے وہ بھی تب سے یہی سوچ سوچ کر پاگل ہو رہا تھا کہ یہ سب کیا ہوا ہے اور اس سب کے پیچھے چھپا شخص کون ہے

سر ڈاکٹر نے چیک اپ کر لیا ہے وہ آپ کو بلا رہی ہے اس سے پہلے کہ وہ دونوں اس معاملے میں مزید پیش گوئی کرتے ایک ملازمہ کمرے کی دہلیز پر کھڑی ہوتی سر جھکاتے ہوئے ہلکی آواز میں بولی۔۔۔

جس پر ڈیمن نے ہاں میں سر ہلایا اور ہاتھ کے اشارے سے اس ملازم کو جانے کا اشارہ کیا تو وہ فوراً ہی وہاں سے چلی گئی

ڈیمن نے رائز کو اگنور کر کے باہر کی جانب قدم بڑھائے تھے جہاں ڈاکٹر کھڑی اسی کا انتظار کر رہی تھی

کیا ہوا ہے انہیں سب ٹھیک ہے ڈیمن ڈاکٹر کی طرف دیکھتے بے چین انداز میں بولا ڈاکٹر اس کی بے چینی بخوبی محسوس کر چکی تھی

انہوں نے کسی بات کا بہت گہرا سٹریس لیا ہے ان کے لیے اتنا سٹریس ٹھیک نہیں ہے ان کی صحت آگے بہت کمزور ہے سٹریس لینے کی وجہ سے ان کے دماغ پر بہت گہرا اثر پڑا ہے اگر دوبارہ انہیں سٹریس ملا تو انہیں نروس بریک ڈاؤن بھی ہو سکتا ہے زیادہ سے زیادہ کوشش کریں کہ انہیں خوش رکھیں وہ کوئی بھی ٹینشن نہ لے پائیں ڈاکٹر ڈیمن کی طرف دیکھتے ہوئے بولی اس نے ڈیمن کو تمام تفصیل سے آگاہ کیا تھا جس پر ڈیمن کی شفاف پیشانی پر بلوں کا مزید اضافہ ہوا تھا وہ مزید پریشانی میں مبتلا ہو چکا تھا ایسا کیسے ہو سکتا تھا کہ وہ

علیزہ کو خوش رکھ پاتا وہ تو خود یہاں سے نکلنا چاہتی تھی وہ اس شخص کے پاس رہنا ہی نہیں جاتی تھی جس نے اسے زبردستی قید کر رکھا تھا

اور سٹریس لینے سے وہ اسے روک نہیں سکتا تھا کیونکہ مکزم کی حالت وہ دیکھ چکی تھی یقیناً اب تک وہ اپنے شوہر کو مرا ہوا تصور کر چکی ہوگی اور اسی چیز کا اسے صبر نہیں ارہا ہوگا ہوش آتے ہی وہ دوبارہ سے اسی حالت میں جائے گی کیونکہ یہ بات چھوٹی نہیں ہے یہ ایک گہرا صدمہ ہے جو علیزہ کے دل و دماغ پر لگا ہے جسے برداشت کرنا اس کے بس کی بات نہیں ہے۔۔۔

^^^^^^oooooo^^^^^

علیزہ نے آہستہ آہستہ آنکھیں کھولی تو خود کو انجان جگہ پر پایا وہ اس وقت کسی اور کمرے میں موجود تھی اپنے قریب کسی کی موجودگی کو محسوس کرتے اس نے گردن گھما کر اپنی دائیں جانب دیکھا جہاں ایلیا اس کے قریب ہی بیٹھی اسے ہی دیکھ رہی تھی

میر۔۔۔علیزہ کے دماغ میں کچھ جھکما سا ہوا وہ مکزم کو پکارتی ایک جھٹکے سے بیڈ سے اٹھی تھی۔۔

کیا ہوا تم ٹھیک ہو ایلیا گھبرا کر فوراً اس کے قریب ہوئی اتنی ہی دیر میں ڈیمن رائز کے ہمراہ کمرے میں داخل ہوا۔

علیزہ نے اپنا سرخ چہرہ اٹھا کر ڈیمن کی طرف دیکھا اور پھر جھٹکے سے بیڈ سے اٹھی۔

ڈیمن جو دروازے کے قریب ہی کھڑا تھا علیزہ کو اپنی طرف آتا دیکھ کر حیرت میں مبتلا ہوا، مگر اس کی حیرت جلد ہی ختم ہو گئی جب علیزہ نے بغیر کسی لحاظ کے ایک زناٹے دار تھپڑ اس کے منہ پر دے مارا۔

اس تھپڑ کی آواز بڑے سے بند کمرے میں گونجی تھی وہیں ایلیا نے حیرت سے جھٹکا کھاتے اپنے منہ پر دونوں ہاتھ رکھے تھے جبکہ رائز بھی پھٹی پھٹی نگاہوں سے علیزہ کو دیکھ رہا تھا جیسے اس کاروائی کا یقین نا ہو رہا ہو۔

ڈیمن غائب دماغی کی حالت میں علیزہ کو دیکھ رہا تھا جیسے اسے بھی اس بات کا یقین نا ہو رہا ہو کہ اسے پڑنے والا تھپڑ علیزہ نے مارا ہے۔

بے ضمیر جانور تم نے کیا کیا ہے میرے شوہر کے ساتھ آخر کیا بگاڑا تھا ہم نے تمہارا تم نے کیوں ایسا کیا بتاؤ کیا کیا ہے تم نے میرے شوہر کو میں تمہیں جان سے مار دوں گی علیزہ پاگلوں کی طرح چلا رہی تھی جیسے اپنے آپے میں نا ہو جبکہ اب وہ ڈیمن کا گریبان پکڑ چکی تھی۔

بتاؤ کہاں ہے میرا شوہر اگر میرے میر جو کچھ بھی ہوا تو میں میں اپنی جان لے لوں گی مگر تمہاری قید میں کبھی نہیں رہوں گی علیزہ نے اسے گریبان سے پکڑ کر جھنجوڑ ڈالا تھا جبکہ ڈیمن ضبط سے سرخ چہرہ لیے چپ چاپ کھڑا تھا جیسے اس کے منہ میں زبان موجود ہی نا ہو۔

علیزہ پلیز چپ کرو ڈیمن نے کچھ نہیں کیا ایلیا اسے تھامتی ڈیمن کا گریبان اس کے ہاتھوں سے چھڑواتے ہوئے بولی۔

اس نے ہی کیا ہے اس نے مارا ہے میرے شوہر کو اس نے بولا تھا یہ انہیں جان سے مار دے گا اس نے مار دیا میرے میر کو اس نے مجھے بھی مار دیا سب ختم کر دیا میرا سہارا چھین لیا میرے میر کو مجھ سے دور کر دیا میں کبھی معاف نہیں کروں گی میں مر جاؤں گی مگر اس کی دسترس میں نہیں آؤں گی علیزہ دھاریں مار مار کر روتی وہیں زمین پر بیٹھی جلی گئ جبکہ ایلیا سے اس کو سنبھال پانا بے حد مشکل تھا۔

ڈیمن ساکت وہیں کھڑا تھا نظریں جھکی ہوئی تھیں جبکہ گال پر علیزہ کی انگلیوں کے چھاپ دیکھائی دے رہی تھی۔

علیزہ کا رونا بلکنا اس کی برداشت سے باہر تھا وہ واپس پلٹا اور کمرے سے باہر نکل گیا رائز کے بھی دل کو کچھ ہو رہا تھا اس معصوم لڑکی کو دیکھ کر جس کی حالت بہت خراب تھی

مگر ایلیا اور ڈیمن دونوں کو اس چیز کی حیرت تھی کہ ڈیمن نے کوئی جواب کیوں نہیں دیا وہ بول سکتا تھا کہ یہ سب اس نے نہیں کیا مگر وہ کچھ بھی نہیں

بولا آج تک کسی میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ کوئی اس سے اونچی آواز میں بات بھی کر جائے مگر علیزہ کی اتنی گستاخانہ حرکتوں کے بعد بھی وہ بلکل چپ تھا

آپ کے شوہر کو ڈیمن نے نہیں مروایا ابھی تک یہ بھی نہیں پتا کہ آپ کا شوہر واقعی میں مر چکا ہے یا زندہ ہے کیونکہ اس گاڑی میں سے آپ کے شوہر کی لاش برامد نہیں ہوئی آپ نے ڈیمن پر ہاتھ اٹھا کر اچھا نہیں کیا رائز کی سنجیدہ آواز اس کمرے میں گونجی جس پر علیزہ نے کوئی رسپانس نہیں دیا

اس نے تو اس کی بات پر غور ہی نہیں کیا تھا اس کا دماغ صرف ایک بات پر اٹک چکا تھا کہ اس کا میر اس سے دور ہو چکا ہے لیکن اس کی ویڈیو جو وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ چکی تھی وہ اسے جھٹلا نہیں پا رہی تھی کسی کے بھی الفاظ اس کے دماغ کو ٹھنڈا کرنے میں کامیاب نہیں ہو رہے تھے

علیزہ کی آنکھوں کے سامنے مکزم کا چہرہ اور اس کی گاڑی آ رہی تھی جو آگ میں جلس رہی تھی اسے کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا اسے صرف اتنا پتہ تھا کہ اس

کی دنیا اجڑ چکی ہے اس کی ساری دنیا صرف اس کا شوہر تھا جو اس کا صاحبان تھا اس کا تاج تھا اس کا مان تھا اس کا سہارا تھا اور اس وقت اس کے شوہر کو ہی بری طرح ایکسیڈنٹ کروا کر مروا دیا گیا تھا

○○○○○○○○○○○○○○○○○

ڈیمن تیز تیز قدم لیتا گھر سے باہر نکل رہا تھا جبکہ رائز اس کے پیچھے ہی تھا اسے اندازہ تھا کہ ڈیمن اس وقت کتنے غصے میں ہوگا مگر اس کا اندازہ جلد ہی غلط ثابت ہوا جو اس نے ڈیمن کے چہرے پر غصے کے تاثرات کی بجائے سنجیدہ مگر الجھے ہوئے تاثرات دیکھے

ڈیمن کہاں جا رہے ہو رائز فوراً اس کے سامنے آتے ہوئے بولا جو اپنی گاڑی کی جانب بڑھ رہا تھا

حقیقت جاننے اس کھیل کے پیچھے چھپے چہرے کو ڈھونڈنا ہے جو بڑی مہارت سے یہ کھیل کھیل رہا ہے مگر شاید وہ یہ بھول گیا ہے کہ مقابل کوئی کمزور

انسان نہیں بلکہ ڈیمن ہے اور ڈیمن سے الجھنا موت کو خود آواز دینے کے مترادف ہے

ڈیمن بولتا ہوا اپنی گاڑی کی جانب بڑھا اور فرنٹ ڈور کھول کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا جب کہ رائز بھی جلدی سے فرنٹ اور کھول کر فرینڈ سیٹ پر بیٹھ چکا تھا کیونکہ وہ بھی اس کے ساتھ ہی جانا چاہتا تھا پیچھے ان کے گارڈز کی گاڑیاں تھیں جنہیں پیچھے آنے سے ڈیمن نے منع کر دیا تھا اب وہ لوگ وہیں پر ہاتھ باندھے اس کے حکم کی تکمیل کر رہے تھے

oooooooooooooo

پلیز علیزہ کچھ کھا لو تھوڑا سا کھا لو آج پورے دو دن بیت چکے ہیں تم نے کچھ نہیں کھایا تمہارے شوہر کو کچھ نہیں ہوا وہ زندہ ہی ہو گا پلیز کچھ کھا لو تمہاری صحت کے لیے بہت ضروری ہے ایلیا کب سے علیزہ کی منتیں کر رہی تھی جس نے ابھی تک اپنے حلق میں پانی کا ایک گھونٹ تک نہیں اتارا تھا وہ بس پاگلوں کی طرح روئے جا رہی تھی اور صرف ایک بات بول رہی تھی کہ

مجھے میرا میر چاہیے مجھے میرا شوہر کا کر دو ورنہ میں اپنی جان لے لوں گی اس کی ضد بچوں جیسی تھی وہ بچوں کی طرح ری ایکٹ کر رہی تھی

مجھے کچھ نہیں کھانا سنائی نہیں دیا تمہیں جاؤ یہاں سے علیزہ ایلیا کی طرف دیکھتی ہوئی نا مناسب سے انداز اپناتے ہوئے بولی جو ایلیا کو اندر ہی اندر برا بھی لگا تھا مگر اس نے اس بات کو اگنور کر دیا چونکہ علیزہ اس وقت کافی تکلیف میں مبتلا تھی

میری بات سنو ایسے مت کرو اپنے ساتھ کچھ کھا لو تمہیں تمہارے میر کی قسم ---ایلیا نے ایک آخری حربہ آزمایا

علیزہ نے آنسوؤں سے تر چہرہ اٹھا کر ایلیا کی طرف دیکھا ایک بار پھر اسے اپنی قسمت پر بہت رونا آیا اس کا دل نہیں مان رہا تھا کہ اس کے میر کو کچھ ہو سکتا ہے یہ بات نا اس کا دماغ تسلیم کر رہا تھا اور نا دل---

پلیز کھا کو اپنے میر کہ لیے رائز نے بتایا ہے نا کہ تمہارے میر کو کچھ نہیں ہوا اس گاڑی میں سے تمہارا شوہر نہیں ملا اگر تمہارا شوہر اس گاڑی میں دھماکے

کے وقت نہیں تھا تو ابھی اسے زندہ ہونا چاہیے تھا ایلیا کی باتیں علیزہ کو بہت کچھ سوچنے پر مجبور کر رہی تھی

علیزہ کو باتوں میں لگا کر جیسے تیسے کر کے ایلیا نے اسے تھوڑا بہت کھانا کھلایا تھا جسے علیزہ نے بہت مشکل سے حلق سے نیچے اتارا تھا اسے صرف اس وقت اپنی نظروں کے سامنے مکزم چاہیے تھا وہ صرف ایک بار اسے صحیح سلامت دیکھ لینا چاہتی تھی

آج مکزم کو دیکھے اپنے گھر والوں کو دیکھے اپنے بچوں کو دیکھے اسے تین دن بیت چکے تھے جو تین دن سے ان کے بغیر رہ رہی تھی مکزم سے زیادہ تو اسے اپنے بچوں کی جدائی تڑپا رہی تھی اس کی ممتا اپنے بچوں کو اپنے حصار میں لینے کے لیے بے چین تھی مگر یہ کوئی مشکل آزمائش تھی جسے خدا کی رضا سمجھ کر اسے قبول کرنا ہی تھا۔

ooooooooooooooo

مکزم کو آج ہاسپٹل میں ایڈمٹ ہوئے دو دن گزر چکے تھے مگر اسے ہوش نہیں آیا تھا اب صرف کچھ گھنٹے بچے تھے جس کے چند گھنٹے تو ویسے ہی گزر چکے تھے جہانزیب اور داد کو شدت سے انتظار تھا کہ مکزم واپس ہوش میں آ جائے مگر ابھی تک مکزم کے وجود میں کوئی بھی حرکت نہیں ہوئی تھی

وقت گزارنے کے ساتھ ساتھ ان کی بے چینی بھی بڑھ رہی تھی خوف ان کے سر پر سوار ہوا تھا دل انجانے خوف کے تحت تیزی سے دھڑک رہا تھا وہ اپنے رب سے صرف ایک دعا کر رہے تھے کہ مکزم کو اج ہوش آ جائے 48 گھنٹے مکمل ہونے میں صرف پانچ گھنٹے باقی تھے

ڈاکٹرز بھی اپنی طرف سے پوری کوشش کر رہے تھے کیونکہ ڈاکٹرز کو بھی مکزم کے ہوش میں آنے کا بے صبری انتظار تھا کیونکہ ڈاکٹر جانتے تھے کہ وہ کوئی عام شخص نہیں ہے جو اس وقت ہاسپٹل کے بستر پر پڑا ہوا ہے بلکہ وہ ایک جانا مانا مشہور بزنس مین ہے جس کی جان بچانا بے حد ضروری ہے وہ اپنی

طرف سے پوری جان لگا رہے تھے مگر اب ہونا تو وہی تھا جو خدا کو منظور ہوتا۔

ooooooooooooo

ایلیا نے آہستہ سے کمرے کا دروازہ کھولا اور کمرے میں داخل ہوئی جہاں علیزہ سامنے بیڈ پر بیٹھی اپنے چہرے پر اچھے سے حجاب کیے قرآن پاک کو اپنے سامنے کھولے خاصی اونچی آواز میں قرآن پاک کی تلاوت کر رہی تھی ساتھ وہ ترجمہ بھی کر رہی تھی علیزہ کی مدھم مگر خوبصورت آواز سن کر ایلیا کے قدم وہیں پر رک گئے وہ وہیں دروازے پر کھڑی اسے سننے لگی۔۔

اَلرَّحۡمٰنُ (1) ۙ

رحمٰن ہی نے۔

عَلَّمَ الۡقُرۡاٰنَ (2) ؕ

قرآن سکھایا۔

خَلَقَ الۡاِنۡسَانَ (3) ↖

اس نے انسان کو پیدا کیا۔

عَلَّمَہُ الۡبَیَانَ (4) ↖

اسے بولنا سکھایا۔

اَلشَّمۡسُ وَالۡقَمَرُ بِحُسۡبَانٍ (5) ↖

سورج اور چاند ایک حساب سے چل رہے ہیں۔

وَّالنَّجۡمُ وَالشَّجَرُ یَسۡجُدَانِ (6) ↖

اور بیلیں اور درخت سجدہ کر رہے ہیں۔

وَالسَّمَآءَ رَفَ-عَہَا وَوَضَعَ الۡمِیۡ-زَانَ (7) ↖

اور آسمان کو اسی نے بلند کر دیا اور ترازو قائم کی۔

اَلَّا تَطۡغَوۡا فِی الۡمِیۡ-زَانِ (8) ↖

تاکہ تم تولنے میں زیادتی نہ کرو۔

وَاَقِيْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيْـزَانَ (9) ↖

اور انصاف سے تولو اور تول نہ گھٹاؤ۔

وَالْاَرْضَ وَضَعَهَا لِلْاَنَامِ (10) ↖

اور اس نے خلقت کے لیے زمین کو بچھا دیا۔

فِيْـهَا فَاكِهَةٌ وَّالنَّخْلُ ذَاتُ الْاَكْمَامِ (11) ↖

اس میں میوے اور غلافوں والی کھجوریں ہیں۔

وَالْحَبُّ ذُو الْعَصْفِ وَالرَّيْحَانُ (12) ↖

اور بھوسے دار اناج اور پھول خوشبو دار ہیں۔

فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُـمَا تُكَـذِّبَانِ (13) ↖

پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔

خَلَقَ الۡاِنۡسَانَ مِنۡ صَلۡصَالٍ كَالۡفَخَّارِ ‏(14) ۝

اس نے انسان کو ٹھیکری کی طرح بجتی ہوئی مٹی سے پیدا کیا۔

وَخَلَقَ الۡجَآنَّ مِنۡ مَّارِجٍ مِّنۡ نَّارٍ ‏(15) ۝

اور اس نے جنوں کو آگ کے شعلے سے پیدا کیا۔

فَبِاَىِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ‏(16) ۝

پھر تم (اے جن و انس) اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔

رَبُّ الۡمَشۡرِقَيۡنِ وَرَبُّ الۡمَغۡرِبَيۡنِ‌ ‏(17) ۝

وہ دونوں مشرقوں اور مغربوں کا مالک ہے۔

فَبِاَىِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ‏(18) ۝

پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔

مَرَجَ الۡبَحۡرَيۡنِ يَلۡتَقِيٰنِ ‏(19) ۝

اس نے دو سمندر ملا دیے جو باہم ملتے ہیں۔

بَیۡنَ-ھُمَا بَ-رۡزَخٌ لَّا یَبۡغِیَانِ (20) ↖

ان دونوں میں پردہ ہے کہ وہ حد سے تجاوز نہیں کرسکتے۔

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُ-مَا تُکَ-ذِّبٰنِ (21) ↖

پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔

یَخۡرُجُ مِنۡ-ھُمَا اللّ-ؤۡلُ-ؤُ وَالۡمَرۡجَانُ (22) ↖

ان دونوں میں سے موتی اور مونگا نکلتا ہے۔

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُ-مَا تُکَ-ذِّبٰنِ (23) ↖

پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔

وَلَ-ہُ الۡجَوَارِ الۡمُنۡشَاٰتُ فِی الۡبَحۡرِ کَالۡاَعۡلَامِ (24) ↖

اور سمندر میں پہاڑوں جیسے کھڑے ہوئے جہاز اسی کے ہیں۔

فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ رَبِّکُـمَا تُکَـذِّبٰنِ (25) ↖

پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔

کُلُّ مَنۡ عَلَيۡـهَا فَانٍ (26) ↖

جو کوئی زمین پر ہے فنا ہو جانے والا ہے۔

وَّيَبۡقٰى وَجۡهُ رَبِّکَ ذُو الۡجَلٰلِ وَالۡاِکۡـرَامِ (27) ↖

اور آپ کے پروردگار کی ذات باقی رہے گی جو بڑی شان اور عظمت والا ہے۔

فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ رَبِّکُـمَا تُکَـذِّبٰنِ (28) ↖

پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔

يَسۡاَلُـهٗ مَنۡ فِى السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ‌ؕ کُلَّ يَوۡمٍ هُوَ فِىۡ شَاۡنٍ (29) ↖

اس سے مانگتے ہیں جو آسمانوں اور زمین میں ہیں، ہر روز وہ ایک کام میں ہے۔

فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ رَبِّکُـمَا تُکَـذِّبٰنِ (30) ↖

پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔

سَنَفۡرُغُ لَکُمۡ اَیُّہَ الثَّقَلَانِ (31) ↖

اے جن و انس ہم تمہارے لیے جلد ہی فارغ ہو جائیں گے۔

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُ-مَا تُکَ-ذِّبٰنِ (32) ↖

پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔

یَا مَعۡشَرَ الۡجِنِّ وَالۡاِنۡسِ اِنِ اسۡتَطَعۡتُ-مۡ اَنۡ تَنۡفُذُوۡا مِنۡ اَقۡطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ
فَانۡفُذُوۡا ؕ لَا تَنۡفُذُوۡنَ اِلَّا بِسُلۡطٰنٍ (33) ↖

اے جنوں اور انسانوں کے گروہ! اگر تم آسمانوں اور زمین کی حدود سے باہر نکل سکتے ہو تو نکل جاؤ، تم بغیر زور کے نہ نکل سکو گے (اور وہ ہے نہیں)۔

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُ-مَا تُکَ-ذِّبٰنِ (34) ↖

پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔

یُ-رۡسَلُ عَلَیۡکُمَا شُوَاظٌ مِّنۡ نَّارٍ وَّنُحَاسٌ فَلَا تَنۡتَصِرٰنِ (35) ↖

تم پر آگ کے شعلے اور دھواں چھوڑا جائے گا پھر تم بچ نہ سکو گے۔

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ (36)

پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔

علیزہ سورۃ الرحمن کا ترجمہ کرتے ہوئے کسی اور ہی دنیا میں پہنچی ہوئی تھی اس کی مدہم خوبصورت آواز نہ صرف ایلیا بلکہ اس کے بالکل پیچھے کھڑے ڈیمن کو بھی اپنے سحر میں جکڑ چکی تھی صرف اس کی آواز ہی نہیں بلکہ اس کے لبوں سے نکلنے والے الفاظ اور ان الفاظوں میں چھپی تحریر جو کہ قرآن پاک میں صاف طور پر واضح لکھی گئی ہے وہ بخوبی سمجھ پا رہے تھے وہ غیر مسلم تھے

وہ عسائی تھے انہوں نے کبھی اپنے خدا کو نہیں مانا تھا ایلیا تو پھر بھی کبھی کبار چرچ چلی جایا کرتی تھی مگر ڈیمن تو اپنے خدا سے انکاری تھا وہ تو کبھی بھی اس نے اپنے خدا نہیں مانتا تھا مگر وہ مسلمان بھی نہیں تھا وہ اپنے خدا کے سامنے جھکنا پسند نہیں کرتا تھا مگر صورت الرحمن جس کا ترجمہ علیزہ نہ صرف کر رہی

تھی بلکہ اس ترجمے کو کسی جادو کی طرح ان پتھر کے بنے مجسموں پر پھونک بھی رہی تھی جن کا اثر ان کی روح پر ہو رہا تھا۔۔

وہ دونوں ساکت یوں ہی وہیں پر کھڑے علیزہ کو سن رہے تھے جو ہر چیز سے بے نیاز صورت رحمان کو مکمل کر رہی تھی اگے بولے جانے والے الفاظ اور کیے جانے والا ترجمہ ان دونوں کی روحوں پر زیادہ بھاری ہو رہا تھا

^^^^^^^^^^^^^^^^

وہ حوریں جو خیموں میں بند ہوں گی۔

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ (73) ↖

پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔

لَمۡ یَطۡمِثۡہُنَّ اِنۡسٌ قَبۡلَہُمۡ وَلَا جَآنٌّ (74) ↖

نہ انہیں ان سے پہلے کسی انسان نے اور نہ کسی جن نے چھوا ہو گا۔

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ (75) ↖

پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔

مُتَّكِـِٕيۡنَ عَلٰى رَفۡرَفٍ خُضۡرٍ وَّعَبۡقَرِيٍّ حِسَانٍ (76) ↖

قالینوں پر تکیہ لگائے ہوئے ہوں گے جو سبز اور نہایت قیمتی نفیس ہوں گے۔

فَبِاَىِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُـمَا تُكَـذِّبٰنِ (77) ↖

پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔

تَبٰرَكَ اسۡمُ رَبِّكَ ذِى الۡجَلٰلِ وَالۡاِكۡـرَامِ (78) ↖

آپ کے رب کا نام بابرکت ہے جو بڑی شان اور عظمت والا ہے۔

^^^^^^^^^^^

علیزہ نے سورۃ الرحمن کو ختم کر کے قرآن پاک کو شدت سے چوم کر اپنی آنکھوں سے لگایا جیسے اس نے راحت حاصل کرنا چاہ رہی ہو اور پھر اپنے سینے سے لگانے کے بعد ایک لمبی سرد آہ بھری اور پھر قرآن پاک کو اختیار سے غلاف میں لپیٹ کر بیڈ سے اٹھ کھڑی ہوئی

قرآن پاک کو سائیڈ ٹیبل پر تھوڑا اونچا کر کے رکھنے کے بعد وہ پیچھے مری جہاں بالکل سامنے دروازے میں اایلیا کھڑی تھی دوسری جانب ڈیمن کھڑا تھا مگر وہ آدھا دروازہ بند ہونے کی وجہ سے دکھائی نہیں دے رہا تھا

تم کیا پڑھ رہی تھی کیا یہ تمہارے مذہب کی کتاب ہے ایلیا کمرے کے اندر علیزہ کی جانب قدم بڑھاتے ہوئے بولی تو علیزہ نے آہستہ سے ہاں میں سر ہلا کر اس بات پر اتفاق کیا

ہاں یہ قرآن پاک ہے اس میں حقیقت لکھی گئی ہے جب یہ دنیا نہیں بنی تھی اور جب یہ دنیا ختم ہو جائے گی یہ سب اس میں لکھا ہے ہمیں آخرت کی تیاری کے لیے یہ کتاب سونپی گئی ہے اور ہم اپنی آخرت درست کرنے کے لیے قران پاک کو پڑھتے ہیں سمجھتے ہیں اور اس پر عمل کرتے ہیں کیونکہ عمل کرنے کے لیے ہی قرآن پاک کو نازل کیا گیا ہے ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم۔

جو ہمارے آخری نبی ہیں ہم ان کے امتی ہیں وہ ہماری بخشش کا ذریعہ بنیں گے ان پر قرآن پاک نازل کیا گیا تھا اور ان کے ذریعے ہم گنہگاروں کے گناہ معاف کیے جائیں گے ہماری توبہ کو قبول کیا جائے گا ہمارا خدا اپنے پیارے حبیب حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے صدقے ہمیں بخش دے گا مگر ہم نے جو دنیا میں گناہ کیے ہوں گے ان کا حساب ہمیں لازمی دینا ہو گا علیزہ وہی بیڈ پر بیٹھتی ایلیا کی طرف دیکھتی ہوئی بولی جبکہ ایلیا اس کی باتوں کو بہت غور سے سننے اور سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی

اور جو غیر مذہب ہیں کیا ان کے خدا کچھ نہیں کر سکتے عالیہ نے ایک نیا سوال آگے رکھا

غیر مذہب وہ ہیں جو ہمارے خدا کو اور قرآن پاک کو اور ہمارے آخری نبی کو نہیں مانتے غیر مذہبی لوگوں کے لیے جنت تکمیل نہیں کی گئی وہ دوزخی ہیں اور انہیں جہنم ہی نصیب ہوگی اس دنیا میں بھی ان پر خدا کی خاص لعنت ہے اور آخرت میں بھی ان کی بخشش نہیں کی جائے گی پھر چاہے وہ روئیں گر گرائیں

یا توبہ کریں ان کی توبہ قبول نہیں کیا جائے گی کیونکہ وہ ہمارے قرآن کو نہیں مانتے ہمارے اخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ ہ وسلم کو نہیں مانتے کیونکہ انہوں نے ہمارے پہلے نبی حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ نہیں کیا تھا

ہمارے خدا نے ان سب کے لیے ایک راہ راست بنایا ہے کہ وہ ہمارے قرآن پاک کو سمجھیں اگر وہ اپنے مذہب کو چھوڑ کر ہمارے مذہب میں آتے ہیں تو ان کی زندگی اس طرح ہو جائے گی جیسے ایک پیدا ہونے والے بچے کے شروع ہوتی ہے اس کے بعد وہ اپنے ماضی کی توبہ کریں گے مگر مسلمان ہو جانے کے بعد وہ بالکل ایسے ہوں گے جیسے بچہ ایک ماں کے پیٹ سے نکل کر اس دنیا میں قدم رکھتا ہے۔۔۔

جو دنیا کے نیک اور پرہیزگار لوگ ہیں جو قرآن کو مانتے ہیں اور اس پر عمل کرتے ہیں ان کے لیے کیا ہوگا۔۔۔؟؟ایلیا نے تعجب سے سوچتے ہوئے سوال کیا

"ان کے لیے جنت ہو گی" اس سے مسکرا کر جواب دیا۔

اور جنت میں کیا ہو گا۔۔۔؟؟؟

وہ سب جو اس دنیا میں نہیں مل سکتا۔۔وہ مطمئن ہلکا سا مسکرائی۔

کیا جنت میں خوشیاں ملیں گی۔۔۔؟؟؟

ہاں جنت میں صرف خوشیاں ہوں گی ہماری عبادتوں کا صلہ ہوگا ہماری آخرت کا اجر ہوگا کوئی غم کوئی رشتہ کوئی فریب کوئی دھوکہ نہیں ہوگا وہاں ہم خود مختیار ہوں گے مگر جنت میں بھی ہم تب جائیں گے جب ہم جنت جانے والے کام کریں گے۔۔۔

علیزہ اس کا چہرے کی جانب بغور دیکھتی ہوئی بولی جو تھی تو غیر مسلم مگر اس کے مذہب میں کافی دلچسپی لے رہی تھی۔

کیا تم جنت میں جاؤ گی۔۔۔؟؟

میرے اعمال تو ایسے نہیں ہیں کہ میں جنت میں جا سکوں مگر میں اپنے پیارے نبی جو کہ میرے آخری سہارے ہیں وہ مجھے جنت لے کر جائیں گے ان کے

صدقے میں بخش دی جاؤں گی وہ اپنے تمام امتیوں کو اپنے پیچھے لے کر ہی جنت میں داخل ہوں گے ایسا وعدہ میرے خدا نے میرے نبی سے کیا ہے۔۔۔

علیزہ پر اسرار لہجے میں بولی انداز دل جیت لینے والا تھا بات کرنے میں فخر تھا ایک سرشاری تھی۔۔۔

باہر کھڑے ڈیمن نے یہ تمام باتیں سنی تھی وہ تو صرف یہاں سے گزر رہا تھا مگر ایلیا کو اس کے کمرے کے آگے کھڑے دیکھ کر رک گیا لیکن اس کے بعد جو کچھ اس نے سنا تھا وہ خود حاضر دماغ نہیں تھا وہ غائب دماغی سے وہاں سے ہٹ گیا۔۔۔

oooooooooooo

ڈیمن وہ کومہ میں جا چکا ہے اس کا بچ پانا ممکن نہیں رائز ڈیمن کی طرف دیکھتے ہوئے بولا جو بالکل سامنے کرسی پر بیٹھا اپنے سامنے پڑے ٹیبل پر ایک چھوٹے سے بنے گول دائرے نما شاپ کو گول گول گھوما رہا تھا جبکہ آنکھوں میں اور چہرے پر سختی تھی۔

ایکسیڈنٹ کس نے کروایا ہے کچھ پتہ چلا۔۔؟؟ ڈیمن کی سرد آواز رائز کی سماعتوں سے ٹکرائی وہ دونوں اس وقت گھر کے بیچ و بیچ لاؤنج میں بیٹھے تھے۔

نہیں اس ٹرک ڈرائیور کا پتہ چلا تھا مگر ہم سے پہلے ہی اس تک کوئی اور پہنچ گیا اور اسے گولی مار دی اب یہ کس نے کیا ہے یہ ابھی تک پتہ نہیں چلا اور نہ ہی یہ پتہ چل پا رہا ہے کہ وہ پارسل کس نے جوایا تھا رائز نے سنجیدگی سے جواب دیا

یہ کھیل الجھتا جا رہا ہے کچھ سمجھ نہیں آرہا اس کھیل نے ہماری پوری مافیا گینگ کو الجھا کر رکھ دیا ہے مگر اس بات کا خیال رکھنا کہ یہ بات ان تک پہنچ نہ پائے میں نہیں چاہتا کہ وہ دوبارہ سٹریس لے جب تک سچائی سامنے نہیں آ جاتی تب تک میں کوئی بھی سنگین قدم نہیں اٹھانا چاہتا مجھے پہلے اس شخص کا پتہ کرنا ہو گا اس شخص کے بارے میں جاننا ہو گا اس کے بعد ہی میں اپنے اور ان کے معاملے میں کوئی فیصلہ کر پاؤں گا ڈیمن رائز کی طرف دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے بولا تو رائز نے آہستہ سے ہاں میں سر ہلایا وہ اس حق میں نہیں تھا

کہ ڈیمن علیزہ کو اپنی زندگی میں شامل کرے مگر ڈیمن اپنے ارادوں کا پختہ تھا وہ پیچھے نہیں ہٹنے والا تھا وہ یہ بھی جانتا تھا اس لیے وہ چپ تھا

ہمارا مشن ہے کیا تم بھول گئے ہو کہ ہمیں ملیشیا اپنا آخری مشن پورا کرنا ہے اس کے بعد ہی تم اپنے لیے کوئی فیصلہ لینا میں نہیں چاہتا کہ تمہارے یہ ذاتی معاملات ہمارے مشن کا حصہ بنیں رائز ڈیمن کی طرف دیکھتے ہوئے کافی سنجیدگی سے بولا جس پر ڈیمن نے نظریں اٹھا کر رائز کو دیکھا

گینگ تیار کرو اپنی دو دن بعد ہم اس جگہ پر حملہ کریں گے انہیں ہر چیز صحیح طریقے سے سمجھا دو میں صرف ایک بار میٹنگ کروں گا میٹنگ میں ساری تفصیل بتا دوں گا ڈیمن بولتے ہوئے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا

ٹھیک ہے مگر اس بار ہمارے ساتھ ایلیا نہیں جائے گی وہ ہمارے مشن میں شامل نہیں ہو گی رائز کے بولنے پر ڈیمن جو وہاں سے جا رہا تھا ایک جھٹکے سے پیچھے مڑا اور اس کی طرف دیکھنے لگا جو چہرے پر سختی سجائے اسی کو دیکھ رہا تھا

ایلیا ہماری گینگ کی پارٹنر ہے وہ ہمارے ہر راز سے واقف ہے تم اور ایلیا تم دونوں کے بغیر یہ کام بہت مشکل ہے میں چاہوں تو اکیلا کر لوں مگر یہاں گینگ تیار کرنی ہے اور وہ تم دونوں ہی کر سکتے ہو اس لیے ایلیا ضرور جائے گی نہ صرف چائے گی

وہ ہماری گینگ کو بھی خود تیار بھی کرے گی ڈیمن کے سرد الفاظ رائز کو خاموش کر گئے تھے رائز ایلیا کو اب ڈیمن سے دور رکھنا چاہتا تھا مگر وہ یہ بھول رہا تھا کہ ایلیا بھی ان سب کی گینگ کا ایک حصہ ہے جو اسی کی طرح سب رازوں سے واقف ہے

رائز کو بالکل چپ دیکھ کر ڈیمن لمبے لمبے ڈھگ بھرتا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

ooooooᐱᐱᐱᐱᐱᐱooooo

ڈیمن باہر نکلا تو اس کی نظر لان میں بیٹھی ایلیا اور علیزہ پر پڑی تو اسے خوشگوار حیرت نے آن گھیرا علیزہ تو کبھی اس کمرے سے باہر نہیں نکلی تھی وہ

جب سے آئی تھی کمرے میں ہی بند تھی مگر آج وہ باہر لان میں بیٹھی ہوئی تھی وہ بھی ایلیا کے ساتھ۔

نہ جانے کیا سوچ کر ڈیمن نے ان کی جانب قدم بڑھائے جبکہ وہ دونوں باتوں میں مصروف تھی۔

تمہارے مذہب میں عورت کو ڈھانپ کر رکھنے کا حکم کیوں دیا گیا ہے ایلیا نے دلچسپ لہجے میں علیزہ سے سوال پوچھا

کیونکہ عورت چھپا ہوا ہیرا ہے اسلام میں عورت کو بہت اونچا درجہ دیا گیا ہے جب ایک عورت ماں بنتی ہے تو اس کے قدموں تلے جنت رکھ دی جاتی ہے اور اس کے علاؤہ وہ کسی کی بہن ہوتی ہے کسی کی بیٹی کسی کی بیوی اسے پردے میں رکھنے کا حکم اس لیے دیا گیا ہے کیونکہ وہ انمول ہوتی ہے ایک عورت جب پردہ کرتی ہے تو وہ اپنے خدا کو راضی کر لیتی ہے کیونکہ اس کے خدا کا یہ حکم ہے کہ عورت ہر غیر مرد سے پردہ کرے اور پردہ صرف چہرے کا نہیں ہوتا پردہ نظروں کا بھی ہوتا ہے ایک عورت جب اپنی نظروں میں پاکیزگی

رکھ کر نظریں جھکائے رکھتی ہے کسی غیر مرد کی طرف نظریں اٹھا کر نہیں دیکھتی تو اس کے اعمال اس کے فرشتے اس کے اعمال ناموں میں لکھ دیتے ہیں وہ عورت پاک کہلائی جاتی ہے کیونکہ وہ پاک ہی ہوتی ہے

علیزہ نے مدھم آواز میں جواب دیا اس کی آواز کافی کمزور تھی وہ پہلے سے کافی کمزور ہو چکی تھی وہ کچھ کھاتی پیتی بھی نہیں تھی بہت مشکل سے زبردستی کرنے کے بعد ہی اسے تھوڑا بہت کھانا کھلایا جاتا تھا

اور مرد کو کیا مرد کے لیے بھی کوئی پابندی ہے ایلیا نے سوچ کے مطابق اگلا سوال کیا

ہاں ایک مرد کے لیے بھی پردہ رکھا گیا ہے مگر وہ پردہ اس کے چہرے کے لیے نہیں اس کی نظروں کے لیے ہے جب ایک غیر عورت اس کے پاس سے گزرے تو اس مرد پر لازم ہے کہ وہ اپنی نظریں جھکا لے اپنا سر نہ اٹھائے اس عورت کا تصور بھی اپنے ذہن میں نہ لے کر ائے اس کے لیے اس کا محرم رشتہ ماں بیٹی بہن اور بیوی ہے بیوی اس کا لباس ہے اور وہ نظریں اٹھا

کر صرف اسے ہی محبت سے دیکھ سکتا ہے اگر وہ بیوی کو کسی بھی جائز خیالات کے تحت دیکھتا ہے تو اسے کوئی گناہ نہیں ہوتا کیونکہ وہ اس کی بیوی ہوتی ہے اور اگر وہ کسی اور غیر محرم عورت کو اسی نظر سے دیکھتا ہے تو اسے زنا کے برابر گناہ ملتا ہے اور زنا کی سزا یہ ہے کہ اس انسان کو اتنے کورے مارے جائیں کہ وہ انسان وہیں پر مر جائے مگر اسے بخشا نہ جائے

یہ ہمارے اسلام کی خوبصورتی ہے کہ جتنا پردے اور حیا کا حکم عورت کو دیا گیا ہے اتنا ہی مرد کو بھی دیا گیا ہے علیزہ نے تفصیل سے اسے بتایا تھا اسے بہت اچھا لگتا تھا اپنے مذہب کے بارے میں تمام باتیں بتانا اور ایک یہی چیز تھی جس میں اسے تھوڑی تسلی ہوتی تھی ورنہ سارا دن اس کا دماغ عجیب سے خدشوں میں گھومتا رہتا تھا

تمہارا مذہب کتنا خوبصورت ہے عورت اور مرد کو برابر کے حقوق دیے گئے ہیں کسی کے ساتھ زیادتی نہیں کی گئی ایلیا خوش دلی سے مسکراتے ہوئے بولی

علیزہ کی باتیں اسے اچھے سے سمجھ آنے لگی تھی اسے اب اس کا مذہب بہت متاثر کرنے لگا تھا

انسان کا اپنا درجہ ہے جیسے ماں کا الگ باپ کا الگ بیوی کا الگ اور شوہر کا الگ ایک بیوی پر سب سے زیادہ شوہر کا حق ہوتا ہے کیونکہ شوہر اس کا مجازی خدا ہوتا ہے اور مجازی خدا کو کبھی بھی مایوس نہیں کیا جاتا اس کی عزت کی جاتی ہے اسے محبت دی جاتی ہے کیونکہ وہ ہمارا جنت تک کا ساتھی ہوتا ہے یہ بولتے ہوئے علیزہ کی آنکھوں میں نمی آئی تھی اسے ایک دم سے مکزن کی یاد آئی تھی اور پھر اچانک اس کا ذہن اپنا بچوں کی جانب بھٹکا تھا اس کی آنکھوں کے سامنے ننھے ننھے معصوم چہرے لہرائے تھے جنہیں دیکھے پانچ سے چھ دن گزر چکے تھے

کیا ہوا تم رو رہی ہو ایلیا اس کے ہاتھوں پر گرتے اس کے آنسوں کو دیکھ کر تڑپ کر اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولی جس کی اب سانس بھی اس کا گلے میں اٹکی ہوئی تھی

میرے رونے کی وجہ صرف ایک ہی ہے ایلیا مجھے میرا شوہر اور اس سے بڑھ کر میرے دو معصوم بچوں کی یاد آ رہی ہے ان کی جدائی کاٹنا میرے لیے ناقابل قبول ہے میں ان کے بغیر کیسے رہ رہی ہوں یہ میں خود نہیں جانتی مگر میرا دل شدت سے چاہ رہا ہے کہ میرے بچے میرے پاس موجود ہوں میں اپنے بچوں کے بغیر نہیں رہ پا رہی علیزہ نے سچائی کا ساتھ دیا تھا۔

بچے۔۔۔؟؟؟ ڈیمن کو حیرت کا جھٹکا لگا۔

بچے۔۔۔کیا تمہارے بچے بھی ہیں ایلیا کا حال بھی کچھ مختلف نہیں تھا کیونکہ وہ کہیں سے بھی بچوں کی ماں نہیں لگتی تھی وہ حیرت سے علیزہ کی طرف دیکھتے ہوئے بولی

ہاں میرے دو ٹونز بے بیز ہیں ایک بیٹی اور ایک بیٹا وہ دونوں ابھی چار ماہ کے ہیں وہ دونوں مجھے ڈھونڈتے ہوں گے مگر میں انہیں کہیں نظر نہیں آتی ہوں گی یہ بتاتے ہوئے علیزہ کی ہچکیاں بندھ گئی تھیں

میں مایوس نہیں ہوں یقیناً یہ میرے خدا کی کوئی آزمائش ہے مگر مجھے پورا یقین ہے میں یہاں سے نکل جاؤں گی ایک نا ایک دن میں اس قید سے رہا ہو جاؤں گی میرے شوہر ہی مجھے بچائیں گے مجھے اپنے خدا پر کامل یقین ہے علیزہ اگلے ہی لمحے اپنے آپ کو مضبوط بناتی پورے یقین سے بولی۔۔۔

جب کہ پیچھے ڈیمن وہیں پر حیرت میں مبتلا کھڑا تھا اس نے سب کچھ معلوم کیا تھا مگر اسے یہ نہیں پتہ تھا کہ اس کے دو بچے بھی ہیں کیا اس نے اس کی ساری معلومات پڑھی تھی نہیں جہاں تک اسے یاد تھا اس نے صرف علیزہ اور مکزم کے بارے میں ہی پتہ کیا تھا اس کے علاوہ اس نے اس فائل میں موجود ان کی ڈیٹیل کو نہیں پڑھا تھا۔

ڈیمن الٹے قدم ہوا اور تیزی سے اندر کی جانب بڑھا جبکہ رائز جو ابھی تک لاؤنج میں موجود تھا ڈیمن کو یوں بھاگتا دیکھ کر پریشان ہوا۔۔

رائز نے اپنا لیپ ٹاپ بند کیا اور ڈیمن کے پیچھے گیا جو اب اپنے پرسنل روم کا کوڈ لگا رہا تھا کوڈ لگتے ہی دروازہ کھل گیا اور ڈیمن اندر داخل ہوا۔

ڈیمن کیا ڈھونڈ رہے ہو کیا چاہیے تمہیں ڈیمن کو کمرے کا حشر نشر کرتے دیکھ کر رائز آگے بڑھ کر زمین پر گری فائلز اٹھاتے ہوئے بولا ایک منٹ کے اندر اندر ڈیمن اس کمرے کا حال برا کر چکا تھا

آخر کار وہ فائل اس کے ہاتھ لگ ہی گئی اس کو کھولتے اس نے پیج آگے پیچھے کرنا شروع کیے اس فائل میں اس کی فیملی کے تمام افراد کی تصویریں موجود تھیں پھر ایک جگہ اس کا چلتا ہاتھ تھم گیا اس پر اس کو دونوں معصوم بچوں کی تصویریں موجود تھی وہ دو تصویریں تھیں اور دونوں تصویروں میں وہ دونوں ایک ساتھ تھے

گول مٹول چھوٹے چھوٹے معصوم بچے جن میں ایک چھوٹی سی فراک پہنے تقریباً تین ماہ کی بچی دکھائی دے رہی تھی جس کی آنکھیں نیلی تھی اس کے نین نقش مکزم جیسے تھے جبکہ آنکھیں اور چہرے پر پڑتا ڈمپل علیزہ سے ملتا تھا

ساتھ ہی ایک گول مٹول سا خوبصورت سا بچہ تھا جس کی آنکھیں سبز رنگ کی تھیں مگر اس کے نین نقش زیادہ تر علیزہ سے مل رہے تھے وہ دونوں بچے بہت خوبصورت تھے

ڈیمن وہ تصویریں دیکھ رہا تھا جب رائز نے آگے بڑھ کر اس کے ہاتھ سے وہ فائل پکڑی اور اب وہ اس فائل کو دیکھ رہا تھا اسے ان دو بچوں کے بارے میں معلوم تھا مگر اسے یہ معلوم نہیں تھا کہ وہ بچے علیزہ کے ہیں اس میں تو ان کی فیملی کی فوٹوز تھی اس نے یہی تصور کیا تھا کہ یہ کسی اور کے بچے ہوں گے مگر اس نے بھی تصویریں نہیں دیکھی تھی جو اب دیکھ رہا تھا

یہ دونوں بچے علیزہ کے ہیں میں نے پہلے یہ سب کیوں نہیں دیکھا ڈیمن عجیب سے انداز میں بولتا وہیں کرسی پر بیٹھ گیا اسے عجیب سی بے چینی نے آن گھیرا تھا وہ کچھ بھی کر سکتا تھا کسی بھی حد تک گر سکتا تھا مگر وہ ایک ماں کو ان کے بچوں سے دور نہیں رکھ سکتا تھا

وہ اپنے بچوں کے لیے تڑپتی ہے روتی ہے یقیناً اس کے بچے بھی اس کے لیے یوں ہی تڑپتے ہوں گے ڈیمن غائب دماغی کے عالم میں بول رہا تھا جبکہ رائز کبھی ڈیمن کو دیکھ رہا تھا اور کبھی اپنے ہاتھ میں پکڑی فائل میں موجود ان بچوں کی تصویروں کو۔

میں جس چیز کو چاہوں وہ مجھے کیوں نہیں ملتی آخر قسمت کی مجھ سے کیا دشمنی ہے وہ کیوں مجھے میری من چاہی چیز سے نہیں نوازتی قسمت کیوں مجھے ہمیشہ محرومیوں میں رکھتی ہے ڈیمن بے بسی کی انتہا پر تھا جبکہ رائز اسے زندگی میں دوسری بار اتنا بے بس اور لاچار دیکھ رہا تھا ان کے ماضی کے بعد آج 13 سال بعد اس نے ڈیمن کو دوبارہ اسی حالت میں دیکھا تھا جس حالت میں وہ 13 سال پہلے دیکھ چکا تھا

ڈیمن میں نے تمہیں پہلے بولا تھا کہ اس راستے کی کوئی منزل نہیں ہے وہ لڑکی شادی شدہ ہے ان دونوں کی زندگی ایک دوسرے سے ہے نہ تم اس کے شوہر

کو اس سے جدا کر سکتے ہو نہ ہی اس کی بیوی کو اس کے شوہر سے الگ کر سکتے ہو

لیکن تم نے اپنے دل کی مان کر بہت غلط کیا آج وہ لڑکی جس تکلیف میں ہے وہ تمہاری وجہ سے ہے میں مانتا ہوں کہ ماضی میں ہم سب کے ساتھ بہت غلط ہوا مگر تم کسی سے زبردستی خود کو محبت نہیں کروا سکتے وہ لڑکی دین کے راستے پر چلتی ہے وہ مسلمان ہے اور تم۔۔۔۔؟؟؟

تم نے تو کبھی اپنے خدا کو بھی نہیں مانا تم اس کی نظروں میں کیسے ٹھیک ہو سکتے ہو نہ جانے وہ تم سے کتنی نفرت کرتی ہے وہ کبھی بھی تمہاری زندگی میں شامل نہیں ہوگی ڈیمن اس کے پختہ ارادے دیکھو وہ مرنا پسند کرے گی مگر اپنے شوہر کو چھوڑ کر تمہاری طرف نہیں آئے گی

اور دیکھو نہ اس کے چھوٹے معصوم بچوں کو ان دو معصوم بچوں کا کیا قصور ہے جن سے تم ان کے ماں باپ چھین چکے ہو پہلے اس کی ماں کو دور کیا اور جب ان کا باپ ان کی ماں کو ڈھونڈنے آیا تو اسے بھی نقصان پہنچا دیا یہ سب

تمہاری ہی وجہ سے ہوا ہے ڈیمن تم ان معصوم بچوں کے ساتھ بھی زیادتی کر رہے ہو ابھی بھی وقت ہے سوچ لو اسے رہا کر دو وہ تمہارے لیے نہیں بنائی گئی

رائز اسے احساس دلانا چاہ رہا تھا کہ وہ کتنا غلط کر چکا ہے اور اسے مزید کچھ غلط کرنے سے روکنا چاہ رہا تھا

میں ایسا نہیں کروں گا اگر میں اس لڑکی کو قبول کر سکتا ہوں تو میں اس کے بچوں کو بھی قبول کر لوں گا مگر اسے میری زندگی میں داخل ہونا ہی پڑے گا ہر حال میں میں ایک بار پہلے اپنا سب کچھ ہو چکا ہوں دوبارہ اپنا دل نہیں مار سکتا اگر میرا دل مر گیا تو میں بھی مر جاؤں گا ڈیمن پختہ ارادے رکھتا ایک جھٹکے سے کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا اب اس کے اگلے ارادے کیا تھے یہ وہی جانتا تھا مگر رائز کو اس کے اگلے ارادوں سے خوف محسوس ہو رہا تھا

تم کیا کرو گے اب اس کے بچوں کو بھی اغواہ کرو گے؟؟؟ رائز کو اب غصہ آنے لگا تھا اس کے پاگل پن پر وہ اتنا سفاک درندہ صفت آج کیسے دوبارہ پہلے

والے روپ میں آگیا اس کے دل سے تو محبتیں ختم ہو چکی تھی پھر اب وہ کیسے محبت کا دعوی کر سکتا تھا

نہیں ڈیمن تم اس کے بچوں کو کچھ نہیں کرو گے اس کے بچے اس کی فیملی کے پاس رہنے دو اگر تم اس کے بچوں کو یہاں لے آئے تو پیچھے تم اس کی پوری فیملی کو اذیت پہنچانے کا سبب بنو گے تم اپنی ضد کے پیچھے پورے خاندان کو برباد کر دو گے رائز اس کے ارادوں کو جھانچتا اٹھ کر جھٹکے سے اس کے مقابل کھڑے ہوتے ہوئے احتجاج کرنے لگا

میں اس کے بچوں کو یہاں نہیں لے کر آؤں گا اس کے شوہر کے مر جانے کے بعد اس کے بچے بھی یہیں پر آ جائیں گے جب اس کا شوہر ہی نہیں رہے گا تو اس کے شوہر کے خاندان کے ساتھ اس کا کیا تعلق۔۔۔؟؟

مجھے اس کے مرنے کا بے صبری سے انتظار ہے اور رہی بات اس کے قبول کرنے کی تو وہ جلد ہی اس حقیقت کو قبول کر لے گی اسے میرا بننا ہی پڑے گا ہر حال میں ہر صورت میں نن ڈیمن کسی بھی صورت پیچھے ہٹنے کو تیار نہیں تھا

اسے اس وقت کوئی بھی پگھلا نہیں پا رہا تھا نہ علیزہ کے آنسو نا رائز کا احتجاج اور نہ ہی ایلیا کی بے لوث محبت۔۔

اگر تمہاری زندگی نے تم سے وہ سب چھینا تو اس میں اس لڑکی کا کوئی قصور نہیں ہے تم اس کی سزا اس لڑکی کو نہیں دے سکتے وہ لڑکی بے قصور ہے اور تمہیں اس سے محبت ہوئی ہے یہ تمہارا مسئلہ ہے تم اس سب کے پیچھے اس لڑکی کی زندگی کیوں برباد کر رہے ہو کیا تم نے اور ان لوگوں میں کوئی فرق رہ جائے گا جن لوگوں نے تمہاری زندگی سے محبت کرنے والے چھین لیے۔۔۔

رائز کے سرد انداز میں بولنے پر ڈیمن کے قدم وہیں پر رکے تھے جو باہر کی جانب بڑھ رہا تھا ایک دم سے اس کے دماغ میں ماضی کے تمام منظر لہرائے تھے اس کا بھیانک ماضی اس کے دماغ میں کسی فلم کی طرح چلنے لگا تھا

منہ بند کرو اپنا اگر تم نے ایک لفظ اور بھی بولا تو میں تمہاری جان لے لوں گا ڈیمن رائز کی طرف دیکھتا دھاڑا تھا کیونکہ رائز کے الفاظ اس کے سماعتوں میں کسی نوکیلے کھنجر کی طرح لگے تھے

تم بے شک میری جان لے لو مگر حقیقت کو نہیں جھٹلا سکتے تم۔۔۔رائز اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتا ابھی بھی بولنے سے باز نہیں آ رہا تھا وہ ڈیمن کو آئینہ دکھانا چاہتا تھا بتانا چاہتا تھا کہ وہ جو کچھ کر رہا ہے وہ سراسر غلط ہے

دوبارہ مجھے اپنی شکل مت دکھانا۔۔۔ڈیمن دو قدموں کا فاصلہ سمیٹ کر رائز کی سرخ آنکھوں میں اپنی ہیزل سرخ آنکھیں ڈالتا سخت لہجے میں بولا اور پھر بغیر وہاں رکے وہاں سے چلا گیا جب کہ رائز پیچھے سے غصے سے مٹیاں بھینچتا رہ گیا تھا اب ان کے رشتے میں درار آ رہی تھی دیمن ایک طرف اس کا بہترین دوست بھی تھا مگر اب رائز کو لگ رہا تھا کہ ڈیمن اس دوستی کے رشتے کو بھی کھو دے گا۔

○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○

جہانزیب ڈاکٹر کے پاس بیٹھا ان کی طرف سے دی جانے والی ہدایت کو بہت غور سے سن رہا تھا جب کہ اس کا فون مسلسل آدھے گھنٹے سے بج رہا تھا جس پر افراح کی کال تھی مگر وہ کال اٹھا نہیں رہا تھا صرف نظر انداز کر رہا تھا اور اپنی پوری توجہ ڈاکٹر کی باتوں کی طرف لگائی ہوئی تھی جو اسے بہت کچھ سمجھا رہا تھا

ڈاکٹر کی بات ختم ہوئی تو جہانزیب وہاں سے اٹھ کر باہر آیا اور اپنا فون دیکھا جہاں ابھی بھی افراح کی کال آ رہی تھی وہ بیچاری پچھلی آدھے گھنٹے سے تقریباً 50 سے زیادہ کالز کر چکی تھی

راہداری میں جاتے دائیں بائیں دیکھ کر جہانزیب نے کال اٹینڈ کرتے فون کان سے لگایا شاید وہ داد کو ڈھونڈ رہا تھا جو وہاں موجود نہیں تھا

کہاں تھے آپ جہانزیب میں کب سے آپ کو کال کر رہی ہوں ایٹ لیسٹ آپ ایک کال تو اٹھا سکتے ہیں نا بھائی کہاں پر ہیں بھابھی کا کچھ پتہ چلا پچھلے چار دن سے آپ کچھ نہیں بتا رہے آخر آپ کچھ بتائیں تو صحیح کہ وہاں ہوا کیا ہے

آپ ٹھیک ہیں نا بھائی اور بھابھی ٹھیک ہیں نا افراح ایک ہی سانس میں بولتی چلی گئی جبکہ دوسری جانب جہانزیب اس کی بے چینی اور پریشانی کو محسوس کیے چپ چاپ سے سن رہا تھا

آج پورے سات دن گزر چکے تھے مگر اس نے گھر میں بات نہیں کی تھی آج سے چار دن پہلے اس نے حویلی والوں کو بتایا تھا کہ مکزم بہت مصروف ہے علیزہ کے تلاش جاری ہے وہ جلد مل جائے گی اور اسے لے کر وہ لوگ واپس پاکستان آ جائیں گے مگر اس کے بعد اس نے حویلی والوں کی کال اٹینڈ نہیں گئی تھی اور نہ ہی خود انہوں نے فون کیا تھا جس پر سب بے حد پریشان ہو چکے تھے

اب آپ کچھ بولیں بھی کیا ہوا ہے سب ٹھیک تو ہے میرا دل بیٹھا جا رہا ہے افراح کی بے چین نم آواز سنتے جہانزیب حوش کی دنیا میں واپس لوٹا

ہاں سب ٹھیک ہے ہم کچھ دنوں تک واپس لوٹ آئیں گے گھر والوں کو بتا دو اس سے پہلے ہمیں ادھر کالز کر کر کے تنگ نہ کیا جائے کیونکہ ہم یہاں بہت

مصروف ہیں اس طرح بار بار کالز کرنے سے پریشانی ہوتی ہے جہانزیب سنجیدہ لہجہ اپناتے ہوئے بولا دوسری جانب افراح کو مزید حیرت ہوئی تھی کہ جہانزیب اس سے کس ٹون میں بات کر رہا ہے

آپ ایسا کیوں بول رہے ہیں ہم سب بھی یہاں پر اتنا ہی پریشان ہیں جتنے آپ لوگ وہاں پر پریشان ہیں افراح کی نم آواز سن کر جہانزیب نے سختی سے اپنے ہونٹ بھینچے تھے

میری بات سنو میری جان غور سے تمہارا بھائی ٹھیک ہے بس اسے تھوڑی بہت چوٹیں آئی ہیں کیونکہ اس کا ایکسیڈنٹ ہوا تھا اس لیے وہ ابھی بیڈ ریسٹ پر ہے تم یہ بات کسی سے بھی ڈسکس نہیں کرو گی کیونکہ ایسے میں وہ لوگ زیادہ پریشان ہوں گے تمہارے بھابھی کو ابھی ہم لوگ ڈھونڈ رہے ہیں وہ جلد ہی مل جائیں گی اور میں مکزم اور علیزہ کو لے کر ہی واپس پاکستان لوٹوں گا تب تک تم عبداللہ اور عنایہ کا بہت سارا خیال رکھو

اپنا اور ہمارے بچے کا بھی خیال رکھنا تم دونوں بہت عزیز ہو اور میں تم دونوں کے معاملے میں لاپرواہی برداشت نہیں کر سکتا جہانزیب اسے ریلیکس کرنے کے لیے بہت نرم انداز اپناتے ہوئے بولا جب کہ افراح وہیں حکی بکی بیٹھی اس کے باتوں کو سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی

کیسے ہوا ایکسیڈنٹ کیا ہوا بھائی کو پلیز آپ میری ان سے ایک بار بات کروا دیں افراح تو تڑپ ہی اٹھی تھی مکزم کے بارے میں سن کر۔۔

افراح کے بولنے پر جہانزیب گہری سوچ میں مبتلا ہو گیا اس نے بات کو گھما پھرا کر کیا تھا تاکہ افراح زیادہ پریشان نہ ہو مگر اس کے لہجے میں چھپی بے چینی اور مکزم کے لیے اتنی فکر دیکھ کر اسے مزید دکھ ہو رہا تھا جو صرف اس کے ایکسیڈنٹ کا سن کر اتنی افسردہ ہو رہی تھی اگر اسے پتہ چل جاتا کہ مکزم پچھلے چار دنوں سے بے ہوش پڑا ہے اسے ہوش نہیں آیا وہ کومہ پیشنٹ بن چکا ہے چونکہ 48 گھنٹوں بعد اسے ہوش نہیں آیا تھا وہ کومہ میں جا چکا تھا جس

میں انسان کا واپس لوٹنا آسان نہیں ہوتا یہ کوئی معجزہ ہی ہوتا ہے کہ وہ انسان واپس لوٹ آئے مگر زیادہ تر کیس میں کومہ پیشنٹ کی موت واقع ہو جاتی ہے

اگر افراح کو یہ پتہ چل جاتا کہ مکزم اس وقت کومہ میں جا چکا ہے تو یقیناً وی اس صدمے کو برداشت نہ کر پاتی

میں بھی تمہاری اس سے بات نہیں کروا سکتا کیونکہ وہ سو رہا ہے بتایا نا ابھی تھوڑی دیر پہلے جب تم کال کر رہی تھی میں ڈاکٹر کے پاس ہی تھا ان کی بات سن رہا تھا ڈاکٹر اس نے اسے میڈیسن دی ہے اور وہ سو رہا ہے

تم بھی آرام کرو گھر میں کسی سے بھی اس بات کا ذکر مت کرنا انہیں صرف اتنا بتا دینا کہ سب ٹھیک ہے تمہاری بھابھی بھی جلد مل جائے گی حوصلہ رکھیں سب انشاءاللہ سب بہتر ہو گا مجھ پر اور مکزم پر یقین رکھیں ہم اس حویلی کی بہو کو واپس لے کر ہی لوٹیں گے جہانزیب ایک سرد سانس ہوا کے سپرد کرتا ٹھہر ٹھہر کر بولا وہیں وہ افراح کو مطمئن کرنے کی کوشش کر رہا تھا

ٹھیک ہے آپ بھائی کا بہت زیادہ خیال رکھیے گا اور جب وقت ملے تو میری ان سے بات بھی کروایئے گا افراح کی پریشانی میں ابھی بھی کمی نہیں آئی تھی بلکہ مزید اضافہ ہوا تھا مگر وہ خود بلکس کرنے کی کوشش کر رہی تھی

ٹھیک ہے مجھے اب ضروری کام ہے فون رکھتا ہوں تم بار بار کالز مت کرنا میں خود فری ہو کر تمہیں کال کروں گا خیال رکھنا اپنا اور سب کا خدا حافظ۔۔۔

جہانزیب نے آخری کلمات کہتے فون بند کر دیا تھا جبکہ دوسری جانب افراح کی آنکھوں میں تیزی سے آنسو آئے تھے یہ سب کیا ہو رہا تھا اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا اس کا بھائی بھابھی یہاں تک کہ اس کا شوہر سب یہاں سے غائب تھے اور دوسری طرف اسے معاملات الجھے سے محسوس ہو رہے تھے مگر وہ معلوم بھی نہیں کر سکتی تھی صرف اپنی ساری امیدیں اللہ کا سپرد کر کے وہ بہتری کی دعا کر سکتی تھی۔۔۔

oooooooooooooo

علیزہ کھڑکی پاس کھڑی باہر کے منظر پر نظر ٹکائے ہوئے تھے کھڑکی سے اندر آتی ٹھنڈی ہوا اس کے چہرے کو چھو کر گزر رہی تھی چہرہ قدرے کمزور پڑ چکا تھا چہرے کی رنگت پیلی پڑ چکی تھی آنکھوں میں سرخی واضح تھی جیسے وہ بہت روئی ہو آنکھیں پتھریلی ہو چکی تھی جیسے کسی کے ہجر کاٹنے میں انتظار کرنے میں تھک چکی ہوں

اس گھر میں آج کوئی بھی نہیں تھا ایلیا ڈیمن رائز سب اپنے مشن کے سلسلے میں اپنے پرسنل روم میں موجود تھے جو شاید اس گھر کے تہخانے میں موجود تھے مگر علیزہ اس بات سے ناواقف تھی اس نے ان کے جاتے ہی یہاں سے نکلنے کی کوشش کی تھی مگر ہر جگہ پر گارڈز اور ملازم موجود تھے جو اسے کمرے سے باہر آتا دیکھ کر ہی اس کے قریب آ کر اس سے پوچھ رہے تھے کہ اسے کسی چیز کی ضرورت تو نہیں جس پر علیزہ کو بخوبی سمجھ آ چکا تھا کہ وہ یہاں سے کسی صورت نہیں نکل سکتی کیونکہ جتنی زیادہ یہاں پر سیکیورٹی موجود تھی یہاں پر چڑیا کا پنکھ مار جانا بھی ناممکن تھا

ایلیا پچھلے دو دنوں سے بہت مصروف رہ رہی تھی جب وہ اپنے کاموں کو نپٹا کر علیزہ کے کمرے میں آتی تھی تو علیزہ سو چکی ہوتی تھی وہ اپنے گینگ کو تیار کر رہی تھی کیونکہ کل ہی انہوں نے مشین پر نکلنا تھا ان کے پاس صرف چند گھنٹے باقی تھے اور ان چند گھنٹوں میں بھی وہ اپنے پرسنل روم میں موجود میٹنگ کر رہے تھے

میر کہاں پر ہیں آپ پلیز مجھے یہاں سے آ کر لے جائیں اگر آپ مجھے لینے نہ آئے تو میں مر جاؤں گی میری سانسیں بند ہو جائیں گی آپ نے بولا تھا نا کہ بہادر بنو یہ دنیا کمزور لوگوں کو جینے نہیں دیتی دیکھیں نا کہ میں کتنی بہادر بن چکی ہوں میں ان سب کا سامنے ڈٹ کر سامنا کر رہی ہوں مگر مجھے یقین ہے کہ آپ کو کچھ نہیں ہوا آپ بالکل ٹھیک ہیں آپ مجھے لینے آئیں گے آپ مجھے یہاں سے لے کر جائیں گے مجھے اپنے خدا پر مکمل یقین ہے انشاءاللہ یہ سب بھی دیکھیں گے آپ کو آتے ہوئے اور مجھے یہاں سے لے کر جاتے ہو میں آپ کا شدت سے انتظار کر رہی ہوں

پلیز اللہ جی میرے میر کو کہیں سے بھیج دیں میرا صبر جواب دینے لگا ہے دل ہی دل میں بہت سی پکاریں اٹھ رہی تھی جس پر علیزہ کی آنکھوں سے خاموش آنسو نکل کر زمین پر گرے تھے

آپ تو سب کے دل کے حال جانتے ہیں کیا یہ آزمائش کم نہیں جتنے دن میں نے یہاں پر سب کے بغیر گزار دیے صرف انتظار میں گزار دیے یا اللہ اب تو یہ آزمائش ختم کر دیں یہ نہ ہو کہ میں اس آزمائش کو پار کرتے کرتے مر جاؤں۔۔

ہونٹوں سے سرگوشی نما آواز میں شکوہ نکلا تھا جس پر اس نے ایک سسکی بھری تھی وہ اپنے خدا سے شکوہ نہیں کرنا چاہتی تھی مگر یہ آزمائش بہت مشکل اور بہت بڑی تھی جسے وہ بہت بہادری سے بہت ہمت اور حوصلے سے پار کرنا چاہ رہی تھی مگر اب اس کا صبر جواب دینے لگا تھا

اللہ ہر انسان کو اتنا ہی آزماتا ہے جتنا اس میں برداشت کرنے کا حوصلہ ہو مکرم نے اسے ایک بار بتایا تھا کہ آزمائش اللہ اپنے خاص بندوں پر ڈالتا ہے

جب اللہ کو یقین ہوتا ہے کہ اس کا بندہ اس آزمائش کو پار کر لے گا تب ہی اللہ اسے اس قابل سمجھتا ہے ورنہ غافل لوگوں کا خدا سے کیا تعلق خدا تو ان کی توبہ کا بھی منتظر ہوتا ہے مگر وہ کیا جانے خدا کو راضی کرنا کیا ہوتا ہے

فجر کی نماز پڑھنے کے بعد مکزم اس کے ساتھ ہی جائے نماز پر بیٹھا اسے دھیمے دھیمے لہجے میں بتا رہا تھا جس پر علیزہ بہت غور سے سن رہی تھی بے اختیار علیزہ کو وہ پل یاد آئے جس پر مکزم صرف اسے دنیا ہی نہیں بلکہ دین کے بارے میں بھی بہت کچھ بتاتا تھا

مکزم کہتا تھا کہ ایک عورت ذات کو مضبوط ہونا چاہیے اتنا مضبوط کہ جب وہ ایک مرد کو سنبھال سکتی ہے ایک بچہ پیدا کر سکتی ہے اس کی ماں بن سکتی ہے تو اسے معاشرے کے سامنے بھی مضبوط پہاڑ کی طرح ہونا چاہیے جس سے یہ معاشرہ اپنی جگہ سے ہلا نہ سکے عورت کو اتنا تو مضبوط ہونا چاہیے کہ کوئی بھی اسے اس کی جگہ سے بے دخل نہ کر سکے اس کے ارادے اتنے پکے ہونے چاہیے کہ وہ اپنے فیصلوں پر ڈگمگائے نا۔۔۔

مکزم کا دیا گیا حوصلہ اور اس کی باتیں علیزہ کو سب کچھ یاد آ رہا تھا اسے یاد تھا کہ آخری بار مکزم نے اسے بہت نرمی سے سمجھایا تھا کہ اگر کبھی زندگی میں تمہارے پاس میں موجود نہ ہوا تو تم نے اس دنیا کے سامنے جھکنا نہیں ہے تم نے بہادر بننا ہے کیونکہ تم میری بیوی ہو۔۔۔

وہ تو بہادر بن کر ان حالات کا سامنا کر رہی تھی مگر پتہ نہیں مکزم کہاں چلا گیا تھا وہ شدت سے دعا کرتی تھی کہ بس اس کے مکزم کو کچھ نہ ہو آزمائش کے دن بڑھتے جا رہے تھے صبر کا پیمانہ لذیذ ہونے لگا تھا اب صبر کر پانا دل سے انکاری ہو چکا تھا سانسیں سوکھنے لگی تھی انتظار میں آنکھیں پتھریلی ہو رہی تھیں مگر وہ نہیں آیا تھا جس کا اسے شدت سے انتظار تھا مگر اس کی امیدیں ٹوٹی نہیں تھی اس کی امیدیں اپنے خدا سے تھی اور خدا امیدوں کو نہیں توڑتا۔

علیزہ نے گردن موڑ کر گھڑی کی طرف دیکھا دوپہر کے دو بجنے کو تھے ظہر کی نماز کا وقت ہو رہا تھا اس نے نماز کی نیت سے واش روم کی جانب قدم

بڑھائے اور وضو کر کے اپنی نماز ادا کرنے لگی ایک بار پھر اس کی دعاؤں میں التجا تھی تڑپ تھی رونا تھا امیدیں تھی جن کے پورے ہونے کا اسے بے صبری سے انتظار تھا

oooooooooooooooo

ایک بڑے سے کمرے میں موجود تین مکین آمنے سامنے کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے جہاں ان کی گینگ کے باقی لوگ بھی موجود تھے جو ڈیمن کی طرف سے دی جانے والی ہدایت کو بہت غور سے سن رہے تھے لاپرواہی کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا اس لیے وہ اپنی پوری توجہ اپنے کان اور جسم کو چوکس رکھے ڈیمن کی طرف سے ملنے والی ہدایت کو اپنے ذہن میں اچھے سے بٹھا رہے تھے

اوکے ڈن آج رات ایک بجے ہم یہاں سے نکلیں گے مجھے سب بالکل تیار چاہیے گاٹ اٹ ڈیمن اپنی سرد نگاہیں چاروں طرف دہراتے ہوئے بولا تو سب نے جلدی سے اثباب میں سر ہلایا

ڈیمن اپنی جگہ سے اٹھا اور ایلیا کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کر کے وہاں سے چلا گیا جب کہ ایلیا نے سرد سانس خارج کر کے رائز کی طرف دیکھا تھا جو اسے ہی دیکھ رہا تھا

کیا ہوا کافی دیر سے نوٹ کر رہی ہوں کہ ڈیمن تم سے مخاطب نہیں ہو رہا سب ٹھیک تو ہے تم دونوں کے درمیان کوئی جھگڑا تو نہیں ہوا ایلیا رائز کی طرف دیکھتی ہوئی بولی جو وہاں موجود باقی گارڈز کو باہر جانے کا اشارہ کر رہا تھا

ان سب کے باہر جاتے ہی رائز ایلیا کی طرف متوجہ ہوا جو سوالیہ نظروں سے اسے ہی دیکھ رہی تھی

نہیں میرے اور اس کے درمیان کوئی جھگڑا نہیں ہوا بلکہ اس کے اور میرے درمیان محض ایک گفتگو ہوئی تھی جو اسے پسند نہیں آئی رائز بولتا ہوا پھیکا سا مسکرایا تھا وہ اتنا احتجاج کرنے کے بعد بھی ڈیمن کا دل نہیں بدل پا رہا تھا نہ ہی ڈیمن کو اس کے ارادوں سے پیچھے ہٹا پا رہا تھا

کیسی گفتگو۔۔۔؟؟ ایلیا تعجب بھری نظروں سے اس کی جانب دیکھتی ہوئی بولی

اس نے جس لڑکی کو قید کر کے رکھا ہے اس کا شوہر ہاسپٹلائز ہے وہ کومہ میں جا چکا ہے واپس اس کا ہوش میں آنا ناممکن ہے شاید ہی ایسا ہو مگر مجھے نہیں لگتا کہ وہ واپس ہوش میں آئے گا اس بات کا علم علیزہ کو نہیں ہے ڈیمن نے اس سے یہ بات چھپانے کو بولا ہے

وہ اس کے شوہر کے مرنے کے انتظار میں ہے اس نے بولا ہے کہ جیسے ہی اس کا شوہر مر جائے گا وہ اس کے بچوں کو بھی یہی پر لے آئے گا اور پھر مجبوراً اسے ڈیمن کو قبول کرنا ہی پڑے گا رائز جیسے جیسے بول رہا تھا ایلیا کی آنکھیں ویسے ویسے حیرت سے پھیلتی جا رہی تھی اسے ڈیمن سے یہ امید نہیں تھی

ایسا کیسے ہو سکتا ہے تم جانتے ہو نا کہ اگر علیزہ کو معلوم ہو گیا کہ اس کا شوہر اس حالت میں ہے تو وہ کیا کرے گی وہ خود اپنی جان لے لے گی ڈیمن کیوں یہ سب کر رہا ہے اسے ایسا نہیں کرنا چاہیے یہ سب بہت غلط ہے یہ نہیں ہونا چاہیے ایلیا کو شدید دکھ ہوا تھا رائز کی تمام باتوں کو سن کر۔۔۔

جانتا ہوں مگر میں کچھ نہیں کر سکتا میں نے بہت بار اسے سمجھانے کی کوشش کی ہے مگر وہ نہیں سمجھ رہا شاید اس لڑکی کی قسمت ہی بری ہے جو ڈیمن کی نظر اس پر پڑ گئی اگر مجھے پہلے سے سب معلوم ہوتا تو شاید میں کچھ نہ کچھ کر لیتا مگر اب ڈیمن ہمارے ہاتھ سے نکل چکا ہے وہ کبھی بھی ہماری بات کو سننا پسند نہیں کرے گا ماننا تو بہت دور کی بات ہے۔

لیکن ہم کوشش تو کر سکتے ہیں نا کسی طرح ہم علیزہ کو اس کے خاندان والوں تک پہنچا دیتے ہیں وہ ان کے پاس پہنچ کر محفوظ ہو جائے گی اور جب وہ اپنے شوہر کے پاس چلی جائے گی تو ہو سکتا ہے کہ اس کا شوہر بھی کومہ سے باہر نکل آئے اسے ہوش آ جائے کیونکہ جتنا وہ اپنے شوہر کے لیے تڑپتی ہے اتنا ہی اس کا شوہر بھی اس کے لیے تڑپتا ہو گا ایلیا نے جیسے حل نکالا تھا تمام باتوں کو سن کر۔۔۔

کیا تمہیں واقعی لگتا ہے کہ اس لڑکی کو واپس پہنچانے کے بعد وہ محفوظ ہو جائے گی رائز بول کر استزہیہ مسکرایا۔

نہیں عالیہ جو شخص اس حد تک جا سکتا ہے وہ بعد میں بھی اسے سکون سے نہیں رہنے دے گا مگر ہم لوگ اس کی خاطر یہ کر بھی دیں تو بھی ڈیمن اسے واپس اپنے پاس لے آئے گا اگلی بار صرف علیزہ یہیں پر نہیں آئے گی بلکہ اس کے خاندان والوں کو بھی نقصان اٹھانا پڑے گا

وہ ڈیمن سے نہیں چھپ سکتی اگر ہم اسے دنیا کے کسی بھی کونے میں چھپا دیں تب بھی ڈیمن اسے ڈھونڈ نکالے گا اور ایسے میں اس لڑکی پر زیادہ ظلم ہو گا اسے مزید تکلیف برداشت کرنی ہوگی اور اس سب کے ساتھ ڈیمن ہمیں بھی جان سے مار دے گا تمہیں کیا لگتا ہے کہ وہ ہمیں بخش دے گا

یاں ہمیں اس حرکت پر خراج بخشے گا نہیں اس کی گن سے صرف دو گولیاں لگی نکلیں گی اور وہ دونوں گولیاں تمہارے اور میرے دماغ کے آر پار ہوں گی وہ یہ بھی نہیں سوچے گا کہ تمہارا اور میرا اس کے ساتھ رشتہ کیا ہے اور اس کے علاوہ اس لڑکی کی بھی زندگی مزید جہنم بن جائے گی جو مختصر وقت اسے

ڈیمن کی طرف سے ملا ہے وہ وقت بھی اس سے چھین لیا جائے گا پھر شاید ڈیمن اس کی رضا بندی کا بھی انتظار نہ کرے۔

رائز ایلیا کے عقلمندی پر ماتم کرتے ہوئے بولا ایلیا نے اپنی طرف سے تو بہترین حل پیش کیا تھا مگر اس حل کے پیچھے مزید مشکلات تھی اور وہ اس لڑکی کے لیے مزید مشکلات پیدا کرنا نہیں چاہتا تھا

ٹھیک ہے پھر اس بارے میں کچھ سوچتے ہیں میں ڈیمن کی بات سن لوں میں بھی کوشش کروں گی کہ میں اسے سمجھاؤں ایلیا اپنی جگہ سے اٹھ کر رائز کی طرف دیکھتے ہوئے بولی تو رائز نے سر جھٹک کر اسے جانے کا اشارہ کیا تو وہ ایک آخری نظر رائز کے الجھے ہوئے چہرے کو تاسف سے دیکھتی باہر نکل گئی۔۔

○○○○○○○○○○○○○○○

ایلیا ڈیمن کے کمرے میں داخل ہوئی تو ڈیمن ریکنگ چیئر پر بیٹھے چیئر کو جھولتے ہوئے دائیں ہاتھ کی انگلیوں میں سگریٹ کو دبائیں گہری نظروں سے

کمرے میں لگی ایک پینٹنگ کو دیکھ رہا تھا اس کی نظریں اسی دیوار کی جانب ہنوز تھی۔

ڈیمن تم نے مجھے بلایا تھا کوئی کام تھا۔۔۔ایلیا ڈیمن کی طرف دیکھتے ہوئے بولی جو سگریٹ کے گہرے کش لے رہا تھا۔

ایلیا کی موجودگی کو وہ پہلے ہی محسوس کر چکا تھا وہ جانتا تھا کہ ایلیا اس کمرے میں موجود ہے مگر اس نے ابھی تک ایلیا کی طرف نہیں دیکھا تھا وہ ہمیشہ سے یوں ہی کرتا تھا ایلیا کو نظر انداز کرتا تھا اور ایلیا سے یہی چیز برداشت نہیں ہوتی تھی

ہاں۔۔۔۔تم ہر وقت اس کے ساتھ رہتی ہو اس کے بارے میں کچھ تو جان چکی ہوگی ڈیمن نے ایلیا کی طرف بغیر دیکھے ہی پوچھا جس پر ایلیا نے سوالیہ نظروں سے اس کی جانب دیکھا یعنی وہ کیا پوچھنا چاہ رہا تھا

کیا پوچھنا چاہ رہے ہو سیدھا سیدھا بولو ایلیا اپنی شفاف پیشانی پر کئی بل ڈالتی ہوئی بولی

اس کی عادتیں اس کے رہنے سہنے کا طریقہ اس کی سوچ کچھ تو بتایا ہو گا اس نے تمہیں ڈیمن اپنی انگلیوں میں دبے سگریٹ کو سامنے پڑی ایش ٹرے میں مسلتے ہوئے بولا۔

نہیں میں اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتی مگر میں تمہیں اس کے بارے میں صرف وہ بتا سکتی ہوں جو میں نے دیکھا ہے اور محسوس کیا ہے ایلیا ڈیمن کی طرف دیکھتی سنجیدگی سے بولی جو اب دوسری سگریٹ سلگا رہا تھا۔

بولو میں سن رہا ہوں ڈیمن نے اسے حکم دیتے آنکھیں بند کر کے سر کرسی کی پشت پر گرایا تھا۔

وہ ایک بلند حوصلہ اور خوددار لڑکی ہے اس کا یقین بہت پکا ہے وہ اگر کوئی بات کرتی ہے تو اس کے لہجے میں لچک نہیں ہوتی بلکہ اس کا انداز اٹل ہوتا ہے وہ اندر سے ٹوٹ چکی ہے مگر وہ ہمارے سامنے ظاہر نہیں ہونے دیتی وہ ایک معصوم سی لڑکی ہے مگر اس کے شوہر نے اسے بہادر بننا سکھیا ہے یہ ہی وجہ ہے کہ وہ تمہارے سامنے جھکی نہیں بلکے ڈٹ کر کھڑی ہے اور تم دیکھ لینا

اس کا یہ ہی یقین اور اٹل فیصلہ ایک دن اسے اس قید سے رہائی دلا دے گا ایلیا ہلکی سے مسکراہٹ لیے پراسرار لہجے میں بول رہی تھی

جبکہ ایلیا کی آخری بات سن کی ڈیمن نے جھٹکے سے آنکھیں کھول کر اس کی طرف دیکھا جو ہونٹوں پر جتانے والی مسکراہٹ لیے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

تم جانتی بھی ہو کہ تم کس کے سامنے کیا بول رہی ہو ڈیمن ایک ایک لفظ پر زور دیتے ہوئے بولا جیسے ایلیا کی نظروں میں بے تکلفی اس سے برداشت نہ ہوئی ہو

میں بہت اچھے سے جانتی ہوں کہ اس وقت میں کس سے کس طرح بات کر رہی ہوں بلکہ یہ چیز تو تمہیں جاننے کی ضرورت ہے کہ جو تم کر رہے ہو وہ کیا ہے ایلیا کا انداز بھی اب ذرا سخت ہوا تھا

کیا کر رہا ہوں میں کچھ بھی غلط نہیں کر رہا اپنی پسند کی چیز کو حاصل کرنا غلط نہیں ہوتا ڈیمن بے نیاز انداز میں بولا

سب سے پہلے تو تم یہ جان لو کہ ایک انسان کوئی چیز نہیں ہوتا اور تم پسند کی بات کرتے ہو اپنی پسند یا محبت کو یوں قید کر کے نہیں رکھا جاتا تمہارا اور اس کا کوئی میچ ہے ہی نہیں کہاں وہ پاک دامن لڑکی اور کہاں تم سفاک درندے جسے کبھی کسی پر رحم نہیں آیا آج اس کا دل کسی کی پسندگی کو ظاہر کرتا ہے تعجب ہے اس بات پر ایلیا طنزیہ انداز میں بولی جو ڈیمن کے تن بدن میں آگ لگا گئی تھی

تم کون ہوتی ہو مجھے یہ بتانے والی کہ میرا کس کے ساتھ میچ ہے اور کس کے ساتھ نہیں کیا تم نے اپنے بارے میں کبھی یہ سوچا تھا کہ تمہارا میرے ساتھ کوئی میچ ہے یا نہیں ڈیمن نے اب اس کی محبت پر وار کیا تھا جو ایلیا کی روح پر کسی زناٹے دار تماچے سے کم نہیں لگا تھا

تم مجھے میری ہی محبت کو لے کر طنز نہیں کر سکتے ایلیا غصے سے اپنی مٹھیاں بھینچتے ہوئے ڈیمن کی طرف دیکھتے ہوئے بولی جس پر ڈیمن یہ ایک طرف مسکراہٹ لیے کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

اچھا لیکن میں نے تمہیں اجازت نہیں دی کہ تم میرے معاملات میں یوں دخل اندازی کر کے مجھے صحیح اور غلط کی پہچان بتاؤ کیا میں نے کبھی تم سے پوچھا ہے کہ تمھارا یا میرا کوئی میچ ہے تمہارا اور میرا کوئی سٹینڈرڈ ہے جو تم نے مجھ سے محبت کی۔۔۔ڈیمن اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتا ایک ایک لفظ پر زور ڈال کر بول رہا تھا ایلیا کو اس وقت یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ اس کو اس کی محبت کے طعنے دے رہا ہو

مجھے تم سے آج محبت نہیں ہوئی نہ ہی میری یہ محبت وقتی ہے یہ میری محبت ہے اور میرا مسئلہ ہے تمہیں کوئی حق نہیں کہ تم اس کے بارے میں کچھ بھی بولو ایلیا بھی بغیر کسی خوف کے اس کی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی بولی

تم مانو یا نا مانو ڈیمن لیکن وہ تمہاری دسترس میں کبھی نہیں آئے گی وہ کبھی بھی تمہیں نہیں اپنائے گی تم نے اپنی پہلی محبت بھی اپنی انا کے اڑھے چھوڑ دی تھی اور تم دوبارہ بھی اپنی پسندگی کو اپنے ہی ہاتھوں سے کھودو گے کیونکہ جو کچھ تم کر رہے ہو وہ سب غلط ہے اور کسی سے زبردستی محبت نہیں کروائی

جا سکتی جسے تم محبت بول رہے ہو وہ محبت نہیں ہے محبت ایسی نہیں ہوتی شاید تمہیں وہ لڑکی پسند آگئی ہے اس لیے تم اسے حاصل کرنے کے لیے یوں اچھل رہے ہو ورنہ محبت میں حاصل کی تو ضرورت ہی نہیں پڑتی محبت میں حاصل کی خواہش ضرور ہوتی ہے مگر اسے زبردستی اپنا نہیں بنایا جاتا اور تم بھی کبھی بھی اس لڑکی کو اپنا نہیں بنا سکو گے چاہ کر بھی نہیں کیونکہ وہ کسی اور کی محبت ہے کسی اور کی امانت ہے اور وہ اسے جلد ہی لینے آ جائے گا۔

ایلیا کو آج ڈیمن سے بالکل بھی خوف محسوس ہو نہیں ہو رہا تھا وہ اس کی ہیزل سرخ پڑتی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر ایک ایک لفظ کو چبا چبا کر بول رہی تھی

ایلیا کی باتیں ڈیمن کو غصہ دلانے کا باعث بنی تھی اس سے پہلے کہ ڈیمن ایلیا کی گردن کو اپنے سخت ہاتھ سے دبوچتا ایلیا اس کی پہنچ سے دور ہوئی اور اس کمرے سے نکل کر اس کی نظروں سے اوجھل ہو گئی وہ مزید ڈیمن کا سامنا

نہیں کر سکتی تھی نہ ہی وہ ڈیمن کے سامنے کمزور پڑنا چاہتی تھی جو بار بار اس کی محبت کو لے کر اسے ذلیل کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑتا تھا

ایلیا کی باتیں اس کی برداشت سے باہر ہو رہی تھی جو بار بار اسے للکار رہی تھی یعنی وہ یہ ثابت کرنا چاہتی تھی کہ ڈیمن چاہ کر بھی علیزہ کو ہاتھ سے نہیں کر پائے گا مگر یہ سچ بھی تھا وہ کیسے کسی اور کے نکاح میں ہوتے ہوئے اسے حاصل کر سکتا تھا

خود پر تھوڑا قابو پاتے ہوئے نہ جانے کیا سوچ کر ڈیمن نے کمرے سے باہر کی جانب قدم بڑھائے اس کا رخ علیزہ کے کمرے کی طرف تھا یوں وہ دوسری بار اس کے روبرو جانا چاہتا تھا نہ جانے اب اسے کن سوالوں کے جوابات چاہیے تھے۔۔۔

یا پھر اس کا ضمیر اسے جنجھوڑ رہا تھا وہ کسی کشمکش میں مبتلا تھا جسے ختم کرنے کے لیے اسے علیزہ سے کچھ پوچھنے کی ضرورت در آئی تھی مگر شاید وہ یہ بھول

رہا تھا کہ وہ اسے کچھ نہیں سمجھتی اگر وہ اس سے محبت کے دعوے بھی کرے گا تب بھی اس کی نظروں میں اس کی محبت خاک برابر ہو گی

۸٥٥٥٥٥٥٥٥٥٥٥٥٥٥

ڈیمن علیزہ کے کمرے کے آگے پہنچا تو اس کے کمرے کا دروازہ پہلے ہی کھلا ہوا تھا باہر کھڑے ہو کر ہی اندر کا تمام منظر دیکھا جا سکتا تھا اس نے صرف ایک نظر باہر سے ہی کھڑے ہو کر کمرے کے اندر دہرائی تو اسے علیزہ کمرے کی کھڑکی کی طرف بیٹھی ہوئی دکھائی دی جس کا رخ دوسرے جانب تھا دروازے کی جانب اس کی پشت تھی

ڈیمن گلا کھنگارتے ہوئے کمرے میں داخل ہو گا جبکہ ڈیمن کی موجودگی کو محسوس کر کے علیزہ وہاں سے ٹس سے مس نہیں ہوئی تھی البتہ وہ جان چکی تھی کہ ڈیمن کمرے میں آیا ہے مگر وہ اسے مکمل طور پر نظر انداز کر رہی تھی

مجھے آپ سے کچھ ضروری بات کرنی ہے ڈیمن دروازے کے قریب ہی رکتا علیزہ کی پشت کی طرف دیکھتے ہوئے بولا

ڈیمن کی آواز سن کر وہ ڈیمن کی جانب مڑی وہ اس وقت سفید رنگ کے بالکل سادے سے سوٹ میں ملبوس تھی سفید رنگ کا خوبصورت دوپٹہ اس کے چہرے کے گرد لپٹا ہوا تھا چہرہ ہر میک اپ سے اڑی تھا اس کے چہرے پر جھلکتا نور اس بات کی گواہی تھا کہ وہ واقعی میں بہت نیک اور پارسا بندی ہے

علیزہ کی اتنی عاجزی دیکھ کر بے ساختہ اس کی نظریں جھکی تھی وہ آج تک یہ نہیں سمجھ پایا تھا کہ اسے دیکھتے ہی اس کی نظر کیوں جھک جاتی تھی اسے اپنی اس حرکت پر اختیار نہیں تھا اس معاملے میں اس کی نظریں اپنے آپ اپنا رخ بدل لیتی تھی

علیزہ چپ چاپ وہی کھڑی سنجیدہ نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی جس کی نظریں جھکی ہوئی تھیں مگر وہ بالکل خاموش تھا وہ اس کا بولنے کا انتظار کر رہی تھی شاید وہ اس کے زخم کریدنے آیا تھا یا پھر کوئی نیا زخم دینے آیا تھا

میں نے آپ کے شوہر کا ایکسیڈنٹ نہیں کروایا میرا یقین کریں ڈیمن کے منہ سے مدہم سے الفاظ نکلے تھے جس پر علیزہ نے الجھی نظروں سے اس کی طرف دیکھا

میں آپ کا یقین کیوں کروں میرا اور آپ کا ایسا کوئی تعلق نہیں علیزہ لاپرواہی سے بولی جیسے اسے ڈیمن کی صفائی دینا پسند نہ آیا ہو

وہ بھی بن جائے گا بہت جلد ڈیمن بہت دلیری سے بولا

ایسا ممکن نہیں میں کبھی بھی ایسا نہیں ہونے دوں گی علیزہ بھی سنجیدگی سے بولی جیسے وہ ڈیمن کی خوش فہمی دور کرنا چاہ رہی ہو

میں آپ سے محبت کرتا ہوں۔۔۔وہ بے بسی سے اس کی جانب دیکھتے ہوئے بولا

نہیں آپ مجھ سے محبت نہیں کرتے محبت میں کسی کو قید نہیں کیا جاتا علیزہ نے بتانا چاہا کہ وہ غلط ہے

میں آپ کو اپنی محبت کا احساس دلا کر رہوں گا بہت جلد ڈیمن شاید اس کے خدشے غلط ثابت کرنا چاہ رہا تھا

ایسا نہ ممکن ہے وہ نفی میں سر ہلاتی ہوئی تاسف سے بولی۔مجھے میرے شوہر کے علاوہ کسی کی محبت معتبر نہیں کر سکتی۔۔۔

آپ جلد بھول جائیں گے اس شخص کو ڈیمن کا انداز چیلنج کرنے والا تھا جیسے اسے پورا یقین ہو کہ علیزہ مکزم کو بھول جائے گی

میں سانس لینا بھول سکتی ہوں مگر اپنے میر کو نہیں علیزہ گردن اکڑا کر بولی جیسے اسے اس بات پر بہت فخر ہو یہ اس کا دیا ہوا مان ہی تو تھا جو اس کے شوہر نے اسے بخشا تھا ورنہ اس سے پہلے وہ کہاں اتنی دلیر تھی

آپ ابھی مجھے نہیں جانتی۔۔۔وہ اپنے اشتعال پر قابو پاتے ہوئے بولا

اور آپ ابھی میرے شوہر کو نہیں جانتے وہ کھل کر مسکراتے ہوئے بولی انداز دل جلا دینے والا تھا

ابھی بھی وقت ہے مجھے یہاں سے جانے دیں ورنہ آپ کا انجام آپ خود نہیں جانتے وہ ڈیمن کی طرف دیکھ اسے الرٹ کرنے والے انداز میں بولی

یہاں قدم رکھنے والے شخص کو میں جان سے مار دوں گا اس نے غصے سے اپنی مٹھیاں بھینچی تھی

وہ میرے میر ہیں کمزور نہیں ہیں وہ وہ مجھے آپ سے بچا کر لے جائیں گے آپ اپنے انجام کی تیاری کریں میں رحم دل ہوں مگر میرے شوہر نہیں۔۔۔ علیزہ کی خوش مسکراہٹ اس بات کا ثبوت تھی کہ اس کے ارادے کتنا پختہ ہیں

جب کہ ڈیمن کو اس کی باتیں جلا کر راکھ کر چکی تھی وہ اپنے دل کی جنتی آگ میں جلسنے لگا تھا اب وہاں پر رک پانا اس کے لیے مشکل ہو رہا تھا

ڈیمن تیزی سے اس کمرے سے باہر نکلا تھا جبکہ علیزہ فتحانہ انداز میں مسکرائی تھی جیسے وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئی ہو

ooooooooooooooo

رات کا تیسرا پہر شروع ہو چکا تھا وہیں رائز ایلیا اور ڈیمن اپنی ٹیم کے ساتھ مشن کے لیے نکل چکے تھے ان کے جانے کے بعد بھی گھر پر سکیورٹی بہت ٹائٹ تھی سیکیورٹی پر کوئی بھی کمپروما‏ئز نہیں کیا گیا تھا ڈیمن سب کو سختی سے آرڈر دے کے گیا تھا کہ گھر کی رکھوالی بہت اچھے سے کرنی ہے

گھر کا ایک ایک گارڈ چوکس ہو کر کھڑا ہاتھوں میں بندوق کے لیے دائیں بائیں چکر لگا رہے تھے جبکہ علیزہ کو نیند بلکل نہیں آ رہی تھی آج نیند آنکھوں سے اوجھل تھی

اس نے کافی بار سونے کی کوشش کی مگر اسے نیند نہیں آئی بار بار اس ستمگر کی یاد ستا رہی ہے نجانے وہ اور کتنے امتحان لینا چاہتا تھا

جب بہت کوشش کے بعد بھی نیند کی دیوی مہربان نہ ہوئی تو وہ اٹھ کر کھڑکی کے پاس آن کھڑی ہوئی جہاں سے باہر کا نظارہ صاف دکھائی دیتا تھا گھر کسی

سنسان جگہ پر موجود تھا اس لیے قریب نظر آنے والے اونچے اونچے درخت اور پہاڑ صاف دکھائی دیتے تھے

وہ کھڑکے سے باہر نظر آتے منظر پر نظریں جمائے کھڑی بہت گہری سوچوں میں مبتلا تھی دل صرف ایک ہی نام پکار رہا تھا اور وہ نام تھا "مکزم" کا...

وہ شدت سے مکزم کو پکار رہی تھی یہاں تک کہ اس کی آنکھوں میں نمی چمکی تھی جسے پیچھے دھکیلنے کے لیے اس نے جلدی سے اپنی آنکھوں کو بند کیا اور ایک گہرا سانس لیا صبر کا یہ کڑوا گھونٹ بھرنا بہت مشکل تھا اتنا مشکل کہ چلتی چلتی سانسیں اکھڑنے لگتی تھی

وہ یوں ہی آنکھیں بند کیے کھڑی تھی جب ایک دم سے سارے گھر کی لائٹ بند ہوئی ہر طرف اندھیرا چھا چکا تھا ایک دم سے لائٹ کے چلے جانے کی وجہ سے باہر کھڑے گارڈز فوراً چوکنا ہو کر کھڑے ہوئے تھے

وہ یوں ہی آنکھیں بند کیے کھڑی تھی جب اسے اس کمرے میں کسی کی آہٹ محسوس ہوئی مگر اسے اپنا وہم سمجھ کر اس نے نظر انداز کر دیا اور پھر اسے

اپنے قریب سے ایک وہی مخصوص خوشبو کا احساس ہوا یہ خوشبو کس کی تھی ایک سیکنڈ میں اس کے دماغ میں مکزم کی تصویر ابھری تھی اس نے سمجھا کہ یہ اس کا وہم ہے ایک بھیکی سی مسکراہٹ کے ساتھ اس نے اپنی آنکھوں میں آنے والے آنسوؤں کو پیچھے دھکیلنے کی کوشش کی تھی مگر ایسا کہاں ممکن تھا

خوشبو کا احساس زیادہ ہونے لگا تھا جو خوشبو اسے اپنے قریب سے محسوس ہو رہی تھی اب وہ خوشبو اس کے مزید قریب آ چکی تھی وہ جو خیالوں کی دنیا میں گم تھی اس مخصوص خوشبو کو اپنے بے حد قریب محسوس کرتے اسے اپنی سراہی دار گردن پر کسی کی نرم گرم انگلیوں کا لمس محسوس ہوا جس پر اس نے جھٹکے سے آنکھیں کھولیں

اس سے پہلے کہ وہ پیچھے مڑ کے اس کے قریب موجود شخص کو دیکھتی وہ شخص ایک جھٹکے سے اس کا رخ اپنی جانب کرتا اس کے نازک ہونٹوں پر اپنا بھاری ہاتھ جماتا اسے سختی سے جکڑ چکا تھا

میر۔۔۔اس کے دماغ میں جمکھا سا ہوا وہ پھٹی پھٹی نگاہوں سے اندھیرے میں موجود اس شخص کو دیکھ رہی تھی اس کی خوشبو سے وہ پہچان چکی تھی کہ وہ اس کا میر ہی ہے جو اس کے بے حد قریب کھڑا ہے مگر وہ کچھ بول کیوں نہیں رہا تھا

کچھ ہی لمحے گزرے تھے جب اس کے آنسو اس کی آنکھوں سے ٹوٹ کر مقابل کی ہاتھ پر گرے تھے جو اس نے اس کے ہونٹوں پر جمایا ہوا تھا اس نے فوراً اس کے ہونٹوں سے اپنا ہاتھ ہٹایا

میر۔۔وہ تڑپ کر پکارتی اس وجود سے لپٹ چکی تھی اس کی گرفت اتنی سخت تھی جیسے ابھی وہ اس گہرے اندھیرے میں غائب ہو جائے گا اور وہ دوبارہ اسے ڈھونڈتی رہ جائے گی جیسے کوئی چھوٹا سا ننھا بچہ گم ہونے کے بعد اپنی ماں سے لپٹتا ہے یہی حال اس وقت علیزہ کا تھا

دوسری طرف بھی تقریباً یہی حال تھا وہ اپنے دونوں بازو اس کی کمر کے گرد لپیٹتا اسے سختی سے اپنے سینے میں بھینچ چکا تھا اپنے چہرے کو اس کے خوشبودار بالوں میں چھپاتا وہ اس کی خوشبو کو اپنے اندر اتار رہا تھا۔۔۔

علیزہ اس کے گلے لگے مسلسل روئے جا رہی تھی یہاں تک کہ اب اس کی ہچکیاں بندھنے لگی تھی مگر وہ چپ چاپ اسے خود میں جذب کرنے میں مصروف تھا نہ تو اس وقت علیزہ کو ہوش تھا کہ وہ کہاں پر ہے اور نہ ہی مکزم کو ہوش تھا کہ وہ کس جگہ پر موجود ہے

وہ مکزم کا چہرہ اپنے ہاتھوں کے پیالے میں تھامے اس کے چہرے کے ایک ایک نقش کو اپنے بے تاب ہونٹوں سے چھو رہی تھی جیسے اس کے بغیر وہ کتنا ہی ترس چکی ہو کتنا ہی تکلیف میں ہو وہ اس کے چہرے کو یوں چوم رہی تھی جیسے مکزم اس سے آخری بار ملنے آیا ہو اور اس کے لمس میں کھویا مکزم یہ تک بھول گیا تھا کہ اسے جلد از جلد علیزہ کو یہاں سے لے کر نکلنا تھا

آآ۔آآپ ٹھیک ہیں نا میر۔۔۔مکزم کے ہونے کا یقین کرتی اور اس کے دونوں ہاتھوں کو تھامتی ہوئی بولی جس پر مکزم نے اس کے انہی دونوں ہاتھوں کو تھام کر اپنے لبوں سے لگایا اور شدت سے اس کی پیشانی پر لب رکھ کر اسے دوبارہ اپنے گلے سے لگایا

میں بالکل ٹھیک ہوں میری جان تمہارے ہوتے ہوئے مجھے کچھ نہیں ہو سکتا مکزم تو اسے خود سے نرمی سے الگ کرتا اس کے آنسوؤں کو ہونٹوں سے چنتے ہوئے گمبھیر سرگوشی نما آواز میں مولا

آپ یہاں پر کیسے آئے میں نے وہ ویڈیو دیکھی تھی جس میں آپ کا ایکسیڈنٹ ہوا کیا ہوا آپ کو آپ ٹھیک تو ہیں۔۔وہ کبھی مکزم کے سینے کو تو کبھی اس کے بازوؤں کو چھو رہی تھی جیسے محسوس کرنا چاہ رہی ہوں کہ مکزم کو کوئی چوٹ تو نہیں آئی۔۔۔

نہیں مجھے کچھ نہیں ہوا میں بالکل ٹھیک ہوں فکر مت کرو بس ہمیں جلدی یہاں سے نکلنا ہے مکزم اس کے رخسار پر لب رکھتا اسے یہ یقین دہانی کرواگیا

تھا کہ واقعی اس کی موجودگی کوئی وہم نہیں ہے وہ سچ میں اس کے سامنے اس کے بے حد قریب موجود ہے

ابھی وہ دونوں اسی حالت میں کھڑے تھے جب ایک دم سے اس کمرے کا دروازہ دھرم سے کھلا ساتھ ہی اس گھر کی تمام لائٹس آن ہو چکی تھی کمرہ روشنی سے نہا گیا تھا کمرے میں داخل ہونے والے شخص نے پھٹی پھٹی نگاہوں سے سامنے کا منظر دیکھا تھا جہاں مکزم علیزہ کو اپنے حصار میں لیے کھڑا تھا

ڈیمن کو اپنے سامنے دیکھ کر علیزہ اپنی گرفت مکزم کے گرد سخت گئی تھی جیسے وہ بھی اس سے اسے الگ کر دے گا

ڈیمن پھٹی پھٹی نگاہوں سے آنکھوں میں اشتعال لیے مکزم کو گھور رہا تھا ایک تو اسے اس بات کا یقین نہیں ہو رہا تھا کہ وہ شخص جو کومہ پیشنٹ تھا وہ اس کے سامنے بالکل صحیح سلامت کھڑا تھا وہ بھی علیزہ کے بے حد قریب۔۔۔

وہ اس گھر میں کیسے داخل ہوا علیزہ کے کمرے تک اس نے کیسے رسائی حاصل کی اسے کچھ بھی معلوم نہیں ہو رہا تھا وہ اسی کشمکش میں مبتلا کھڑا ان دونوں کی طرف دیکھ رہا تھا جب کہ رائز کا بھی کچھ یہی حال تھا

^^^^^^^^^^^↑^^^°

وہ لوگ ابھی گھر سے نکلے ہی تھے جب راستے میں اس کی گاڑی میں رکھا ایک الرٹ الارم جو اس نے اپنے گھر میں چھپا کر لگایا تھا جہاں باہر سے آنے والے غیر شخص کی موجودگی پر وہ الرٹ سائن دیتا تھا وہ لوگ تقریباً گھر سے 15،20 منٹ کے دوری پہ موجود تھے جب ڈیمن کو یہ الرٹ میسج ملا وہ فوراً سمجھ چکا تھا یا تو اس گھر میں کوئی دشمن داخل ہو چکا ہے یا پھر کوئی ایسا شخص جس کی موجودگی وہاں نا ممکن ہے اس نے فوراً گاڑی واپس موڑی اور رش ڈرائیونگ کرتے ہوئے گھر تک پہنچا آگے سے گھر کی لائٹس بند تھی گارڈ کو لائٹ چیک کرنے کا حکم دیتے وہ بھاگتا ہوا علیزہ کے کمرے تک گیا مگر اگلا

منظر دیکھ کر اس کا خون کھول اٹھا اسے لگ رہا تھا جیسے اسے کسی نے جلتے کوئلوں پر بٹھا دیا ہو

تمہاری یہ جرات کہ تم یہاں میرے گھر میں میری آنکھوں میں دھول جھونک کر گھس آئے میں تمہیں جان سے مار دوں گا ڈیمن دھاڑا تھا۔۔۔

اپنی گن نکال کر مکزم پر نشانہ باندھ چکا تھا اس سے پہلے کہ وہ گولی چلاتا علیزہ جلدی سے مکزم کے آگے آ کر کھڑی ہو گئی

اگر تمہیں کسی کو گولی مارنی ہے تو مجھے مارو کیونکہ اپنے ہوتے ہوئے تو میں اپنے شوہر کو ایک کھروچ بھی نہیں آنے دوں گی علیزہ بھی کسی شیرنی کی مانند دھاڑی تھی اس کی آواز اتنی اونچی تھی باہر کھڑا ایک ایک شخص اس کی آواز با آسانی سن چکا تھا۔۔۔

ڈیمن جس کی انگلی ٹرگر پر تھی بے اختیار اس نے اپنی انگلی پیچھے ہٹائی تھی کیونکہ وہ علیزہ پر تو گولی ہرگز نہیں چلا سکتا تھا

مکزم نے سرخ آنکھوں سے ڈیمن کو گھورتے علیزہ کا بازو پکڑ کے اسے پیچھے کی جانب دھکیلا اور خود قدم بقدم چلتا ڈیمن کی طرف بڑھا جب کہ مکزم کو ڈیمن کی طرف جاتا دیکھ کر علیزہ نے فوراً اس کا ہاتھ تھاما اور اسے جانے سے روکا مگر وہ نرمی اس کا ہاتھ چھوڑتا دوبارہ آگے بڑھا تھا۔۔۔

تم میں اتنی جرات ہے کہ تم میری بیوی کو اغوا کر کے اپنے پاس قید رکھو اور میری اتنی جرات نہیں کہ میں تمہارے گھر میں گھس آؤں۔۔

اتنا بغیرت اور بے ضمیر سمجھ رکھا ہے کیا جو اپنی عزت کو تم جیسے دو کوری کے نا مرد کے ساتھ بغیر کسی فکر کے چھوڑ دوں مکزم اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتا غرایا۔

ڈیمن اس گھر کو ہر طرف سے پولیس نے گھیر لیا ہے ہمیں یہاں سے نکلنا ہو گا رائز اپنے فون کی سکرین پر دیکھتے ہوئے ہڑبڑا کر بولا کیونکہ اسے خبر مل چکی تھی کہ ان کے گھر کو چاروں طرف سے گھیرا جا چکا ہے

رائز کی بات سن کر ڈیمن نے مکزم کے سر پر گن تانی تھی جبکہ علیزہ پھٹی پھٹی نگاہوں سے کبھی ڈیمن اور کبھی مکزم کو دیکھ رہی تھی

جتنی تیز رفتار سے ڈیمن نے اس کی کنپٹی پر گن رکھی تھی اتنی ہی تیز رفتار سے مکزم نے اس کے ہاتھ سے گن چھین کر اسے ایک زوردار ٹانگ رسید کی تھی جس سے وہ لڑکھڑا کر کئی قدم پیچھے ہوا تھا اب گن کا رخ ڈیمن کی طرف تھا

یہ کھیل تم نے شروع کیا تھا مگر اسے ختم میں کروں گا تم نے کیا سوچا کہ تم میرے گھر کی عزت کو میری بیوی کو یوں اٹھا کر لے آؤ گے اور میں تمہیں کچھ نہیں کہوں گا تم نے شاید یہ نہیں جانا کہ میں کون ہوں میں مکزم میر احمد ہوں اور یہ جس لڑکی کو تم نے اپنے پاس رکھا ہے نا یہ کوئی عام لڑکی نہیں بلکہ میری بیوی ہے اور میری بیوی کو تم نے اتنی اذیت دی اتنی تکلیف میں رکھا تمہیں تو میں کبھی زندہ نہیں چھوڑوں گا مکزم دھاڑا تھا

اس نے ڈیمن کے چہرے پر ایک زوردار مکہ اس کے منہ پر رسید کیا

تو نے کیسے میرے بیوی کو ہاتھ لگایا کیسے تو نے میری بیوی کو اغوا کیا مکزم اس کے چہرے پر تھپڑوں اور گھونسوں کی برسات کرتا اسے کمرے سے باہر راہداری تک لے آیا تھا جبکہ ڈیمن جوابی کاروائی نہیں کر رہا تھا

تو نے میری بیوی کو اکسایا میری بیوی کو مجھ سے دور کرنے کی کوشش کی اس کے شوہر سے مکزم پاگلوں کی طرح دھاڑتا ہوا اسے بغیر رکے مار رہا تھا جبکہ ڈیمن اپنے بچاؤ میں کچھ نہیں کر رہا تھا

تو نے کیسے چھوا میری بیوی کو تیری ہمت کس طرح ہوئی میری بیوی کو ہاتھ لگانے کی تو نے اپنے ناپاک ہاتھوں سے میری بیوی کو کیسے چھوا۔۔۔۔مکزم نے بولتے ہوئے اس کے پیٹ پہ ایک زوردار ٹانگ رسید کی تھی جس سے وہ اپنا بیلنس برقرار نہ رکھتے ہوئے سیڑھیوں سے گرتا ہوا نیچے گیا تھا

میر پلیز۔۔۔پلیز میر بس کریں اس نے مجھے نہیں چھوا اس نے مجھے ہاتھ بھی نہیں لگایا علیزہ جلدی سے آگے بڑھ کر مکزم کا بازو تھام کر اسے اپنی جانب کھینچتی ہوئی بولی

تم پیچھے ہٹ جاؤ دوبارہ میرے سامنے مت آنا اور مجھے روکنے کی غلطی تو بالکل مت کرنا مکزم اپنی سرخ انگارا ہوتی نگاہوں سے علیزہ کی طرف دیکھتے ہوئے مناسب انداز میں بولا اس کے لہجے میں سختی نہیں تھی مگر سنجیدگی تھی وہ یہ چیز کیسے برداشت کر سکتا تھا کہ اس کی بیوی کسی غیر مرد کی ہمدردی میں بولے

ڈیمن۔۔۔ایلیا چیختی ہوئی ڈیمن کے قریب گئی تھی جو سیڑھیوں کے پاس گرا کافی غیر حالت میں تھا اس کے چہرے سے خون نکل رہا تھا سر پر بھی چوٹ آ چکی تھی

ڈیمن اٹھو تم ٹھیک ہو۔۔۔؟؟ ایلیا اسے سنبھال کر اٹھا کر کھڑا کرتے ہوئے فکر مندی سے بولی جب کہ مکزم تیزی سے سیڑھیوں سے نیچے دوبارہ اسے مارنے کے لیے آ رہا تھا اس کا بس نہیں چل رہا تھا وہ ایک لمحے میں اس کی روح کھینچ لیا۔۔۔

رک جائیں آپ وہیں پر میں نے آپ کی مدد اس لیے نہیں کی کہ آپ یہاں آ کر یوں اس طرح مار پیٹ کریں میں نے صرف آپ کو آپ کی بیوی لے جانے کے لیے اطلاع دی تھی تو آپ اپنی بیوی کو یہاں سے لے کر جا سکتے ہیں ایلیا کہ چیخ کر بولنے پر رائز اور ڈیمن نے بے یقینی سے ایلیا کی طرف دیکھا جو مکزم کی طرف دیکھ کر اسے خونخوار نگاہوں سے گھور رہی تھی جیسے اسے مکزم کا ڈیمن کو یوں مارنا بالکل پسند نہ آیا ہو

ایلیا تم نے یہ سب کیا کیا۔۔۔رائز صدمے کے کیفیت میں بولا تو ایلیا نے سنجیدہ نظروں سے ڈیمن کی طرف دیکھتے ہوئے ہاں میں سر ہلایا جو اسی کو دیکھ رہا تھا اس کی نظروں میں بھی یہ یقینی ہی بے یقینی تھی ایسے جیسے اس کا اعتبار ٹوٹا ہو کسی نے اس کے دل کو توڑ کر ریزا ریزا کر دیا ہو

ڈیمن میں۔۔۔ایلیا نے اپنی صفائی میں کچھ بولنا چاہا جب ڈیمن کی طرف سے پڑنے والے ایک زوردار تھپڑ سے وہ دور جا گری۔۔

ڈیمن۔۔۔رائز ایلیا کی طرف دیکھا دھاڑا۔۔

علیزہ مکزم کے مقابل آتی سختی سے اس کا ہاتھ تھام کر سہم کر زمین پر گری ایلیا کو دیکھنے لگی

تم نے میرے ساتھ غداری کی تم نے دھوکہ دیا مجھے میرے ہی آستین کا سانپ نکلی تم ڈیمن دھاڑا دوبارہ ایلیا کی جانب بڑھا جیسے اسے ابھی جان سے مار دے گا۔۔۔

رائز نے جلدی سے آگے بڑھ کر پیچھے سے ڈیمن کے سینے پر دونوں بازو باندھ کر اسے ایلیا کی طرف جانے سے روکا.

چھوڑو مجھے میں اسے چھوڑوں گا نہیں اس نے مجھے دھوکہ دیا۔۔۔ڈیمن بلکل پاگل ہو چکا تھا۔

ڈیمن ہوش کرو ہمیں یہاں سے نکلنا ہے باہر پولیس ہمیں گرفتار کرنے کے لیے کھڑی ہے اوپر ہیلی کاپٹر ہمارا انتظار کر رہا ہے پلیز نکلو پہلے یہاں سے رائز اس کے کان کے قریب غراتے ہوئے

oooooooooooo

ابھی ڈیمن سنبھلا بھی نہیں تھا جب اچانک پولیس کی پوری فورس گھر میں داخل ہوئی اور ان سب پر اپنی بندوقیں تان دیں

ان لوگوں کو وہاں سے ہلنے کا بھی موقع نہیں ملا تھا اور وہ لوگ بڑی طرح پھنس چکے تھے۔

Officer arrest him۔۔۔

جہانزیب پیچھے سے گھر میں داخل ہوتے ہوئے بولا جس پر آفیسرز نے آگے بڑھ کر جلدی سے ڈیمن اور رائز کو ہتھکڑیاں لگائی تھی۔۔۔

ایک آفیسر ایلیا کی جانب بڑھا تاکہ اسے بھی گرفتار کر سکے جو چہرہ جھکاتے کھڑی تھی

Stop the officer Don't arresting him۔۔۔

مکزم کے بولنے پر وہ آفیسر وہیں پر رک گیا۔

لے جاؤ آفیسر اسے میری نظروں سے دور ورنہ میں اسے قتل کر دوں گا مکزم ڈیمن کی طرف خونخوار نگاہوں سے اسے گھورتا ہوا دھاڑا۔

ڈیمن نے جاتے جاتے بھی ایک آخری نظر اٹھا کر علیزہ کی طرف دیکھا تھا جو اس کے دیکھنے پر مکزم کے پیچھے چھپی تھی جیسے وہ ڈیمن سے بہت ڈر گئی ہو۔

ایلیا تم ٹھیک ہو علیزہ ان لوگوں کے جاتے ہی فوراً ایلیا کی جانب بڑھی جو بمشکل اپنے آنسوؤں کو پی رہی تھی۔

میں ٹھیک ہوں آپ نے میری گرفتاری کیوں نہیں کروائی میں بھی ان کی ساتھی ہوں ایلیا ایک اپنے قریب کھڑی علیزہ کو دیکھ کر مکزم کی طرف دیکھتی ہوئی بولی جو اب علیزہ کر مقابل آ کر کھڑا ہوا تھا۔

تم نے مجھ پر بہت بڑا احسان کیا ہے مجھے اطلاع دے کر میں دل سے تمہارا شکر گزار ہوں اور ہمیشہ سے رہوں گا تم نے میری بیوی کی حفاظت کی اور اپنے انجام کو سوچے بغیر میری بیوی کو مجھ تک پہنچایا میرے لیے اس سے بڑی

اور کوئی بات نہیں مجھے اپنا بڑا بھائی سمجھ لو یا ہمدرد زندگی میں کبھی بھی کسی بھی موڑ پہ کوئی پریشانی ہو تو سب سے پہلے مجھے ضرور یاد کرنا۔۔۔

مکزم مسکراتے ہوئے ایلیا کی طرف دیکھتے ہوئے بولا چونکہ وہ واقعی میں ایلیا کا احسان مند تھا یہ تو صرف ایلیا اور مکزم ہی جانتے تھے کہ علیزہ کے اس گھر میں آنے کے 2 دن بعد سے مکزم کو علیزہ کی پل پل کی خبر تھی

وہ نا صرف علیزہ کے بارے میں سب کچھ جانتا تھا وہ علیزہ کی پل پل کی خبر سے بخوبی واقف بھی تھا اور یہ سب کرنے والی ایلیا تھی۔۔

وہ صرف صحیح وقت کا انتظار میں تھا اس کھیل کے پیچھے چھپا شخص جسے ڈھونڈتے اور بے پردہ کرتے کرتے تقریباً سات دن لگ چکے تھے اس کھیل میں اس نے خود کو منظر سے غائب کر دیا تھا اپنی جگہ پر کسی اور آدمی کو رکھوا کر اس نے یہ ثابت کیا تھا کہ وہ کومہ پیشنٹ مکزم ہے جبکہ مکزم کو ایکسیڈنٹ میں کم ہی چوٹیں آئی تھی

جب جہانزیب اور داد اسے لے کر ہاسپٹل پہنچے تھے تب ہی مکزم نے اپنے درد پر قابو پاتے ہوئے جہانزیب اور داد کے ذریعے یہ سارا پلان ترتیب دیا تھا جس میں ڈاکٹرز بھی شامل تھے اور ان کے پلان کے مہرے اتنے مضبوط تھے کہ انہوں نے بہت شادرانہ طریقے سے اپنے دشمنوں کی آنکھوں میں مٹی جھونکی تھی ان کے سامنے یہ ثابت کیا تھا کہ مکزم کومہ میں چلا گیا ہے اور وہ اب ان کا کچھ نہیں اکھاڑ سکتا۔

قرطاس مافیا گینگ کا دوسرا لیڈر تھا وہ پرسنلی طور پر مکزم اور ڈیمن دونوں کا دشمن تھا وہ پہلے سے ہی ان دونوں کو برباد کرنے کی طاق رکھے بیٹھا تھا جب اسے معلوم ہوا کہ مکزم کی بیوی کو اغواہ کر لیا گیا ہے اور وہ کوئی اور نہیں بلکہ ڈیمن ہے تو اس نے اپنے طریقے سے اس کھیل کو کھیلنا شروع کیا جس میں سب سے پہلا ٹارگیٹ اس نے مکزم پر رکھا تھا

جھوٹی ویڈیو بنا کر اسے سینڈ کی جس میں بتایا گیا کہ علیزہ اس کے آدمیوں کے پاس موجود ہے اور اسے جان بوجھ کر اس کی بیوی کا نام لے کر للکارا گیا جس

پر مکزم ٹھیک اس کی سوچ کے مطابق اپنے آپے میں نہ رہا اور اسے ڈھونڈنے کے لیے فوراً وہاں سے نکل پڑا وہ پہلے سے پلان بنائے بیٹھا تھا کہ مکزم کا کس طرح ایکسیڈنٹ کروانا ہے اور اپنے پلان کے مطابق اس نے مکزم کا ایکسیڈنٹ کروایا اور بدقسمتی سے اس کا پلان ڈراپ ہو گیا کیونکہ مکزم بالکل صحیح سلامت تھا ایکسیڈنٹ میں اسے کچھ چوٹیں آئی تھیں مگر وہ بچ گیا تھا۔۔

جبکہ مکزم کے ایکسیڈنٹ کی ویڈیو بنوا کر ڈیمن کو بھیجی گئ تاکہ ڈیمن کی بربادی کو دیکھ سکے تاکہ ڈیمن اس لڑکی کے ساتھ کچھ غلط کرے اور وہ صرف دور بیٹھا مکزم اور ڈیمن کے بربادی کو دیکھتا رہے کیونکہ علیزہ کے ساتھ کچھ غلط ہونے کی صورت میں مکزم کبھی اسے نہیں چھوڑتا اور ایسے میں فائدہ صرف اس کا ہوتا یعنی سانپ بھی مر جاتا اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹی

اس شخص کو بے نقاب کر کے اس تم پہنچنے میں اور اس کی پوری گینگ کو گرفتار کروانے والا مکزم تھا جو سب سے چھپ کر اس کے خفیہ محل میں گھسا تھا اور اس کے بعد اس نے اس کے سارے محل کو تباہ و برباد کر دیا تھا

قرطاس کو تین گولیاں لگی تھیں اور وہ تینوں گولیاں مکزم نے خود اس کے سینے میں اتاری تھی کیونکہ مکزم پر جان لیوا حملہ کیا گیا تھا اور اس صورت میں اسے آرڈرز تھے کہ وہ اپنے بچاؤ کے لیے کسی پر بھی گولی چلا سکتا ہے

اس لیے اپنے بچاؤ میں اس نے قرطاس پر گولی چلائی تھی جس کی صورت میں وہ جان سے گیا تھا

صرف یہی نہیں اس کے گھر کے تہہ کھانے سے دو لڑکیاں ملی تھی ایک لڑکی کی عمر تقریباً 23 سے 24 سال تھی اور دوسری لڑکی کی عمر تقریباً 13 سے 14 سال تھی وہ دونوں معصوم بچیاں اس نے قید کر کے رکھی ہوئی تھی جنہیں مکزم نے رہا کروایا تھا

تم ہمارے ساتھ چل سکتی ہو میں نہیں چاہتا کہ تم یہیں پر رکو کیونکہ وہ لوگ بہت خطرناک ہیں اور تمہاری جان کو خطرہ بھی ہو سکتا ہے مکزم اس کی جانب دیکھتے ہوئے کافی نرم لہجے میں بولا

نہیں آپ کا بہت شکریہ آپ شاید بھول رہے ہیں وہ دونوں میرے بچپن کے دوست ہیں میں انہی کے ساتھ پل بھر کر بڑی ہوئی مجھے ان سے کوئی خطرہ نہیں ہو سکتا اور میں ان کی گینگ کی ساتھی ہوں میں نے صرف آپ کی بیوی کے لیے آپ کی مدد کی اس سے زیادہ میں آپ کے لیے کچھ نہیں کر سکتی ایلیا پھیکی سی مسکراہٹ لیے مکزم اور علیزہ کی طرف دیکھتی ہوں بولی

نہیں ایلیا پلیز تم ہمارے ساتھ چلو میری خاطر۔۔۔علیزہ اس کا ہاتھ تھامتی امید بھری نظروں سے اس کی جانب دیکھتے ہوئے بولی تو نا چاہتے ہوئے بھی ایلیا کو ان کے ساتھ جانے کی حامی بھرنی پڑی کیونکہ علیزہ کسی بھی صورت اسے اس گھر میں اکیلا نہیں چھوڑنا چاہتی تھی ان کی آج ہی رات پاکستان کی پرائیویٹ چٹ تھی وہ آج رات کی فلائٹ سے واپس جا رہے تھے اور وہ ایلیا کو اپنے ساتھ پاکستان لے کر جانا چاہتی تھی۔۔۔

ooooooooooooooooooo

علیزہ فلائٹ میں بیٹھی شیشے سے باہر نظر آنے والے ہلکے ہلکے مناظر کو دیکھ رہی تھی ان کی فلائٹ ابھی ٹیک اوور ہوئی تھی اس بار وہ گھبرائی نہیں تھی نہ ہی وہ ڈری تھی بلکہ وہ مطمئن بیٹھی ہوئی تھی جبکہ ساتھ ہی مکزم کی سیٹ تھی مگر مکزم جہانزیب اور داد کے ساتھ موجود تھا شاید وہ ان سے کوئی ضروری گفتگو کر رہا تھا ایلیا بھی اسی فلائٹ میں موجود تھی مگر وہ کسی اور سیشن میں کسی اور سیٹ پر بیٹھی ہوئی تھی داد اور جہانزیب کا سیشن بھی کوئی اور تھا جبکہ علیزہ اور مکزم کا سیشن سیپریٹ تھا وہاں کی ساری سیٹس وی آئی پی تھی کیونکہ پرائیویٹ چٹ وی آئی پی بندے کے لیے ہی کروائی جاتی ہے اور مکزم کوئی عام شخص تو تھا نہیں اس طریقے سے ہزاروں پرائیویٹ جٹس کروانا اس کے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا۔

ایئر ہوسٹس بہت بار آ کر اس سے کھانے پینے کا پوچھ کر گئی تھی مگر علیزہ نے ابھی تک صرف دو بار پانی ہی منگوا کر پیا تھا اس کے علاؤہ اس نے کچھ بھی کھانے پینے کی چیز نہیں منگوائی تھی اس کا دل ہی نہیں چاہ رہا تھا دل ابھی میں

اداس تھا وہ مکزم کے آنے کے انتظار کر رہی تھی جو ابھی تک اس کے قریب آ کر نہیں بیٹھا تھا

مکزم سیٹ پر آ کر بیٹھا اور گردن موڑ کر علیزہ کی طرف دیکھا جو نہ جانے خیالوں کی کون سی دنیا میں گم تھی کہ اسے مکزم کے آنے کا بھی احساس نہیں ہوا

مکزم نے ایک بٹن دباتے ہوئے اپنے اور علیزہ کی سیٹ کے درمیان موجود فاصلے کو ختم کیا اب ان دونوں کی سیٹس ایک ساتھ جڑ چکی تھی اور سیٹ کے درمیان کوئی بھی ہینگ کور نہیں بنا تھا جو اکثر کھانے پینے کی چیزوں کے لیے بنایا جاتا ہے چونکہ یہ کپل سیشن تھا اس لیے اس میں سیٹس کا فاصلہ نہیں رکھا گیا تھا

مکزم نے آہستہ سے علیزہ کا سرد پڑتا ہاتھ تھاما تو وہ ہڑبڑا کر خیالوں کی دنیا سے باہر نکلی اور مکزم کی طرف دیکھا جو اس کے ہاتھ کو پکڑے اسے ہی دیکھ رہا تھا

میر۔۔۔علیزہ نے بے اختیار اسے پکارا جس پر مکزم نے آہستہ سے اس کے گرد حصار بناتے اسے اپنے قریب کرتے اس کا سر اپنے سینے پر رکھا

کچھ مت سوچو جانِ میر تمہارا میر تمہارے پاس ہے اور تم سے دور نہیں جا سکتا صرف اس احساس کو محسوس کرو جو ہو چکا ہے اسے مت سوچو اسے سختی سے خود میں بھیجتا اس کے سر کو چومتے ہوئے مولا

وہ خود کتنا بے قرار تھا وہ خود بھی نہیں جانتا تھا اس نے اتنے دن علیزہ کے بغیر کیسے گزارے وہ تصور بھی نہیں کر سکتا تھا وہ گزرے برے دنوں کو یاد بھی نہیں کرنا چاہتا تھا جن دنوں میں اسے اس کی متاںِ جان کا ہجر کاٹنا پڑا اس سے دور رہنا پڑا

میں بہت ڈر گئی تھی مجھے لگا کبھی آپ سے مل نہیں پاؤں گی مگر مجھے اللہ پر پورا یقین تھا میں نے بھروسہ رکھا مگر میں نے آپ کو بہت یاد کیا بہت زیادہ۔۔۔۔نا چاہتے ہوئے بھی اس کی آنکھیں گالباً آنسوؤں سے بھر چکی تھی

جب اس نے بولا کہ وہ آپ کو مار دے گا میرا دل بند ہو گیا تھا مجھے لگا کہ میرا دل دوبارہ دھڑک نہیں سکے گا میں کبھی تصور بھی نہیں کر سکتی کہ میں آپ سے دور جاؤں میں آپ کے بغیر نہیں رہ سکتی اگر آپ نہ آتے تو شاید میں مر جاتی اس کے آنسو نکل کر رخسار بھگو رہے تھے

جبکہ وہ اپنی بے قراریاں اپنی بے چینی اپنے اندر موجود ڈر کو اپنے دل سے نکال کر مکزم کے سامنے کھولی کتاب کی طرح ظاہر ہو رہی تھی

میر آپ ٹھیک ہیں نا وہ ایکسیڈنٹ آپ کو کچھ ہوا تو نہیں وہ اپنا چہرہ اٹھا کر مکزم کے چہرے کی طرف دیکھتی ہوں بولی جو آنکھیں بند کیے خاموشی سے اسے سن رہا تھا

میں سب بتاؤں گا مگر ابھی نہیں ابھی صرف چپ رہو مجھے خود کو محسوس کرنے دو اور مجھے محسوس کرو کسی تیسرے شخص کا ذکر مت کرو۔۔۔

وہ آنکھیں کھول کر اس کی طرف دیکھتا اس کے پیشانی پر شدت سے لب رکھتا ہوا بولا۔

علیزہ کی نظر اس کے چہرے پر آنکھ کے قریب ایک بڑے سے نیل پر گئی اس کے چہرے پر کوئی چوٹ آئی تھی جس کا نشان اس کے چہرے پر صاف دکھائی دے رہا تھا شاید وہ ایکسیڈنٹ میں لگنے والی چوٹ تھی وہ بے اختیار اٹھی اور مکزم کے گال پر نرمی سے لب رکھے جو مکزم کو اپنے زخم پر کسی مرہم کی طرح معلوم ہوئے تھے۔

مکزم کے رخسار سے لمب ہٹا کر اس نے اپنے ہاتھ سے مکزم کے ماتھے پر بکھرے چوکلیٹ براؤن بالوں کو پیچھے کیا اور پھر تھوڑا سا مزید اٹھ کر اس کی پیشانی پر لب رکھے جب کہ علیزہ کی اتنی مہربانی پر مکزم کی روح میں راحت پہنچ رہی تھی اسے لگ رہا تھا جیسے اس کے جلتے دل پر کوئی ٹھنڈی صور پھونک رہا ہو۔۔

کیا کر رہی ہو بیگم ابھی میرا تمہیں تنگ کرنے کا موڈ نہیں مگر شاید تم چاہتی ہو کہ تمہارا شوہر پہلے والے موڈ میں آ جائے مکزم بغیر آنکھیں کھولے اسے وارن

کرنے والے انداز میں بولا کیونکہ جانے انجانے میں وہ اس کے جذبات جگا رہی تھی جو کافی دنوں سے سوئے ہوئے تھے۔۔۔

مجھے ابھی بھی یقین نہیں آرہا کہ آپ میرے پاس اتنے قریب موجود ہیں آپ مجھے وہاں سے لے آئے ہیں وہ مکزم کی بات کو اگنور کرتی مکرم کے خوبصورت چہرے کو دیکھتی دوبارہ سے اس کی پیشانی پر اپنا لمس بکھرنے لگی تھی

جب کہ مکزم سے کنٹرول کرنا مشکل تھا اس نے اس کی کمر کے گرد دونوں بازو حل کرتے اسے اپنی طرف کھینچا

اور علیزہ کو اپنے اوپر جھکاتے ایک ہاتھ اس کی گردن کی پشت پر رکھتے اس کے چہرے کو اپنے چہرے کے قریب کیا اور اگلے ہی لمحے اپنی آنکھوں کو کھول کر اس کی آنکھوں میں جھانکتے اس کی سانسوں کو قید کر گیا

علیزہ مکمل طور پر مکزم کے اوپر جھکی ہوئی تھی اب منظر یوں تھا کہ وہ اس کو گود میں موجود تھی

مکزم خود مدہوش ہو چکا تھا جب کہ وہ بنا مزاحمت کے مکزم کے چہرے کو اپنے دونوں ہاتھوں میں تھامتی اس کی شدت کو اپنا نازک سے لبوں پر برداشت کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔

اپنی تشنگی مٹانے کے بعد مکزم نے نرمی سے اسے خود سے جدا کیا اور اس کے ماتھے سے اپنا ماتھا ٹکاتے ایک لمبا سانس لے کر اس کے سانسوں کو اپنے سانسوں میں انہیل کیا۔۔۔

اب یقین ہو گیا کہ میں تمہارے بے حد قریب ہوں یا دوبارہ یقین کرواؤں کسی اور طریقے سے۔۔۔مکزم علیزہ کے چہرے کی طرف دیکھتا زو معنی انداز میں شرارت سے بولا جبکہ علیزہ کا چہرہ سرخ انار بن چکا تھا

علیزہ نے سرخ چہرہ اٹھا کر شکوہ کن نگاہوں سے مکزم کی طرف دیکھا وہ اپنے دل کا حال بیان کرنا چاہتی تھی اپنی تڑپ اپنی بے چینی مکزم کو سنانا چاہتی تھی اور مکزم تھا جو اسے بولنے کا موقع بھی نہیں دے رہا تھا بلکہ اسے بول رہا تھا کہ سب کچھ بھول جائے وہ کیسے بھول سکتی تھی اس نے ایک ہفتہ اس کے بغیر

گزارا تھا اس کی جدائی میں کاٹا تھا آنکھوں میں اس کے ہجر کا درد صاف واضح تھا اور وہ کتنی بے دردی سے اسے سب کچھ بھول جانے کو کہہ رہا تھا کیا یہ اتنا آسان تھا۔۔۔

آپ کو کوئی فرق نہیں پڑتا نا۔۔۔علیزہ شکوہ کن نگاہوں سے اس کی طرف دیکھ کر بولتی پیچھے ہٹنے لگی جب مکزم نے اس کی کلائی تھام کر اسے ایک جھٹکا دیا جس پر وہ دوبارہ اس پر پوری کی پوری جھک چکی تھی

اگر میں فرق بیان کرنے آؤں تو شاید الفاظ ختم ہو جائے میں کتنا تڑپا ہوں تم سوچ بھی نہیں سکتی ایک ایک منٹ ایک ایک سیکنڈ کیسے تمہارا بغیر گزارا ہے تمہیں دیکھے بغیر گزارا ہے یہ میں یا میرا خدا جانتا ہے اگر میں تمہیں اپنی بے قراریاں سنانے بیٹھوں تو تم سانس لینے کی بھی محتاج ہو جاؤ گی۔۔۔

فلحال میں تمہیں اور اپنے دماغ کو ریلیکس کرنا چاہتا ہوں اس لیے بالکل چپ رہو میں تمہیں اپنے بے حد قریب محسوس کرنا چاہتا ہوں اپنی تڑپ اور بے قراریاں میں تمہیں پاکستان پہنچنے کے بعد بخوبی تفصیل سے بتا دوں گا اور یہ

بھی بتاؤں گا کہ تمہارے بغیر میری کیا حالت تھی کیسے پل پل تڑپ کر گزارا ہے تمہارے میر نے تمہارے بغیر مکزم سنجیدگی سے بولتا اس کے چہرے کے ایک ایک نقش کو اپنے لبوں سے چھو رہا تھا جبکہ وہ بھیگی پلکوں کا جھاڑ گرائے بند آنکھوں سے اس کے جلتے لبوں کو اپنے چہرے کے ایک ایک نقوش کو چھوتے محسوس کر رہی تھی

سو جاؤ تمہیں اس وقت آرام کی ضرورت ہے خود بھی آرام کرو اور مجھے بھی کرنے دو مکزم دوبارہ اس کا سر اپنے سینے سے لگاتا سختی سے اسے خود میں بھینچتا اس کے سر سے دوپٹے کو ہٹا کر اس کے ملائم بالوں میں آہستہ آہستہ انگلیاں چلانے لگا

علیزہ بغیر کچھ بولے آہستہ سے اپنی آنکھیں بند کر گئی کیونکہ اگر مکزم اسے پرسکون کرنے کی کوشش کر رہا تھا تو وہ بھی تو مکزم کی قربت میں راحت پانا چاہتی تھی ویسے بھی مکزم خود پر بہت کنٹرول کیے بیٹھا تھا وہ نہیں چاہتا تھا کہ وہ یہاں پر کوئی سنگین قدم اٹھائے اس کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ علیزہ کو لے کر

سب کی نظروں سے اوجھل ہو جائے مگر فی الحال علیزہ صحیح سلامت پاکستان پہنچانا اس کا سب سے پہلا فرض تھا کیونکہ ڈیمن ایک مافیا لیڈر تھا جس کے لیے جیل توڑ کر بھاگنا کوئی عام بات نہیں تھی

مکزم نے بہت سوچ سمجھ کر پاکستان واپس آنے کا فیصلہ کیا تھا ویسے بھی وہ علیزہ کی رگ رگ سے واقف تھا وہ جانتا تھا کہ وہ اس وقت کتنی بے چین ہے وہ مکزم کو ایک ایک لمحہ ایک ایک لمحے کی تڑپ سنانا چاہتی تھی اپنی بے چینی کا اظہار کرنا چاہتی تھی مگر وہ مکزم نہیں چاہتا تھا کہ علیزہ دوبارہ ان بے رحم لمحوں کو یاد کر کے روئے۔۔۔

اپنی بیوی کی تمام بے قراریاں بے چینیاں اسے اپنے حفاظتی مقام تک پہنچانے کے بعد ہی سننے کا ارادہ رکھتا تھا صرف سننے کا نہیں بلکہ وہ اپنے جذبات بھی اس پر ظاہر کرنا چاہتا تھا۔۔۔

ooooooooooooooo

ایلیا آنکھیں بند کر کے بیٹھی آج ہونے والے تمام واقعات کے بارے میں سوچ رہی تھی چہرے پر ابھی تک ڈیمن کی انگلیوں کے نشانات کی چھاپ موجود تھی جبکہ اس کی سوچوں پر بھی ڈیمن ہی سوار تھا

ڈیمن نے آج پہلی بار اس پر ہاتھ اٹھایا تھا مگر ایلیا نے بھی تو اس کے ساتھ غداری کی تھی وہ جانتی تھی کہ ڈیمن غداری کرنے والوں کو نہیں بخشتا وہ بہت اچھے سے جانتی تھی کہ ڈیمن کو جھوٹ سے دھوکے سے کتنی نفرت ہے وہ اس شخص کو اگلا سانس لینے کی اجازت نہیں دیتا جو اس کے ساتھ کوئی فریب کرتا ہے اور ایلیا پر تو ڈیمن کو یقین تھا ایلیا اس کی ساتھی تھی۔۔۔

اس کے باوجود اس نے ڈیمن کے خلاف جا کر ڈیمن کو گرفتار کروایا ڈیمن کی محبت کو اس سے دور کیا اس کے اداروں پر پانی پھیر دیا۔۔۔

مکزم کو علیزہ کی پل پل کی خبر دے کر ڈیمن کے ساتھ ناانصافی کی کیونکہ وہ ڈیمن کی ساتھی تھی کم سے کم اسے ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا ڈیمن اسے علیزہ

کے قریب رہنے دیتا تھا کیونکہ اسے اس پر مکمل یقین تھا مگر اس نے ہی ڈیمن کا یقین توڑ ڈالا تھا صرف ڈیمن یقین نہیں ٹوٹا تھا بلکہ وہ خود بھی ٹوٹا تھا

مگر اس نے ظاہر نہیں ہونے دیا تھا اس کی نظروں کے سامنے ابھی تک ڈیمن کی وحشت ٹپکتی نگاہیں تھی جو ڈیمن نے جاتے ہوئے آخری بار اس کے چہرے پر گاڑھی تھی اس کے بعد اور رائز کا یقین بھی تو اس نے توڑا تھا رائز تو اس کا بہترین دوست تھا وہ رائز سے ہر بات شیئر کر سکتی تھی کم سے کم اس سے مشورہ لے سکتی تھی مگر یہ سب اس نے اکیلے کیا رائز کو بتانا بھی مناسب نہیں سمجھا اگر رائز کو بتا دیتی تو شاید رائز اس کا کوئی اور حل نکال لیتا۔۔

پر رائز کو شاید ڈیمن سے زیادہ افسوس تھا ایلیا کو امید نہیں تھی کہ اسے یوں چھوڑ دیا جائے گا یہ صرف مکزم کی پہنچ کی وجہ سے ہوا تھا کہ مافیا گینگ کا حصہ ہونے کے باوجود بھی اسے گرفتار نہیں کیا گیا تھا بلکہ بہت عزت سے اسے اپنے ساتھ لے کر جایا جا رہا تھا تاکہ اسے یہاں کوئی نقصان نہ پہنچے۔۔

وہ دونوں اس معاملے میں ناسمجھ تھے احمق تھے جو یہ سوچ رہے تھے کہ ایلیا کو یہاں کوئی نقصان پہنچے گا وہ تو خود موت سے کھیلنے کی عادی تھی موت کو چھو کر ہزاروں بار وہ واپس آئی تھی اسے موت سے کوئی خوف نہیں تھا اور پھر وہ اس مافیا گینگ کے ساتھی تھی ان کا حصہ تھی اسے ان سے کیا خطرہ ہو سکتا تھا بلکہ اسے تو ڈیمن اور رائز کو رہا کرنے کے لیے کچھ نہ کچھ کرنا چاہیے تھا مگر وہ علیزہ کے ہاتھوں مجبور ہو کر اس کی بات مان کر اس کے ساتھ ہی چلی آئی تھی شاید اس کے پیچھے بھی کوئی ٹھوس وجہ تھی اور وہ وجہ کیا تھی وہ ایلیا ہی جانتی تھی کیونکہ وہ اتنی آسانی سے ان کے ساتھ آنے والی تو نہیں تھی۔۔۔

مجھے معاف کر دو ڈیمن میں کبھی بھی یہ چیز برداشت نہیں کر سکتی تھی کہ میری محبت اپنی محبت کو اس کی محبت سے چھین لے۔۔۔

تم صرف اپنی من چاہی خوشیوں کے لیے اس لڑکی کی زندگی برباد کر رہے تھے جس کی زندگی نہ جانے کتنے وجود کے ساتھ جوڑی تھی اس کے معصوم

بچے اس کا شوہر جو اس سے محبت نہیں بلکہ عشق کرتا ہے ان سب کی زندگی برباد کر دیتے تم مجھے یہ کرنا پڑا میں مجبور تھی تم خود غرض سمجھ لو یا جو بھی مگر میں اپنے ہاتھوں سے تمہارا یقین توڑ چکی ہوں میں جانتی ہوں کہ تم مجھے سانس لینے کے بھی مہلت نہ دیتے تم مجھے جان سے مار دیتے کیونکہ میں تمہارے لیے کوئی معنی نہیں رکھتی مگر تم میرے لیے بہت معنے رکھتے ہو ڈیمن تمہارے لیے کچھ بھی کر سکتی ہوں مگر تمہیں کسی اور کا ہوتا ہوا کبھی نہیں دیکھ سکتی ایلیا دل ہی دل میں ڈیمن سے مخاطب تھی جبکہ آنکھوں میں موجود آنسو پلکوں کا جھاڑ توڑ کر رخسار پر بہے تھے۔۔۔

وہ جس شخص سے بچپن سے محبت کی ہو اس شخص کو کسی اور کا ہوتے ہوئے دیکھنا کسی کے بس کی بات نہیں ہوتی اور یہاں ایلیا نے صرف اپنے لیے یہ نہیں کیا تھا وہ جانتی تھی کہ ڈیمن اسے کبھی نہیں اپنائے گا اس کی

یکطرفہ محبت یکطرفہ ہی رہے گی مگر وہ دو محبت کرنے والوں کو جدا نہیں کروانا چاہتی تھی وہ یہ نہیں دیکھ سکتی تھی کہ علیزہ مکزم سے جدا ہو جاتی اس کی محبت

تو بد قسمتی سے اس کی قدر بھی نہیں کرتی تھی مگر جو دو وجود ایک دوسرے سے مکمل ہوتے تھے ان دونوں کو ملا کر وہ اپنی روح کو تسکین بخشنا چاہتی تھی اور وہ اپنے مقصد میں کامیاب بھی ہو چکی تھی مگر شاید اس نے اپنے دو بہترین دوست کھو دیے تھے ڈیمن تو اس کی اتنا قریب نہیں تھا مگر رائز جس نے ہر اچھے برے وقت میں اس کا ساتھ دیا تھا اس کا خیال خود اسے بڑھ کر رکھا تھا اس نے تو رائز کا بھی دل دکھا دیا تھا نہ جانے رائز اسے معاف کرتا یا نہ کرتا مگر وہ بہت گلٹ محسوس کر رہی تھی اسے اپنا سانس رکتا ہوا محسوس ہو رہا تھا وہ چاہتی تھی کہ وہ بھاگ کر رائز کے پاس جائے اور ایک بار اس کے دل کا حال جان سکے کہ وہ اس کے بارے میں کیا سوچ رہا ہے مگر وہ ایسا نہیں کر سکتی تھی وہ چاہ کر بھی کچھ نہیں کر پائی تھی اس کی آنکھوں کے سامنے اس کے ساتھیوں کو پولیس گرفتار کر کے لے جا چکی تھی۔۔

وہ جانتی تھی کہ وہ دونوں زیادہ دن جیل نہیں رہیں گے وہ جلدی وہاں سے بھاگ نکلیں گے وہ اس بات سے بخوبی واقف تھی کہ ان کا زیادہ جیل دن میں

رہنا ناممکن ہے آخر وہ اس کے ساتھی تھے اور وہ ان کی رگ رگ سے واقف تھی۔۔۔

آنے والے لمحات میں کیا ہونے والا ہے وہ ہر چیز سے واقف تھی اب دیکھنا یہ تھا کہ جیل سے نکلنے کے بعد رائز اور ڈیمن ایلیا کی تلاش میں پاکستان آتے ہیں یا نہیں کیونکہ ڈیمن تو ایلیا کو زندہ نہیں چھوڑنے والا تھا اور ایلیا خود بھی ان دونوں سے چھپنا نہیں چاہتی تھی۔۔۔

ooooooooooooo

ڈیمن ایک بینچ پر بیٹھا کسی غیر متوقع نقطے کو گھور رہا تھا اس کی سرد نگاہیں اس کمرے کے کونے پر جمی ہوئی تھی جہاں کوئی بھی چیز موجود نہ تھی البتہ وہ کافی دیر سے اس خالی دیوار کو گھور رہا تھا جب کہ رائز اس کے تھوڑے فاصلے پر بیٹھا اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

ڈیمن نے اپنی نظریں نا ہٹائی تو آخر کار تنگ آ کر رائز نے ہی اس خاموشی کو توڑا

ڈیمن۔۔۔۔رائز کے پکارنے پر ڈیمن کے وجود میں کوئی حرکت در نہ آئی البتہ اس نے اپنی پلکوں کو جھپکا کر دوبارہ اپنی آنکھوں کو سختی سے بند کیا تھا جیسے اپنی آنکھوں کو کھلا رکھنے کی وجہ سے وہ تھک گیا ہو

ابھی رائز اسی کی جانب متوجہ تھا جب جیل کے دروازے پر ایک آفیسر آیا اس آفیسر کے ہاتھ میں کھانے کی ٹرے تھی شاید وہ انہیں کھانا دینے آیا تھا۔۔

رائز نے نظریں گھما کر اس آفیسر کی طرف دیکھا جس نے نظروں سے کوئی اشارہ کیا تو رائز اٹھ کر دروازے تک آیا

یہ دوسرے ملک کے جیل تھے جہاں پر کھانا دینے کے لیے مین دروازہ نہیں کھولا جاتا تھا بلکہ کھانا دینے کے لیے بھی ایک چھوٹا سا دروازہ بنایا گیا تھا جس کے ذریعے اس ٹرے کو کمرے کے اندر رکھ دیا جاتا تھا اور وہاں سے بڑے لاک کو کھولنے کی ضرورت نہیں پڑتی تھی اور نہ ہی انہیں اس چیز کی اجازت تھی

جیل کے ایک ایک کمرے میں تقریباً چار چار کیمرے لگائے گئے تھے وہاں کی سختی اتنی تھی کہ کوئی آفیسر چاہ کر بھی رشوت خوری نہیں کر سکتا تھا مگر جنہوں نے اپنا کام کروانا ہو وہ یہ نہیں دیکھتے کہ جیل میں بندیاں کتنی ہیں یا جیل کس ملک کا ہے وہ صرف یہ دیکھتے ہیں کہ انہیں رہا ہونا ہے صحیح یا غلط کسی بھی طریقے سے انہیں فرق نہیں پڑتا۔۔۔

رائز اٹھ کر دروازے کے قریب گیا اور کھانے کی ٹرے پکڑ کر چہرہ اٹھا کر اس آفیسر کی طرف دیکھا آنکھوں سے اسے مخصوص اشارہ کیا تو وہ آفیسر وہاں سے چلا گیا جب کہ رائز کھانے کی ٹرے اٹھاتا بینچ پر ڈیمن کے قریب آ کر بیٹھا جو سنجیدہ نظروں سے اسی کو دیکھ رہا تھا

کھانے کی ٹرے اپنے اور اس کے درمیان رکھی اور ان دونوں نے تھوڑا سا رخ بدلا اب وہ دونوں اس طریقے سے بیٹھے ہوئے تھے کہ اس کمرے میں لگے کیمروں میں ان کے چہرے نہیں آ رہے تھے کیمروں کے آگے آنے کی وجہ سے درمیان میں رکھی کھانے کی ٹرے بھی چھپ چکی تھی

رائز نے آہستہ سے چاولوں کی پلیٹ سے ایک چھوٹی چابی نما چیز نکالی اور اسے اپنے بازو کے اندر چھپا لیا اس نے یہ کام اتنی ہوشیاری سے کیا تھا کیمرے کی آنکھ بھی اسے نہ دیکھ سکی تھی جبکہ ڈیمن اپنی مطلوبہ چیز ملتے ہی اسے اپنے بغل میں چھپا چکا تھا

وہ دونوں نارملی بیہیو کرتے ہوئے کھانا کھا رہے تھے اس طرح جیسے انہیں اس کھانے سے کچھ ملا ہی نہ ہو جیسے وہ یہاں جیل میں بہت پرسکون انداز میں مطمئن ہو کر بیٹھے ہوں مگر یہ تو وہ دونوں ہی جانتے تھے کہ انہیں یہاں سے بھاگنے کا سائن مل چکا ہے اور آج کا دن جیل میں ان کا آخری ٹھکانہ تھا اس کے بعد وہ اس جیل سے فرار ہونے والے تھے

^^^^^^^^^^^^^^^

میری بچی تم ٹھیک تو ہو تمہیں کچھ ہوا تو نہیں سردار صاحب علیزہ کا ماتھا چومتے اسے سختی سے گلے لگاتے ہوئے بے چین آواز میں بولے

وہ لوگ ابھی دس منٹ پہلے ہی حویلی پہنچے تھے جبکہ ان کے واپس آنے کی خبر پہلے ہی سب کو مل چکی تھی اور اسی لیے سردار صاحب بھی وقت پر ہی حویلی پہنچ چکے تھے تاکہ وہ اپنی جان عزیز بیٹی سے مل سکیں وہ اس کے لیے بے تحاشہ پریشان تھے آنکھیں جیسے ترس گئی تھیں اسے دیکھنے کے لیے اس کی سلامتی کی دعا ہر وقت ان کے لبوں سے نکلتی رہتی تھی اور اب جب وہ تمام مشکلوں سے نکل کر واپس لوٹ رہی تھی تو وہ کیوں نہ اس کے قریب موجود ہوتے وہ ان کی زندگی کا کل اثاثہ تھی ان کی اکلوتی بیٹی ان کے جینے کی وجہ بھی تھی

بابا جان میں بالکل ٹھیک ہوں آپ کیسے ہیں اور آپ نے یہ کیا حال بنا لیا ہے اپنا آپ نے میرے جانے کے بعد سٹریس لیا ہے نا اس لیے آپ اتنے بیمار ہو گئے ہیں علیزہ آنکھوں میں آنسو لیے سردار صاحب کی جانب دیکھتی ہوں گوگل جو قدر کمزور ہو چکے تھے بی پی ہر وقت ہائی رہتا تھا شوگر لو رہتی تھی اور پہلے سے کافی زیادہ کمزور دکھائی دے رہے تھے وہ جب کہ امنے بیگم کے

بھی حالات کچھ مختلف نہیں تھے وہ بھی کافی بیمار رہنے لگی تھی بیٹے کی فکر نے دونوں میاں بیوی کو ادھا کر دیا تھا

میری شہزادی ہم تو تمہاری راہ میں سوکھ چکے تھے ہر وقت تمہاری پریشانی میں سانسیں بھاری رہتی تھی ہر وقت خدا سے دعا کرتے تھے کہ اللہ ہمارے بچوں کو سلامت رکھے

ایک ماں باپ کے لیے ان کی اولاد آزمائش ہوتی ہے اولاد کا دکھ ماں باپ کو زندہ دفن کر دیتا ہے خدانخواستہ اگر تمہیں کچھ ہو جاتا تو پتہ نہیں ہمارے ساتھ کیا ہو جاتا ہم زندہ بھی رہتے یا نہیں سردار صاحب اسے دوبارہ اپنے سینے میں بھینچ چکے تھے وہ اپنے دل کا حال بھی بیان کر رہے تھے

کچھ نہیں ہوا ہماری بچی واپس آگئی ہے اب کچھ نہیں ہوگا آپ دونوں بھی بالکل بے فکر ہو جائیں آزمائش تو ہر کسی کی زندگی میں آتی ہے آزمائش کو پار کرنے کی ہمت ہونی چاہیے اور ہماری بچی میں اتنی ہمت تھی اسی لیے تو وہ واپس ہمارے پاس آگئی دیکھیں اللہ نے اسے کچھ بھی نہیں ہونے دیا وہ بالکل

صحیح سلامت ہمارے سامنے موجود ہے بی جان انہیں خاصی تسلی دینے کی کوشش کر رہی تھی تاکہ اس افسردہ ماحول میں خوشی پھیل سکے

کچھ ہی دیر میں سب سے ملنے کے بعد علیزہ نے سب سے ایلیا کا تعارف کروایا اور ان سب کو یہ بتایا کہ ایلیا اب ان کے ساتھ ہی رہے گی اس لیے رضیہ بیگم نے ایلیا کا کمرہ تیار کروا دیا

سفر کافی لمبا تھا اس لیے بی جان نے کھانا کھانے کے بعد انہیں حکم دیا کہ وہ جا کر آرام کر لیں

علیزہ اپنے بچوں سے نہیں ملی تھی کیونکہ وہ سو رہے تھے گھر کے باقی افراد سے ملنے کے بعد اب وہ اپنے کمرے میں آئی تھی جبکہ مکزم ابھی نیچے مرد حضرات کے درمیان ہی بیٹھا ہوا تھا اسے ابھی اور بھی بہت سے معاملات کو ہینڈل کرنا تھا جن کے بارے میں شاید علیزہ نہیں جانتی تھی

علیزہ اپنے کمرے میں داخل ہوئی بے اختیار اس کے دل کو ہول اٹھا یہ کمرہ یہ یادیں اس نے کتنا یاد کی تھی وہ ان سب چیزوں سے دور ہو چکی تھی مگر

قسمت نے دوبارہ اسے اس کا سب کچھ لوٹا دیا تھا کمرے سے نظریں ہوتی بیڈ کے بیچو بیچ سوتے دو ننھے فرشتوں پر گئی جو ہر چیز سے بے خبر گہری نیند سو رہے تھے

لاکھ خود پر کنٹرول کرنے کے باوجود بھی علیزہ کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے اپنے جگر کے ٹکڑوں کو یوں اپنے سامنے دیکھ کر وہ ضبط کھو بیٹھی تھی وہ تڑپ کر ان کی جانب بڑھی اور سوئے ہوئے اپنے دونوں بچوں کو باری باری اٹھا کر اپنے سینے میں بھینچ لیا وہ ترپ لیے ان کے چہرے کے ایک ایک نقش کو شدت سے چومنے لگی

وہ دونوں اس کے لخت جگر تھے وہ کتنے دن ان سے دور رہی تھی کتنے دن اس کی ممتا اپنے بچوں کے لیے تڑپی تھی

عنایہ کے ماتھے پر شدت سے لب رکھ کر اس نے ایک گہری سسکی بھری اور پھر عبداللہ کی پیشانی چوم کر ان دونوں کو احتیاط سے دوبارہ لٹا دیا کیونکہ وہ دونوں نیند کی وجہ سے ڈسٹرب ہو رہے تھے اگر وہ کچی نیند سے اٹھ جاتے تو

بعد میں روتے رہتے علیزہ واقف تھی ان دونوں کی نیند سے وہ بہت اچھے سے اپنے بچوں کو جانتی تھی اس لیے انہیں دوبارہ اچھے سے احتیاط سے لٹا کر ان کے ارد گرد تکیے رکھ کر ان پر اچھے سے بلینکٹ اوڑھ دیا اور خود کپڑے چینج کرنے کے لیے ڈریسنگ روم کی جانب بڑھی۔۔

نظریں تو چاہتی تھی کہ وہیں پر بیٹھ کے اپنے بچوں کو دیکھتی رہے مگر اسے تھکاوٹ بھی بہت ہو چکی تھی ویسے بھی وہ اب اپنے میر کی آغوش میں واپس آ چکی تھی اور میر کے ہوتے ہوئے اسے کوئی کچھ نہیں کر سکتا تھا اب وہ بالکل محفوظ تھی وہ اپنی محفوظ گاہ میں پہنچ کر مطمئن تھی اسے اب یقین تھا کہ نہ تو اب وہ کہیں جائے گی اور نہ ہی اس کے بچے۔۔۔۔

ooooooooooooooooo

یہ آپ کا کمرہ ہے اگر آپ کو کچھ بھی چاہیے ہو گا تو بتا دیجیے گا ملازم یہیں پر موجود ہوتے ہیں افراح مسکراتی ایلیا کی طرف دیکھتی ہوئی بولی وہ ابھی اسے

اس کے کمرے میں لے کر آئی تھی جبکہ ایلیا کمرہ کے چاروں طرف نظریں گھما کر کمرے کا معائنہ کر رہی تھی

جی ٹھیک ہے مجھے صرف پانی چاہیے ایلیا نے مسکراتے ہوئے بولا

ٹھیک ہے میں ملازمہ کے ہاتھ پانے کا جگ بھجوا دیتی ہوں آپ لمبا سفر کر کے آئی ہیں اس لیے آرام کریں افراح اس پیاری سی لڑکی کی طرف دیکھتی مسکرا کر بولی

وہ مغربی حسن کے مالک تھی اس کے بال سنہری تھے جب کہ آنکھوں کا رنگ بھی سنہری ہی تھا چہرے کی رنگت حد درجہ سفید تھی وہ پاکستان کی تو ہرگز نہیں لگتی تھی قد میں بھی وہ کافی لمبی تھی دراز قد کی مالک یہ خوبصورت لڑکی کہیں سے بھی کمزور اور دگلی پتلی نہیں دکھائی دیتی تھی وہ بہت صحت مند اور ایکٹیو لڑکی تھی

افراح کے بولنے پر ایلیا نے بھی اثباب میں سر ہلایا تو افراح اس کے کمرے کا دروازہ بند کرتی کمرے سے چلی گئی جبکہ ایلیا ایک لمبا سانس ہوا کے سپرد کرتی

بیڈ پر اندھے منہ گرنے کے انداز میں لیٹ گئی تھک تو وہ واقعی بہت چکی تھی مگر جسمانی تھکاوٹ سے زیادہ ذہنی تھکاوٹ اس پر زیادہ حاوی تھی ذہن میں رہ رہ کر رائز اور ڈیمن کا چہرہ ابھر رہا تھا

○○○○○○○○○○○○○○

مکزم آہستہ سے کمرے کا دروازہ کھول کر کمرے میں داخل ہوا تو کمرہ اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا اس نے ہاتھ بڑھا کر سوئچ بورڈ سے لائٹ آن کی تو اگلے ہی لمحے سارا کمرہ روشنی سے نہا گیا

اس کی نظر کمرے کے بیچو بیچ پڑے جہازی سائز بیڈ پر گئی جہاں اس کی بیوی اپنے دونوں بچوں کے ساتھ لیٹی شاید گہری نیند میں تھی اسے کمرے میں آتے آتے کافی دیر ہو چکی تھی وہ جہانزیب کے ساتھ مل کر آگے کی پلاننگ کر رہا تھا کہ انہیں کیسے محتاط رہنا ہے اور کیسے حویلی والوں کی حفاظت کرنی ہے ویسے تو حویلی کے لیے بہت سے گارڈ رکھے گئے تھے مگر اب گارڈز کی تعداد زیادہ کر دی گئی تھی کسی کو بھی حویلی سے باہر جانے کی اجازت نہیں تھی گھر کے

مکینوں کو صرف حویلی تک محدود کر دیا گیا تھا اور سب کو سختی سے منع کیا گیا تھا کہ کوئی بھی حویلی سے بغیر اجازت کے باہر نہیں نکلے گا

مکزم بغور بیڈ کے بیچو بیچ لیٹی اپنی بیوی کو دیکھ رہا تھا جس کی ایک طرف عبداللہ تھا اور دوسری طرف عنایہ اس نے اپنے دونوں بازوؤں سے ان دونوں کو تقریباً اپنے سینے سے لگایا ہوا تھا اس کے چہرے پر بے سکونی تھی جو مکزم دیکھتے ہی محسوس کر چکا تھا شاید وہ نیند میں بھی بے سکون تھی۔۔

اس کے چہرے کے تاثرات دیکھ کر لگ رہا تھا جیسے وہ گہری نیند میں ابھی نہیں اتری یقیناً اس کی نیند ابھی کچی ہے مگر اس کے چہرے پر چھائی بے سکونی مکزم کو بے چین کرنے کا سبب بنی تھی۔

مکزم آہستہ سے چلتا بیڈ تک گیا اور بہت ہی نرمی سے پہلے عبداللہ کو اٹھایا شدت سے اس کی پیشانی چومی اور اسے بے بی کاٹ میں اچھے سے لٹایا پھر یوں ہی عنایہ کو اٹھا کر اس کا رخسار اور پیشانی پر لب رکھے اور اسے بے بی

کاٹ میں لٹا کر اچھے سے بلینکٹ کیا جبکہ علیزہ مندی مندی آنکھیں کھول کر اس کی طرف دیکھ رہی تھی البتہ وہ اٹھ کر بیٹھی نہیں تھی۔

وہ آدھ کھلی آنکھوں سے مکزم کو دیکھ رہی تھی جو الماری سے اپنا نائٹ ڈریس نکالتا ڈریسنگ روم میں گھسا تھا اور اگلے ہی دوسرے منٹ وہ واپس کمرے میں نمودار ہوا تھا اور اب وہ اسی کی جانب آ رہا تھا

مکزم نرمی سے اس کے قریب آ کر لیٹا اور جھک کر اس کی پیشانی پر شدت سے لب رکھے جس پر علیزہ نے آنکھیں بند کر کے اس کے لمس کو گہرائی سے محسوس کیا تھا

کیا ہوا نیند نہیں آرہی کیا۔۔؟؟ مکزم اس کی پیشانی ہاتھ کی پشت سے چھوتے ہوئے بولا وہ اس کا ٹمپریچر چیک کر رہا تھا کہ کہیں اس کی طبیعت تو ٹھیک ہے کہیں بخار تو نہیں ہو رہا اس سے۔۔۔

مکزم کے بولنے پر علیزہ نے کوئی جواب نہیں دیا مگر وہ یک ٹک مکزم کو دیکھ رہی تھی بار بار پلکیں جھپکا کر وہ مکزم کے چہرے کو بہت قریب سے دیکھ رہی

تھی جیسے خواب کے زیر اثر ہو اس کی آنکھوں میں نیند کی خماری صاف دکھائی دے رہی تھی وہ سونا تو چاہتی تھی مگر وہ سو نہیں پا رہی تھی۔

کیا ہوا کچھ چاہیے مکرم نرمی سے اس کا گلابی رخسار سہلاتے ہوئے محبت سے چور لہجے میں بولا

ہمم چاہیے۔۔۔علیزہ سرگوشی نما آواز میں بولی۔۔

کیا چاہیے میری جان کو۔۔مکرم نے بولتے ہوئے اس کے پیشانی چومی۔۔

آپ....آپ چاہیے مجھے... علیزہ آنکھوں میں نیند کی سرخی لیے مکرم کر چہرے کو اپنی انگلیوں کے پوروں سے چھوتے ہوئے بولی مکرم کو اس وقت وہ اپنے حواس میں نہیں لگ رہی تھی۔

علیزہ کی بات سن کر وہ دلکشی سے مسکرایا وہ مانگ بھی وہ رہی تھی جو صرف اس کا تھا

میں تو صرف تمہارا ہی ہوں پھر تمہیں مجھ سے اور کیا چاہیے تسلی رکھو تمہارا تھا تمہارا ہوں اور ہمیشہ تمہارا ہی رہوں گا۔۔۔مکزم نے اسے مکمل یقین دلایا

پھر آپ مجھ سے اتنا دور کیوں رہے جب آپ جانتے تھے کہ میں کہاں پر ہوں کس حال میں ہوں پھر اپنے مجھے وہاں سے کیوں نہیں نکالا کیوں مجھے اتنا دور رکھ کر سزا دی آپ نے۔۔۔بولنے کے ساتھ ہی اس کی آنکھوں میں آنسوں آ چکے تھے۔۔۔

خبردار۔۔۔خبردار جو تم ایک بھی آنسو بہایا بہت برا پیش آؤں گا اگر دوبارہ تم روئی تو مکزم اسے رونے کی تیاری پکڑتے دیکھ کر وارن کرنے والے انداز میں بولا جب کہ لہجے میں تھوڑی سختی بھی تھی

آپ بہت برے ہیں بہت زیادہ۔۔۔علیزہ نم آنکھوں سے اسے دیکھتی خفگی بھرے انداز میں بولتے کروٹ بدل گئی مکزم اس کی اس حرکت پر بے چین ہوا

بات سنو بیگم یہ ناراضی یہ غصہ صبح کے لیے رکھ لو صبح جو بھی پوچھو گی سارے سوالوں کا جواب دوں گا مگر ابھی مجھ سے دوری مت بناؤ ورنہ تمہارا میر بغیر موت کے ہی مر جائے گا مکزم اسے کندھے سے تھامتا اس کا رخ اپنی طرف کرتے ہوئے اس انداز میں بولا کہ علیزہ کو بے ساختہ اس کے الفاظوں میں چھپی تکلیف محسوس ہوئی اسے احساس ہوا کہ مکزم کے الفاظوں میں کتنی تکلیف موجود تھی جو شاید وہ بیاں ہی نہیں کر رہا تھا

مجھے ٹکر ٹکر مت دیکھو میں چاہتا ہوں کہ تم سب کچھ بھلا کر سکون سے سو جاؤ اپنے دماغ کو بے سکون مت کرو کچھ دیر میں تمہارے بچے بھی اٹھ جائیں گے پھر دوبارہ اٹھنا پڑے گا اس لیے ابھی سو جاؤ صبح پوچھ لینا جو بھی پوچھنا ہو گا سب سوالوں کا جواب دوں گا مگر ابھی نہ خود کو تکلیف دو اور نہ مجھے مکزم اس کے چہرے کے ایک ایک نقش کو اپنے بے تاب لبوں سے چھوتے گمبھیر آواز میں بولا

وہ جواب دینے کے بجائے مکزم کے چہرے کو یک ٹک دیکھ رہی تھی مکزم کی شفاف پیشانی سے نظریں پھسلتی اس کے انابی ہونٹوں پر آ رکی ہلکی بئیرڈ میں چھپے انابی ہونٹ سگریٹ پینے کی وجہ سے ہلکے سیاہ رنگ لیے ہوئے تھے دیکھنے سے معلوم ہوتا تھا کہ مکزم نے بہت زیادہ سگریٹ پی ہے جس کی وجہ سے اس کے ہونٹوں کے رنگت بدل چکی ہے۔۔۔

آپ نے کتنے سگریٹ پیے میری غیر موجودگی میں۔۔۔؟؟عجیب و غریب سوال پر پہلے تو مکزم کو حیرت ہوئی مگر اس کی نظریں اپنے ہونٹوں پر مرکوز دیکھ کر وہ آہستہ سے مسکرایا

لا تعداد شاید مجھے تو گنتی بھی یاد نہیں۔۔مکزم نے ایمانداری سے سچ بتایا

لا تعداد..؟؟ آپ کو شرم نہیں آئی اتنے زیادہ سگریٹ پیتے ہوئے میں نے آپ کو منع کیا تھا نا۔۔۔ وہ ساری باتوں کو بھولا ہے مکزم کو اب خونخوار نگاہوں سے گھور رہی تھی جبکہ مکزم اسے پہلے والی ٹون واپس آتا دیکھ کر دل ہی دل میں خوش ہوا تھا مگر اب اسے اپنا حساب بھی دینا تھا

نہیں مجھے شرم نہیں آتی میں بے شرم ہوں نیکسٹ لیول کا۔۔۔مکزم شرارت سے اس کی جانب دیکھتا مسکرایا اور پھر جھک کر نرمی سے اس کے گلابی ہونٹوں پر اپنے ہونٹ رکھ دیے۔۔

اس کا ارادہ صرف چھوٹی سی شرارت کرنے کا تھا مگر ایک ہی لمحے میں وہ بے ایمان ہو چکا تھا اس کے سانسوں کو سختی س اپنے سینے میں اتارتے اس کے وجود پر قبض ہوئے اس کی سانسوں پر حکومت کرنے لگا تھا

پیچھے ہٹیں میں نے آپ سے جو پوچھا ہے صرف اس کا جواب دیں۔۔مکزم کو زور سے پیچھے کی جانب دھکا دیتی وہ دوبارہ اسے گھورنے لگی مکزم کے لمس کا اثر اس پر نہیں ہوا تھا نہ ہی وہ بہکی تھی فلحال اسے صرف ایک ہی صدمہ لگا ہوا تھا کہ مکزم نے اتنے تھوڑے دنوں میں اتنے سگریٹ پھونک ڈالے نہ جانے اس کے گردے کا کیا حال ہوا ہو گا۔۔۔

ایک تو وہ اس کے سگریٹ پینے کی عادت سے بہت تنگ تھی اور ایک مکزم تھا جو ہزار بار منع کرنے کے باوجود بھی اسے چھوڑتا نہیں تھا ہاں البتہ اس نے

کم کر دی تھی شاید ہی ہفتے میں ایک دو بار پیتا تھا مگر اس ایک ہفتے میں اس نے اتنی سگریٹ پی تھی کہ علیزہ کے آنے کے بعد اس نے اتنی سگریٹ نہیں پی ہوگی جتنی وہ اس ایک ہفتے میں پی چکا تھا

آپ کو میری بات کا اثر نہیں ہوتا نا میں نے آپ سے کتنی بار بولا ہے سگریٹ کو مت پیا کریں یہ صحت کے لیے ٹھیک نہیں ہوتی لیکن آپ نے میری کبھی بات نہیں سنی ہاں ٹھیک ہے اپ کبھی کبھار پی لیتے تھے مگر پچھلے ایک ہفتے سے آپ نے اتنی زیادہ سگریٹ کیوں پی۔۔۔۔

آپ نے ایک بار بھی نہیں سوچا کہ مجھے یہ نہیں پسند وہ سب کچھ بھلائے مکزم کے کلر کو سختی سے مٹھیوں میں جکرے اسے ایک جھٹکے سے اپنی جانب کھینچتی اس کی آنکھوں میں آنکھیں کر ڈال کر پورے رعب سے پوچھ رہے تھی۔۔۔

جبکہ مکزم کو اس کا یہ روپ زیادہ دلکش لگا تھا

بولیں میں آپ سے پوچھ رہی ہوں۔۔۔۔مکزم کو مسلسل مسکراتے دیکھ کر وہ تپ ہی گئی اس کے کالر کو ایک اور جھٹکا دیتے اس نے دوبارہ سے پوچھا جب

کہ اب ان دونوں کے چہروں کے درمیان صرف ایک ایک انچ کا فاصلہ باقی رہ گیا تھا

معافی دے دو بیگم غلطی سے پی لی دماغ خراب ہو گیا تھا میرا۔۔۔!!!

اپنے کالر پر موجود اس کے دونوں ہاتھوں کو پکڑ کر لبوں سے لگاتے ہوئے محبت بھرے انداز میں بولا

آپ کا دماغ صحیح کب ہوتا ہے اب آپ جا کر اپنی وہ سگریٹ ہی پییں میرے پاس آنے کی کوشش مت کرنا اب۔۔۔وہ انگلی اٹھا کر اسے وارن کرتی اپنے اور اس کے درمیان فاصلہ بنانے لگی جو مکزم نے جھٹکے سے اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے اپنے قریب تر کھینچ لیا

خبردار میری جان یہ کوشش بھی مت کرنا دور جانے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور رہی بات سگریٹ کی تو وہ اب میں نہیں پیوں گا مکزم اس کی ناک سے اپنی ناک مس کرتے ہوئے بولا۔

بلکہ میرے پاس ایک بہترین حل ہے تمہیں جہاں میرے سگریٹ نظر آئے تم اسے پکڑ کے جلا دیا کرنا یا توڑ کر پھینک دیا کرنا ٹھیک ہے یہ میری سزا کے لیے کافی ہے مکزم نے اپنی طرف سے اسے بہترین حل پیش کی جو شاید علیزہ کو بھی بہت پسند آیا تھا مگر وہ مکزم کے سامنے اطراف نہیں کرنا چاہتی تھی وہ اس سے ناراضگی ظاہر کر رہے تھی

مجھے نیند آرہی ہے وہ فل نخرے دکھاتی اپنے کھلے بالوں کو پیچھے جھٹکتے ہوئے ایک ادا سے بولی تو مکزم بے اختیار ہنس دیا۔

میرا ارادہ تو سونے کا نہیں تھا مکزم آنکھ ونگ کرتا زو معنی انداز میں بولا تو علیزہ جو فل نخرے دکھا رہی تھی اس کی بات پر سٹپٹا ہی گئی

نہیں مجھے نیند آرہی ہے فجر کے وقت اٹھنا بھی ہے میرے چھوٹے چھوٹے معصوم بچے اٹھ جائیں گے آپ کو نہیں سونا تو آپ نا سوئیں مگر میں سو رہی ہوں علیزہ مکزم کی طرف دیکھتی جلدی جلدی بول کر اس کے سینے پر سر رکھ کے سختی سے آنکھیں بند کر گئی۔

جبکہ مکزم نے بڑی مشکل سے اپنی ہنسی کو دبایا تھا وہ جانتا تھا وہ اسے اسی طرح قابو آئے گی اور وہ آ بھی چکی تھی۔۔۔

مکزم نے مسکرا کر سائڈ لیمپ آف کیا اور اپنے اور اس کے گرد اچھے سے بلینکٹ پھیلا کر اسے اپنے مضبوط حصار میں لیتا اس کی پیشانی کو شدت سے چھومتا آنکھیں بند کر گیا

جبکہ علیزہ نے بھی مسکرا کر مکزم کے گرد مضبوطی سے اپنے بازو باندھے تھے وہ اس وقت اس کے بازوؤں میں چھپی کو چھوٹی سی گڑیا معلوم ہو رہی تھی جبکہ مکزم نے سرشار ہوتے کسی قیمتی متاعِ جاں کی طرح اسے اپنی باہوں میں چھپا لیا تھا اور وہ اپنے محرم کی آغوش میں سکون پاتی کچھ ہی دیر میں نیند کی وادیوں میں اتر چکی تھی۔

oooooooooooooooo

سب ٹھیک ہے نا سب کو حویلی سے باہر جانے سے کیوں منا کیا گیا ہے مجھے کچھ ٹھیک نہیں لگ رہا جہانزیب آپ کچھ تو بتائیں میں کب سے آپ سے ایک

ہی بات پوچھے جا رہی ہوں مگر آپ سن ہی نہیں رہے افراح جہانزیب کے قریب جاتی تلملا کر بولی

کیونکہ وہ بیچاری پچھلے ایک گھنٹے سے گھوم چکر بنی جہانزیب سے ایک ہی بات پوچھ رہی تھی جو اس کی بات کو ان سنا کرتا پہلے نہانے چلا گیا اور اب جب وہ نہا کر باہر نکلا تھا تب بھی اسے کوئی جواب نہیں دے رہا تھا

جہانزیب نے خود کو ایک نظر آئینے میں دیکھ کر نظریں گھوم کر اپنی جوالا مکھی بنی بیوی کو دیکھا جو غصے سے اسے گھور رہی تھی۔

کیوں خود کو تھکا رہی ہو میری جان بس تمہارے بھائی کا فیصلہ ہے یہ تم سب کی حفاظت کے لیے اس نے یہ کیا ہے تم صرف اس کے اس فیصلے کو مانو مزید کچھ جاننے کی کوشش مت کرو جہانزیب ڈریسنگ ٹیبل کے کنارے پر ہاتھ رکھتا اس کی جانب جھکتے ہوئے اس کے بھرے بھرے وجود کو نظروں میں رکھتے ہوئے بولا۔۔۔

اسے اب پانچواں مہینہ لگ چکا تھا اور اس کے وجود میں بھی خاصی تبدیلی آئی تھی وہ اب دگلی پتلی نظر نہیں آتی تھی بلکہ وہ پہلے سے زیادہ خوبصورت لگتی تھی شاید یہ ممتا کا روپ تھا یا ماں بننے کی خوشی جس نے اسے مزید نکھار دیا تھا وہ پہلے سے زیادہ خوبصورت ہو گئی تھی

آپ کو نہیں بتانا آپ مت بتائیں مگر اب دوبارہ مجھ سے بات کرنے کی کوشش مت کیجیے گا وہ انگلی اٹھا کر اسے خونخوار نگاہوں سے گھورتی وہاں سے جانے لگی جب جہازیب نے جلدی سے آگے بڑھ کر اسے اپنے بازوں میں اٹھا لیا جس پر وہ اچانک ہڑبڑا ہی گئی

یہ کیا کر رہے ہیں آپ اتاریں مجھے نیچے وہ جہانزیب کو گھورتے حکم دینے والے انداز میں بولی جب کہ جہانزیب اس کی بات کو ایک کان سے سن کر دوسرے کان سے نکالتا بیڈ کی جانب بڑھا۔

اسے نرمی سے بیڈ پر بٹھایا اور چلتا ہوا واپس ڈریسنگ ٹیبل کی طرف آیا دراز کھول کر آئل کی بوتل نکالی اور چلتا ہوا اس کے قریب کچھ فاصلے پر آ کر بیٹھا جبکہ افراح حیرانگی سے اس کی یہ ساری کاروائی دیکھ رہی تھی

تم جانتی ہو کہ تمہاری بھابھی کو ابھی تک اس شخص سے خطرہ ہے جس نے انہیں کڈنیپ کیا تھا صرف تمہاری بھابھی کوئی نہیں وہ ہمارے گھر والوں کو بھی نقصان پہنچا سکتا ہے اس لیے ہمیں سنگین قدم اٹھانا پڑا ہم نہیں چاہتے کہ کسی کو کوئی بھی نقصان پہنچے اس لیے اتنی پابندی لگائی گئی ہے جسے حویلی والوں کو ہر صورت ماننا ہی ہوگا تو میں یہ بات صرف اس لیے بتا رہا ہوں کہ تم ساری رات جلے پیر کی بلی نہ بنی رہو۔۔۔

کیونکہ میں جانتا ہوں جب تک تمہیں کوئی بات پتہ نہ چل جائے تب تک تم سکون سے نہیں بیٹھتی جہانزیب اس کی طرف دیکھتا نجانے اس کی تعریف کر رہا تھا یا اس کی برائیاں اسے گنوا رہا تھا جبکہ افراح منہ پھلا کر اسے دیکھ رہی تھی جیسے جہانزیب کا اس طرح بولنا اسے پسند نہ آیا ہو

جہانزیب نے افراح کے پیروں کو پکڑ کے اپنی طرف کیا تو افراح خاصا گھبرائی

یہ آپ کیا کر رہے ہیں چھوریں میرے پاؤں وہ اس کی گرفت سے اپنے پیروں کو چھڑوانے کی کوشش کرتے ہوئے بولی

چپ رہو میرے اسٹریلیا جانے کے بعد تم نے اپنا خیال نہیں رکھا اس کا ثبوت تو میرے سامنے ہی ہے جہانزیب اسے گھوری سے نوازتا اسے احساس دلا رہا تھا کیونکہ افراح نے واقعی میں بہت لاپرواہی کی تھی اس کے پیر سوجے ہوئے تھے اور اس کے پاؤں صرف ایک ہی صورت میں سوجتے تھے جب وہ ٹھیک سے کھاتی پیتی نہ ہو یا اس کے بی پی میں کوئی مسئلہ ہو۔۔۔جہانزیب کوئی بھی لاپرواہی نہیں برتتا تھا مگر اسٹریلیا جانے کے بعد شاید پیچھے سے افراح نے اپنا خیال نہیں رکھا تھا

می خیال رکھ تو رہی تھی بس آپ کو یہ لگتا ہے کہ میں اپنا خیال نہیں رکھتی افراح منہ بناتی ہوئی منمنائی۔

یہ تو مجھے بہت اچھے سے پتہ ہے کہ تم اپنا کتنا خیال رکھتی ہو اور کتنا نہیں میں تو یہ سوچتا ہوں اگر چچی جان یا بی جان نہ ہوتی تو پتہ نہیں تم خود کے ساتھ کیا کرتی پھرتی تم تو شاید دو ٹائم کا کھانا بھی ٹھیک سے نہ کھاتی۔۔۔

جہانزیب اس کے پیروں پر تیل لگاتا ہلکے ہاتھوں سے مالش کرنے لگا جب کہ جہانزیب کے اس عمل پر افراح کو اپنے جسم میں سوئیاں چبتی ہوئی محسوس ہوئی اسے عجیب سی گدگدی ہو رہی تھی

نہیں کریں مجھے گدگدی ہو رہی ہے افراح ہنستے ہوئے اپنے پیروں کو اپنی طرف کھینچتے ہوئے بولی جب جہانزیب نے مسکراتے ہوئے اپنے ہاتھوں کا دباؤ اس کے پیروں پر مزید ڈالا اور اس کے پیروں کے نیچے اچھے سے انگلیاں پھیرنے لگا جس پر وہ کھکھلا کر ہنسنے لگی۔

ہاہاہاہاہا نن نہیں کریں نا۔۔۔ افراح ہنس ہنس کر پاگل ہو رہی تھی جبکہ جہانزیب اسے اس طرح ہنستے دیکھ کر مزید خوش ہو رہا تھا۔

اللہ اللہ بس کر پلیز۔۔۔۔ہنس ہنس اس کی آنکھوں میں پانی آ چکا تھا۔

جہانزیب نے ٹشو سے اچھے سے اپنے ہاتھ صاف کیے اور پھر اٹھ کر کمرے کی لائٹ بند کر کے افراح کے پاس آیا جو اب بیڈ پر سیدھی لیٹی ہوئی تھی ہنس ہنس کر وہ تھک گئی تھی پریگننٹسی ہونے کے بعد وہ جلدی تھک جاتی تھی

جہانزیب اس کے قریب آ کر لیٹا تو افراح اس کے کشیدہ سینے پر اپنا سر رکھ کر اس کے وجود میں اپنی پناہ گاہ بنائی جبکہ جہانزیب بھی اپنے اور اس کے اوپر اچھے سے بلینکٹ لیتا مزید اسے خود میں بھینچ گیا

جہانزیب۔۔۔افراح کی مدہم آواز جہانزیب کی سماعتوں سے ٹکرائی۔۔

ہمم۔جہانزیب اس کے بال سہلاتا بہت محبت سے بولا

آپ کو بیٹا چاہیے یا بیٹی...؟؟ افراح نے کچھ سوچتے ہوئے سوال پوچھا جس پر جہانزیب کے ہونٹوں تلے دلکش مسکراہٹ رینگ گئی۔۔۔پانچ ماہ بعد وہ آج یہ سوال پوچھ رہی تھی پہلے کبھی اس نے ایسا سوال نہیں پوچھا تھا شاید وہ جہانزیب سے اس کی خواہش پوچھ رہی تھی

بیٹا ہو یا بیٹی مجھے فرق نہیں پڑتا بس خدا ہمیں اولاد جیسی نعمت سے نواز رہا ہے یہی کافی اپنے خدا کا شکر گزار ہونے کے لیے اولاد جیسی نعمت ہی کافی ہے بیٹا یا بیٹی کا کوئی مقابلہ نہیں ہوتا جہانزیب اس کے سر کو چومتا بے حد نرمی سے بولا

پھر بھی آپ کی کوئی تو خواہش ہوگی آپ نے کچھ تو سوچا ہوگا افراح نے کچھ سوچتے ہوئے دوبارہ سے وہی سوال دہرایا جبکہ جہانزیب کو سمجھ آ چکی تھی کہ وہ کیا پوچھنا چاہ رہی ہے

نہیں میری جان میں نے اس بارے میں ایسا کبھی کچھ نہیں سوچا ویسے بھی اپنی اولاد میں فرق نہیں کرنا چاہیے خدا پہلی اولاد بیٹی دے یا بیٹا دونوں منظور ہیں بس نیک صالح اور صحت مند اولاد چاہیے اس کے علاوہ کچھ بھی نہیں ۔۔۔جہانزیب نے دوبارہ پہلے والا جواب دیا کیونکہ سچ میں اس نے اس بارے میں کوئی فرق نہیں کیا تھا اور نہ ہی سوچا تھا

اگر بھابھی کی طرح ہمارے ٹونز ہو گئے تو افراح جہازیب کے سینے پر اپنی شہادت کی انگلی سے لکیریں کھینچے ہوئے دلچسپ انداز میں بولی

تو دیکھ لیں گے اگر ہمارے ٹونز بیبز ہوئے ایک بیٹا اور ایک بیٹی تو تمہیں تمہارا داماد اور بہو گھر سے ہی مل جائیں گے جہانزیب ہنستے ہوئے بولا جب کہ پہلے تو افراح کو جہانزیب کی بات کا مطلب سمجھ نہیں آیا مگر جب اس کی بات سمجھ آئی تو وہ خود مسکرا دی وہ عبداللہ اور عنایہ کے بارے میں بات کر رہا تھا۔۔

وہ دونوں تو ہماری جان ہیں چھوٹے چھوٹے پیارے سے معصوم سے شہزادی اور شہزادہ میرا دل چاہتا ہے کہ میں ساری زندگی ان کے ساتھ گزار دوں وہ دونوں بہت پیارے ہیں بالکل بھائی اور بھابھی کی طرح افراح اب عبداللہ اور عنایہ کی طرف جا چکی تھی۔۔۔

ہاں بھتیجا اور بھتیجی کس کے ہیں تمہارے اور میرے خوبصورت تو ہوں گے نا جہانزیب شرارت سے بولا جس پر افراح ہانس دی۔۔۔

اچھا بتائیں نا اگر بیٹا ہوا تو آپ اس کا کیا نام رکھیں گے اور اگر بیٹی ہوئی تو اس کا کیا نام رکھیں گے افراح کی ریل دوبارہ اسی پٹری پر آ چکی تھی۔۔۔

میں نے نہیں سوچا ابھی تک بیوی کیوں مجھ سے اتنے مشکل سوال پوچھ رہی ہو جہانزیب واقعی میں سوچ میں پڑ گیا تھا کیونکہ اس نے ابھی تک ایسا کچھ نہیں سوچا تھا

میں نے سوچے ہیں نام بتاؤں آپ کو۔۔؟؟ افراح چہکتے ہوئے بولی تو جہانزیب نے اس کا روشن چہرہ دیکھتے ہوئے اس کی پیشانی پر لب رکھے اور ہاں میں سر ہلایا۔۔

اگر ہمارا بیٹا ہوا تو ہم اس کا نام شاہزیب رکھیں گے اور اگر بیٹی ہوئی تو اس کا نام حریم جہانزیب خان رکھیں گے افراح نے مسکرا کر بتاتے ہوئے چہرہ اونچا کر کے جہانزیب کی طرف دیکھا جس کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی جو اس بات کی گواہ تھی کہ اسے یہ نام کافی پسند آئے ہیں۔۔

اور تم اپنے بیٹے کا نام شاہزیب ہی کیوں رکھو گی تم کچھ اور بھی تو رکھ سکتی ہو۔۔۔!!!مکمل اپنے نام کی کاپی دیکھ کر جہانزیب نے دلچسپی سے پوچھا۔۔

مجھے آپ کا نام بہت پسند ہے جیسے مجھے آپ سے آپ کے نام سے محبت ہے اسی طرح مجھے اپنے بیٹے کے نام سے بھی محبت ہوگی جسے میں ساری زندگی آپ کے روپ میں دیکھوں گی وہ اپ کا عکس ہو گا جیسے آپ جہانزیب ویسے وہ شاہزیب ہو گا۔۔۔

اور دونوں ہی میرے دل کے بے حد قریب ہوں گے افراح نے مسکراتے ہوئے اپنے دل کی بات آگے رکھی تھی سچے دل سے محبت سے چور لہجے میں اس نے اپنی محبت واضح کروائی تھی جس پر جہانزیب کچھ پل تو اسے دیکھتا ہی رہ گیا کیا کوئی کسی سے اتنی محبت بھی کر سکتا ہے

شاید نہیں مگر اس طرف افراح تھی جو بچپن سے اس سے محبت کرتی تھی اور خوش قسمتی سے اس کی بچپن کی محبت ساری زندگی کے لیے اس کے نصیب میں لکھ دی گئی تھی وہ خود کو دنیا کی سب سے خوش نصیب لڑکی تصور کرتی

تھی اور اسے جہانزیب پر خود سے بھی زیادہ یقین تھا وہ جہانزیب جیسا ہمسفر پا کر دنیا میں ہی جنت جیسے زندگی جینے لگی تھی۔۔۔

کیا ہوا کیا سوچ رہے ہیں آپ کیا آپ کو نام پسند نہیں آیا افراح جہانزیب کو کیسی گہری سوچ میں ڈوبا دیکھ کر اس کے چہرے پر اپنا نازک ہاتھ رکھتے ہوئے بولی

نہیں مجھے یہ نام بہت پسند آیا تم اگر اس کے علاوہ کوئی بھی نام رکھتی تب بھی مجھے وہ بہت پسند آتا جہانزیب مسکرا کر اس کا وہی ہاتھ تھام کر لبوں سے لگاتے ہوئے بولا۔۔۔۔

تو افراح بند ہوتی آنکھوں سے مسکرا دی اسے بہت نیند آ رہی تھی مگر وہ یوں ہی روزانہ جہانزیب سے باتیں کرتے کرتے سو جایا کرتی تھی آج جہانزیب ایک ہفتے بعد گھر لوٹا تھا اور ایک ہفتے سے اس کی نیند ویسے بھی ڈسٹرب ہوئی پڑی تھی جہانزیب قریب نہیں ہوتا تھا کئی راتیں اس کی جاگ کر گزری تھی مگر جب وہ اس کے بے حد قریب تھا تو نیند جلد ہی اس پر مہربان ہو گئی تھی

شاید یہ اپنے محرم کی پناہوں کا اثر تھا جو اس کی آغوش ملتے ہی وہ سکون حاصل کرنے لگی تھی۔۔۔

سو جاؤ باقی باتیں بعد میں کر لیں گے....؛؛؛؛ جہانزیب اس کی بند ہوتی آنکھوں کو دیکھ کر اس کو سینے سے لگاتا اپنی ٹھوڑی اس کے سر پہ ٹکا کر آنکھیں بند کر گیا جبکہ افراح جو پہلے ہی نیند میں جا رہی تھی جلد ہی گہری نیند میں اتر گئی جبکہ جہانزیب بھی افراح کی خوشبو کو اپنے وجود میں اتارتا جلد ہی نیند کی آغوش میں قید ہو گیا۔

oooooooooooooo

علیزہ کی آنکھ عبداللہ کے رونے کی آواز سن کر کھلی تھی اس نے آہستہ آہستہ سے آنکھیں کھول کر کمرے میں دیکھا تو اندھیرا تھا جبکہ اپنے گرد مکزم کا مضبوط حصار وہ محسوس کر چکی تھی اسے ابھی بھی نیند آئی ہوئی تھی لیکن عبداللہ مسلسل رو رہا تھا جس کی وجہ سے اسے اٹھنا ہی پڑا۔۔۔

مکزم کے بازو خود سے ہٹا کر وہ بہت آرام سے اس کے حصار نکلی تاکہ اس کی نیند نا خراب ہو جائے

اس نے سب سے پہلے ہاتھ بڑھا کر لائٹ آن کی اور پھر اٹھ کر اپنے بالوں کا جورا بناتے ہوئے بالوں کو باندھا اور روتے ہوئے عبداللہ کو اٹھایا جو اپنا والیوم فل کیے کڑاکے دار آواز میں رو رہا تھا جیسے ساری حویلی کے افراد کو اٹھانے کے لیے الارم لگ گیا ہو۔۔۔

میرا بچہ میرا شہزادہ کیا ہوا میرا بچہ کیوں اتنا رو رہے ہو وہ اسے اپنے بازوں میں اٹھاتی اس کی پیشانی کو چومتی ہوئی بولی جب کہ عبداللہ اپنا نچلا ہونٹ نکالے بھرائی سبز آنکھوں سے ٹکر ٹکر علیزہ کو دیکھ رہا تھا البتہ رونا وہ بند کر چکا تھا۔۔۔

کیا ہوا میرے بچے کو بھوک لگی ہے بس ماما ابھی دودھ بنا کر دیتی ہیں اپنے بیٹے کو۔۔۔علیزہ مسکرا کر باتیں کرتی ہوئی بیڈ تک چل کر آئی اور اسے بیڈ پر لٹا کر ایک سائیڈ پر تکیہ رکھا اور خود اس کا فیڈر بنانے لگی بچوں کا تمام سامان اسی

کمرے میں موجود تھا اس لیے اسے بار بار کچن میں جانے کی ضرورت نہیں پڑتی تھی

عبداللہ نے ہاتھ پاؤں مارتے ہوئے گردن گھما کر دوسری طرف دیکھا جہاں مکزم گہری نیند سو رہا تھا اپنے باپ کو دیکھ کر اس نے بار بار پلکیں جھپکائی وہ شاید اس بات کا یقین کرنا چاہ رہا تھا کہ اس کے بغل میں لیٹا اس کا باپ ہی ہے نا۔۔۔

عبداللہ نے ایک پلٹی کھائی اور پیٹ کے بل رینگ کر مکزم کی طرف جانے لگا مگر وہ ابھی بہت چھوٹا تھا وہ ایسا نہیں کر پا رہا تھا۔۔۔

آخر کار بہت محنت کے بعد وہ تھوڑا سا مکزم کے قریب ہوا اور اپنے چھوٹے چھوٹے گول مٹول سے ہاتھوں مکزم کے پیٹ پر مارنے لگا مگر اس معصوم جان میں اتنی جان کہاں تھی کہ مکزم جیسے بلڈوزر کو کوئی فرق پڑتا۔۔۔

مکزم نیند میں ہی کسی کے لمس کو اپنے پیٹ پر محسوس کر چکا تھا اس نے آہستہ آہستہ آنکھیں کھولیں تو سارا کمرہ روشنی سے نہایا ہوا تھا جب اس نے اپنا بازو

سیدھا کیا تو اسے فوراً محسوس ہوا کہ علیزہ اس کے ساتھ نہیں ہے جس پر اس نے جھٹکے سے پوری آنکھیں کھول کر بیڈ دیکھا

جہاں علیزہ کی سائیڈ بالکل خالی تھی پھر اس کی نظر تھوڑا سا نیچے کی طرف گئی جہاں عبداللہ پیٹ کے بل لیٹا اپنا چہرہ اٹھائے ٹکر ٹکر اسے دیکھ رہا تھا اور اپنے ننھے ننھے دونوں ہاتھ اس کے پیٹ پر رکھ کر زور سے اس کی شرٹ کو دونوں مٹھیوں میں بھینچا ہوا تھا

ہیں یہ چوزہ کہاں سے آ گیا۔۔۔مکرم بڑبڑاتے ہوئے اٹھ کر بیٹھا۔۔

عبداللہ اسے یوں گھور رہا تھا جیسے اسے نظروں ہی نظروں میں کہنا چاہ رہا ہوں کہ والد صاحب مجھے یوں انجانی نظروں سے مت گھورو میں تمہاری ہی اولاد ہوں۔۔۔

مکرم نے آہستہ سے اسے اٹھا کر اپنی گود میں بٹھایا جس پر وہ کھکھلایا مکرم نے کمرے کی جانب نظریں دہرائی جہاں علیزہ موجود نہیں تھی وہ ڈریسنگ روم میں

اس کا فیڈر بنانے گئی تھی کیونکہ ان کا سارا سامان ڈریسنگ روم میں ہی موجود ہوتا تھا

مجھے یہ بتاؤ کہ صبح صبح سات بجے اٹھ کر تم میرے بیڈ پر کیسے آئے۔۔۔مکزم عبداللہ کو اپنے سامنے کرتا دلچسپی سے پوچھ رہا تھا جیسے وہ تو اسے بتا دے گا کہ میں اس بیڈ تک کیسے آیا۔۔

بتاؤ میں تم سے پوچھ رہا ہوں کیا میں تمہارے باپ کا نوکر ہوں جو بار بار اپنی بات کو دہرایا کروں میری بات سنو مجھے بار بار بات دہرانے کی عادت نہیں اگر تم سے پوچھ رہا ہوں تو مجھے بتاؤ کہ تم اس بیڈ پر کیسے آئے مکزم اس سے یوں بات کر رہا تھا جیسے وہ بہت سمجھدار شخص ہو اور اسے مکزم کی ساری باتیں سمجھ آ رہی ہو اور وہ مکزم کو اس کی باتوں کا جواب بھی دے گا۔۔

او ہو میر وہ آپ کو کیسے بتائے گا اسے ابھی بولنا نہیں آتا ڈریسنگ روم سے نکلتی ہے علیزہ ماتھے پر افسوس سے ہاتھ ماری اس کی عقل پر ماتم کرتے ہوئے بولی۔۔۔

اسے بیڈ تک میں لے کر آئی تھی وہ رو رہا تھا شاید اسے بھوک لگی ہے میں اپنے پیارے سے شہزادے کو خود دودھ پلاؤں گی۔۔۔علیزہ بیڈ پر بیٹھتی مکزم کے ہاتھوں سے عبداللہ کو لیتے ہوئے بولی۔

ابھی صرف سات بجے ہیں ابھی تو حویلی میں بھی کوئی نہیں اٹھا ہوگا اور یہ پہلے ہی اٹھ گیا اپنی اولاد کو سمجھا دو کہ جب تک اس کے ماں باپ نہ اٹھیں تب تک یہ بھی مت اٹھا کرے سکون سے سویا کرے اور اپنے ماں باپ کو بھی سونے بھی دیا کرے۔۔۔

مکزم ایک نظر اس کی گود میں لیٹے دودھ پیتے عبداللہ کو دیکھ کر بڑے رعب سے بولا جیسے اس کا حکم تو عبداللہ فوراً مان لے گا۔۔۔

کیسی باتیں کرتے ہیں آپ میر میرے بچے ابھی چھوٹے سے ہیں وہ بے وقت سو بھی سکتے ہیں اور بے وقت اٹھ بھی سکتے ہیں آپ اپنی نیند کو کنٹرول میں رکھا کریں علیزہ منہ بسور کر بولی جیسے مکزم کا یوں حکم سنانا اسے اپنی اولاد کے لیے پسند نا آیا ہو۔

oooooooooooooooooo

کیسی باتیں کرتے ہیں آپ میر میرے بچے ابھی چھوٹے سے ہیں وہ بے وقت سو بھی سکتے ہیں اور بے وقت اٹھ بھی سکتے ہیں آپ اپنی نیند کو کنٹرول میں رکھا کریں علیزہ منہ بسور کر بولی جیسے مکزم کا یوں حکم سنانا اسے اپنی اولاد کے لیے پسند نا آیا ہو۔

ابھی مکزم کوئی اور جواب دیتا ان کی کانوں میں عنایہ کے رونے کی آواز پڑی وہ بھی اٹھ چکی تھی۔

لیں اٹھ گئی وہ بھی اب اسے جا کر بولیں اور پوچھیں کہ یہ کوئی وقت ہے اٹھنے کا ماں باپ ڈسٹرب ہوتے ہیں علیزہ مکزم کو اٹھ کر عنایہ کی طرف جاتا دیکھ کر بولی کیونکہ وہ جانتی تھی کہ مکزم اپنی لاڈلی کو تو کچھ نہیں کہہ سکتا یہ بے وجہ کے حکم بس اس کے لخت جگر کے لیے ہی ہیں۔

آؤ میری لٹل گرم میری شہزادی اٹھ گئی گڈ مارننگ مائی لائف۔۔۔مکزم روتی ہوئی عنایہ کو اٹھا کر اس کا رخسار چومتے ہوئے بولا

جبکہ عنایہ چپ ہونے کی بجائے اور اونچا رو رہی تھی۔

ادھر لائیں وہ ایسے چپ نہیں کرے گی علیزہ مکزم کی طرف دیکھتی ہوئی بولی تو مکزم نے علیزہ کی طرف دیکھا جو عبداللہ کو بیڈ پر لٹا کر اس کی جانب آ رہی تھی۔

آئین میرا بچہ کس نے مارا میری بیٹھی کو بابا تو ہیں ہی گندے بہت تنگ کرتے ہیں نا ہم بابا کو دوسرے روم میں بھیج دیں گے پھر ہم مل کر اس روم میں رہیں گے سکون سے۔۔۔علیزہ عنایہ کو اپنی گود میں لے کر دائیں بائیں جھلاتی اسے بہلانے لگی جبکہ مکزم وہیں پر ہکا بکا کھڑا حیرانگی سے اسے دیکھ رہا تھا وہ ایک منٹ میں پارٹی بدل چکی تھی اور اب اسے اس کمرے سے باہر نکالتے کی بات بھی کر رہی تھی۔

میری شہزادی کو بھوک لگی ہے ماما کو پتہ تھا اس لیے ماما پہلے ہی آپ کا دودھ لے آئیں۔۔۔علیزہ بیڈ پر بیٹھ کر سائڈ ٹیبل سے عنایہ کا فیڈر پکڑتے ہوئے بولی اور اسے فیڈ کروانے لگ گئی۔

اوہووو میر وہاں کھڑے کیا کر رہے ہیں عبداللہ کو ہی پکڑ لیں دیکھ نہیں رہا کیا وہ رو رہا ہے علیزہ عبداللہ کو اونچا اونچا روتے دیکھ کر مکزم کو گھورتے ہوئے بولی۔

کیونکہ عبداللہ کا فیڈر منہ سے باہر نکل کر بیڈ پر گر گیا تھا اور اسی لیے وہ رو رہا تھا۔

مکزم جلدی سے آگے بڑھا اور عبداللہ کو اٹھا کر فیڈر اس کر منہ میں ڈالا جس پر وہ ہچکیاں لیتا کچھ دیر بعد چپ ہو گیا۔

عبداللہ کی آنکھوں میں بھر بھر کے موجود آنسو دیکھ کر مکزم کے دل کو کچھ ہوا ایک تو اس کے بچے بہت پیارے تھے اور سے جب روتے تھے تو ان کی آنکھیں اور ناک ان کی ماں کی طرح سرخ ہو جاتے تھے جس پر وہ مزید دلکش لگتے تھے

مکزم نے بے اختیار اس کی پیشانی چومی اس کی آنکھیں انگلیوں کے پوروں سے صاف کے دل پھر بھی مطمئن نہیں ہوا تو اس کے چھوٹے چاٹے ہاتھوں کو چومتے لگا اولاد چیز ہی ایسی ہے پتھر کو بھی موم کر دیتی ہے۔۔

علیزہ مسکراتی ہوئی مکزم کو دیکھ رہی تھی وہ جتنا مرضی علیزہ کے معاملے میں پوزیسیو ہو جاتا مگر وہ دونوں تھے تو اس کا ہی خون نا وہ اپنی اولاد سے بے گناہ محبت کرتا تھا باپ کبھی ظاہر نہیں کرتا مگر اولاد کی محبت اس کے دل میں ماں سے زیادہ ہوئی ہے۔

یہ رومال لے لیں میر ورنہ عبداللہ کپڑے گندے کر کے گا علیزہ مکزم کی جانب رومال بڑھاتے ہوئے بولی تو مکزم نے مسکرا کر رومال تھام لیا اور وہ رک رک کر عبداللہ کو منہ صاف کرتا کہ کہیں وہ کپڑے نا خراب کر لے۔

آپ فریش ہو جائیں نیچے سب اٹھ گئے ہوں گے 9 بج رہے ہیں علیزہ مکزم کی طرف دیکھتی ہوئی بولی جو اپنے فون میں کچھ مصروف تھا عبداللہ اور عنایہ بیڈ

پر کھیل رہے تھے علیزہ نے ابھی انہیں چینج کروا کر تیار کیا تھا اور خود بھی تیار ہو کر آئی تھی۔

ہمم میرے کپڑے نکالو میں فریش ہو کر آتا ہو مکزم علیزہ کے ماتھے پر بوسہ دیتا محبت بھرے انداز میں بولا اور فریش ہونے چلا گیا جبکہ علیزہ مسکراتی اس کے کپڑے نکالنے لگی۔۔

ooooooooooooooo

السلام علیکم کیسی ہو بیٹا آپ۔۔۔بی جان ایلیا کو ڈائننگ ہال میں داخل ہوتے دیکھ کر خوشدلی سے بولیں وہیں ایلیا گھبرائی تھی۔۔۔

بی جان وہ مسلم نہیں ہے اسے سلام کا جواب نہیں دینا آتا افراح بی جانب کی جانب جھکتی بہت کم آواز میں بولی جس پر بی جان کو فوراً احساس ہوا۔

آؤ بیٹا کیا ہوا پریشان کیوں ہو گئی آپ۔۔۔بی جان مسکراتی ہوئی بولی تو ایلیا تھوڑا پر سکون ہوئی وہ اس وقت اپنے معلوم لباس میں ملبوس تھی پینٹ اور

شرٹ میں شرٹ کے اوپر ایک چھوٹی جیکٹ تھی جو کالے رنگ کی تھی جبکہ بال ٹیل پونی میں بندھے ہوئے تھے۔

جی میں بلکل ٹھیک ہوں آپ کیسی ہیں ایلیا خود جو کمپوز کرتی بی جان کی طرف دیکھتی ہوئی مسکرا کر بولی

جی بیٹا ہم بھی بلکل ٹھیک ہیں بی جان نے مسکراتے اس کے سر پر ہاتھ رکھا جو انہی کی جانب جھکی ہوئی تھی۔

السلام علیکم۔۔۔!!!! علیزہ وہاں داخل ہوتی بلند آواز میں بولی تو سب نے نظریں گھما کر اس کی جانب دیکھا جو مسکراتی ڈائننگ ہال میں داخل ہوئی تھی اس نے عبداللہ کو اٹھایا ہوا تھا جبکہ اس کے پیچھے مکزم تھا جو عنایہ کو اٹھائے اس کے ساتھ مستیاں کرنے میں لگے ہوا تھا۔

ایلیا نے علیزہ کے کندھے سے لگے عبداللہ کو دیکھا سبز آنکھوں والا سرخ و سفید رنگت کا مالک وہ گول مٹول بچہ بہت زیادہ کیوٹ اور خوبصورت تھا۔

یہ تمہارا بیٹا ہے ایلیا علیزہ کی طرف دیکھتی ہوئی بولی جو اس کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھی تھی۔

ہاں یہ میرا عبداللہ ہے کو پکڑ لو۔۔۔علیزہ عبداللہ کو ایلیا کی طرف بڑھاتے ہوئے بولی تو ایلیا نے ہچکچاہٹ کا شکار ہوتے ہوئے عبداللہ کو اٹھا لیا جبکہ عبداللہ آنکھیں ٹپٹپاتے ایلیا کو دیکھ رہا تھا شاید یہ چہرہ اس کے لیے نیا تھا وہ پہچاننا چاہ رہا تھا۔۔۔

ہیلو بے بی ایم ایلیا۔۔۔ایلیا اس کی گلابی پھولے پھولے گال کو انگلیوں سے آہستہ سے چھوتے ہوئے بولی جیسے وہ اسے چھونے سے بھی ڈر رہی ہو۔۔۔

ایلیا وہ کچھ نہیں کہتا تم ہچکچانا بند کرو۔۔۔علیزہ اس کی گھبراہٹ کو نوٹ کر چکی تھی۔۔۔

ایلیا نے مسکراتے عبداللہ کی گال پر لب رکھے تو وہ کھکھلایا ساتھ اچھا خاصا شور بھی کیا جس پر سب ہلکا سا ہنس دیے۔۔۔

اونہہ کتنا ٹھرکی ہے تمہارا بیٹا کیسے لڑکیوں سے کس لے کر خوش ہوتا ہے باپ کا نام بدنام کرنے میں کوئی کثر نہیں چھوڑ رہا۔۔۔مکزم علیزہ کے ساتھ والی کرسی بیٹھے ہوئے بولا اس کی آواز اتنی تو اونچی تھی کہ وہاں بیٹھے سبھی لوگوں سے با آسانی سنی تھی۔۔۔

خبردار ہمارے پوتے سے کچھ بھی کہا تو وہ تم سے زیادہ سلجھا ہوا ہے تم تو کسی کے پاس جاتے ہی شور مچا دیتے تھے رو رو کر ساری حویلی سر پر اٹھا لیتے تھے میرا پوتا تو کسی کے پاس بھی جاتے ہوئے رونا دھونا شروع نہیں کرتا رضیہ بیگم کو اپنے پوتے کے حق میں اپنے بیٹے کے یہ الفاظ برداشت نہیں ہوئے تھے اس لیے وہ مکزم کو ڈانٹنے لگی جس پر مکزم نے حیرانگی سے اپنی ماں کو دیکھا جبکہ علیزہ جو مکزم کو کرارہ جواب دینے والی تھی رضیہ بیگم کی بات سن کر چہرہ جھکا کر اپنی ہنسی دبانے لگی جبکہ باقی سب کا بھی یہی حال تھا۔۔

ہو سکتا ہے کہ اس معاملے میں وہ اپنی ماں پر چلا گیا ہو کیونکہ میں تو کسی لڑکی کے بھی گرد مکھیوں کی طرح نہیں گھوم سکتا سوائے اس کی ماں کے میں نے

کسی لڑکی کو نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھا اور یہ ہر دوسری لڑکی پر ٹھرک جھاڑنے بیٹھ جاتا ہے مکزم الٹا زچ کرنے لگا جبکہ مکزم کی بات پر حالم صاحب کا زندگی سب بھرپور قہقہہ گونجا تھا جبکہ علیزہ خاصا شرمندہ ہوئی تھی مکزم کی اس بے باکی پر۔۔۔

ظاہر سی بات ہے اب میرے بچے مجھ پر تو جائیں گے ہر کسی سے مسکرا کر ملنے والے شکر ہے میری بچے آپ کی طرح سرے ہوئے بینگن نہیں بنے

علیزہ اس کے زچ کرنے پر بناوٹی مسکراہٹ ہونٹوں پہ سجاتی اس کی جانب جتاتی نظروں سے دیکھتی ہوئی بولی جب کہ ان دونوں میاں بیوی کی نوک جوک پر سب اپنے ناشتے سے ہٹ کر ان دونوں کی جانب متوجہ ہو گئے۔۔۔ جبکہ مکزم نے اسے گھورا تھا جس کا اثر اس پر تو بلکل نہیں ہوا۔۔۔

اووو سو سویٹ ہاؤ کیوٹ یار یہ کتنی پیاری ہے۔۔۔ ایلیا عبداللہ کو سامنے بٹھا کر عنایہ کو پکڑتی اپنے سامنے عبداللہ کے ساتھ ہی بٹھاتے ہوئے بولی علیزہ کی بچے اسے بہت پیارے لگے تھے۔۔۔

عبداللہ بلکل تم پر گیا ہے علیزہ اور عنایہ بلکل بھائی جیسی ہے بس اس کا یہ ڈمپل تم پر گیا ہے باقی ان دونوں کی آنکھیں مائی گوڈ میرا دل آ گیا ان دونوں پر۔۔۔ایلیا بس نہیں چل رہا تھا وہ اپنے سامنے بیٹھے ان دونوں ٹیڈی بیرز کو کھا ہی جاتی جو اسے اتنے پیارے لگ رہے تھے اس کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ بار بار انہیں چومتی رہے اور اپنے پاس ہی رکھ لے۔۔

ماشاءاللہ بولتے ہیں بیٹا اس طرح بچوں کو نظر نہیں لگتی بی جان میں مسکراتے ہوئے ایلیا کی طرف دیکھا کیونکہ یہ چیز تو ان کے لیے عام تھی ان کے بچوں کو جو بھی دیکھتا تھا اس کا یہی ری ایکشن ہوتا تھا کیونکہ وہ واقعی میں ہر کسی کی توجہ خود کی طرف لانے میں ماہر تھے اور بچے تو ویسے بھی خوبصورت ہی ہوتے ہیں کسی بھی شخص کی توجہ آسانی سے اپنی جانب کھینچ لیتے ہیں۔۔۔

ماشاءاللہ۔۔ایلیا نے بی جان کے الفاظوں کو دہرایا جب سب اس کی طرف دیکھتے مسکرا دیے وہ بیرون ملک کی لڑکی تھی اور اس کی ڈریسنگ بھی بیرونی

ملک کی ہی تھی کسی کو اس کی ڈریسنگ سے کوئی اعتراض نہ تھا کیونکہ اس کی ڈریسنگ ایسی نہیں تھی جس سے اس کے جسم کا کوئی حصہ نمایاں ہوتا

ہاں مگر انہوں نے کبھی کسی لڑکی کو یوں پینٹ شرٹ میں نہیں دیکھا تھا لیکن ان کے سامنے بیٹھی لڑکی ان کی بیٹیوں کی طرح تھی اور اس حویلی کے مردوں کی نظر ایسی نہیں تھی جو وہ نظریں اٹھا کر کسی غیر لڑکی کی طرف دیکھتے۔۔۔

سب ہلکی پھلکی باتیں کرتے ہوئے ناشتہ کرنے لگے جبکہ ایلیا اس کشمکش میں تھی کے اسے کیا کھانا ہے اور کیا نہیں کیونکہ یہ وہ کھانا نہیں تھا جو وہ ہمیشہ سے کھاتی آئی تھی۔۔۔

یہ پراٹھا ہے ایلیا اور اس کے ساتھ آملیٹ کھاتے ہیں اگر تم چاہو تو ساتھ جوس بھی لے سکتی ہو اگر نہیں تو چائے بھی لے سکتی ہو یہ کافی کی طرح ہوتی ہے مگر اس کا ٹیسٹ کافی کی طرح نہیں ہوتا یہ اس سے الگ ہوتی ہے علیزہ ایلیا کو عجیب سی کشمکش میں مبتلا دیکھ کر اسے ترتیب سے بتانے لگی کیونکہ وہ

جانتی تھی کہ اسٹریلیا میں ناشتہ کیسا ہوتا تھا اور یقیناً ایلیا کو پاکستانی ناشتے کے بارے میں کچھ نہیں پتا تھا

علیزہ نے اسے ناشتہ نکال کر دیا پہلے لقمے پر تو ایلیا کو تھوڑا عجیب لگا مگر اس نے جب دوسرے سے تیسرا لقمہ لیا تو اسے یہ کمبینیشن کافی مزے کا لگا۔۔

آملیٹ کے ساتھ دیسی گھی کا پراٹھا اور اس کے ساتھ چائے جو وہ بہت مزے سے کھا رہی تھی شاید اسے یہ ناشتہ بہت پسند آیا تھا۔۔

جہانزیب کدھر ہے وہ ناشتہ کی ٹیبل پر ابھی تک کیوں نہیں آیا۔۔۔؟؟مکزم نے جہانزیب کو وہاں نہ پا کر افراح کی جانب دیکھتے ہوئے پوچھا

بھائی وہ صبح نماز پڑھنے کے بعد ہی چلے گئے تھے شاید انہیں کوئی ضروری کام تھا داد بھائی بھی یہیں پر موجود تھے وہ انہی کے ساتھ گئے ہیں۔۔۔!!!افراح نے جوس کا گلاس لبوں سے لگاتے ہوئے مکزم کو جواب دیا۔۔

ضروری کام ایسا کون سا ضروری کام جو مجھے نہیں معلوم اور مجھے بتائے بغیر وہ دونوں کہاں جا سکتے ہیں مکرم دل ہی دل میں سوچنے لگا کیونکہ واقعی میں جہانزیب اور داد دونوں میں سے کسی نے اسے اس معاملے میں کچھ نہیں بتایا تھا۔۔۔

سب نے خوشحال ماحول میں ناشتہ کیا تو گھر کے مرد اپنے اپنے میں کام کاج کے لیے نکل پڑے جبکہ مکرم بھی جہانزیب کو فون کر کے اس وقت وہ کہاں ہے یہ پوچھ کر۔۔

اس کے پیچھے ہی گیا تھا حویلی میں گارڈز کی تعداد ڈبل ہو چکی تھی اور کسی کو بھی باہر جانے کی اجازت نہ تھی

اب گھر کی سبھی عورتیں لاؤنج میں بیٹھی باتیں کرنے میں مصروف تھی جن کے درمیان ایلیا بھی بیٹھی ہوئی تھی اسے یہ فیملی بہت اچھی لگی تھی جن کے چہرے یا اخلاق بناوٹی نہیں تھے بلکہ وہ جیسے اندر سے تھے ویسے ہی باہر سے بھی تھے اچھے دل کے مالک خوبصورت لوگ۔۔۔

اب اسے سمجھ آ رہی تھی کہ علیزہ اپنی فیملی سے اتنی محبت کیوں کرتی ہے اس نے دیکھا تھا اس کے ماں باپ کو جو اپنی بیٹی سے بے تحاشہ محبت کرتے تھے وہ کچھ دیر پہلے ہی یہاں سے گھر کے لیے روانہ ہوئے تھے جب کہ اس کے سسرال والے بھی بالکل اس کے ماں باپ کے درجے پر ہی فائض تھے۔۔۔ جو کسی قسم کی کوئی روک ٹوک نہیں کرتے تھے بلکہ اپنی سگی اولاد کی طرح اپنے بیٹے سے پہلے اپنی بہو کو رکھا ہوا تھا اس نے اس گزرے ہوئے آدھے دن میں بہت بار محسوس کیا تھا کہ اس کی دادی ساس چاچی ساس اور اس کی ساس علیزہ کو مکزم پر ترجیح دیتے ہیں جبکہ مکزم کی باتوں کو وہ ہلکے میں لے لیتے ہیں زیادہ سائیڈ وہ اپنی بہو کی ہی لیتے ہیں کچھ ایسا ہی حال افراح کی طرف بھی تھا افراح اور علیزہ ان دونوں کی لاڈلی تھی

جبکہ اس گھر کے دونوں سپوت عنایہ اور عبداللہ تو ان کی مسکراہٹ کی وجہ تھے وہ کبھی ایک کے بازوؤں میں ہوتے تو کبھی دوسرے کے۔۔۔ ان کے

کھلکھلاہٹیں اس گھر میں گونج رہی تھی جو اس گھر کے تمام مکینوں کہ چہروں پر مسکراہٹ برقرار رکھنے کی وجہ تھی۔۔

ooooooooooooooooooooooo

کیا ہوا ہے تم لوگ کیوں اتنی جلدی حویلی سے آ گئے سب خیریت ہے نا مکزم داد اور جہانزیب کے سامنے بیٹھتا ان دونوں کی جانب دیکھتے ہوئے بولا ان دونوں کے سنجیدہ چہرے اس بات کے گواہ تھے کہ ضرور کچھ نہ کچھ گڑبڑ ہے۔۔۔

مکزم۔۔۔ڈیمن اور اس کا ساتھی جیل سے فرار ہو چکے ہیں جہانزیب مکزم کی طرف دیکھتے سنجیدہ لہجے میں بولا جب کہ جہانزیب کی بات سن کر مکزم کے اوسان حیرت میں ڈوب گئے۔۔۔

اسے یہ تو معلوم تھا کہ وہ جیل سے ضرور فرار ہوں گے مگر یہ نہیں پتہ تھا کہ اتنی جلدی۔۔۔ خیر اسے ان سے اس چیز کی ہی توقع تھی وہ گینگسٹرز تھے

اور مافیا ورلڈ میں گینگسٹرز کا جیل سے فرار ہونا بالکل عام سی بات تھی یہ ان کے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا۔۔۔

ہمم مجھے پہلے ہی معلوم تھا خیر کمشنر کو کال کرو اور اسے بتاؤ ہر جگہ ناکہ بندی لگوائے اسے بولو کہ لاہور میں داخل ہونے والا کوئی بھی شخص جو مشکوک لگے اس کی پوری طرح چھان بین کی جائے ان لوگوں کے یہاں پہنچنے سے پہلے ہی ہمیں اپنی فیملی کو محفوظ کرنا ہوگا۔۔۔

کیونکہ یہ تو میں بخوبی جانتا ہوں کہ چاہے ہم جتنی مرضی پولیس سپورٹس ارینج کر لیں لیکن وہ لوگ یہاں تک پہنچ ہی جائیں گے۔۔۔۔ مکزم اپنے ہاتھ میں پکڑے فون کو گول گول گھماتے سنجیدہ ترین لہجے میں بولا اس کی آنکھوں میں اس وقت سرد مہری ظاہر تھی جبکہ چہرے کے تاثرات حد درجہ سخت تھے۔

ٹھیک ہے سر میں کمشنر کو انفارم کر دیتا ہوں لیکن سر مجھے لگتا ہے کہ ہمیں حویلی میں سکیورٹی مزید سخت کروا دینی چاہیے اور ان لڑکیوں کو بھی کسی محفوظ جگہ پر رکھنا چاہیے۔۔۔۔

داد اپنا فون نکالتا ایک آخری نظر مکزم کی جانب دیکھتے ہوئے بولا مکزم نے آہستہ سے ہاں میں سر ہلاتے اسے جانے کا اشارہ کیا تو وہ سر ہلاتا باہر نکل گیا۔

مکزم مجھے لگتا ہے کہ ان لڑکیوں کو بھی ہمیں حویلی والوں کو ساتھ ہی رکھنا چاہیے اس طرح سب ایک ہی جگہ پر محفوظ رہیں گے الگ الگ رکھنے پر خطرہ ہو سکتا ہے جہانزیب مکزم کی جانب دیکھتا تھوڑا پریشانی سے بولا کیونکہ اپنے گھر والوں کے ساتھ ساتھ انہیں ان دونوں بچیوں کی بھی حفاظت کرنی تھی جنہیں وہ اپنے ساتھ ہی پاکستان لے کر آئے تھے مگر ان کے بارے میں کسی کو کچھ معلوم نہیں تھا۔۔۔

ٹھیک ہے میں سوچتا ہوں اس بارے میں کچھ۔۔۔!!!مکزم اثباب میں سر ہلاتا ماتھے پر شکن سجائے گہری سوچ میں مبتلا کرسی کی پشت سے سر ٹکاتے ہوئے نارمل انداز میں بولا جب کہ دماغ میں مسلسل حویلی والوں کو محفوظ رکھنے کی ترکیبیں چل رہی تھی اور ساتھ ہی ساتھ ڈیمن اور رائز کا کوئی مستقل حل بھی۔۔۔

اب وہ ساری زندگی اس طرح ان لوگوں سے ڈر کر رہ تو نہیں سکتے تھے نہ ہی اپنے گھر والوں کو یوں چھپا کر رکھ سکتے تھے۔۔۔

ooooooooooo

میں اسے جان سے مار دوں گا ہماری ساتھی ہو کر وہ ہمارے دشمنوں کا ساتھ منہ اٹھا کر چل پڑی یہ سوچے سمجھے بغیر کہ وہ لوگ اسے پولیس کے حوالے بھی کر سکتے ہیں اس کے منہ سے ہماری گینگ کی ایک ایک معلومات نکلوا سکتے ہیں وہ اتنی بے وقوف کیسے ہو سکتی ہے کہ یوں انجان لوگوں کے ساتھ چلی گئی۔۔۔۔

ڈیمن جب سے واپس آیا تھا اس کا غصے سے برا حال تھا کچھ ہی دیر میں اس نے گھر کا سامان تہس نہس کر کے رکھ دیا تھا اس کا غصہ ساتویں آسمان کو چھو رہا تھا اسے یہاں پہنچتے ہی خبر مل چکی تھی کہ ایلیا مکزم اور علیزہ کے ساتھ پاکستان جا چکی ہے۔۔۔۔

وہ اتنی بیوقوف نہیں ہے ڈیمن اور نا ہی احمق ہے جو اتنی آسانی سے سب بتا دے گی تمہیں اس پر اتنا بھی بھروسہ نہیں کہ وہ ہماری بچپن کی دوست ہے۔۔۔۔رائز کو دونوں طرف سے دکھ ہو رہا ایک ایلیا کہ جانے کا اور دوسرا ڈیمن کی ایلیا کے لیے بدگمانی کا۔۔۔

دوست۔۔۔۔؟؟؟یقین۔۔۔۔؟؟؟وہ اس لائق ہے کہ اس پر یقین کیا جائے اسے دوست مانا جائے اس نے جو کیا وہ غداری تھی اور غداری کی سزا صرف موت ہے اور اسے میں جان سے مار دوں گا چھوڑوں گا نہیں۔۔۔۔

ڈیمن آگ بگولا ہوتا ایلیا کو جلا کر راکھ کرنے کو تھا اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ ایلیا اس کے سامنے ہو اور وہ اس کا گلا دبا دے ایک تو اس نے پہلے اس کا یقین تھوڑا تھا اس کے بعد وہ یہاں سے بھاگ کر پاکستان جا چکی تھی اسے کم سے کم ایلیا سے اس چیز کی امید نہیں تھی خیر اب جو کچھ بھی وہ کر چکی تھی وہ سب امید کے برعکس تھا۔۔۔

اس نے غلط کیا ہے مگر بھولو مت اس کی ماں سے کیا وعدہ تم نے اس کی ماں سے آخری وقت میں کیا بولا تھا کہ تم آخری سانس تک اس کا خیال رکھو گے تم اسے کچھ نہیں ہونے دو گے وہ تمہاری ذمہ داری ہے وہ میری ذمہ داری ہے اور ہم کسی بھی صورت ایلیا سے غافل نہیں ہو سکتے اور تم ایلیا کو کچھ نہیں کرو گے سمجھے ایک بار ایلیا مل جائے میں اسے خود سمجھا لوں گا اور اس سے خود سب کچھ خود پوچھ بھی لوں گا۔۔۔

رائز اسے تحمل سے سمجھانے کی کوشش کر رہا تھا اس تمام معاملے میں وہ چاہتا تھا کہ سب صلح صفائی سے ہو جائے اور ایلیا چپ چاپ واپس آ جائے اور اسے کچھ نہ ہو بس۔۔۔رائز کی سرخ ہوتے آنکھوں میں نگاہیں جماتا سنجیدگی سے بولا۔۔۔

ذمہ داری مائی فٹ وہ بیچ اس لائق نہیں۔۔۔ڈیمن دانت کچکچاتا زہر اگلتا رائز کی طرف خونخوار نگاہوں سے دیکھتے ہوئے دھاڑا کیونکہ اس وقت ایلیا کی

طرفداری کرتے ہوئے اسے رائز بھی زہر سے کم نہیں دکھائی دے رہا تھا۔۔۔

ہم ابھی اور اسی وقت پاکستان کے لیے نکل رہے ہیں تیاری کرو۔۔۔ڈیمن رائز کی طرف دیکھتا حکم دینے والے انداز میں بولا اور پھر اپنے پیروں تلے ٹوٹی ہوئی کانچ کی کرچیوں کو اپنے پیروں تلے کچلتا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔۔

جبکہ پیچھے سے رائز بے بسی سے اس کی پشت کو دیکھتا رہ گیا وہ ایلیا اور ڈیمن کے بیچ بری طرح پھنس چکا تھا

ایک طرف وہ خوش تھا کہ اس معصوم لڑکی کی جان بچ گئی وہ صحیح سلامت اپنے شوہر تک پہنچ گئی اور ایک طرف اسے اپنے دونوں بہترین دوستوں کی فکر کھائے جا رہی تھی جن کے درمیان بدگمانیوں کی ایک بہت بلند دیوار قائم ہو چکی تھی جو شاید اب ختم نہیں ہو سکتی تھی ڈیمن تو آگے ہی ایلیا سے نفرت کرتا تھا اس کی محبت کو اپنے قدموں تلے روند دیتا تھا مگر اب ڈیمن کے قہر سے ایلیا کو کوئی نہیں بچا سکتا تھا کیونکہ ایلیا ڈیمن کے خلاف گئی تھی اس نے

ڈیمن کی خلاف ورزی کی تھی اور ڈیمن کبھی بھی غداری کرنے والوں کو وہ نہیں بخشتا تھا۔۔۔

اسی لیے وہ ایلیا کے پیچھے بغیر کسی بھی چیز کی پرواہ کیے پاکستان جا رہا تھا نجانے اب وہ آگے کیا کرنے کا ارادہ رکھتا تھا مگر رائز اس کا حکم ماننے کے سوا اس وقت کچھ نہیں کر سکتا تھا کیونکہ اسے بھی ایلیا کو واپس لانا تھا جس کے لیے پاکستان جانا تو بہت ضروری تھا۔۔

رائز کو تو ابھی تک ایلیا کی خبر بھی نہیں تھی کہ وہ کہاں پر ہے اور کس حال میں ہے البتہ اسے اتنا ضرور یقین تھا کہ علیزہ جا کر بھی اسے پولیس ریمانڈ میں نہیں جانے دے گی کیونکہ وہ اس کی بہترین دوست بن چکی تھی ضرور اس نے اسے اپنے ساتھ رکھا ہو گا اگر وہ پولیس ریمانڈ میں ہوتی تو اب تک یہاں پر قہرم مچ چکا ہوتا مگر ایسا کچھ نہیں تھا یقیناً ایلیا جہاں بھی تھی محفوظ تھی اور کسی کو اس کے بارے میں نہیں معلوم تھا۔۔۔

اگر کسی کو معلوم ہوتا تو ہر نیوز چینل پر صرف ایلیا کی خبر آتی کیونکہ آسٹریلیا سے گئی گینگسٹر دوسرے ممالک میں چھپ کر نہیں رہ سکتی لیکن شاید یہ مکزم کا کمال تھا جس نے اسے بہن کا مقام دے کر محفوظ رکھا تھا اس کی حفاظت کر رہا تھا رائز کے خدشات کافی حد تک ٹھیک بھی تھے مگر وہ انجانی کشمکش میں مبتلا تھا بے چین بھی تھا اسے ایلیا کے بارے میں خبر لینی تھی اس لیے وہ پاکستان جانے کے انتظامات کرنے لگا جب کہ آنے والے لمحات کے لیے وہ خیریت کے دعا ہی کر سکتا تھا۔۔۔

oooooooooooo

وہ سب بیٹھے باتیں کر رہے تھے ابھی ہی سب شام کا کھانا کھا کر فری ہوئے تھے مگر آج شام کے کھانے میں جہانزیب اور داد موجود نہیں تھے وہ ابھی تک واپس ہی نہیں آئے تھے۔فون کرنے پر مکزم نے بتایا تھا کہ وہ لوگ تھوڑے مصروف ہیں اس لیے ہو سکتا ہے کہ وہ لوگ رات میں دیر سے آئیں اس وجہ سے ان کا انتظار نا کیا جائے جبکہ مکزم کی اس اطلاع پر علیزہ کا خاصہ

موڈ خراب ہوا تھا اس نے اس کے لیے اسپیشل کھانا بنایا تھا اتنے دن بعد وہ گھر واپس لوٹے تھے وہ مکزم کے ساتھ وقت گزارنا چاہ رہی تھی اور ایک مکزم تھا جو اپنے ہی کسی کام میں مصروف ہو چکے تھے اور رات کو دیر سے آنے کا بھی بول چکے تھے اب تو علیزہ کو یقین ہو گیا تھا کہ وہ جلدی نہیں آئے گا اس لیے وہ تھوڑی بجھی بجھی بھی تھی۔

سب کھانا کھانے کے بعد چائے پی رہے تھے جن میں رفیق صاحب اور عالم صاحب بھی موجود تھے بی جان سامنے صوفے پر بیٹھی ہوئی تھی جبکہ ساتھ والے بڑے صوفے پر رضیہ بیگم کے ساتھ زینت بیگم بھی موجود تھی اور ان کے بالکل سامنے والے صوفے پر ایلیا افراح کے ساتھ عبداللہ اور عنایہ کو پکڑے بیٹھی تھی جبکہ علیزہ بھی ان کے پاس ہی بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔

ابھی وہ لوگ باتوں میں مصروف تھے جب انہیں گاڑی کا ہارن سنائی دیا یعنی مکزم اور جہانزیب گھر واپس آ گئے تھے۔۔۔

گاڑی کا ہارن سن کر علیزہ کو خوشگوار حیرانگی ہوئی وہ تو تصور کر رہی تھی کہ مکزم نہیں آئے گا مگر یہ تو مکزم کی ہی گاڑی کا ہارن تھا۔

لیں اماں آپ کے سپورٹ بھی آگئے۔۔۔حالم صاحب نے مسکراتے ہوئے بی جان کی طرف دیکھ کر استفسار کیا جس پر بی جان کے ساتھ ساتھ رضیہ بیگم اور زینت بیگم بھی سر جھٹک کر ہنس دیں۔

آؤ بچے اندر گھبرانے والی کوئی بات نہیں۔۔۔ جہانزیب ان دونوں بچوں کو گھبراتے دیکھ کر ان کے سر پر شفقت سے ہاتھ رکھتا ہوا بولا جس پر وہ دونوں تھوڑا گھبراتی گھبراتی مکزم کی طرف دیکھنے لگی۔۔

فکر مت کرو تم دونوں یہاں بلکل محفوظ ہو یہاں اور ہم پر یقین رکھو تمہارے بھائی تم لوگوں کو کچھ نہیں ہونے دیں گے مکزم مسکراتا اس پر بھائی کی شفقت نچھاور کرنے لگا جس پر وہ دونوں تھوڑا مطمئن ہوئی اور ان دونوں کے ہمراہ اندر ہی جانب قدم۔بڑھائے۔۔۔

oooooooooo

السلام علیکم۔۔۔۔مکزم وہاں داخل ہوتا اونچی آواز میں بولا۔

السلام علیکم آل فیلمی میمبرز۔۔۔جہانزیب بھی خوشدلی سے بولا۔

وعلیکم السلام۔۔۔سب سے پہلے علیزہ نے جواب دیا اور فوراً صوفے سے اٹھی جبکہ اس کی بے خودی پر سب نے اپنی مسکراہٹ دبائی۔۔۔

وہاں داخل ہوتے مکزم نے جان لٹاتی نظروں سے اپنی بیوی کو دیکھا اس کے اس عمل پر مکزم کے چہرے پر مسکراہٹ رینگ گئی۔۔

علیزہ کو جب احساس ہوا تو وہ اچھی خاصی شرمندہ ہو گئی۔۔

ڈوب مرو علیزہ شرم نہیں آئی سب کے درمیان یہ حرکت کرتے اتنی بھی کیا بے چینی تھی علیزہ آنکھیں سختی سے بند کر کے دوبارہ کھولتی خود کو دل ہی دل میں ہزاروں قلبات سے نوازنے لگی۔۔۔

جہاں سب اپنی مسکراہٹ دبا رہے تھے اچانک سب کی نظر مکزم اور جہانزیب کہ بغل سے نکلتی ان دو لڑکیوں پر پڑی تو سب نے حیرانگی سے ان دونوں کی طرف دیکھا جبکہ سب کی نظروں میں حیرانگی اور بے یقینی دیکھ کر جہانزیب اور مکزم کو فوراً سمجھ آگیا کہ سب ان انجان لڑکیوں کو نہیں پہچان پا رہے پہچانتے بھی کیسے انہوں نے آج سے پہلے ان لڑکیوں کو نہیں دیکھا تھا۔۔۔

بی جان یہ دونوں میرے دوست کی بہنیں ہیں آپ یوں سمجھ لیں کہ میری ہی بہنیں ہیں ہماری حویلی میں مہمان ہیں اور ہمارے پاس ہی رہیں گی مکزم نے مسکراتے ہوئے ان دونوں معصوم لڑکیوں کے طرف دیکھ کر جواب دیا۔۔

وہ دونوں چپ چاپ نظریں جھکائے کھڑی تھی وہ کچھ بھی نہیں بول رہی تھی جب ایک لڑکی نے نظریں اٹھا کر تھوڑی ہمت کر کے سامنے دیکھا سامنے پوری فیملی کھڑی تھی اور پھر اس کی نظر دوسری جانب گئی جہاں ایلیا کھڑی پوری آنکھیں کھولے حیرت میں ڈوبی ان دونوں کو ایسے دیکھ رہی تھی جیسے کوئی ناممکن چیز دیکھ لی ہو۔۔۔

جبکہ ایلیا کو دیکھنے کے بعد ان لڑکیوں کا بھی یہی ری ایکشن تھا اب وہ تینوں ایک دوسرے کو پوری آنکھیں کھولیں حیرت میں ڈوبی بے یقینی سے دیکھ رہی تھی اور یوں دیکھ رہی تھی جیسے ایک دوسری کی موجودگی کا یقین نہ ہو رہا ہو۔۔

کیا ہوا سب ٹھیک تو ہے کیا تم لوگ ایک دوسرے کو جانتے ہو۔۔۔؟؟ ان لڑکیوں کو ایلیا کی طرف حیرت زدہ نظروں سے دیکھتے پا کر مکزم سنجیدہ لہجے میں بولا جس پر وہ فوراً ہوش کی دنیا میں واپس لوٹیں۔۔۔

کیا یہ سچ ہے یہ کوئی خواب تو نہیں اگر تو یہ کوئی خواب ہو تو یہ بہت برا خواب ہے میں خواب میں بھی ان دونوں کو نہیں دیکھنا چاہتی۔۔۔ ایلیا کی صدمے میں ڈوبی آواز سب کے سماعتوں سے ٹکرائی۔۔۔

سب نے جھٹکے سے گردن موڑ کر ایلیا کو دیکھا جس کی آنکھیں بے یقینی سے پھیلی ہوئی تھی۔۔۔

ooooooooooooooooo

ایلیا کسی کی بھی طرف دھیان دیے بغیر ان دونوں کی جانب بڑھی اور عین ان دونوں کے سامنے کھڑی ہوتی بغور ان دونوں کے چہروں کو دیکھنے لگی جن دونوں کے چہروں پر بے یقینی ہی بے یقینی تھی جیسے انہیں کسی چیز کا یقین نہ ہو رہا ہو اور وہ گم سم سی کسی اور ہی دنیا میں پہنچی ہوں۔۔۔

تت تم دونوں زندہ ہو تم دونوں کو کچھ نہیں ہوا کہاں تھی تم دونوں کس کے پاس تھی۔۔۔ایلیا ان دونوں کا ہاتھ تھامتی ان کے ہونے کی موجودگی کا یقین کرتی نم آنکھوں سے ان کی جانب دیکھتی ہوئی بولی

ہمیں لگا کہ آپ سب۔۔۔۔وہ آگے اپنے الفاظ مکمل نہیں کر پائی تھی۔۔

کیا۔۔؟؟ کیا بتایا گیا تھا تم دونوں کو تم دونوں کہاں تھی ایلیا کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ کیا کر بیٹھتی۔۔۔

ہم دونوں قرطاس کے پاس قید تھے اس نے ہمیں قید کر رکھا تھا ہمیں انہوں نے رہا کروایا وہاں سے یہاں لے کر آئے اور ہماری جان بھی بچائی اس نے ملزم کی طرف اشارہ کیا تھا۔۔۔

ہم پچھلے 12 سال سے اسی کی قید میں تھے اس نے ہمیں سب سے چھپا کر رکھا ہوا تھا بولتے ہوئے اس کی آنکھوں میں آنسو آ چکے تھے یہ درد یہ تکلیف جو انہوں نے پچھلے 12 سالوں سے برداشت کی تھی وہ کیسے الفاظوں میں بیان کر پاتی۔۔

قرطاس نے تو ہمیں بتایا تھا کہ تم دونوں نہیں رہی اور تم دونوں کی ڈیڈ باڈیز کو دفنا دیا گیا بغیر ہمیں بتائے اس نے تم لوگوں کو کیوں قید رکھا آخر کیا وجہ تھی تمہیں پتہ ہے ڈیمن نے میں نے اور رائز نے تمہیں کتنا ڈھونڈا ہم نے کوئی ٹھکانہ نہیں چھوڑا کوئی ایسی جگہ نہ چھوڑی مگر قرطاس نے بتایا کہ تم دونوں زندہ نہیں ہو تمہیں پتہ ہے کہ ڈیمن کی کیا حالت تھی تب وہ کتنا ٹوٹ گیا تھا وہ اب بالکل ویسا نہیں رہا جیسا وہ پہلے تھا وہ بالکل بدل گیا ہے حالات نے اور کچھ لوگوں نے اسے درندہ بنا دیا ہے۔۔۔۔

اور ہمیں تو کبھی بھنک بھی نہیں لگ سکی کہ تم دونوں زندہ ہو گی ہم تو سالوں سے تم لوگوں کے مرنے کا سوگ مناتے رہے تم لوگوں نے وہاں سے نکلنے کی

کوشش کیوں نہیں کی کہ تم لوگوں کو پتہ تھا کہ ہم قرطاس کے ساتھی تھے۔۔۔۔

ایلیا ایک ہی سانس میں بولتی چلی گئی جبکہ حویلی کے تمام افراد حیرانگی سے ان کی باتیں سن رہے تھے فلحال کسی کی سمجھ میں کچھ بھی نہیں آرہا تھا یہاں تک کہ پاس کھڑا اکزم بھی سنجیدگی سے انہیں سن رہا تھا شاید وہ معاملات کو سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔۔

نہیں اس نے ہمیں بتایا کہ وہ آپ لوگوں کو مار چکا ہے اس نے ہمیں بتایا کہ ہماری فیملی کا کوئی بھی فرد زندہ نہیں رہا ہم دونوں اکیلی ہیں اس نے ہمیں قید رکھا ہمیں کئی کئی دن تک کھانا نہیں دیا ہمیں مارا اور میرے ساتھ۔۔۔۔۔

آگے کے الفاظ ختم ہو چکے تھے وہ مزید آگے کچھ نہیں بول سکی تھی جبکہ رونے کی وجہ سے اس کی سانس بند ہو رہی تھی۔۔۔

ایلیا پھٹی پھٹی نگاہوں سے اپنے سامنے کھڑی لڑکی کو دیکھ رہی تھی وہ لڑکی اس کی عزیز تھی مگر جو وہ بتا رہی تھی وہ ناقابل قبول تھا اس کے ساتھ زیادتی کی

گئی تھی یہاں تک کہ اس کی عزت کو پامال کر دیا گیا تھا ایک کھیل رچایا گیا تھا جس کھیل میں انہیں جدا کر دیا گیا تھا دونوں طرف سے شطرنج کی طرح مہرے چلائے گئے تھے اور بازی بھی خود ہی جیتی گئی تھی۔۔۔

مگر یہاں ایک معصوم لڑکی کی زندگی برباد کر دی گئی تھی جو اپنی ذات پر ہوئے ظلم کے بارے میں بتا بھی نہیں پا رہی تھی۔۔۔

اس نے آہستہ آہستہ بولنا شروع کیا وہ اتنے سالوں میں خود پر ہوئے ظلم کو الفاظوں میں منتقل کر کے مدہم آواز میں سب بتا رہی تھی جبکہ آنسو روانگی میں بہہ رہے تھے

جیسے جیسے وہ اپنی زندگی میں ہوئے ظلم کو بیاں کر رہی تھی ویسے ویسے وہاں کھڑے ایک ایک فرد کی آنکھیں حیرت اور صدمے سے پھٹتی جا رہی تھی انہیں اپنے دل پر ایک بوجھ سا محسوس ہو رہا تھا کوئی کسی معصوم لڑکی کے ساتھ ایسا بھی کر سکتا ہے جیسا اس کے ساتھ کیا گیا تھا۔۔

چپ کرو بیٹا حوصلہ رکھو ادھر آؤ ادھر بیٹھو۔۔۔مکزم اس کے سر پر ہاتھ رکھتا اپنی سرخ نگاہیں اس لڑکی پر جماتا اسے پاس پڑے صوفے پر بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے بولا تو علیزہ نے آگے بڑھ کر نرمی سے اسے تھاما اور اسے صوفے پر بٹھایا ساتھ ہی دوسری بچی کو بھی بٹھایا گیا جبکہ ایلیا پتھر کی مورت بنی وہیں پر کھڑی تھی۔۔۔یہ سب سن کر اس میں ہلنے کی بھی سکت باقی نہیں تھی۔۔۔

وہ شخص مر چکا ہے اگر وہ مرا نہ ہوتا تو میں اسے ایسی سزا دیتا کہ وہ ہر سیکنڈ ہر منٹ کتے کی موت مرتا مگر میں نے اسے بہت آسان موت دے دی کاش مجھے یہ سب پہلے معلوم ہوتا تو میں اس کے جسم سے اس کی روح کھینچ لیتا۔۔۔مکزم اس لڑکی کے چہرے سے نظریں ہٹاتا اپنے غصے کو قابو کرتے ہوئے بولا۔۔۔

ملازمہ نے پانی کا گلاس لا کر علیزہ کی جانب بڑھایا تو اس نے پانی کا گلاس تھام کر اس لڑکی کے ہاتھ میں تھمایا اور آہستہ آہستہ اس کا کندھا سہلانے لگی تاکہ وہ تھوڑا ریلیکس ہو سکے۔

سب ٹھیک ہو جائے گا فکر مت کرو اگر تم نے اتنے سال انتظار کیا تو ابھی بھی تمہارے ساتھ کچھ برا نہیں ہو گا جو کچھ تم نے برداشت کر لیا سو کر لیا اب تم بالکل محفوظ ہو بے فکر رہو۔۔۔علیزہ اس لڑکی کے دونوں ہاتھ تھامتی اسے یقین دلا رہی تھی۔

مکرم نے جہانزیب کی طرف دیکھ کر اسے اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا اور بی جان کو ان لڑکیوں کا خیال رکھنے کا بول کر سٹڈی روم کی جانب بھر گیا جبکہ جہانزیب بھی اس کے ہم قدم ہوا تھا۔

آپ کا کیا نام ہے آپ تو بہت پیاری سی گڑیا ہو۔۔۔علیزہ ساتھ ہی صوفے پر بیٹھی معصوم سی لڑکی کی طرف دیکھتی ہوئی بولی جس کی عمر تقریباً 18 سال کے قریب تھی مگر وہ اپنی عمر سے کافی چھوٹی دکھ رہی تھی اس کا جسم کافی کمزور

تھا چہرہ بجھا ہوا تھا جبکہ چہرے کی معصومیت یہ بتا رہی تھی کہ وہ تو دنیا داری کو جانتی ہی نہیں اتنے سال قید میں رہ کر آخر اس بچی کے ذہن اور دل پر کیا اثر پڑا ہو گا جو وہ اتنی خاموش تھی۔۔۔

فاطمہ۔۔۔۔اس کا نام فاطمہ ہے اس کی جگہ ایلیا نے جواب دیا تھا۔۔

اور اس کا نام مسکان ہے یہ دونوں میری کزنز ہیں یہ میری ماموں زاد بہن ہے اور یہ میری خالہ زاد بہن ہے یہ ڈیمن کی بہن ہے۔۔۔ایلیا کے فاطمہ بولنے پر علیزہ نے حیرت سے اسے دیکھا کیونکہ ڈیمن تو عیسائی تھا پھر اس کی بہن فاطمہ کیسے ہو سکتی ہے جبکہ ایلیا اس کی نگاہوں میں موجود سوال پہلے ہی پڑھ چکی تھی۔۔۔

ڈیمن کی سیکنڈ مدر مسلم تھی جبکہ ڈیمن کے باپ نے بھی بعد میں اسلام قبول کر لیا تھا اس کی وجہ سے فاطمہ بھی مسلم ہی ہوئی چونکہ ڈیمن کی پہلی ماں عیسائی تھی اس وجہ سے ڈیمن کی پرورش بھی اسی ماحول میں ہوئی ڈیمن کی ماں کا ایکسیڈنٹ ہوا تھا جس میں وہ دنیا سے رخصت ہو گئی اور ڈیمن اس وقت 16

سال کا تھا اس کے بعد اس کے باپ نے دوسری شادی کی وہ لڑکی مسلمان تھی اس وجہ سے اس کے باپ نے بھی اسلام قبول کیا اور اس کے بعد فاطمہ پیدا ہوئی ڈیمن کو کسی نے بھی اسلام قبول کرنے کے لیے فورس نہیں کیا کیونکہ وہ تھا تو عیسائی ہی نہ مگر انہیں یقین تھا کہ ایک نہ ایک دن ڈیمن بھی مسلمان بن جائے گا لیکن وقت نے انہیں اتنی مہلت نہ دی۔۔۔۔۔۔

فاطمہ کے پیدا ہونے کے بعد ڈیمن کافی بدل گیا تھا وہ فاطمہ کی امی کے ساتھ کافی کھل کر رہنے لگا اور فاطمہ کے آنے کے بعد اسے ایک بہن مل گئی جس پر وہ اپنی جان نچھاور کرتا تھا مسکان کے ساتھ اس کی منگنی طے کی گئی کیونکہ وہ مسکان کو اور مسکان اسے پسند کرتے تھے مگر ڈیمن مسلم نہ تھا اس وجہ سے مسکان نے عارضی طور پر اس سے منگنی کر لی اس کا ارادہ تھا کہ وہ ڈیمن کو بعد میں اسلام قبول کروا دے گی لیکن تب ہی ہماری فیملی میں ایک قیامت ٹوٹی ہماری فیملی پر ایک مافیا گینگ نے حملہ کیا اور گھر میں موجود تمام افرادوں کو جان سے مار دیا ہمارے گھر میں بمب فٹ کر کے گھر کو جلا کر راکھ پر دیا گیا

اس حادثے میں ہم بچ نکلے میں اور رائز ڈیمن کے ساتھ بیس منٹ میں تھے اس لیے ہم بچ نکلے۔۔۔

مگر اس حادثے میں ہمیں فاطمہ اور مسکان کی لاشیں نہیں ملی جبکہ میرے مامو مامی اور ہماری فیملی کے تمام افراد جل کر راکھ ہو چکے تھے کوئی بھی زندہ نہیں بچ جا سکا تھا ہم پر بہت قیامت ٹوٹی تھی ہم دن رات روتے تھے ہمارا کوئی سہارا نہ تھا اس وقت قرطاس جو کہ میرے ڈیڈ کا اور ماموں کا بھی دوست تھا وہ ہماری فیملی کو بھی اچھے سے جانتا تھا اس نے ہمیں سہارا دیا وہ تب مافیا گینگ کا لیڈر تھا اس نے ہمیں بھی اپنے جیسا بنا دیا اور پھر ایک وقت آیا کہ ڈیمن نے اپنی گینگ بنائی اور یہی وجہ تھی کہ قرطاس سے ہمیں الگ ہونا پڑا کیونکہ اب سب کچھ ڈیمن ہینڈل کرنا چاہتا تھا ہم نے اس دوران مسکان اور فاطمہ کو بہت ڈھونڈنے کی کوشش کی مگر یہ دونوں ہمیں نہیں ملی ہمیں بتایا گیا کہ یہ دونوں مر چکی ہیں اور ان کی حالت ایسی نہیں تھی کہ انہیں رکھا جاتا اس لیے انہیں دفنا دیا گیا یہ صدمہ ہمارے دل پر بہت بھاری تھا۔۔۔

ہم فیملی ممبرز تھے ہمارے بیچ صرف فاطمہ کی امی اور فاطمہ کے ابو ہی مسلمان تھے چونکہ مسکان فاطمہ کی خالہ کی بیٹی تھی اسی وجہ سے ان کی فیملی بھی ہماری فیملی سے گھلنے ملنے لگی فرق صرف اتنا تھا کہ وہ دو فیملیاں مسلمان تھے اور یہاں سے رائز کی اور میری فیملی غیر مسلم مگر رشتے کے درمیان کبھی بھی مذہب تنقید کا نشان نہیں بنا کیونکہ ہم سب کا رشتہ محبت کا تھا اور ہم محبت سے ہی رہتے تھے ہم کزنز ہونے کے ساتھ اچھے دوست بھی تھے۔

میری مام ڈیڈ رائز کے موم ڈیڈ اور ڈیمن کے موم ڈیڈ سب اس حادثے میں مارے گئے اگر کوئی زندہ بچا تو وہ ان کے بچے تھے جن میں ہم تینوں کے علاوہ مسکان اور فاطمہ بھی شامل تھے مگر ہم اس چیز سے ناواقف تھے۔۔۔

مجھے یقین نہیں ہوتا کہ ان دونوں کو قرطاس نے قید کر کے رکھا اور مسکان کے ساتھ اتنا برا کیا ہم تو اسے باپ کے درجے پر سمجھتے تھے مگر اس نے بتایا کہ وہ بیچ اور اتنا گھٹیا انسان ہے کہ اپنی بیٹی جیسی لڑکی پر اسے ترس نہ آیا اس نے اسے اپنے درندگی کا نشانہ بنایا اگر وہ زندہ ہوتا تو میں اس کے سینے میں

اتنی گولیاں اتارتی کہ اس کا سینہ گولیوں سے چاک ہو جاتا۔۔۔۔ایلیا زور سے اپنی مٹھیاں بھینچتی تمام داستان بیاں کر چکی تھی۔

یہ کیسا اتفاق ہے اگر بچھڑے ملے تھے تو اتنے سالوں بعد تب جب سب کچھ تباہ ہو چکا تھا۔۔۔

دیکھنا تم ڈیمن یہاں ضرور آئے گا وہ میرے پیچھے ضرور آئے گا اور جب اسے پتہ چلے گا کہ تم دونوں زندہ ہو تو دیکھنا وہ پہلے جیسا بن جائے گا۔۔ ایلیا کو ایک ساتھ بہت سی امیدوں نے آن گھیرا تھا وہیں پر مسکان کے ذہن میں ڈیمن کی تصویر ابھری تھی کتنا چاہا تھا اس نے اس شخص کو مگر شاید وہ اس چیز سے ناواقف تھی کہ اس کے سامنے بیٹھی لڑکی شاید اس سے بھی زیادہ ڈیمن کو چاہتی تھی جو ڈیمن کے ایک اشارے پر اپنی جان تک دینے کو تیار تھی مسکان تو صرف اسے پسند کرتی تھی اس کی پسندیدگی کب محبت میں بدلی اسے نہیں معلوم ہوا اور پھر جب ان کی منگنی ہوئی اس نے تب ہی فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ اپنی محبت سے ڈیمن کو اتنا ضرور دہرا دے گی کہ ڈیمن اس کی خاطر اسلام

قبول کرے گا کیونکہ وہ بغیر اسلام قبول کیے اس سے شادی نہیں کرنا چاہتی تھی یہ تو صرف ایک ڈیمن کے نام کی انگوٹھی تھی جو اس کے ہاتھ میں پہنائی گئی تھی جو نہ جانے کئی سالوں پہلے کہاں کھو چکی تھی۔۔۔۔

اسے کچھ معلوم نہیں تھا اب تو آنکھیں پتھر سی ہو گئی تھیں اپنوں کو دیکھنے کے لیے ترس گئی تھی مگر ان کے وہ اپنے ان سے بہت دور جا چکے تھے۔۔۔

ہر شخص کی زندگی کے پیچھے اس کا ایک دردناک ماضی چھپا ہوتا ہے اور یہ ایک پورا خاندان تھا جو کسی کی حسد کی نظر میں آ چکا تھا جو موت کے گھاٹ اتر چکا تھا ان کی اگلی نسل تو زندہ تھی مگر وہ بھی جدا ہو چکے تھے شاید اتنے جدا کہ کبھی مل نہ سکتے یہ تو خدا کا معجزہ تھا جس نے مکزم کو فرشتہ بنا کر وہاں بھیجا جو اتنی بڑی دنیا میں گھوم گھوما کر واپس اسی جگہ پر آن کھڑی ہوئی تھی جہاں سے وہ اپنے پیاروں سے بچھڑی تھی۔۔۔۔

oooooooooooooo

لاہور کے چپے چپے پر سڑکوں کر کنارے پولس کھڑی اپنی ڈیوٹی سر انجام دے رہی تھی ہر آنے جانے والے بندے کی تلاشی لی جا رہی تھی یہاں تک کہ سب کے آئی ڈی کارڈ بھی چیک کیے جا رہے اتنی سخت ریمانڈ پر بھی رائز اور ڈیمن پولیس کی موجودگی میں ائیرپورٹ سے نکل ہی انہیں جکما دے کر وہاں سے بچ نکلے تھے۔۔۔

کیا بکواس کر رہے ہو کہاں مرے پڑے تھے تم لوگ جو وہ لوگ وہاں سے آسانی سے نکل گئے۔۔۔مکزم فون پر دھاڑا جبکہ مقابل مکزم کی دھاڑ سن کر مزید خوفزدہ ہوا۔۔۔

سر ایک عورت اور ایک بچے کا ایکسیڈنٹ ہوا تھا روڈ پر اچانک وہاں سب لوگ اکٹھا ہو گئے اور وہ لوگ لوگوں کی بھیر میں ہمیں چکما دے کر نکل گئے۔۔۔وہ خوفزدہ ہوا لڑکھڑاتی آواز میں تمام صورتحال بتانے لگا۔۔۔

مکزم نے غصے سے اپنی مٹھیاں بھینچی اور فون کھٹک سے بند کیا جبکہ اشتعال سے آنکھیں سرخ انگار بن چکی تھی۔۔۔

اتنی سکیورٹی کے بعد بھی وہ دونوں بچ نکلے۔۔۔مکزم جانتا تھا وہ ایسا ہی کچھ کریں گے وہ کوئی نا کوئی راستہ ضرور بنائیں گے مگر اتنی سختی پر بھی وہ آرام سے انہیں چکما دیتے نکل گئے مکزم کو یہ بات زیادہ غصہ دلا رہی تھی۔۔۔

اب سوچنے کا وقت نہیں تھا سب کو محفوظ کرنے جا وقت تھا اگر وہ اکیلا ہوتا تو ڈیمن کو مکزم سے کوئی نہیں بچا سکتا تھا مگر یہاں اس کی فیملی کا سوال تھا تاکہ ڈیمن ان تک نا پہنچ سکے انہیں کوئی نقصان نا پہنچا سکے۔۔۔

ooooooooooooooo

حویلی میں افطار کی تیاری چل رہی تھی علیزہ افراح عصر کی نماز پڑھنے کے بعد کچن میں لگی ہوئی تھی علیزہ افراح کو کافی بار ٹوک چکی تھی کہ وہ کوئی کام نا کرے ایک تو اس کی حالت ایسی تھی اور اوپر سے وہ روزے رکھ رہی تھی اس لیے اس کے لیے آرام زیادہ ضروری تھا۔۔

ایلیا بھی وہیں پر موجود تھی اور بہت دلچسپی سے سب کچھ دیکھ رہی تھی اسے حیرت تو اس بات کی تھی کہ ان کے سامنے کھانے پینے کی ہر شے موجود تھی

مگر وہ اسے نظر انداز کرتیں افطاری کی تیاری کرنے میں مصروف تھی سر پر حجاب کیا ہوا تھا اور منہ میں کچھ نا کچھ بڑبڑا رہی تھیں جیسے کچھ پڑھ رہی ہوں۔۔۔

یہ ان کی اپنے رب کے ساتھ مخلصی تھی اور ایماندار تھی جو وہ لوگ پورے دل سے نبھا رہے تھے ایلیا کا دل چاہا وہ ایک بار ان سب سے پوچھے کے صبح سے وہ سب کیسے بھوکے رہ کر اتنے خوش اور تر و تازہ ہیں یہاں تک کے انہیں نے صبح سے پانی نو ایک قطرہ تک حلق میں نہیں اتارا ان کے چہروں پر اتنا نور کیوں ہے چہرے پر مطمئن مسکراہٹ کیوں ہے۔۔۔

جبکہ بھوک تو انسان کو آدھا کر دیتی ہے مگر شاید وہ نہیں جانتی تھی کہ یہ بھوک اللہ کی محبت میں برداشت کی جانے والی ایک بہترین نعمتوں میں سے ایک ہے جس کا علم ایلیا کو نہیں۔۔۔

ooooooooooooo

اس وقت سب ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھے روزہ افطار کر رہے تھے جبکہ ان سب میں آج ایلیا بھی موجود تھی اس نے سر پر حجاب لیا ہوا تھا جو مسکان نے نفاست سے اس کے سر پر سیٹ کیا تھا اس باہر کی لڑکی پر حجاب بہت خوبصورت لگ رہا تھا جبکہ روز مرہ سے ہٹ کر آج اس نے کپڑے بھی مشرقی پہنے ہوئے تھے بلیک شلوار قمیض میں سر پر لال دوپٹہ اوڑھے وہ بہت خوبصورت لگ رہی تھی جبکہ ڈائننگ ٹیبل پر باقی سب بالکل فریش سے بیٹھے افطار کر رہے تھے۔۔

افطار کرتے ہوئے علیزہ کی نظر چپ چاپ بیٹھی فاطمہ پر گئی وہ جب سے آئی تھی وہ ایک لفظ نہیں بولی تھی وہ اس کی آواز سننے کے لیے بے چین تھی جبکہ باقی سب کا بھی یہی عالم تھا سب چاہتے تھے وہ بچی بولے انہوں نے مسکان سے بھی اس کے حوالے سے پوچھا تھا لیکن مسکان کا بولنا تھا کہ وہ بہت کم بولتی ہے اور زیادہ لوگوں کے درمیان تو وہ بالکل نہیں بولتی اس کی آواز کو تین دنوں سے کسی نے نہیں سنا تھا جبکہ فاطمہ ہر کسی کی موجودگی کو نظر انداز کیے آہستہ آہستہ اپنے سامنے رکھے چاولوں کو چمچ میں لیتی چھوٹے

نوالے لے رہی تھی اور اس کی آنکھیں کسے غیر متع نقطے کو گھور رہی تھیں جیسے وہ کسی گہری سوچ میں مبتلا ہو وہ ہر وقت یوں ہی بیٹھی رہتی تھی وہ کر کچھ اور رہی ہوتی تھی اور اس کا دھیان کہیں اور ہوتا تھا نہ جانے اس معصوم بچی کے دماغ پر ایسا کیا اثر پڑا تھا جو وہ اتنی گم سم ہو گئی تھی۔۔۔

○○○○○○○○○

عشاء کی نماز کے لیے گھر کے تمام افراد مسجد جا چکے تھے کیونکہ عشاء کی نماز کے بعد انہوں نے تراویح بھی پڑھنی تھی اس کے بعد ہی واپس آنا تھا جبکہ سب عورتیں گھر پر ہی تراویح ادا کر رہی تھیں۔۔

تراویح پڑھنے کے بعد سب عورتیں لاؤنج میں بیٹھی گھر کے مردوں کی واپسی انتظار کر رہی تھی کیونکہ ان کا ارادہ ابھی کمروں میں جانے کا نہیں تھا عبداللہ اور عنایہ کھیل رہے تھے جبکہ ان کے کچھ فاصلے پر بیٹھی فاطمہ ان دونوں کھیلتے بچوں کو دیکھ رہی تھی جو تیزی سے اپنے ہاتھ پاؤں چلاتے ساتھ کھکھلا بھی

رہے تھے جب کہ افراح ان دونوں سے باتیں کرنے میں مصروف تھی جس کا جواب وہ اپنی ہی زبان میں دے رہے تھے۔۔۔

علیزہ بہت دیر سے فاطمہ پر غور کر رہی تھی وہ کافی دیر سے ان بچوں کو دیکھ رہی تھی بغیر کسی احساس سے آڑی چہرہ لیے وہ نظروں کی گہرائی سے انہیں نہار رہی تھی جبکہ ان کے کھکھلانے پر اس کی آنکھوں میں ایک چمک سی ابھرتی تھی۔۔

علیزہ اپنی جگہ سے اٹھی اور فاطمہ کا ہاتھ پکڑا جس پر اس نے جھٹکے سے گردن اٹھا کر علیزہ کی طرف دیکھا جیسے ڈر گئی ہو

کیا ہوا چلو آؤ۔۔ علیزہ اس کی طرف مسکرا کر دیکھتی اسے مزید اپنی جانب متوجہ کرنے لگی جس پر وہ چپ چاپ کھڑی ہوتی علیزہ کے ساتھ چل دی جو افراح اور ایلیا کی جانب بڑھ رہی تھی۔۔۔

ایلیا بچوں کے دائیں جانب بیٹھی تھی جبکہ افراح بائیں جانب درمیان میں بچے تھے اور دونوں ہی بچوں سے کھیلنے میں مصروف تھی جب ان دونوں نے اپنی طرف فاطمہ کو آتے دیکھا تو وہ دونوں ان دونوں کی طرف متوجہ ہوئی۔۔۔

علیزہ نے فاطمہ کو نرمی سے وہی صوفے پر بٹھایا اور مسکراتے ہوئے عبداللہ کو اٹھا کر اس کی گود میں رکھا جس پر فاطمہ نے حیرت سے اپنی گود میں لیٹے اس گول مٹول خوبصورت سے بچے کو دیکھا اور پھر اس نے تھوڑی سی نظریں اٹھا کر علیزہ کی طرف دیکھا۔

یہ دیکھو یہ بے بی کتنا پیارا ہے بالکل تمہاری طرح تم بھی اس کے ساتھ کھیل سکتی ہو دیکھو وہ تمہیں کس طرح دیکھ رہا ہے تم اس کی پیاری سی دوست بھی بن سکتی ہو۔۔۔علیزہ نے اسے مسکراتے ہوئے عبداللہ کی طرف متوجہ کیا تو فاطمہ نے عبداللہ کی طرف دیکھا جو اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں کو آپس میں ملاتا اسے بڑی غور سے دیکھ رہا تھا اور ساتھ اپنے منہ سے عجیب و غریب آوازیں نکال رہا تھا جیسے اپنی زبان میں کچھ بول رہا ہو۔۔۔

غور سے اسے دیکھ فاطمہ نے غور سے اسے دیکھتے ہوئے اس کے ہلتے جلتے ملائم ہاتھ کو پکڑا اس کا اتنا نرم لمس محسوس کر کے فاطمہ کو بہت اچھا محسوس ہوا مگر اس کے چہرے پر ابھی بھی مسکراہٹ نہیں آئی تھی وہ انجانی سے نظروں سے غائب دماغی کی عالم میں عبداللہ کو دیکھ رہی تھی۔۔۔

وہ تمہیں کچھ نہیں کہے گا فاطمہ یہ بہت چھوٹا اور پیارا ہے تم اس کے ساتھ کھیلو وہ تمہیں پیار دے گا۔۔۔بچے پیار لے کر دوگنا پیار دیتے ہیں مسکان نے اس کے بازو کو سہلاتے ہوئے جیسے اس کی الجھن کو دور کرنا چاہا۔۔

علیزہ مسکراتی پیچھے ہو کر بیٹھ گئی اور عنایہ کو پکڑ کے اپنی گود میں بٹھا لیا اور اب وہ اس سے باتیں کر رہی تھی۔۔

یہ تو میرا چھوٹا سا بچہ ہے میرا بیٹا چاکلیٹ کھائے گا مگر کیسے کھائے گا میرے بیٹے کے تو ابھی دانت ہی نہیں آئے علیزہ بولتی آخر میں اپنی ہی بات پر ہنس دی جبکہ عنایہ بھی اس کے برابر ہی اونچا اونچا کھکھلانے لگی۔جیسے اسے اپنی ماں کی ساری باتیں سمجھ آ رہی ہوں۔۔

مگر کوئی بات نہیں ہم چاکلیٹ کے دیوانے ہیں اس لیے ہم ہم چاکلیٹ میلٹ کر کے کھا لیں گے ہے نا جیسے اس دن مما نے کھلائی تھی آپ کو مجا آیا تھا نا۔۔۔علیزہ اس کے دونوں بازو پکڑتی اس کے چہرے کو چھوتی ہوئی بولی جبکہ باقی سب ان ماں بیٹی کی باتیں سنتے مسکرا رہے تھے۔۔۔

فاطمہ بھی بہت غور سے اسے دیکھ رہی تھی عبداللہ کا ایک ہاتھ ابھی تک اسکے ہاتھ میں موجود تھا۔۔

فاطمہ آہستہ سے انگلیوں کے پوروں سے عبداللہ کے گال کو چھونے لگی وہ ایسا اس لیے کر پا رہی تھی کیونکہ اس کی جانب کوئی بھی متوجہ نہیں تھا جبکہ سب ہی بہتر جانتے تھے کہ سب جان بوجھ کر فاطمہ کو یوں محسوس کروا رہے ہیں جیسے اس کی جانب کوئی نہیں دیکھ رہا ہے کیونکہ سب چاہتے تھے کہ وہ تھوڑا گھولے ملے وہ کچھ حرکت کرے اور وہ کر بھی رہی تھی مگر اس چیز سے یہ ثابت ہو رہا تھا کہ اسے لوگوں کی اٹریکشن گھبراہٹ میں مبتلا کرتی ہے لوگوں کی نظروں سے وہ چھپنے کی کوشش کرتی ہے وہ لوگوں کی نظروں سے ڈرتی ہے

اور جب سب اس کی جانب کے متوجہ نہیں ہوتے تو وہ ریلیکس ہو جاتی ہے۔۔۔

اب وہ عبداللہ کے ساتھ کھیلنے میں مصروف تھی وہ بول تو کچھ نہیں رہی تھی مگر وہ کبھی عبداللہ کے بازوں کو پکڑتی تو کبھی اس کے گلابی گالوں کو چھوتی جس پر عبداللہ اپنے ہاتھوں میں پہنی چھوٹی چھوٹی بالیوں کو ہلاتا تو چھنکار سی پیدا ہوتی وہ چاندی کی بالیاں ان دونوں بہن بھائیوں کے بازوؤں میں پہنائی گئی تھی جس پر جب وہ حرکت کرتے تو ان کی چھنکار ماحول میں ایک خوبصورت سا ساز پیدا کرتی تھی

سب فاطمہ کے عمل پر خوش ہوتے اپنی اپنی باتوں میں مشغول ہو گئے کیونکہ وہ اس کی طرف دھیان دے کر اسے دوبارہ کنفیوز نہیں کرنا چاہتے تھے۔۔۔

اب سب یوں ہی بیٹھے اپنی اپنی باتوں میں مصروف تھے جب ایک دم سے باہر سے ایک گولی چلنے کی آواز آئی جس پر سب کی ایک ساتھ ایک دم سے چیخ نکلی۔۔۔

یا اللہ خیر۔۔۔بی جان نے فوراً اپنے سینے پر ہاتھ رکھا کیونکہ گولی کی آواز اتنی خوفناک تھی کہ بچے بھی بری طرح ڈر چکے تھے اور اب وہ دونوں رو رہے تھے جبکہ علیزہ اور افراح بھی کافی ڈر چکی تھی فاطمہ ڈر کر مسکان سے چپک چکی تھی۔۔

جبکہ ایلیا الرٹ ہوتی ڈرنے کی بجائے باہر کی جانب قدم بڑھانے لگی تھی جب ایک دم سے حویلی کا اندرونی دروازہ کسی نے بند کر دیا وہ دروازہ باہر سے بند کیا گیا تھا اور بند کرنے والا حویلی کا ایک گارڈ تھا جو شاید حویلی کے اندر موجود عورتوں کو محفوظ رکھنا چاہتا تھا اس لیے اس نے وہ گیٹ بند کیا تھا۔۔۔

باہر کھڑے گارڈ پوری ہمت سے سامنے کھڑے وجود کا مقابلہ کرنے کی کوشش کر رہے تھے جو سب گارڈ کو ڈھیر کرتا ہے آگے بڑھ رہا تھا اس میں رحم نام کی کوئی چیز نہیں تھی وہ بغیر دیکھے گولیوں کے نشانے مارتا گولی ان کے جسم سے آر پار کرتا آگے بڑھ رہا تھا جب کہ رائز کسی پر بھی جان لیوا حملہ نہیں کر رہا تھا جو گارڈ ان پر جوابی حملہ کر رہے تھے ان گارڈز کی صرف ٹانگ یا

بازو میں گولی چلا رہا تھا تاکہ انہیں کوئی جانی نقصان نہ ہو جبکہ ڈیمن کی طرف سے ایسی کوئی اختیاط میسر نہیں تھی وہ اندھا دھن گولیاں چلا رہا تھا۔۔۔

اس کے سر پر صرف ایک جنون سوار تھا اور وہ تھا حویلی کے اندر جانا جس گن سے وہ گارڈ کو بھون رہا تھا اسی بندوق کی گولیاں وہ ایلیا کے وجود میں اتار دینا چاہتا تھا۔۔۔

دو گارڈ گیٹ کے آگے تن کر کھڑے تھے جیسے انہیں اپنی جان کی پرواہ ہی نہ ہو وہ حویلی کا اندرونی گیٹ تھا جسے باہر سے تالا لگایا تھا انھوں نے تاکہ وہ لوگ حویلی کے اندر نہ جا سکیں اور خود بھی وہ دونوں حویلی کہ گیٹ پر یوں کھڑے تھے جیسے آنے والے کا مقابلہ کرنے کے لیے بالکل تیار ہوں۔۔۔

اگر اپنی جان پیاری ہے تو پیچھے ہٹ جاؤ۔۔۔ڈیمن دھاڑا جس پر گارڈ نے اس پر گولی چلائی جو ڈیمن کہ کندھے کو چھو کر گزری تھی اس نے گولی اتنی اچانک چلائی تھی کہ ڈیمن کو سمجھ نہ آئی اور نہ ہی رائز کو علم ہوا البتہ وہ ڈیمن کے کندھے سے نکلتا خون دیکھ چکا تھا۔۔۔

ڈیمن نے خونخوار نگاہوں سے سامنے کھڑے گارڈز کو دیکھا جو اب دوسری گولی چلانے والا تھا پھر اس نے دو گولیاں فائر کی اور وہ دونوں گارڈز وہیں پر ڈھیر ہو گئے۔۔۔

حویلی کے گیٹ پر لگے بڑے سے تالے کو دیکھ کر اس نے ایک ساتھ تین سے چار گولیاں اس تالے پر چلائی جس پر وہ تالا پہلی ہی گولی پر ٹوٹ گیا مگر یہ اس کا خطرناک اشتعال تھا جو وہ دھڑا دھڑ گولیاں چلا رہا تھا جبکہ اندر موجود وجود گولیوں کے آواز سن کر اپنے کانوں پر سختی سے ہاتھ جما چکے تھے یہ آوازیں سن کر انہیں اپنے کانوں کے پردے پھٹتے ہوئے محسوس ہو رہے تھے یوں لگ رہا تھا جیسے ان آوازوں سے ہی مر جائیں گے وہ لوگ۔

ڈیمن نے ایک زوردار ٹانگ مار کر اس دروازے کو کھولا دروازہ کھلتے ہی اتنی قوت سے دائیں بائیں دیواروں کے ساتھ جا کر لگا کہ اس کی آواز پوری حویلی میں گونجی۔۔

وہ دونوں اندر داخل ہوئے جب کچھ قدم چلنے پر سامنے ہی انہیں ایلیا ان کی طرف آتی ہوئی دکھائی دی۔۔۔

جب ڈیمن کی نظر ایلیا پر پڑی تو اس کی آنکھوں میں خون اتر آیا جسم کی رگیں تن گئی اس نے غصے سے زور سے اپنی مٹھیاں بھینچی جبکہ اس کے ہاتھ میں اٹھتی ہوئی گن دیکھ کر رائز نے فوراً چیٹنے کے انداز میں اس سے گن چھینی ورنہ کوئی شک نہیں تھا کہ اگلے ہی لمحے ڈیمن ایلیا کے وجود میں ایک نہیں دو نہیں پوری گن کی گولیاں اتار چکا ہوتا۔۔۔

گن دو مجھے واپس رائز میں اس غدار کو چھوڑوں گا نہیں جو اس نے ہمارے ساتھ کیا ہے میں اسے جان سے مار دوں گا۔۔۔ڈیمن لپک کر رائز سے اپنی گن پکڑنے لگا جبکہ رائز اس کی پہنچ سے دور ہو چکا تھا۔۔

تمہیں جو بھی بات کرنی ہے مجھ سے کرو ڈیمن ایک ایک چیز کا حساب دینے کے لیے کھڑی ہوں میں یہاں پر۔۔۔ ایلیا ڈیمن کی طرف دیکھتی سپارٹ انداز میں بولی جیسے وہ اس کا سامنا کرنے کے لیے بالکل تیار ہو ویسے بھی اتنے

دنوں میں اس نے خود کو کمزور نہیں پڑنے دیا تھا وہ بالکل تیار تھی ڈیمن کا مقابلہ کرنے کے لیے وہ اس سے ڈرتی نہیں تھی مگر محبت جھکا دیتی ہے وہ صرف محبت میں جھک جایا کرتی تھی ورنہ خوف تو اسے کسی کے باپ کا نہیں تھا۔۔۔

ڈیمن نے غصے سے ایلیا کی طرف دیکھا اور تیش میں آتے اس کے جانب بڑھا جب ایک دم سے وہاں علیزہ نمودار ہوئی جسے دیکھ کر ڈیمن کے قدم وہیں پر رکے۔۔۔۔

یہ کیا طریقہ ہے کسی کے گھر میں گھس آنے کا کس کی اجازت سے آپ یہاں پر آئے اور ہمارے ہی گھر گھس کر ہمارے ہی گارڈز کو زخمی کیا آپ جانتے ہیں کہ اس کی کتنی خطرناک سزا آپ کو مل سکتی ہے۔۔۔۔۔

علیزہ ڈیمن کی طرف دیکھتی سخت لہجے میں بولی اس کے لہجے میں اتنی سختی تھی کہ اس کی بلند آواز حویلی کی ایک ایک دیوار نے سنی تھی جو لڑکی شادی کے بعد سے آج تک اس حویلی میں اونچا نہیں بولی تھی آج اس کی سخت اور سپاٹ

آواز سنتے یہ ثابت ہو رہا تھا کہ ہاں وہ مکرم میر احمد کی بیوی ہے جو کسی بھی حالات کا سامنا بغیر ڈرے بہادری سے کر سکتی ہے۔۔۔

ڈیمن نے سختی سے اپنے ہونٹ بھینچے اور اپنی مٹھیوں کو زور سے بند کیا جیسے وہ خود پر اور خود کے غصے پر کنٹرول کرنا چاہ رہا ہو مگر ایسا کہاں ممکن تھا جیسا اس کا حال تھا وہ تو یہاں موجود ایک ایک شخص کو جان سے مار دینا چاہتا تھا مگر اپنے سامنے کھڑی ہستی کو دیکھ کر وہ بے بس ہو رہا تھا۔۔۔

مرد مردوں سے مقابلہ کرتے ہوئے اچھے لگتے ہیں آپ مردوں کی غیر موجودگی میں عورتوں کے ہوتے ہوئے اس گھر میں کس مردانی کی تحت داخل ہوئے۔۔۔علیزہ پھر سے اسی لہجے میں بولی جب کہ علیزہ کی بات سنتے ہیں ڈیمن کا دماغ بھک سے اڑا۔۔۔

ہاں اسے معلوم تھا کہ گھر کے مرد اس وقت گھر میں موجود نہیں ہے پھر بھی وہ گھس آیا شاید وہ اس گھر کی عورتوں پر ہی حملہ کرنا چاہتا تھا اور سامنے کھڑی لڑکی سیدھا اس کی مردانگی پر وار کر رہی تھی اسے جتلا رہی تھی کہ مرد وہ

ہوتا ہے جو مرد کا سامنا کرے عورتوں سے مقابلہ کرنے والا مرد مرد نہیں ہوتا۔۔

****

بیٹا کیا ہوا ہے سب ٹھیک ہے نا اور یہ لوگ کون ہیں۔۔بی جان وہاں آتی سامنے کھڑے فون انجان افراد کی طرف دیکھتی ہوئی بولی جب کہ ان کے پیچھے ہی رضیہ بیگم ثمرا بیگم افراح وہاں پر آئے تھے

ڈیمن کے کانوں میں بچوں کے رونے کی آواز پڑی تو اس نے بے اختیار نظر اٹھا کر سامنے دیکھا جہاں افراح نے عبداللہ کو پکڑا ہوا تھا جبکہ رضیہ بیگم کی گود میں عنایہ تھی وہ دونوں ان دونوں بچوں کو چپ کروانے کی تگ و دو میں لگی ہوئی تھی مگر وہ بچے تو جیسے رو رو کر خود کو ہلکان ہو چکے تھے رونے کی وجہ سے ان کے چہرے سرخ پر چکے تھے۔

عبداللہ اور عنایہ کو روتا دیکھ کر علیزہ لپک کر اپنے بچوں کی جانب بڑھی اور جلدی سے پہلے عنایہ کو اٹھایا جو علیزہ کو اپنی طرف آتا دیکھ کر اس کی طرف فوراً چلی گئی تھی۔۔۔

علیزہ اس کے آنسو صاف کرتی اسے اپنے کندھے سے لگائے اس کی کمر سہلاتے ہوئے اسے چپ کروانے کی کوشش کر رہی تھی جبکہ افراح کی گود میں روتا عبداللہ دونوں بازو ہوا میں لہراتا اپنی ماں کی جانب جانے کی کوشش کر رہا تھا جب کہ اس کے رونے میں مزید روانگی آ چکی تھی۔۔۔

اللہ اللہ چپ کر جاؤ دونوں کیا ہوا پکڑتی ہوں ابھی اپنے بیٹے کو چپ کر جاؤ۔۔

علیزہ ساتھ عبداللہ کی جانب بڑھتی عبداللہ کے ننھے ننھے ہاتھوں کو ایک ہاتھ میں تھامتی ہوئی محبت بھرے انداز میں بولی جبکہ ایک ہاتھ سے عنایہ کو پکڑے اسے چپ کروانے کی کوشش کر رہی تھی جب کہ صورتحال کو دیکھتے ہیں باقی سب بھی کافی پریشان ہو چکے تھے ایک تو دو غیر مردوں کا حویلی میں یوں ان

کے سامنے ڈٹ کر کھڑے ہونا اور اوپر سے بچوں کی اتنی تکلیف وہ سمجھ نہیں پا رہے تھے کہ وہ کس کی جانب متوجہ ہوں۔۔۔

رائز نے نظریں اٹھا کر ایلیا کی طرف دیکھا بروقت ایلیا نے بھی رائز کی طرف دیکھا دونوں کی نظر ایک پل کو ملی اور رائز نے اپنی نظریں پھیر لیں ایلیا کو لگا جیسے اس کے دل میں کسی نے تیز خنجر گھوم دیا ہو رائز کا یون نظریں پھیرنا اس ناگوار گزرا تھا۔۔۔

کم سے کم وہ رائز کی نظروں میں اپنے لیے ناراضگی یا نفرت نہیں دیکھ سکتی تھی مگر رائز بھی اسے احساس دلانا چاہتا تھا کہ جو وہ کر کے آئی ہے وہ غلط ہے۔۔۔

ڈیمن پتھریلی نگاہوں سے یہ منظر دیکھ رہا تھا وہ حویلی گس آیا تھا مگر اب اسے لگ رہا تھا جیسے اس کے قدم وہیں پر جم چکے ہوں سامنے کھڑی تمام عورتیں اس سے خوف نہیں کھا رہی تھی بلکہ ایک گینگسٹر کے سامنے وہ یوں کھڑی تھی جیسے بادشاہ کہ محل میں اس کی شہزادیاں کھڑی ہوں اور ان کی حویلی بھی تو ایک محل برابر ہی تھی۔۔

ایلیا چلو ہمارے ساتھ ہم صرف تمہیں لینے آئے ہیں اگر تم چاہتی ہو کہ ان میں سے کسی کو بھی کوئی نقصان نہ پہنچایا جائے تو چپ چاپ ہمارے ساتھ چلو۔۔۔۔

رائز ایلیا کی طرف دیکھتا سپاٹ انداز میں بولا۔۔۔۔

میں تم لوگوں کے ساتھ نہیں جاؤں گی۔۔۔۔ ایلیا نے فوراً انکار کیا جبکہ چہرہ کسی بھی جزبے سے آڑی تھا۔۔۔

کیا مطلب ہے تمہارہ تم ہمارے ساتھ کیوں نہیں جاؤ گی کیا تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے ایلیا۔۔۔رائز دانت پیستے ہوئے اپنے سامنے کھڑی بے وقوف لڑکی کی عقل پر ماتم کرتے ہوئے بولا جو جان بوجھ کر اپنی موت کو بلاوا دے رہی تھی۔۔۔

میں بالکل ٹھیک بول رہی ہوں مجھے تم لوگوں کے ساتھ نہیں جانا نہ ہی میں واپس آنا چاہتی ہوں۔۔۔ایلیا کندھے آچکاتی بے نیاز انداز میں بولی جب کہ سب حیرت سے ان دونوں لڑکوں کو ایلیا کو گھورتا دیکھ رہے تھے۔۔۔

اگر تم یہاں سے ہمارے ساتھ نہیں گئی تو میں یہیں پر تمہیں زندہ گاڑ دوں گا ڈیمن اپنی وحشت زدہ آواز میں ایلیا کو خونخوار نگاہوں سے گھورتا ہوا بولا جیسے ابھی اسے سالم نگل جائے گا۔۔۔

ٹھیک ہے اگر میرا جانا ضروری ہے تو میں ایک شرط پر جاؤں گی کیا تم مانو گے میری وہ شرط۔۔۔؟؟؟ ایلیا ڈیمن کی طرف قدم بڑھاتی اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولی وہ واپسی پر بھی کوئی شرط رکھ رہی تھی نہ جانے اب اس بے وقوف لڑکی کے دماغ میں کیا چل رہا تھا رائز تو عجیب کشمکش کا شکار ہو چکا تھا۔

کون سی شرط اور کیسی شرط ڈیمن زور سے مٹھیاں بھینچتا خود پر قابو پاتے بڑے ضبط سے بولا وہ شرط والی بات بھی صرف اس صورت سن رہا تھا تاکہ ایلیا کو واپس لے جایا جا سکے کیونکہ ایلیا کو واپس لے کر جانا سب سے زیادہ ضروری تھا یہاں پر اسے خطرہ تھا وہ پولیس ریمانڈ میں آ سکتی تھی۔۔

تمہیں مجھ سے شادی کرنی ہوگی اسی صورت میں واپس جاؤں گی ایلیا دو قدموں کا فاصلہ سمیٹ کر ڈیمن کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتی بغیر کسی خوف کے بولی جب کہ اس کی شرط سن کر ڈیمن کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔۔۔

وہ بول رہی تھی جو ناممکن تھا جو کبھی نہیں ہو سکتا تھا اسے ایلیا سے عجیب قسم کے الجھن تھی وہ اس لڑکی سے شادی کیسے کر سکتا تھا جسے اس نے ہمیشہ سے ناپسند کیا ہو۔۔۔

رائز کو لگا جیسے کسی نے اس کے پیروں تلے زمین کھینچ لی ہو وہ اپنی محبت کو اس کی محبت کے سامنے کھڑا شادی کی شرط رکھتے ہوئے دیکھ رہا تھا اس کے دل میں عجیب سے ہول اٹھ رہے تھے اس نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ اسے اس وقت کا سامنا بھی کرنا پڑے گا صحیح کہتے ہیں محبت میں شراکت کسی کو برداشت نہیں ہوتی یہ تکلیف روح کی ہوتی ہے جو دل کو مٹھیوں میں نچوڑ ڈالتی ہے۔۔

کیا بکواس کر رہی ہو تم میں اور تم سے شادی اپنی اوقات دیکھی ہے تم نے ڈیمن ایلیا کی گردن کو اپنے نسوں سے پھولے ہاتھ میں دبوچتا دھاڑا جب کہ یہ منظر دیکھتے سب نے بے ساختہ پھٹی پھٹی نگاہوں سے اپنے منہ پر ہاتھ جمائے تھے۔۔۔

ایک تو حویلی ابھی تک کوئی واپس نہیں آیا تھا اوپر سے باہر گارڈز زخمی پڑے درد سے کراہ رہے تھے۔۔

اور کوئی مدد کے لیے بھی موجود نہیں تھا بی جان کو سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ کیا کریں یہ جو تماشہ ان کے گھر میں لگا ہوا ہے وہ ایسا کیا کریں گے وہ ختم ہو۔۔۔

میں ٹھیک ہے بول رہی ہوں اگر تم مجھ سے شادی کرو گے تو میں واپس چلوں گی ورنہ میں یہاں سے واپس نہیں جاؤں گی ایلیا اپنی گردن پر ڈیمن کی انگلیوں کا دباؤ مزید بڑھتا ہوا محسوس کرتی دبی دبی آواز میں بولی۔۔۔ کیونکہ ڈیمن کی گرفت اتنی سخت تھی اس کی سانس بند ہو رہی تھی اس لگ رہا تھا جیسے اس کی

گردن ٹوٹ جائے گی مگر وہ بغیر خوف کے آج ڈیمن کے سامنے ڈٹ کر کھڑی تھی شاید اپنی محبت کے لیے مگر وہ بھول رہی تھی کہ محبت اس طرح نہیں ملتی اگر محبت یو شرطیں یا دھمکیاں دینے سے ملتی تو آج ڈیمن علیزہ کو حاصل کر چکا ہوتا وہ آج اس لڑکی سے دستبردار نہ ہوتا۔۔۔

میں تمہیں جان سے مار دوں گا تمہاری لاش واپس لے جانا پسند کروں گا مگر تم سے شادی کرنا نہیں۔۔۔!!!

ڈیمن نے بولتے ہوئے ایلیا کی گردن کو ایک جھٹکا دیا ایلیا کو لگا جیسے اس کا دماغ سن ہو گیا ہو اسے لگ رہا تھا جیسے وہ اگلی سانس نہیں لے پائے گی جیسے وہ ابھی مر جائے گی۔۔۔

ڈیمن چھوڑو اسے وہ مر جائے گی۔۔۔رائز ایلیا کے سفید پڑتے چہرے کو دیکھ کر جلدی سے ان کے قریب گیا اور ایلیا کی گردن کو ڈیمن کے ہاتھ سے چھڑوانے لگا جو کہ ناممکن سا کام تھا آخر وہ کب تک بچاتا اسے ڈیمن کے قہر جو جھیلنا بھی تھا۔۔۔

ڈیمن چھوڑو اسے۔۔۔رائز دوبارہ دھاڑا جب کہ ڈیمن آنکھوں میں خون لیے ایلیا کے سفید پڑھتے چہرے کو دیکھ رہا تھا جبکہ ایلیا کی آنکھیں بند ہونے لگی تھی کیونکہ اس کی سانس بند ہو چکی تھی اگر مزید ایک سیکنڈ بھی ڈیمن اس کی گردن پر اپنے ہاتھ کا یوں ہی دباؤ رکھتا تو یقیناً وہ مر جاتی۔۔

ڈیمن اپنی انگلیوں کا دباؤ اس کی گردن پر بھرا رہا تھا جب ایک دم سے کسی نے پیچھے سے پوری قوت اس کی شرٹ کو پکڑتے اسے پیچھے کی طرف کھینچا اور اس کا رخ اپنی طرف کرتے ایک زور دار پنچ اس کے جبرے پر دے مارا جس پر ڈیمن دو قدم لڑکھڑایا مگر اگلے ہی سیکنڈ کو سنبھل گیا۔۔

تم بغیرت انسان تم نے میرے گھر میں قدم رکھنے کی ہمت بھی کس طرح کی۔۔۔مکزم دھاڑتا اس کی جانب بڑھا اس سے پہلے کہ مکزم اس پر دوسری بار حملہ کرتا اس کے وار کو ڈیمن جھک کرنا کام بنا چکا تھا۔۔

مکزم نے مزید تیش میں آتے اسے ایک زوردار ٹانگ رسید کی جو لگنے سے پہلے ہی ڈیمن نے سائیڈ پر ہوتے اس کا یہ وار بھی ناکام بنا دیا

ڈیمن نے بروقت اس کے منہ پر ایک اور دار پنچ سید کیا جس سے مہزم ایک دم سے پیچھے ہوا اس نے پھر سے نظر اٹھا کر ڈیمن کو دیکھا جو سرخ نگاہیں لیے اسے دیکھ رہا تھا

مکزم دوبارہ اسی کی جانب بڑھا اور اب کی بار اس نے اس کے منہ پر اتنا زوردار پنچ مارا کہ ڈیمن کا ہونٹ پھٹ گیا اور اس کے ہونٹ سے خون نکلنے لگا جبکہ جوابی کاروائی میں ڈیمن نے بھی اس کے منہ پہ ویسا ہی پنچ مارا جس پر مکزم کا نچلا ہونٹ بری طرح پھٹا تھا کیونکہ یہ حملہ اچانک ہوا تھا وہ دونوں ایک دوسرے کو مارتے زخمی ہو رہے تھے۔

جہانزیب نے آگے بڑھ کر مکزم کو روکنا چاہا مگر مکزم کہاں کسی کے ہاتھ آ رہا تھا رائز ڈیمن کو کنٹرول کرنے کی کوشش کر رہا تھا مگر ڈیمن بھی آج پورا مقابلہ کرنے اترا تھا کمزور دونوں نہیں تھے جہاں مکزم اسے جان سے مار دینا چاہتا تھا وہیں ڈیمن بھی اسے زندہ نہیں چھوڑنا چاہتا تھا۔۔

بس کرو مکزم پیچھے ہٹو۔۔حالم صاحب کی دھاڑ پر جہانزیب نے جلدی سے آگے بڑھ کر مکزم کو اس کا سینے پر دونوں بازو لپیٹ کر پیچھے کھینچا دوسری طرف رائز نے بھی ڈیمن کو اسی طرح پیچھے کیا تھا۔۔

چھوڑ مجھے میں اسے چھوڑوں گا نہیں اس نے میرے گھر میں قدم رکھنے کی ہمت بھی کس طرح کی۔۔۔

مکزم خود کو چروانے کی پوری کوشش کرتا دوبارہ اس کی طرف لپک رہا تھا جبکہ ڈیمن خونخوار نگاہوں سے لمبے لمبے سانس لیتا مکزم کو وہشت زدہ نگاہوں کو گھور رہا تھا۔۔

جبکہ مکزم اسے یوں دیکھ رہا تھا جیسے واقعی میں ڈیمن کا اس دنیا میں آخری دن ہو ایک دوسرے کو مارنے کے چکر میں ان دونوں کی سانسیں بری طرح بھول چکی تھی شرٹس کے گریبان پھٹ چکے تھے جبکہ ہونٹوں کے پاس خون جم چکا تھا چہروں پر ایک دوسرے پر مارے گئے پنچ کے نشان تھے۔۔

علیزہ نے عبداللہ کو افراح کی گود میں دیا جو اب چپ کر چکا تھا عنایہ کو پہلے چپ کروا چکی تھی جو اب رضیہ بیگم کے پاس موجود تھی اور میر کی جانب بڑھی۔۔۔

میر پلیز نہیں کریں آپ پولیس کو بلائیں علیزہ بے حد پریشان ہوتی مکزم کی طرف دیکھتی ہوئی اس طرح بولی جیسے وہ ڈیمن سے خوف زدہ ہو گئی ہو جب کہ پولیس کی بات پر دمن نے نظر گھما کر اس کی طرف دیکھا اور یہی نظریں مکزم نے دیکھی تھی اپنی بیوی کی طرف اٹھتے ہوئے۔۔

اس کے جسم میں جیسے آگ کے شعلے بھڑک اٹھائے تھے جیسے کہ کسی نے اسے تپتی ریت پر لٹا دیا اور اس پر پگلتا ہوا سسیہ انڈل دیا ہو۔۔۔

وہ کہاں برداشت کر سکتا تھا کسی کی نظریں اپنی بیوی پر اس کا دل کر رہا تھا سامنے کرے وجود کا دل نکال کر کتوں کو ڈال دے اور اس کی آنکھیں نکال کر کسی چیل کوؤں کے آگے پھینک دے جو اس کی بیوی کو یوں گھور رہا ہے۔۔۔

اندر جاؤ۔۔۔مکزم دھاڑا تو علیزہ کانپ کر پیچھے ہوئی۔۔۔سنا نہیں تم نے اندر جاؤ۔۔۔۔مکزم پھر سے دھاڑا۔۔

نن نہیں مم میر مم میں آپ کو۔۔۔وہ ڈر کانپتی بمشکل بول پائی تھی مکزم آج تک اس پر ایسے نہیں چلایا تھا اس کے اس رویے پر اس کی آنکھوں سے آنسو نکل کر رخسار پر بہہ نکلے تھے۔۔۔

بڈی۔۔۔۔ڈیمن کو اپنے قریب سے کوئی نسوانی آواز سنائی دی تو وہ وہیں پر پتھر کا بن گیا یہ نام یہ لفظ یہ تو صرف ایک ہی شخص اسے پکارتا تھا یہ نام تو صرف ایک ہی شخص لیتا تھا اور وہ کون تھا کیا یہ وہی تھی کیا یہ اس کی جان عزیز بہن تھی جس نے اسے دوبارہ پکارا تھا جس کی آواز اتنے سالوں بعد اس کی سماعتوں سے ٹکرائی تھی مگر یہ کیسے ممکن تھا۔۔۔۔

وہ تو مر چکی تھی اس کے مرنے کے بعد ہی تو ڈیمن حیوان بنا تھا پھر وہ کیسے زندہ ہو سکتی تھی۔۔۔

ڈیمن ایک جھٹکے سے پیچھے مڑا۔۔اسے لگا وہ سانس نہیں لے سکے گا اس کی آنکھیں اپنے سامنے موجود شخصیت کو دیکھ کر پتھر کی بن گئی تھی اس کی آنکھوں میں غصے اور وحشت کی جگہ حیرت اور صدمے نے لی تھی۔۔۔

بب بڈی۔۔۔سامنے کھڑی بے حد کمزور سی لڑکی نے آنکھوں میں بے شمار آنسو لیے ڈیمن کی طرف دیکھا اور اس کا نام ٹکڑوں میں تقسیم کیا جبکہ ڈیمن ایک تھکی سی سانس اپنے اندر کھینچتا بے بس ہوتا وہی گھٹنوں کے بل زمین پر گر پڑا سب حیرت زدہ نگاہوں سے یے منظر دیکھ رہے تھے۔۔۔

وہ خود کو بے جان ڈالے زمین پر گھٹنوں کے بل بیٹھا اس کے دونوں کندھوں کا سارا بوجھ ڈھے سا گیا تھا۔۔

وہ سامنے موجود لڑکی کو دیکھ رہا تھا جو اب دوڑ کر اس کی طرف آئی اور جھٹ کے اس کے گلے لگ گئی وہ زمین پر بیٹھی اس کی گردن میں منہ چھپائے زارو قطار رو رہی تھی جبکہ ڈیمن اس کے گرد اپنا حصار مضبوط کرتا اسے خود میں بھینچتا اس کے کندھے پر سر ٹکائے ہوئے تھا۔۔۔

وہ اس کی جان تھی اس کی جان عزیز بہن جس بہن کے آنے کے بعد اس نے اپنی زندگی بدل دی اور وہ بہن جس کے جانے کے بعد وہ حیوان بن گیا وہ بہن اتنے سالوں بعد اس کے پاس اس کے اتنے قریب موجود تھی۔۔۔

وہ زندہ تھی ہاں وہ زندہ تھی یہ کوئی خواب نہیں تھا وہ اتنے سالوں سے اسے خوابوں میں دیکھتا آیا تھا مگر یہ خواب نہیں تھا یہ تو حقیقت تھی اس کی فاطمہ اس کے سامنے موجود تھی وہ اپنی فاطمہ کا لمس محسوس کر سکتا تھا۔۔۔

وہ اپنے بھائی کے ساتھ لپٹی یوں رو رہی تھی جیسے کوئی دو سال کا بچہ اپنی ماں سے لپٹ کر ہچکیاں لیتے ہوئے روتا ہے۔۔۔

وہ اس کے ہونے کا یقین کرتا اس کے کندھے پر سر ٹکائے رو رہا تھا۔۔۔

کیا ڈیمن رو رہا تھا۔۔؟؟ مگر وہ تو کبھی نہیں رویا تھا یہ کون تھا جو زمین پر گھٹنوں کے بل بیٹھا بے بس سا ڈھلکتا وجود لیے کسی کو اپنی آغوش میں چھپائے ہوئے تھا۔۔۔

یہ تو ڈیمن نہیں تھا ایک مافیا گینگ کا سربراہ ظالم سفاک حیوان جو کبھی نہیں روتے بلکتے دوسروں کو رلاتا ہے کسی کی جان لینا اس کے لیے ایک چونٹی مارنے کے برابر ہے۔۔۔۔یہ تو کوئی اور ہی تھا۔۔

رائز پھٹی پھٹی نگاہوں سے کبھی فاطمہ اور کبھی ڈیمن کو دیکھ رہا تھا۔جب اس کی نظر سامنے سے آتی مسکان پر پڑی تو اس کا دماغ اندھیروں میں ڈوبنے لگا۔۔۔

****

مسکان کی نگاہیں پل بھر کو ڈیمن پر رکی تھیں وہ اس کا چہرہ نہیں دیکھ پا رہی تھی کیونکہ ڈیمن اپنا چہرہ مسکان کے بالوں میں چھپائے ہوئے تھا مگر وہ جانتی تھی کہ اگر اس کی نظریں ڈیمن کی نظروں سے ملیں تو وہ خود پر قابو نہیں رکھ پائے گی اس کا ضبط ٹوٹ جائے گا۔۔

ڈیمن نے چہرہ اوپر اٹھاتے فاطمہ کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں بھرا اور اس کے چہرے کو چومنے لگا آنسو پل پل بہہ کر گال کو بھگو رہے تھے اسے یاد نہیں رہا تھا کہ وہ اس وقت کہاں ہے وہ کچھ لمحوں کے لیے دنیا تک بھول گیا تھا۔۔۔

کہاں تھی تم فاطمہ کس کے پاس تھی تم وہاں سے کون لے کر گیا تھا تمہیں بتاؤ۔۔۔ڈیمن اس کا چہرہ ہاتھوں میں بھرے پوچھتا ہوا کوئی پاگل ہی معلوم ہو رہا تھا۔۔۔

ڈیمن مسکان۔۔۔رائز مسکان کی طرف دیکھتے ہوئے ٹرانس کی کیفیت میں بولا تو ڈیمن نے سرسری سی نظر اٹھا کر سامنے دیکھا جہاں بالکل سامنے کچھ ہی قدموں کے فاصلے پر مسکان کھڑی آنکھوں میں اشک لیے اسی کی طرف دیکھ رہی تھی کیا کچھ نہیں تھا اس کی آنکھوں میں ہجر کا درد جدائی کی تکلیف بے بسی اور بچھڑ جانے کی تڑپ سب کچھ اس کی آنکھوں سے صاف عیاں تھا بلا شبہ اسے اپنے زبان سے کوئی بھی لفظ ادا کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔۔۔

یہ دوسرا دھچکا تھا جو ڈیمن کو مسکان کو اپنے سامنے دیکھ کر لگا تھا اس کا دل ایک دم سے تیز رفتار میں دھڑکا تھا مسکان اس کی محبت نہیں تھی مگر وہ اس کی پسندیدگی تھی اس کا نام بچپن میں اس کے ساتھ جوڑ دیا گیا تھا مگر کبھی کبھی مسکان کی یاد اس کے ذہن پر سوار ضرور ہوتی تھی اسے لگتا تھا کہ زندگی میں کہیں نہ کہیں مسکان کی کمی ہے مگر وہ تب بے بس تھا اس کے پاس کوئی ایسا آپشن نہیں تھا جو اس کے بدلے وہ اپنی بہن یا مسکان کو واپس لا سکتا لیکن زندگی نے اسے دوسرا آپشن دیا تھا اس کے ہاتھ میں اس کی قسمت کی ڈوری تھمائی تھی اسی لیے تو اس کے سامنے اس وقت اس کی بہن اور اس کی بچپن کی منگیتر موجود تھی جن کے زندہ ہونے کا شاید اس نے کبھی خواب میں بھی تصور نہیں کیا تھا۔۔۔

حویلی کے تمام مکین یہ سارا منظر دیکھ رہے تھے یہاں جو کچھ ہو رہا تھا سب ان کی سوچ سے برعکس تھا۔

ڈیمن کو بت بنے دیکھ کر مسکان اپنا حلق تر کرتی چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی آگے بڑھی جب کہ اس کا ایک ایک قدم ڈیمن کے دل پر منوں بوجھ ثبت کر رہا تھا۔۔۔

تم زندہ ہو مم۔س۔کان (مسکان) ڈیمن کے ہونٹوں سے مسکان کا نام ٹکڑوں میں تقسیم ہو کر سرگوشی آواز میں بیاں ہوا۔۔۔

جی میں زندہ ہوں موت اتنی جلدی مجھ پر مہربان نہیں ہوئی۔۔۔مسکان اپنے گلے میں اٹکے آنسوؤں کو نیچے دھکلتے ہوئے ہوئے اپنے لہجے کو مضبوط بناتے ہوئے بولی۔

ایلیا سرخ نگاہوں سے اسے اپنے سامنے کھڑا دیکھ رہی تھی وہ جانتی تھی کہ ڈیمن اسے کبھی قبول نہیں کرے گا مگر ڈیمن مسکان کا سامنا ہونے کے بعد معلوم ہو رہا تھا کہ ڈیمن کا دل وہیں کا وہیں تھا جہاں کچھ سال پہلے مسکان کے لیے رکا تھا آج بھی وہیں پر تھا اس کی زبان سے مسکان کے لیے کوئی بھی

گستاخانہ الفاظ نہیں نکلے تھے بلکہ وہ نظروں میں عقیدت لی لیے مسکان کو دیکھ رہا تھا جیسے اس کی موجودگی کا یقین کرنا چاہ رہا ہو۔

ڈیمن نے اپنے ٹیٹو سے بھرا ہاتھ بڑھا کر مسکان کے رخسار کو چھونا چاہا جیسے ہی اس کی انگلیاں اس کے چہرے پر ثبت ہوئی آنکھوں سے دو موتی ٹوٹ کر بے مول ہوئے۔۔

جب کہ اس کے لمس پر مسکان میں اپنی آنکھیں بند کر لی تھی اور اگلے ہی لمحے اپنا ہاتھ اس کا چہرے سے ہٹا چکا تھا۔

بڑی ہمیں انہوں نے بچایا قرطاس سے اس نے ہمیں قید کر کے رکھا تھا اس دن یہ بھائی وہاں پر آئے اور انہوں نے اسے مار دیا اور ہمیں وہاں سے اپنے پاس لے آئے اور ہم سے وعدہ کیا کہ وہ ہمیں آپ تک پہنچائیں گے آپ سے ملوائیں گے اور پھر جب ہم یہاں پر آئے تو ہمیں ایلیا آپی ملیں ہمیں ان سے پتہ چلا کہ آپ زندہ ہیں آپ کو کچھ نہیں ہوا۔۔

اور ہم جلد آپ سے ملیں گے اور دیکھیں ہم آپ کے سامنے ہیں ان کے وعدے کے مطابق انہوں نے ہمیں آپ سے ملنے دیا فاطمہ بغیر رکے بولتی دوبارہ ڈیمن کے گلے لگ چکی تھی جبکہ پہلی بار فاطمہ کی اتنی خوبصورت اور باریک آواز سن کر سب کو خوشگوار حیرت ہوئی تھی

سب سمجھ رہے تھے کہ شاید وہ بولتی ہی نہیں یا وہ کبھی بولے گی ہی نہیں مگر وہ جب بول رہی تھی تو اس کی آواز سب کو بہت خوبصورت لگ رہی تھی اس کی آواز بہت پیاری تھی بالکل اس کی طرح۔۔۔

اس کی بات سنتے ڈیمن اور رائز نے جھٹکے سے سر اٹھاتے مکزم کی طرف دیکھا ان کی نظروں میں حیرت ہی حیرت آ سمائی تھی۔۔۔

وہ دونوں تو مکزم کے دشمن تھے اس کے باوجود اس نے مسکان اور فاطمہ کو بچایا نہ صرف بچایا بلکہ انہیں حفاظت سے پاکستان لے کر آیا اور اپنے گھر میں رکھا بلکل بھائیوں کی طرح ان کی حفاظت بھی کی۔۔۔

مکزم تم نے ہماری بچیوں کو بچایا۔۔؟؟ رائز مکزم کی طرف دیکھتا ہوا بولا تو مکزم نے اسے جواب دینا مناسب نہ سمجھا فخال ان دونوں کی موجودگی ہی مکزم کے لیے محال تھی وہ ہر حال میں ڈیمن کو وہاں سے نکال دینا چاہتا تھا۔۔

کیونکہ اس وقت اس کے اندر جو آگ بھڑک رہی تھی وہ جلن کی تھی جو نظریں اس نے ڈیمن کی اپنی بیوی کی طرف اٹھتے دیکھی تھی اس کے بعد اس کا بس نہیں چل رہا تھا وہ اسے زندہ زمین میں گاڑھ دیتا۔۔

پتہ نہیں وہ کس مجبوری کے تحت چپ چاپ کھڑا ڈیمن کو برداشت کر رہا تھا کیونکہ جب فاطمہ اور مسکان تھی جو دونوں ہی اس کے ساتھ خونی طور پر جو رہی تھی وہ جا کر بھی انہیں ایک دوسرے سے بات کرنے سے یا ملنے سے وہ نہیں سکتا تھا۔

جی بھائی ان دونوں کو ہم ہی پاکستان لے کر آئے تھے اور یہ دونوں بالکل ٹھیک اور سلامت ہیں آپ فکر مت کریں ان دونوں کو آپ سے ملنا تھا آپ نے مل لیا اب آپ یہاں سے جائیں آپ کی موجودگی ہمارے لیے ٹھیک

ثابت نہیں ہو رہی اس سے پہلے کہ یہاں پولیس پہنچے آپ یہاں سے جا سکتے ہیں۔۔۔

علیزہ مکزم کے بازوں کو دونوں ہاتھوں سے تھامتے مضبوط لہجے میں بولی اس کے لہجے میں کوئی لچک نہیں تھی کوئی گھبراہٹ نہیں تھی جبکہ وہ جانتی تھی کہ اس کا اس طرح بولنا مکزم کو تپ چڑھا جائے گا کیونکہ وہ انہیں پولیس کے حوالے کرنا چاہتا تھا

اور اس کی بیویوں انہیں بھگانے کے چکروں میں تھی مکزم کے دماغ کی شریانیں پھٹنے کو آ چکی تھی اس کا دل چاہ رہا تھا پہلے تو دو اپنی بیوی کے کان کے نیچے دو لگائے تاکہ اس کی چلتی زبان کو بریک لگے اور اس کی عقل ٹھکانے پر آئے۔۔

وہ علیزہ کو خونخوار نگاہوں سے گھورتا ضبط کر گیا جو مسکان اور فاطمہ کی طرف دیکھ رہی تھی البتہ وہ جانتی تھی کہ مکزم کو اس پر کتنا غصہ آیا ہوا ہے مگر وہ جان بوجھ کر انجان بنے کھڑی تھی۔

ابھی ڈیمن یا رائز کچھ بھی اور بولتے ایک دم سے حویلی کے اندر پولیس کے کچھ افیسرز بھاگتے ہوئے داخل ہوئے جن کی پہلی صف میں پہلا فرد داد موجود تھا یقیناً وہ ہی پولیس کو لے کر آیا تھا۔۔۔

پولیس کی فورس اندر آتی رائز اور ڈیمن کو چاروں طرف سے گھیرتی ان پر بندوقیں تان چکی تھی تاکہ وہ کوئی بھی ہوشیاری نہ کر سکیں جب کہ رائز اور ڈیمن پوری آنکھیں کھولے اپنے چاروں طرف پھیلی پولیس کو دیکھ رہے تھے جو ان کا راستہ چاروں طرف سے بند کیے انہیں گرفتار کرنے کے لیے کھڑے تھے۔۔

پولیس کو دیکھ کر فاطمہ نے فوراً ڈیمن کا بازو سختی سے تھام لیا اور خوفزدہ نگاہوں سے پولیس کو دیکھنے لگی۔

پلیز نہیں میرے بڈی کو کچھ مت کہیں انہوں نے کچھ نہیں کیا۔۔۔فاطمہ زور سے اس کے بازو پر اپنے نازک ہاتھوں کا دباؤ بڑھاتی شاید اپنے بھائی کو گرفتار ہونے سے بچانے کی کوشش کر رہی تھی جب کہ کچھ ایسا ہی حال

مسکان کا بھی تھا اور ایلیا تو پولیس کو دیکھتے ہی تقریباً بھاگتی ہوئی رائز اور ڈیمن کے قریب پہنچی تھی وہ ان کی گینگ کی بندی تھی وہ بزدل بن کر پیچھے نہیں بیٹھ سکتی تھی۔

دیکھیں بھائی ہم جانتے ہیں ڈیمن نے جو کیا وہ غلط تھا مگر آپ اسے اور رائز کو پولیس کے حوالے مت کریں ہم یہاں سے چلے جائیں گے کبھی آپ کی زندگی میں واپس نہیں آئیں گے مگر پلیز ایک بار ایک بار معاف کر دیں اور ہمیں جانے دیں ہم بالکل صحیح سلامت ڈیمن اور رائز کو یہاں سے لے کر جانا چاہتے ہیں۔۔۔

مسکان آگے بڑھتی مکرم کی طرف امید بھری نظروں سے دیکھتی ہوئی بولی اس کی آواز میں التجا تھی منت تھی شاید وہ انہیں گرفتار ہوتا دیکھ کر برداشت نہیں کر پا رہی تھی کہ ڈیمن کو اور رائز کو پولیس گرفتار کر کے لے کر جاتی وہ بھی ان کی آنکھوں کے سامنے۔۔۔

بھائی آپ نے ہمارے لیے اتنا کچھ کیا صرف ایک اور احسان کر دیں ہمیں بس یہاں سے جانے دیں میں آپ سے وعدہ کرتی ہوں ڈیمن کبھی دوبارہ آپ کی زندگی میں نہیں آئے گا وہ اب آپ کی زندگیوں کو ڈسٹرب کرنے کی کوشش نہیں کریں گے آپ نے ہماری ذمہ داری اٹھائی ہم آپ کے دل سے احسان مند ہیں مگر آپ ہم پر ایک کی آخری احسان کر دیں پلیز ان دونوں کو پولیس کے حوالے مت کریں ایلیا بھی آگے بڑھ کر مکزم کی منت کرنے لگی ساتھ ہی ساتھ اس نے امید بھری نظروں سے علیزہ کو بھی دیکھا جو مکزم سے کوئی بھی بات منوانے کی طاقت رکھتی تھی۔

اور ہوا بھی کچھ ایسا ہی تھا اس کا دل ایک سیکنڈ میں پگھلا تھا ایلیا اور مسکان کے نگاہوں میں موجود التجا دیکھ کر علیزہ نے جھٹکے سے گردن موڑ کر اپنی نگاہوں میں بہت سی امید لیے مکزم کو دیکھا جو ان سب کی نگاہوں سے آنکھیں چراتا چہرہ پھیر گیا یعنی وہ ایسا نہیں کر سکتا تھا۔۔

آفیسر ان دونوں کو گرفتار کر لیں صرف پانچ منٹ ہیں آپ کے پاس اگر پانچ منٹ کے اندر آپ لوگوں نے ان دونوں کو میری نظروں کے سامنے سے دور نہ کیا تو آپ کی ہی بندوق کی گولیاں میں ان دونوں کے سینوں میں اتار دوں گا۔۔۔

مکزم سرخ نگاہوں سے سامنے کھڑے اے ایس پی کی طرف دیکھتا بے رحمانہ انداز میں بولا اس کے لہجے میں کوئی رعایت نہیں تھی وہ ان دونوں کو کوئی رعایت نہیں دینا چاہتا تھا نہ ہی کوئی موقع اس بات کا یقین تو اس کے الفاظوں سے ہی ہو چکا تھا اس کے مضبوط لہجے سے معلوم ہو رہا تھا کہ اس کا فیصلہ اٹل ہے اور وہ کسی کے بھی بولنے سے بدلنے نہیں والا۔۔۔

نہیں نہیں پلیز ایسا مت کرو میرے بھائی کو مت لے کر جاؤ میرا بھائی ابھی مجھے ملا ہے اس نے کچھ نہیں کیا آپ ہمیں یہاں سے جانے دیں ہم کسی کو کچھ نہیں کریں گے۔۔۔فاطمہ اونچا اونچا چلاتی قریب آتے پولیس آفیسر کو دیکھ کر اپنے آپے سے باہر ہو رہی تھی جبکہ ڈیمن سختی سے مٹھیاں بھینچتا خود پر قابو

کرنے کی کوشش کر رہا تھا مگر اس کے جسم کی ابھرتی ہوئی سبز اور نیلی نسیں یہ بات ظاہر کر رہی تھی کہ وہ اب اپنے اصلی روپ میں واپس آ رہا ہے وہ اپنے خوفناک شیطانی روپ میں واپس لوٹ رہا ہے جسے دیکھ کر سامنے والے کی روح کانپ جاتی ہے۔۔

رائز کو سمجھ نہ آئی کہ وہ اب کیا کرے وہ چاہتا تو بہت کچھ کر سکتا تھا مگر یہاں پر فیملی موجود تھی اگر بات صرف پولیس کی ہوتی تو وہ دونوں ہی پولیس کو اپنے طریقے سے ہنڈل کر کے وہاں سے بھاگ نکلتے مگر ڈیمن بالکل خاموش کھڑا تھا کوئی مزاحمت کوئی پیش گوئی اس کی جانب سے نہیں ہوئی تھی مگر وہ اتنی آسانی سے تو گرفتا نہیں ہو سکتا تھا یہ بات تو رائز بخوبی جانتا تھا اب نہ جانے ڈیمن کے دماغ میں کیا چل رہا تھا رائز اس بات سے ناواقف تھا۔۔

فاطمہ سارے ماحول کو دیکھتی عجیب سی گھبراہٹ میں مبتلا ہو رہی تھی ایک دم سے اس کا سر چکرانے لگا اس سے پہلے کہ وہ زمین بوس ہوتی اسے ڈیمن بے حال ہوتا دیکھ چکا تھا اور اسے بازو سے تھام کر گرنے سے بچایا وہ ڈیمن کے

حصار میں کھڑی تھی جبکہ مسکان کو بے ہوش ہو کر گرتا دیکھ بے اختیار ایلیا کی جانب بڑھی جبکہ علیزہ پہلے تھی بغیر سوچے سمجھے مسکان کی طرف لپکی تھی۔۔۔

اس نے یہ بھی نہیں سوچا کہ مسکان جس کے حصار میں کھڑی ہے اس شخص سے اسے خطرہ ہو سکتا ہے۔

علیزہ کے قریب آتی ابھی مسکان کو پکڑ بھی نہیں سکتی تھی جب ڈیمن نے ایک ہاتھ سے مسکان کو بالکل سیدھا کھڑا کرتے دوسرے ہاتھ سے علیزہ کی کلائی پکڑ کے اسے گھما کر اپنی جانب کھینچا جس سے وہ اس کے سینے سے لگتی لگتی بچی مگر ڈیمن کا اب ایک بازو اس کی گردن کے گرد لپٹا ہوا تھا جبکہ دوسرے ہاتھ میں موجود گن اس کی کن پٹی پر موجود تھی یعنی اب وہ ڈیمن کی شکنجے میں بری طرح پھنس چکی تھی۔

یہ سب اتنی اچانک ہوا کہ وہاں کھڑے کسی بھی افراد کو پتہ ہی نہ چل سکا

یا اللہ بھابھی۔۔۔افراح اتنا برا چیخی کہ سب ایک دم سے اس کی جان کو متوجہ ہوئے جو دونوں ہاتھ ہونٹوں پر جمائے پھٹی پھٹی نگاہوں سے ڈیمن کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔

مکزم نے جیسے ہی اپنی بیوی کو اس حیوان کی گرفت میں دیکھا تو ایک شدید آگ سی لہر اس کے پورے وجود میں گزری اور اس کے تن بدن میں آگ لگا گئی وہ جسے اپنی بیوی پر کسی کی نظریں تک منظور نہیں تھی وہ اب کسی غیر محرم کی قید میں بری طرح پھنس چکی تھی صرف اپنی بے وقوفی کی وجہ سے۔

ڈیمن چھوڑ میری بیوی کو ورنہ میں تیری جان لے لوں گا۔مکزم شیر کی مانند دھاڑا اس کی آنکھوں میں کوئی بے خوف یا ڈر نہیں تھا البتہ دل میں اس کے یہ خوف ضرور تھا کہ کہیں ڈیمن اس کی بیوی پر گولی نہ چلا دے مگر وہ حالات کا سامنا کرنا جانتا تھا بزدل بن کے پیچھے نہیں ہٹ سکتا تھا۔

خبردار مکزم میر احمد اگر تم آگے بڑھے تو چھ کی چھ گولیاں تمہاری بیوی کے دماغ میں اتار دوں گا ڈیمن کے برابر پر نہ ہارنے پر سب نے اپنے دلوں کو

تھام لیا جبکہ علیزہ بری طرح اس کی شکنجے میں پھنس چکی تھی اور اب اس کی جان کو خطرہ تھا جبکہ پولیس والے سارے بندوقیں ڈیمن کے سر پر تان کر کھڑے تھے مگر بادشاہ کے جان تو طوطے میں تھی اور اس وقت وہ طوطا مکزم میر احمد کی بیوی تھی۔۔

علیزہ خوف کے مارے آنکھیں پھیلائے مکزم کو دیکھ رہی تھی اسے تو اندازہ بھی نہیں تھا کہ اس کے ساتھ ایسا ہو گا۔۔۔

اس شخص کو اس نے کبھی خود کو چھونے تک کی اجازت نہیں دی تھی وہ شخص اسے اپنی گرفت میں لیے کھڑا تھا مگر یہ بات سچ تھی کہ اس کا وجود علیزہ کے وجود سے ٹچ نہیں ہو رہا تھا اس نے اس کی گردن کے گرد بازو تو لپیٹا ہوا تھا مگر اس کا بازو اس کی گردن کو چھو نہیں رہا تھا مگر جو گن اس کی کنپٹی پر رکھی ہوئی تھی وہ اس کے دماغ کے ساتھ لگی ہوئی تھی جبکہ ان دونوں کے درمیان بھی خاصہ فاصلہ موجود تھا یعنی ڈیمن نے اس چیز کا خاص خیال رکھا تھا وہ علیزہ کو چھو نہ پائے۔

میں بول رہا ہوں چھوڑ میری بیوی کو مکزم دھاڑتا دوبارہ بغیر خوف کے اپنے اور اس کے درمیان موجود فاصلے کو سمیٹنے لگا جب ڈیمن نے گن کا دباؤ اس کے دماغ پر بڑھاتے ہوئے ٹرگر دبانے کی کوشش کی جسے دیکھتے ہی مکزم کے قدم وہیں پر رکے۔

دیکھو تم چپ چاپ خود کو ہمارے حوالے کر دو ورنہ ہمیں انکاؤنٹر کرنے کے آرڈرز ملے ہیں اگر تم نے مسز مکزم کو کوئی بھی نقصان پہنچانے کی کوشش کی تو ہمیں آرڈرز ہیں کہ ہم بغیر سوچے سمجھے تمہیں گولیوں سے بھون کے رکھ سکتے ہیں۔۔۔

اس لیے ایسا کچھ بھی کرنے کے بارے میں سوچنا مت جس سے تمہاری زندگی ختم ہو جائے۔۔۔ پاس کھرا ایس پی ڈیمن کی طرف دیکھتا تھوڑا ٹھنڈے لہجے میں بولا فلحال سب کے لیے علیزہ کی جان بچانا سب سے زیادہ ضروری تھا وہ ڈیمن کو بعد میں بھی گرفتار کر سکتے تھے۔

ہرگز نہیں۔۔۔میں ڈرتا نہیں کسی کے باپ سے اور تم دو ٹکے کے پولیس والے تم سوچ رہے ہو کہ میں تمہیں خود کو گرفتار کرنے دوں گا خود کو تم لوگوں کے حوالے کر دوں گا تو یہ تم لوگوں کی سب سے بڑی بے وقوفی ہے ڈیمن طنزیہ مسکراتا تمسخر لہجے میں بولا جس پر مکزم کو اپنا خون کھولتا ہوا محسوس ہوا۔

تم تو بول رہی تھی کہ تمہارا بھائی بے قصور ہے تم دونوں اسے بچانے کے لیے کیا کچھ کر رہی تھی اور اب دیکھو اپنے بھائی کو کتنا احسان فراموش ہے وہ جس نے تم لوگوں کو بچایا تم لوگوں کو پناہ دی اسی پر بندوق تانے کھڑا ہے اسی کو مارنے کی کوشش کر رہا ہے ایسے انسان احسان فراموش ہوتے ہیں جن پر کبھی بھی احسان نہیں کرنا چاہیے۔۔۔داد فاطمہ اور ایلیا کی طرف دیکھتے ہوئے اس انداز میں بولا جیسے لفظوں ہی لفظوں میں جاتا رہا ہو اور بتانے کی کوشش کر رہا ہوں کہ صرف حویلی والوں کا ضبط تھا جو انہوں نے ان کی حفاظت کی ان لڑکیوں کا ضبط نہیں کہ وہ علیزہ کو بچانے کے لیے ڈیمن کا مقابلہ کر سکیں جبکہ

داد کے الفاظوں نے انہیں شرمندہ کر دیا تھا۔۔فاطمہ تو شرمندگی سے سر جھکا چکی تھی اور خاموش آنسو بہاتے ہوئے بے بسی کی انتہا پر تھی جبکہ ایلیا مسلسل ڈیمن اور علیزہ کی طرف دیکھتی آگے کیا کیا جائے یہ سوچ رہی تھی جبکہ رائز جو ڈیمن کے بغل میں ہی کھڑا تھا وہ اس سچویشن کو ٹھیک نہیں سمجھ رہا تھا اس کے مطابق بھی ڈیمن کو ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا مگر اسے کچھ تو کرنا تھا جو وہ کر چکا تھا۔

ڈیمن پلیز کچھ مت کرنا علیزہ کو کوئی نقصان مت پہنچانا اس نے ہماری خاطر کیا کچھ نہیں کیا اس کے اتنے احسان ہیں ہم پر کچھ خوف کرو اپنے بے رحم دل میں کچھ انسانیت پیدا کرو تاکہ تمہیں یہ معلوم ہو سکے کہ تمہارے جیسے دشمن کے ہوتے ہوئے اس نے اپنے ہی دشمن کی فیملی کو اپنے ہی گھر میں پناہ دی اور ان کا خود سے بڑھ کر خیال رکھا اگر تم نے اسے کوئی بھی نقصان پہنچایا تو خدا کی قسم ڈیمن میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گی۔۔۔اور یہ مت سمجھنا کہ میں تم سے ڈرتی ہوں میرا سارا ڈر اور خوف ختم ہو چکا ہے کم سے کم میں اب

تمہارے سامنے تو کبھی نہیں جھکوں گی۔۔۔ ایلیا ڈیمن کو طرف دیکھتی ایک ایک لفظ پر زور دیتے ہوئے بولی وہ اپنی باتوں سے اس پر بہت کچھ باور کروا چکی تھی جس پر ڈیمن نے خونخوار نگاہوں سے اسے گھورا دل تو اس کا چاہ رہا تھا کہ سب سے پہلے سامنے کھڑی اس بلا کے دماغ میں ایک گولی مار کے اسے ٹھکانے لگا دے جس نے اس کا جینا حرام کر رکھا ہے پتہ نہیں کیوں اسے ایلیا سے کراہت محسوس ہو رہی تھی۔۔۔

ڈیمن کی گن کا دباؤ علیزہ کے سر پر بڑھتا جا رہا تھا جبکہ ڈیمن کا چہرہ ایلیا کی طرف تھا اس کا دھیان بٹنے کی دیر تھی مکزم نے ایک بھی سیکنڈ کی دیر کیے بغیر علیزہ کا بازو پکڑ کر اسے اپنی طرف کھینچا اور ڈیمن کے ہاتھ پر ایک زوردار ٹانگ رسید کی جس پر ڈیمن کی گن دور جا گری اور ڈیمن دو قدم لڑکھڑا کر پیچھے ہوا جبکہ مکزم علیزہ کو اپنے بازو کے حصار میں لیے ڈر کے مارے دھڑکتے دل کے ساتھ آنکھوں میں خون لیے ڈیمن کو جلا کر راکھ کر دینے والی نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔۔

ڈیمن نے اچانک اپنے کوٹ کی جیب سے ایک گن نکالی اور اب اس نے دیری نہیں کی تھی اور گولی چلا دی اس کی گن سے نکلنے والی گولی سامنے کھڑے وجود کہ جسم کے آر پار ہوئی تھی جبکہ گولی چلنے کے ساتھ ہی سب کی ایک خوفناک چیخ حویلی کی دیواروں کو دہلا گئی تھی۔۔

ooooooooooooooooo

علیزہ۔۔۔ایلیا چیختی اس کی جانب دوری جو مکزم کے بازوں میں اپنے حواس کھو رہی تھی۔۔۔

گولی علیزہ کو لگی تھی جو اس کے پیٹ میں پوسٹ ہوئی تھی ڈیمن نے تو گولی مکزم پر چلائی تھی مگر علیزہ نے سامنے آکر دامن کا نشانہ ناکام بنا دیا۔۔

ڈیمن دحق کھڑا پتھریلی نظروں سے علیزہ کے بے جان ہوتے ہوئے جود کو دیکھ رہا تھا اس نے گولی تو چلائی تھی مگر مکزم پر لیکن اس کی بیوی نے سامنے آکر اس کی موت کا سایہ اپنے سر لے لیا تھا جب کہ حویلی والے تڑپ کر اس کے ارد گرد اکٹھے ہو چکے تھے۔۔

علیزہ علیزہ اٹھو ادھر دیکھو میری طرف اپنے میر کی طرف دیکھو آنکھیں مت بند کرنا۔۔مکزم اس کی بند ہوتی آنکھوں کو دیکھتے ہوئے اس کے دونوں گال تھپتھپاتے ہوئے بولا اور ایک جھٹکے سے اسے اپنے بازوؤں میں اٹھا کر اپنی جگہ سے اٹھا اور باہر کی سمت بھاگا جبکہ جہانزیب اور داد اس کے ساتھ ہی بھاگنے کے انداز میں باہر نکلے تھے۔۔۔۔

کچھ ہی لمحوں میں حویلی میں قیامت ٹوٹ پڑی تھی اپنی آنکھوں کے سامنے علیزہ کو گولی لگتے دیکھنا سب کے دلوں کو دہلا گیا تھا اور اس کے پیٹ سے نکلتا ہوا خون وہی فرش پر بھرے بھرے دھبوں کی صورت میں موجود تھا۔۔۔

اسی موقع پر پولیس رائز اور ڈیمن دونوں کو گرفتار کر چکی تھی ان دونوں کے ہاتھوں کو کمر کے پیچھے ہتھکڑی لگا کر ان کے چہروں پر کالے رنگ کا کپڑا ڈالتے انہیں دیکھنے سے بھی قاصر کر چکے تھے اب ان کی سزا مزید سخت ہونے والی تھی موقع پر ہونے والے قاتلانہ حملے پر ڈیمن تو ہرگز نہیں بچ سکتا تھا۔۔۔

****

علیزہ میری جان پلیز آنکھیں بند مت کرنا میری طرف دیکھتی رہو میں تمہیں کچھ نہیں ہونے دوں گا۔۔مکزم اس کے پیٹ پر رکھے کپڑے پر اپنے ہاتھ کا دباؤ مزید بڑھاتا ایک ہاتھ سے اس کے سر کو تھامے ہوئے تھا جبکہ نظریں صرف اس کے چہرے پر ٹکی ہوئی تھی اس نے ایک سیکنڈ کے لیے بھی اپنی نظریں اس کے چہرے سے نہیں ہٹائی تھی۔۔۔

جب کہ علیزہ بے ہوشی کے عالم میں جا رہی تھی اس کے سماعتوں تک مکزم کے آواز تو پہنچ رہی تھی مگر مکزم کا چہرہ اس کی آنکھوں کے سامنے دھندلا رہا تھا وہ صحیح طرح مکزم کو دیکھ نہیں پا رہی تھی جسم میں گزرتی درد کی لہریں اس کی روح فنا کر رہی تھی۔۔

مم میر۔۔۔اس کے لبوں سے مکزم کا نام سرگوشی نما اواز میں بیان ہوا جبکہ اس کی سرگوشی مکزم کی سماعتوں تک بآسانی پہنچ چکی تھی وہ اس کے ہلتے ہوئے لبوں کی زنش دیکھ چکا تھا۔۔۔

وہ اس وقت درد کے کس گہرے کنویں میں کھڑا تھا کوئی اس کا اندازہ نہیں لگا سکتا تھا اس کے بازوؤں میں اس کی بیوی موجود تھی جسے گولی لگی تھی جو زندگی اور موت کے درمیان لٹکی ہوئی تھی صرف اسے بچانے کے لیے اس نے مکزم پر آنے والی بلا کو بھی اپنے سر لے لیا تھا۔۔۔

کیا کوئی کسی سے اتنی بھی محبت کر سکتا ہے کہ بغیر سوچ سمجھے اپنی جان کی بازی لگا دے اگر یہ سوال ہوتا تو پہلی صف میں جواب ہاں میں آتا کیونکہ یہ مکزم میر احمد کی بیوی تھی جو اس کے لیے اپنی جان بنا سوچ سمجھے دے سکتی تھی وہ صرف چاہتی تھی کہ اس کے میر کو کچھ نہ ہو باقی ساری دنیا تہس نہس ہو جائے اسے بلکل بھی پرواہ نہیں تھی "وہ اپنے ہی شوہر کی دیوانی تھی" دیوانی بھی کس حد تک کہ اپنی ہی جان کی بازی لگا ڈالی۔۔

داد ڈرائیونگ کر رہا تھا جبکہ پیسنجر سیٹ پر جہانزیب بیٹھا ہوا تھا جبکہ مکزم پیچھے علیزہ کو لیے بیٹھا مسلسل اسے آوازیں دے رہا تھا مگر ہزار کوششوں کے بعد بھی وہ علیزہ کو خود کی طرف متوجہ نہیں کر پا رہا تھا اس کی آنکھیں بند ہوتی جا

رہی تھیں مگر وہ ہمت نہ ہارتے ہوئے تھوڑی تھوڑی آنکھیں کھول کر مکزم کو دیکھتی تھی وہ پوری طرح بے ہوش نہیں ہوئی تھی اتنی تکلیف کو سہتے ہوئے وہ صرف اپنے شوہر کی مان رہی تھی یقیناً اگر یہاں کوئی اور لڑکی ہوتی تو اب تک بے سد پڑی ہوتی مگر یہاں تو علیزہ تھی اپنے شوہر کی دیوانی اس سے جنونیت کے حد تک محبت کرنے والی۔

مکزم کا چہرہ پسینے سے شرابوت ہو چکا تھا اسے پتہ نہیں چل رہا تھا کہ گولی کہاں لگی ہے علیزہ نے جو ہلکے پنک رنگ کا چوڑا پہنا ہوا تھا وہ خون سے بھر چکا تھا مکزم ایک بڑے سے دوپٹے کو سختی سے اس کے پیٹ پر رکھے ہوئے تھا۔۔۔

oooooooooo

ہاسپٹل پہنچتے ہی جہانزیب نے جلدی سے باہر نکل کر گاڑی کا دروازہ کھولا تو مکزم فوراً ہاسپٹل کے اندر کی جانب بھاگا جہاں پہلے کی طرح اس بار بھی زید

اور ڈاکٹر کی ٹیم کے ساتھ پہلے ہی الرٹ ہو کر کھڑا تھا وہ چہرے سے کافی پریشان دیکھائی دے رہا تھا۔۔

مکزم کے وہاں آتے ہی وہ علیزہ کو سٹیچر پر ڈالے آئی سی یو میں داخل ہوئے اور اپریشن شروع کیا۔

مکزم کا سفید کرتا لال رنگ کے دھبوں سے بھرا پڑا تھا علیزہ کے پیٹ سے بل بل بہتا خون اس کے کپڑوں میں جذب ہوا تھا اور شاید آنکھوں میں بھی۔۔

oooooooo

پچھلے ایک گھنٹے سے مکزم آئی سی یو کے سامنے کھڑا تھا وہ ایک سیکنڈ بھی اپنی جگہ سے ہلا تک نہیں تھا جبکہ جہانزیب اور داد بھی وہیں پر موجود تھا اور اسے کافی بار حوصلہ بھی دے چکے تھے جو مکزم کے لیے کافی نہیں تھا وہ تب سے ایک لفظ نہیں بولا تھا احساس تھا تو صرف اپنی بیوی کا جو اندر زندگی اور موت کی جنگ لڑ رہی تھی۔۔

آئی سی یو کی سرخ لائٹ بند ہوئی اور زید لیڈی ڈاکٹرز کے ساتھ باہر آیا جسے دیکھتے ہی مکرم فوراً اس کی جانب بڑھا۔۔

فکر مت کرو یار بھابھی بلکل ٹھیک ہیں تم نے غور نہیں کیا مگر گولی اس کے پیٹ میں نہیں اس کی ایک سائیڈ پر لگی تھی پسلی والی سائیڈ پر اور خدا کا لاکھ لاکھ بار شکر ہے کہ گولی صرف چھو کر گزر گئی پسلی کی ہڈی کو کوئی نقصان نہیں پہنچا لیکن زخم بہت گہرا ہے خون بھی بہت بہہ چکا ہے ہم نے انہیں بلڈ لگایا ہے۔۔۔

وہ اس وقت دوائیوں کے زیرِ اثر ہیں انشاءاللہ انہیں جلد ہوش آ جائے گا تم پریشان نہیں ہو انہیں کوئی جانی نقصان نہیں پہنچا۔۔۔زید مکرم کی طرف دیکھتا اسے ساری تفصیلات بتا گیا جس پر مکرم کی جان میں جان آئی اسے لگا جیسے کسی نے اس میں واپس اس کی روح پھونک دی ہو جلتے دل پر ٹھنڈی یخ بستگی برف رکھ دی ہو۔۔۔

یا اللہ تیرا شکر ہے بے شک تو اپنے بندے کو اس کی برداشت سے زیادہ نہیں آزماتا۔۔۔مکزم سختی سے آنکھیں بند کرتا دل ہی دل میں اپنے مالک حقیقی کا شکر گزار ہوا اور پھر آنکھیں کھول کر زید کو دیکھا جو دوسری ڈاکٹر سے بات کر رہا تھا۔۔

وہ بچنا نہیں چاہیے جہانزیب اگر وہ یہاں سے فرار ہوا تو میں سارے شہر کو آگ لگا دوں گا وہ میرا مجرم ہے میں خود اس سے ملوں گا اپنے طریقے سے۔۔۔مکزم جہانزیب اور داد کی طرف دیکھتا غصے سے مٹھیاں بھینچتا دانت پر دانت جماتے ہوئے بولا جبکہ آنکھیں تو سرخ رنگ کو بھی پیچھے چھوڑ رہی تھی۔۔۔

وہ کہیں نہیں جائے گا مکزم اسے ہم کہیں جانے کے قابل چھوڑیں گے ہی نہیں۔۔۔جہانزیب آنکھوں میں خون لیے ایک ایک لفظ پر زور دیتے ہوئے بولا اسے تو ان ان کے قہر سے کوئی نہیں بچا سکتا تھا۔۔۔مکزم بھابھی کو روم میں شفٹ کر رہے ہیں تم چاہوں تو ان کے پاس چلے جاؤ انہیں کچھ گھنٹوں

تک ہوش آئے گا۔۔۔ شیخ مکزم کی طرف دیکھا ہوا بولا اور ساتھ اس کی شرٹ کی طرف بھی اشارہ کیا کہ وہ اسے بھی چینج کر لے۔۔۔

مکزم نے داد کی طرف ایک نظر دیکھا اور جہانزیب کو واپس حویلی جانے کی تاکید کی اور پیشنٹ روم کی جانب بڑھ گیا جبکہ مکزم کی آنکھوں کا اشارہ داد بخوبی سمجھ چکا تھا۔۔۔

داد اور جہانزیب ایک ساتھ حویلی کی طرف روانہ ہوئے تھے۔۔۔۔

○○○○○○○○○○○○

مکزم پیشنٹ روم کا دروازہ کھولتا اندر داخل ہوا اور بغیر سامنے دیکھے مڑ کر دروازہ دوبارہ بند کیا اور قدم علیزہ کی جانب بڑھائے جو اپنے ہوش و حواس سے بیگانہ پڑی ہوئی تھی۔۔۔

بے شک گولی چھو کر گزری تھی مگر اس کا فون کافی بہہ چکا تھا جس کی وجہ سے کچھ ہی دیر میں وہ کافی کمزور کمزور سی دکھائی دے رہی تھی ڈل تو پہلے بھی ہو چکی تھی مگر اب اس کا چہرہ بھی اتر گیا تھا

علیزہ کے پیلے پڑتے چہرے کو دیکھ کر مکزم کو اپنے وجود میں آگ کے شعلے بھڑکتے ہوئے محسوس ہوئے غصے نے ایک بار پھر اسے آن گھیرا تھا دوبارہ اس کا دل چاہ رہا تھا کہ ڈیمن اس کے سامنے ہو اور وہ اسے جان سے مار دے جس طرح اس نے اس کی بیوی پر گولی چلائی اس طرح کی ہزار گولیاں وہ اس کے سینے میں اتار دے۔

اس کے قریب جاتے کرسی گھسیٹ کر وہ علیزہ کے قریب ہی بیٹھا اور اس کے دائیں ہاتھ کو اپنے دونوں ہاتھوں کے حصار میں لیا جس پر ڈرپ لگی ہوئی تھی۔

مجھے تم سے اس بے وقوفی کی توقع نہیں تھی مگر تم نے یہ کر دی تمہیں ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا آخر تم زندگی میں کتنی بے وقوفیاں کرو گی ہر بار اپنی زندگی یوں ہی مشکل میں ڈالو گی۔۔۔کس کے لیے۔۔۔؟؟

میں اتنا کمزور تو نہ تھا کہ ایک گولی سے مر جاتا مگر شاید تم نے مجھے کمزور تر سمجھ لیا اسی لیے خود کی پرواہ نہیں کی۔۔۔۔

اصل میں تو تم نے میری پرواہ نہیں کی اگر تمہیں میری ذرا سی بھی پرواہ ہوتی تو تم مجھ پر یہ ظلم نا کرتی۔۔۔ مکزم اس کے سرد پڑتے ہاتھ کو آہستہ آہستہ سہلاتے شکوہ کر رہا تھا اسے اپنی بیوی کی اس بے وقوفی پر جی بھر کے غصہ تھا۔۔۔

مگر فیلحال اسے یہ چیز اندر سے کھا رہی تھی کہ علیزہ اپنی جان کی پرواہ کیے بغیر مکزم کو بچانا چاہا کیا اس لڑکی کو محبت کا اظہار کرنے کی ضرورت تھی کیا اسے بتانے کی ضرورت تھی کہ وہ اپنے شوہر سے کتنی محبت کرتی ہے۔۔۔۔؟؟

نہیں اسے تو اظہار کی ضرورت ہی نہیں تھی وہ تو بغیر کہے بہت کچھ عیاں کر چکی تھی وہ بتا چکی تھی کہ مکزم اس کے لیے کیا اہمیت رکھتا ہے اس کا شوہر اس کے دل میں کیا مقام رکھتا ہے۔

مجھے خود پر رشک ہوتا ہے میں اتنی محبت کے قابل تو نہ تھا جتنی مجھے ملی۔۔۔۔اس کے چہرے پر محبت پاش نظر ٹکاتا اس کے ہاتھ پر نرمی سے لب رکھتے ہوئے بولا۔۔۔

میں نے تو صرف تمہیں محبت دی مگر تم نے مجھے کیا دیا اپنا وقت اپنا وجود اپنی محبت اپنی روح مجھے اولاد دی مجھے ساری زندگی کے لیے اپنا معتبر کیا اور میرے وجود کو اپنا عشق بنا لیا۔۔۔

کیا میں اتنا ضروری تھا تمہارے لیے کہ تم نے بغیر سوچ سمجھے اپنی جان کی بازی لگا دی۔۔۔مکرم اس کے ہاتھ پر اپنا ماتھا ٹکاتا سرگوشی نما آواز میں آہستہ آہستہ بول رہا تھا جبکہ آنکھوں سے ایک موتی ٹوٹ کر اس کہ ملائم ہاتھ پر گرا تھا۔۔۔یہ تو پھر اس کے دل کی تکلیف تھی اس کے دل کا قرب تھا۔

میں اسے چھوڑوں گا نہیں بس بہت سہہ لی تکلیفیں بہت سہہ لی آزمائشیں بس اب کچھ نہیں ہوگا میں ایسا ہونے ہی نہیں دوں گا تم نے جتنی تکلیفیں کاٹنی

تھی کاٹ لی آج کے بعد میں تم پر کسی کا کالا سایہ بھی پڑھنے نہیں دوں گا یہ میرا تم سے وعدہ ہے۔۔۔۔

مرنا پسند کروں گا مگر وعدہ خلافی نہیں کروں گا اپنی جان دے دوں گا مگر تمہیں کچھ نہیں ہونے دوں گا۔۔۔۔

مکزم اس کے ماتھے پر شدت سے لب رکھتا اس کے چہرے کے ایک ایک نقوش کو اپنے بے تاب ہونٹوں سے چھوتا خود سے عہد کر رہا تھا۔

جبکہ وہ ہوش و ہواس سے بیگانہ بے سد پڑی اس کے لمس کو بھی محسوس نہ کر پا رہی تھی وہ دوائیوں کا زیر اثر تھی اسی لیے غنودگی میں تھی۔

مکزم اس کے قریب ہی بیٹھتا اس کے چہرے کو یک ٹک دیکھنے لگا فلحال وہ ایک سیکنڈ بھی علیزہ سے دور نہیں ہونا چاہتا تھا جس تکلیف سے وہ گزر رہی تھی وہ اپنے دل میں اس تکلیف کو محسوس کر پا رہا تھا شاید اس کے دل کی تکلیف علیزہ کے جسمانی تکلیف سے زیادہ بری تھی۔۔۔۔

سہی کہتے ہیں لوگ کہ محبوب کے کی تکلیف وہ تکلیف کے جو آپ کے جسم سے آپ کی روح جو کھینچتی ہے اس طرح جیسے ہوئی آپ کے ماس سے آپ کے ناخن کھینچ رہا ہو۔۔۔

اگر علیزہ کو یہ گولی نہ لگی ہوتی تو شاید مکزم اتنی تکلیف میں نہ ہوتا مگر وہ علیزہ کو اس کی غلطی کا احساس ضرور دلانا چاہتا تھا ہر بار کی طرح اسے معاف نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔۔۔

○○○○○○○○○○○

ابے اٹھ سالے تو یہاں کا نواب ہے جو بڑے مزے سے آرام فرما رہا ہے۔۔۔ پولیس آفیسر ڈیمن کے سر پر کھڑا ہوتا اس کے بازو کو ہلاتے ہوئے بولا اس کا اندازہ بہت برا تھا۔۔۔

ڈیمن جو آنکھوں پر بازو رکھے لیٹا ہوا تھا اس پولیس آفیسر کے ہلانے پر بھی نا ہلا۔۔۔

تجھے سنائی نہیں دے رہا کیا یہ تیری آرام گاہ نہیں ہے اٹھ تجھ سے سر ملنے آنے والے ہیں۔۔۔وہ پولیس والا کافی بدتمیزی سے بولا اور ساتھ ہی اس کے بازو پر ایک ٹانگ رسید کی جس پر ڈیمن کی رگیں تن گئی وہ ایک جھٹکے سے اٹھا اور آفیسر کی گردن کو دبوچ کر اسے زور سے دیوار کے ساتھ مارا جس پر اس پولیس آفیسر جا سر اتنی زور سے دیوار کے ساتھ لگا کہ اس کے سر سے خون بہنا شروع ہو گیا۔

وہ پولیس آفیسر ڈیمن کی گرفت سے اپنی گردن کو چھڑوانے کی ناکام کوشش کرتا ساتھ اونچا اونچا چلا بھی رہا تھا لیکن ڈیمن کی گرفت میں اس کی آواز تک دب گئی تھی وہ شاید نہیں جانتا تھا کہ جسے وہ اتنے ہلکے میں کے رہا ہے وہ کتنا خطرناک گینگسٹر ہے۔۔

ڈیمن ہیزل آنکھوں میں خون لیے اس کی گردن پر دباؤ بڑھاتا اسے گردن سے اوپر اٹھاتا اس کی رہی سہی سانسیں بھی بند کرنے جا سبب بن رہا تھا جبکہ اس آفیسر کے پاؤں ہوا میں لٹک چکے تھے اس سے پہلے کے وہ اپنی آخری

سانسیں گنتا وہاں کچھ افیسرز بھاگتے ہوئے اندر داخل ہوئے اور ڈیمن کو پکڑتے پیچھے دھکیلنے لگے۔۔۔

اس آفیسر کی تو حالت غیر ہو چکی تھی وہ بے ہوش ہو چکی تھا جسے کچھ آفیسر جلدی سے اٹھاتے باہر کی جانب دوڑے جبکہ ڈیمن کو 5 سے 6 افیسرز قابو کرنے کی کوشش کر رہے تھے اور ڈیمن اکیلا کسی کے قابو میں نہیں آ رہا تھا وہ اس وقت بھڑکا ہوا درندہ معلوم ہو رہا تھا جو سب جو مار دینا چاہتا تھا۔۔۔

****

پولیس آفیسرز ڈیمن کو کنٹرول کرنے کی کوشش کر رہے تھے جو کسی صورت ان کے قابو نہیں آ رہا تھا وہ کوئی بھڑکا ہوا شیر معلوم ہو رہا تھا جسے چھیڑ کر انہوں نے اپنی موت کو بلاوا خوب دیا تھا۔۔۔

چھوڑ دو اسے اور جاؤ سب باہر۔۔۔مکزم نے اندر داخل ہوتے ان آفیسرز کو دو انگلیوں سے باہر جانے کا اشارہ کیا تو وہ فوراً باہر نکل گئے۔۔

کیوں آئے ہو یہاں۔۔۔؟؟ڈیمن مکزم کو سخت نظروں سے گھورتا گویا ہوا۔

تو نے میری بیوی پر گولی چلائی... مکزم اپنی شرٹ کے دونوں بازوؤں کو کہنیوں تک فولڈ کرتا ہوا بولا وہ اس سے پوچھ نہیں رہا تھا اور نا ہی اسے بتا رہا تھا وہ اسے باور کروا رہا تھا کہ اس نے کیا کیا ہے۔۔۔

نہیں میں نے تم پر گولی چلائی تھی۔۔۔ڈیمن گردن اکڑاتا مکزم پر اپنی سرخ نگاہیں گاڑھتا ہوا بولا۔۔

میری بیوی زندگی اور موت کی جنگ لڑ رہی ہے صرف تیری وجہ سے۔۔۔ مکزم اب کی بار اپنی وہشت بھری نگاہیں اٹھا کر اس کے چہرے کی طرف دیکھتا ہوا بولا۔۔

میں انہیں نقصان نہیں پہنچانا چاہتا تھا۔۔ڈیمن کے لہجے میں علیزہ کے لیے احترام تھا اس کی بارے میں بات کرتے ہوئے ڈیمن کی آواز خودبخود دھیمی ہو گئی تھی۔۔

تم میری بیوی کو نقصان پہنچا چکے ہو ڈیم اٹ۔۔مکزم نے بولتے بغیر اسے سمجھنے کا موقع دیے اس کے منہ پر ایک زوردار پنچ دے مارا جس پر نا سنبھلتے ہوئے ڈیمن چند قدم لڑکھڑا کر پیچھے جا گرا چونکہ یہ حملہ اچانک تھا اس لیے وہ سنبھل نہ سکا تھا..

میں اس پر ایک کھروچ بھی برداشت نہیں کر سکتا اور تو نے میری بیوی کو اتنی تکلیف دی اسے مجھ سے دور کیا اس کی جان لینے کی کوشش کی اس پر گولی چلائی۔۔۔

مکزم دھاڑتا اسے گریبان سے پکڑ کے اسے دوبارہ اپنے سامنے کرتا اس کے منہ پر دوبارہ وار کیا جس پر ڈیمن کا دماغ ایک بار تو ہل کر رہ گیا۔

تو نے میری بیوی کو تکلیف دی میری بیوی کو جس سے اونچی آواز میں میں نے کبھی بات نہیں کی کبھی اس کے معاملے میں گستاخانہ لہجہ استعمال نہیں کیا تو اس لڑکی کو جان سے مارنے کی کوشش کی تو نے میری زندگی کو مجھ سے چھیننے کی کوشش کی۔۔۔۔!!!

مکزم نے بولتے ہوئے اس کے پیٹ میں زوردار ٹانگ رسید کی جس سے وہ سیدھا پیچھے موجود دیوار سے جا کر اتنی زور سے ٹکرایا کہ اسے اپنی جسم سے درد کی لہریں گزرتی ہوئی محسوس ہوئی۔۔

تو نے سمجھا میں تجھے چھوڑ دوں گا تجھے بخش دوں گا تو یہ تیری سب سے بڑی بھول ہے میں اپنے دشمنوں کو کبھی نہیں چھوڑتا اور تم نے تو سیدھا میری غیرت پر وار کیا تمہیں میں کیسے زندہ چھوڑ دوں۔۔۔

مکزم کی دھاڑ اتنی اونچی تھی کہ جیل کی ایک ایک دیوار ہل چکی تھی جبکہ وہ اب آنکھوں میں لہو رنگ لیے اس کی جانب بڑھتا اس کے ناک پر ایک زوردار مکہ بنا کر مار چکا تھا

ڈیمن کر ناک سے فوراً گھوم نکلنا شروع ہو گیا مگر سامنے بھی مکزم میر احمد تھا جسے اس وقت اس شخص سے نہ تو ہمدردی تھی اور نہ ہی رحم نام کی کوئی چیز وہ تو اس سے اگلی سانس بھی چھین لینا چاہتا تھا۔

وہ تیری خوش قسمتی تھی جو میں تجھے ملیشیا چھوڑ کر آگیا اور یہ تمہاری بد قسمتی ہے کہ تو واپس میرے ہاتھوں مرنے کے لیے آگیا مکزم اس کے گریبان کو ایک ہاتھ سے پکڑتا اس کے منہ پر پھنکارا تو ڈیمن نے اپنی سرخ نگاہیں اٹھا کر اسے دیکھا اور پھر موقع کا فائدہ اٹھاتے ایک زوردار ٹانگ اس کے پیٹ میں دے ماری۔۔۔

اس وار پر مکزم اس سے تھوڑا دور ہوا اس کے پیٹ میں سخت درد کی لہریں گزری مگر وہ مٹھیاں بھینچتا غصے سے ضبط کر گیا۔

تم میرا ابھی بھی کچھ نہیں بگاڑ سکتے مکزم میر میں اپنی فیملی کو یہاں سے لے کر چلا جاؤں گا اور تجھے کانوں کان خبر نہیں ہو سکے گی۔۔۔ڈیمن دوبارہ سنبھل کر اٹھ کر کھڑے ہوتے اس کے سامنے ڈٹ کر بولا اتنی مار کھانے کے بعد بھی اس کی اکڑ ختم نہیں ہوئی تھی بلکہ وہ بلا کا مغرور شخص اسی طرح گردن اٹھائے اس سے بات کر رہا تھا جیسے اس پر احسان کر رہا ہو۔۔

یہاں سے تو تب تو جائے گا نا جب تو زندہ بچے گا۔۔۔مکزم نے بولتے ہوئے اپنی شرٹ کے نیچھے چھپی ہوئی گن کو نکالا اور گن لوڈ کرتے گن کا رخ اس کی جانب کیا جس پر ڈیمن ڈرنے کے بجائے طنزیہ مسکرایا جیسے اس کا مذاق اڑا رہا ہو۔۔

اس کھلونے سے میں نہیں ڈرتا اور زندہ تو میں رہوں گا تو میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔۔وہ ابھی بھی اسی انداز میں بولا جبکہ مکزم کا غصے سے برا حال تھا۔

اور رہی بات تیری بیوی کی تو وہ پسند تھی مجھے محبت کرنے لگا تھا میں اس سے مگر اب اسے اس کے بچوں کی خاطر چھوڑ دوں گا وجہ تم جیسا مرد نہیں وجہ اس کی اولاد ہے اگر اس کی اولاد نہ ہوتی تو میں تجھے بیچ سڑک میں کتوں کی موت مار کر اس سے شادی کر لیتا مگر مجھے شاید ترس آگیا اس کے معصوم معصوم بچوں پر اس لیے میرا دل اسے چھوڑنے پر راضی ہو گیا ورنہ ڈیمن کا دل جس چیز پر آ جائے وہ چیز پر آ جائے وہ چیز تا قیامت تک اس کی رہتی ہے اس چیز کو اس سے کوئی دور نہیں کر سکتا۔

ڈیمن مکزم کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتا ایک ایک لفظ صفائی سے بولا جبکہ دوبارہ اپنی بیوی کا ذکر سن کر مکزم کے سارے ضبط ٹوٹ چکے تھے وہ غصے سے مٹھیاں بھینچتا اس کی جانب بڑھا اور ایک کے بعد ایک وار اس پر کرتا گیا۔۔

اب اس کمرے کا حال کچھ یوں تھا کہ ڈیمن اور مکزم مسلسل ایک دوسرے کو مار رہے تھے نہ تو ڈیمن پیچھے ہٹ رہا تھا اور نہ ہی مکزم جہاں ڈیمن کے جسم سے جگہ جگہ سے خون نکل رہا تھا وہیں مکزم کے سر سے ہونٹوں سے اور ناک سے خون نکل رہا تھا دیوار کے ساتھ لگنے کی وجہ سے مکزم کی کہنی پر بھی گہری چوٹ آئی تھی جس کی رگڑ پر خون نکلتا ہوا اس کے بازو سے ہوتا ہاتھ تک پھیل رہا تھا۔۔۔

مگر یہاں پرواہ کسے تھی وہ دونوں ایک دوسرے کی جان کے دشمن بنے ایک دوسرے کو یوں مار رہے تھے جیسے دونوں نے ہی ایک دوسرے کو زندہ نہ چھوڑنا کی قسم کھا رکھی ہو۔۔

مکزم بس کر دو یہ پولیس اسٹیشن ہے اس کی سزا عدالت تجویز کرے گی تم اس کے ساتھ الجھ کر خود کو زخمی مت کرو۔۔۔ جہانزیب جو ابھی مکزم کے پیچھے ہی وہاں پر آیا تھا ان دونوں کو اس طرح لڑتا دیکھ کر فوراً سے اندر داخل ہوا اور مکزم کو پکڑ کے پیچھے کی طرف کھینچنے لگا۔۔

ساتھ ہی وہ پولیس آفیسرز کو بھی آواز لگا چکا تھا جس پر کچھ آفیسرز وہاں داخل ہوتے ہیں ڈیمن کو قابو کر کے پیچھے کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔

دو سے تین آفیسرز نے اسے قابو کر کے سامنے پڑی لکڑی کی کرسی پر بٹھایا اور اس کے ہاتھ کرسی سے پیچھے کی جانب لے جا کر ہتھکری لگا دی اس کے دونوں پیر کرسی سے رسیوں سے باندھ دیے تاکہ وہ دوبارہ اپنی جگہ سے اٹھ نہ سکے۔۔۔

مکزم لمبے لمبے سانس لیتا ڈیمن کو خون خوار نگاہوں سے گھور رہا تھا جو اپنی نگاہوں میں خون لیے مہزمث کو ایسے دیکھ رہا تھا جیسے اپنے شکار کے بچ جانے پر ماتم کر رہا ہو۔

اس کے ساتھ تو میں وہ کروں گا کہ یہ ساری زندگی یاد رکھے گا چھوڑوں گا نہیں میں عدالت نے اگر ایسا پھانسی کی سزا نہ دی تو میں خود اپنے ہاتھوں سے اس کے سینے کو گولیوں سے چھلی کر دوں گا۔۔۔

مکزم ڈیمن کی طرف دیکھتا وہاں کھڑے موجود ہر شخص کو شاید اپنا فیصلہ سنا چکا تھا ساتھ ہی ساتھ ڈیمن کو بھی باور کروا چکا تھا کہ اس کا زندہ بچپنا ناممکن ہے کیونکہ اس کا پالا اب مکزم سے پڑا ہے جو اس کی ٹکر کا ہے اور اس کے ہوتے ہوئے وہ بچ کر کہیں نہیں جا سکتا۔

چلو مکزم یہاں سے تمہیں ہاسپٹل ہونا چاہیے علیزہ کو ہوش آ چکا ہے پلیز چلو۔۔

جہانزیب اس کے کان کے قریب جھکتا ہوا بولا تو مکزم نے ڈیمن سے اپنی نظریں ہٹا کر اپنا اپ جہانزیب کی گرفت سے آزاد کروایا اور اپنی شرٹ کو صحیح کرتے ایک آخری نظر ڈیمن کو سالم نگل جانے والی نگاہوں سے دیکھا پھر لمبے لمبے ڈھک بھرتا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔۔۔

اگر یہ شخص اور اس کا ساتھی یہاں سے بچ کر باہر نکلا تو اس پولیس اسٹیشن کے ایک ایک آفیسر کو زندہ جلا دوں گا میں آئی سمجھ۔۔۔ جہانزیب وہاں کھڑے ایس پی اور آفیسرز کی طرف دیکھتا سخت الفاظوں میں وارن کر گیا اور مکزم کے پیچھے ہی وہاں سے نکلا جو اب گاڑی میں بیٹھ چکا تھا۔۔

جہانزیب نے باہر آتے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی اور ایک نظر مکزم کو دیکھا جس کی حالت عجیب سی تھی صاف محسوس ہو رہا تھا کہ وہ کسی سے لڑ کر آیا ہے۔۔۔

فارم ہاؤس کی طرف گاڑی موڑو میں کپڑے بدل کر ہاسپٹل جاؤں گا۔۔۔ مکزم اپنی شرٹ کے بازو سے اپنے ہونٹ سے نکلتے خون کو صاف کرتا ہوا بولا تو جہانزیب نے ہاں میں سر ہلاتے ہوئے فارم ہاؤس کی طرف گاڑی بڑھائی۔۔۔

ooooooooooooooooo

علیزہ کے پاس بی جان رضیہ بیگم ایلیا اور افراح موجود تھی جبکہ ثمرا بیگم حویلی میں ہی رہ گئی تھی کیونکہ بچوں کو ہاسپٹل نہیں لے کر آنا تھا اور بچے انہی کے پاس تھے جب کہ فاطمہ اور مسکان بھی گھر پر ہی موجود تھی۔

علیزہ کا ہوش آئے ابھی صرف دس منٹ ہی گزرے تھے وہ اب بھی پوری طرح ہوش میں نہیں تھی اس پر ابھی بھی غنودگی طاری تھی آنکھیں ہلکی ہلکی کھلی ہوئی تھی مگر وہ اپنے اردگرد ہوتی ہلچل کو محسوس کر پا رہی تھی۔

بی جان علیزہ کے قریب ہی ہاتھ میں سورۃ یاسین پکڑے بیٹھی ہوئی تھی وہ وقفے وقفے سے کچھ نہ کچھ پڑھ کر اس پر پھونک رہی تھی جب کہ رضیہ بیگم بھی وہیں پر موجود تھی افراح علیزہ کی دوسری سائیڈ پر قریب ہی گھسیٹ کر بیٹھی ہوئی تھی جب کہ ایلیا وہیں پر کچھ فاصلے پر رکھے صوفے پر دونوں ہاتھ میں اپنا چہرہ چھپائے بیٹھی تھی

سب ہے چہرے پر بے حد پریشانی تھی اور علیزہ کی آنکھیں کھولنے کا انتظار تھا جس نے صرف ایک بار ذرا سی آنکھیں کھول کر انہیں دیکھا تھا اور دوبارہ آنکھیں بند کر لی تھیں۔

بچے آنکھیں کھولو میرا بیٹا دیکھو تم بالکل ٹھیک ہو۔۔رضیہ بیگم اس کے سر پر نرمی سے آہستہ آہستہ ہاتھ پھیرتی محبت بھرے انداز میں بول رہی تھی ان کے انداز میں شفقت جھلک رہی تھی اور فکر مندی صاف ظاہر ہو رہی تھی جو ان کی اپنی بہو کے لیے تھی اس بہو کے لیے جو شاید انہیں اپنی بیٹی سے بھی زیادہ عزیز تھی۔

رضیہ بیگم کا لمس محسوس کرتے علیزہ نے آہستہ آہستہ انکھیں کھولنا شروع کر دی مگر اسے اپنے ارد گرد اندھیرا تھا محسوس ہوا اس نے ایک بار دوبارہ آنکھیں بند کر لی اور کچھ لمحے بعد دوبارہ آنکھیں کھول لیں اب اسے اپنے ارد گرد در روشنی دکھائی دے رہی تھی ویسے بھی اس وقت فجر کا وقت تھا کیونکہ رات تو ساری یوں ہی گزر چکی تھی۔۔۔

علیزہ کی آنکھیں کھولنے پر ایلیا جھٹکے سے صوفے سے اٹھی اور اس کے قریب آئی جو ڈگمگاتی نظروں سے اپنے ارد گرد فرد کو دیکھنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔

علیزہ میری جان تم ٹھیک ہو تمہیں کہیں درد تو محسوس نہیں ہو رہا۔۔؟؟ ایلیا اس کے قریب جاتی اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے بے حد فکر مندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے بولی تو علیزہ نے نظریں گھما کر اس کی طرف دیکھا جو آنکھوں میں سرخی لیے چہرے پر بے حد پریشانی لیے اس کا ہاتھ تھامے بے چین نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

علیزہ نے آہستہ سے ہاں میں سر ہلایا البتہ وہ منہ سے کچھ نہیں بولی تھی ابھی اس میں کچھ بولنے کی ہمت ہی نہیں تھی اسے اپنا جسم ٹوٹتا ہوا محسوس ہو رہا تھا یوں لگ رہا تھا جیسے اس کی آواز کہیں کھو گئی ہو وہ بولنا تو چاہ رہی تھی مگر بول نہیں پا رہی تھی اسے بہت زیادہ کمزوری ہو چکی تھی اور اسی کمزوری کی وجہ سے دوائیوں کا اثر ابھی تک اس پر حاوی تھا۔۔۔

چلو پھر اٹھو ڈاکٹر ابھی بتا کر گیا تھا کہ تمہارے اٹھتے ہی تمہیں جوس پلانا ہے۔۔۔ایلیا علیزہ کی طرف دیکھتی ہوئی بولی جو اب نظریں گھما کر اپنے قریب ہی بیٹھی بی جان اور افراح کو دیکھ رہی تھی۔۔۔

بھابھی اب ہمت کر کے اٹھ کر بیٹھیں آپ کو جوس پلانا لازمی ہے ڈاکٹر سختی سے بول کر گئے ہیں۔۔۔افراح اٹھ کر علیزہ کی کمر کے پیچھے تکیہ رکھتی اسے سنبھل کر اٹھا کر بیٹھانے لگی جب کہ ایلیا نے اس کا بھرپور ساتھ دیا تھا۔

میرا بچہ کیسا ہے طبیعت ٹھیک ہے نا بی جان اس کے سفید پڑتے چہرے پر اپنا شفقت بھرا ہاتھ رکھتے ہوئے فکر مندی سے بولیں تو علیزہ نے مسکرا کر ہاں میں سر ہلانے کی کوشش کی مگر اس کی یہ کوشش بھی ناکام ٹھہری وہ مسکرا بھی نہیں سکی تھی البتہ ہاں میں وہ سر ہلا گئی تھی۔۔۔

چلو پھر بچہ یہ جوس پی لو پھر ڈاکٹر ڈرپ چینج کرنے آئے گا مکزم بھی آتا ہو گا بس رضیہ بیگم جوس کا گلاس تھام کر آہستہ سے اس کے لبوں سے لگاتی ہوں بولیں تو مکزم کے نام پر ایک دم سے علیزہ کا سارا دھیان مکزم کی طرف گیا

اس کا دماغ ابھی تک صحیح سے بیدار نہیں ہوا تھا مگر جیسے ہی بیدار ہوا تھا سب سے پہلا خیال اسے اپنے شوہر کا ہی آیا تھا۔

کچھ ہی گھنٹے پہلے ہونے والی تمام کاروائی اس کے ذہن میں جیسے فلم کی طرح چلنے لگی تھی اس کی نظروں کے سامنے مکزم کا وہ پریشان دھندلاتا ہوا چہرہ آ رہا تھا جس میں مکزم اسے آنکھیں نہ بند کرنے کہہ رہا تھا۔۔۔

مکزم کی تکلیف وہ تب بھی محسوس کر سکتی تھی اب اسے مزید اس کی فکر کھائے جا رہی تھی نہ جانے وہ کس حال میں ہوگا اس نے کس طرح خود کو سنبھالا ہوگا۔

اس نے مکزم کو بچانے کے لیے اپنی جان کی بازی تو لگا دی تھی مگر اسے اب اندازہ ہو رہا تھا کہ اس کا ہونا مکزم کے لیے کتنا ضروری ہے وہ تو آرام سے مکزم کے لیے اپنی جان دے دیتی مگر مکزم کا کیا اگر اسے کچھ ہو جاتا تو کیا وہ جی پاتا وہ تو اس کے بغیر ایک لمحہ بھی جینے کا تصور نہیں کر سکتا تھا جو بغیر

سوچ سمجھے بے وقوفی کر کے اس کی موت کو اپنے سر لے جانے کی کوشش کر رہی تھی۔

علیزہ کو جوس پلانے کے بعد ڈاکٹر اس کا چیک اپ کرنے آئے اور اسے ڈرپ لگا کر اس کی حالت میں بہتری کے اطلاع دی اور وہاں سے چلے گئے جب کہ زید وہیں پر موجود علیزہ سے باتیں کرنے کی کوشش کر رہا تھا وہ بتا رہا تھا کہ مریم اور عائشہ اس سے ملنے آئیں گی اور بیچ ہی بیچ میں وہ کچھ مذاق بھی کر رہا تھا مگر علیزہ بالکل سیریس تھی وہ کسی کسی بات پر مسکرا دیتی تھی مگر اس کا سارا دھیان مکزم کی طرف تھا مکزم ابھی تک نہیں آیا تھا اسے ان سب کے درمیان بیٹھے تقریباً ایک گھنٹہ گزر چکا تھا اب تو صبح کا سورج بھی نمودار ہونے لگا تھا سورج کی روشنی ہر طرف پھیلنے لگی تھی اور اندھیرا واپسی کی راہ لے چکا تھا۔۔۔

اب تو آٹھ بج رہے تھے مگر وہ ستمگر نہ آیا تھا جس کا اسے بے چینی سے انتظار تھا۔

****

مکزم جہانزیب کے ہمراہ پیشنٹ روم میں داخل ہوا جہاں سب ہی موجود تھے علیزہ نے ملنے اس کے چاروں بھائی اور سردار صاحب کے ساتھ آمنہ بیگم بھی آئیں تھی وہ سب علیزہ کو اس حال میں دیکھ کر بے حد پریشان تھے اتنے پریشان کے وہ سب مسکرا بھی نہیں پا رہے تھے آخر وہ اپنی بیٹی کو کتنی بار اور کن کن تکلیفوں میں دیکھتے ان لوگوں نے تو اسے کبھی ٹھنڈی ہوا بھی نہیں لگنے دی تھی اتنے لاڈ پیار سے پالا تھا اسے اور شادی کے بعد تو اس کی آزمائشیں ہی ختم نہیں ہو رہی تھیں۔۔۔

السلام علیکم۔۔۔مکزم اور جہانزیب نے ایک ساتھ سب سے سلام لیا جن کا سارا دھیان علیزہ کی طرف تھا۔۔

سب نے چونک کر کمرے کے دروازے کی جانب دیکھا جہاں دہلیز پر ہی وہ دونوں آگے پیچھے کھڑے تھے۔۔

وعلیکم السلام آؤ بیٹا اتنی دیر لگا دی تم نے۔۔۔بی جان مکزم کی طرف دیکھتی ہوئی بولیں جس کی نظریں اپنی بیوی کے وجود کو دیکھنے کے لیے بے چین تھیں کیونکہ علیزہ کے ٹھیک آگے عمر کھڑا تھا جسکی وجہ سے وہ علیزہ کو براہ راست دیکھ نہیں پا رہا تھا۔۔۔

جی بی جان بس تھوڑا کام تھا وہاں پھس گئے تھے آپ لوگ گھر نہیں گئے۔۔؟؟ جہانزیب افراح کو ایک نظر دیکھتے ہوئے بولا جس کی ساری توجہ اپنی بھابھی کی طرف تھی شوہر نا مراد وہاں موجود ہے اسے ہوش ہی نہیں تھا کہ ایک نظر اٹھا کر اسے بھی دیکھنا ہے۔۔۔

مکزم آگے بڑھ کر سردار صاحب اور آمنہ بیگم سے ملا اور عمر عاسم احمد علی سے مل کر اس نے علیزہ کی طرف دیکھا جو نظریں جھکائے بیٹھی تھی ایسے جیسے کوئی مجرم ہو مکزم کو ایک سیکنڈ میں سمجھ آ گیا تھا کہ وہ شرمندہ ہے اپنے کیے پر اور وہ مکزم سے ڈر رہی تھی کہ پتہ نہیں مکزم اسے کیا کہے گا شاید وہ اس سے ناراض ہو جائے گا۔۔۔

اس میں ہمت نہیں تھی مکزم سے نظریں ملانے کی وہ اس کے ساتھ برا کر چکی تھی سو اب وہ خود کو مکزم کے رد عمل کے لیے تیار کر رہی تھی۔۔

ooooooooooooo

بھابھی اب بہتر ہیں ویسے انہیں ہاسپٹل رکھنا اتنا ضروری نہیں ہے گھر پر بھی ان کی کیئر کی جا سکتی ہے۔۔زید علیزہ کی رپورٹس دیکھتا سب جو گڈ نیوز سنانے لگا فلحال وہ بھی علیزہ کے لیے کافی پریشان تھا وہ اس کی بہن ہونے کے ساتھ ساتھ اس کے جگری یار کی بیوی بھی اور علیزہ سے تو اس کے کتنے ہی احترام کے رشتے بنتے تھے۔۔۔

چلو یہ تو بہت اچھی بات ہے ہم اپنی بچی کا خیال خود رکھیں گے۔۔۔بی جان خوش ہوتے ہوئے بولیں جبکہ سردار صاحب کا چہرہ سنجیدہ ترین تھا۔۔۔

چلیں پھر اب گھر کی طرف روانہ ہوتے ہیں مجھے پھر کچھ ضروری کام کے لیے جانا ہے۔۔۔مکزم بی جان کی طرف دیکھتے ہوئے نارمل انداز میں بولا۔۔۔

میری بیٹی تمہارے ساتھ نہیں جائے گی مکزم۔۔۔مکزم ابھی علیزہ کی جانب بڑھا ہی تھا جب اس کی سماعتوں سے سردار صاحب کی خراٹ اور سنجیدہ آواز ٹکرائی۔۔۔

سب نے حیرانگی نے سردار صاحب کی طرف دیکھا جو اپنے دونوں ہاتھ کمر کے پیچھے باندھے چہرے پر سختی سجائے کھڑے تھے۔۔۔

چچا جان سب خیریت میری بیوی میرے ساتھ اپنے گھر ہی جائے گی۔۔۔مکزم نرم مگر حیرت میں ڈوبی آواز میں بولا۔۔۔

نہیں میری شہزادی تمہارے ساتھ نہیں جائے تھے ہم نے اسے جتنا تکلیف میں دیکھنا تھا دیکھ لیا اب مزید تمہاری بے جا دشمنی کی نظر ہم اپنی بیٹی کو نہیں کر سکتے۔۔۔

تم اس کے شوہر ہو تمہارے ہوتے ہوئے اس پر گولی چلا دی گئی تمہاری موجودگی میں میری بیٹی ہر جالیوا حملہ ہوا تمہارے ہوتے ہوئے میرے بیٹی جو

اغواہ کر لیا گیا کیسے تم تو اس کے شوہر ہو نا پھر تمہارے ہوتے ہوئے وہ اس حال میں کیسے پہنچی۔۔۔؟؟

میں نے اپنی بیٹی تمہیں سونپی تھی مکزم مگر تمہاری دشمنیوں کی وجہ سے میری بیٹی کو تکلیف کے سوا کچھ نہیں ملتا وہ نازک جان ہے جسے ہم سے کبھی ایک سخت نظر نہیں دیکھا وہ بار بار نا برداشت ہونے والی تکلیفیں سہتی ہے۔۔

بس یہ ہمارا آخری فیصلہ ہے ہماری بیٹی اور ہمارے نواسہ نواسی ہمارے پاس رہیں گے ہم خود ابھی بیٹی کا خیال رکھیں گے کم سے کم اس کے شوہر سے زیادہ۔۔۔۔

سردار صاحب بغیر رکے بول رہے تھے جبکہ اس کی باتیں سن کر مکزم سر جھکا چکا تھا وہ سچ ہی تو بول رہے تھے مکزم کہاں حفاظت کر پایا تھا اپنی بیوی کی اس کی دشمنی کی نظر ہر بار اس کی بیوی ہوتی تھی۔۔

آپ کی باتیں درست ہیں چچا جان لیکن میں اپنی بیوی سے دور نہیں رہ سکتا اسے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا میں اب ایسا نہیں ہونے دوں گا۔۔۔مکزم کے

لہجے میں بے حد ادب تھا وہ بے ادب شخص نہیں تھا اسے خود سے بڑوں کی عزت احترام کرنا بخوبی آتا تھا جو اس کی تربیت میں شامل تھا۔۔۔

نہیں بیٹا اب وہ تمہارے ساتھ نہیں جائے گی جب تک تم اس سارے مسئلے کو حل نا کر لو اور میری بیٹی کو بلکل محفوظ نا کر لو تب تک وہ تمہارے ساتھ نہیں رہے تھے وہ اپنے بابا کے پاس رہے گی اور یہ میرا آخری فیصلہ ہے میں کسی بھی بحث کے حق میں نہیں ہوں۔۔۔

سردار صاحب دو ٹوک جواب دے کر ساری بات ہی ختم کر چکے تھے۔۔۔

علیزہ نے تڑپ کر سردار صاحب کی طرف دیکھا ان کی باتیں اسے بے چین کرنے جا سبب بن رہی تھیں وہ بھی کہاں رہ سکتی تھی مکزم کے بغیر اس کا گزارا ممکن نہیں تھا۔۔

بی جان میں آپ سے اجازت چاہتا ہوں آپ جو میرے فیصلے پر کوئی عتراض ہے تو بتا دیں۔۔سردار صاحب بی جان کی طرف دیکھتے بہت ادب سے بولے تو بی جان کچھ پل کچھ بھی بول نا سکیں۔۔۔

بیٹا وہ تمہاری بیٹی ہر تمہارا حق اس پر آج بھی اتنا ہی ہے جتنا اس کا ہماری بہو بننے سے پہلے تھا تم علیزہ کو لے کر جانا چاہتے ہو تو ہمیں کوئی عتراض نہیں ہے تم اپنی بچی کے حق میں جو بھی فیصلہ کرو گے وہ بہتر ہی ہو گا۔۔بی جان نے تحمل سے جواب دیا وہ سمجھ رہی تھی سردار صاحب کی ساری بات آخر انہوں نے ایک زندگی گزاری تھی انہیں بہتر تجربہ تھا۔۔۔

لیکن ہم مل کر بھی تو علیزہ جا خیال رکھ سکتے ہیں نا۔۔۔ایلیا نے اسے کے جانے پر اعتراض کیا۔۔۔

نہیں بیٹا آپ اس سے ملنے چلے جایا کرنا مگر ابھی اسے جانے دو۔۔۔۔بی جان سے اسے نرمی سے سمجھایا۔۔۔

مکزم نے نظریں گھما کر علیزہ کی طرف دیکھا علیزہ نے بھی اسی وقت مکزم کی طرف دیکھا بھوری براؤن آنکھیں کالی گہری آنکھوں سے ٹکرائی تھیں ایک کی نظروں میں ناراضگی اور تڑپ صاف جھلک رہی تھی جبکہ دوسرے کی نظروں میں بے بسی اور التجا تھی۔۔۔

مکزم کا دل چاہا کہ اسے گلے گلا کر سختی سے اسے اپنے سینے میں بھینچ کے مگر وہ ایسا نہیں کر سکتا تھا دل بے قرار ہو رہا تھا اس کا لمس محسوس کرنے کے لیے۔۔۔۔

مکزم کو لگا اگر وہ ایک سیکنڈ بھی وہاں پر مزید رکا تو اپنا ضبط کھو دے گا اس نے علیزہ کے بہکاتے وجود سے بمشکل نظریں ہٹائی اور کسی بھی طرف دیکھے بغیر لمبے لمبے ڈھک بھرتا وہاں سے نکلتا جالا گیا جبکہ سب حیرانگی سے اسے جاتا ہوا دیکھتے رہ گئے سب کو یہ تو معلوم ہو ہی گیا تھا کہ مکزم علیزہ کے جانے میں راضی نہیں مگر وہ انکار بھی نہیں کر سکتا تھا اس لیے وہاں سے چلا گیا۔۔۔

مکزم کے جاتے ہی علیزہ بمشکل اپنے آنسوؤں کو اندر دھکیلا دل تو اس کا چاہ رہا تھا کہ مکزم کے گلے لگ کر رو دے مگر وہ ستمگر وہاں سے جا چکا تھا اور سب سے سامنے رو کر وہ سب جو مزید پریشان نہیں کرنا چاہتی تھی اسے اپنے بابا کا مان بھی تو رکھنا تھا جو وہ خانوش رہ کر کر چکی تھی۔۔

oooooooooooooooo

مکزم لمبے لمبے ڈھک بھرتا باہر نکل رہا تھا جب ایلیا تقریباً بھاگتی ہوئی اس کے پیچھے آئی اور مکزم جو پیچھے سے آواز لگائی۔۔۔

بھائی مجھے آپ سے ایک ضروری بات کرنی ہے کیا آپ تھوڑی دیر کے لیے میری بات سنیں گے۔۔ ایلیا مکزم کے قریب جاتی ہوئی بولی تو مکزم نے الجھی نظروں سے اس کی جانب دیکھا۔۔۔

کون سی بات۔۔۔؟؟ مکزم مکمل طور پر اس کی جانب متوجہ ہوا۔۔۔

بھائی مجھے پتہ ہے کہ آپ جو ہماری وجہ سے بہت مشکالات کا سامنا کرنا پر رہا تھا لیکن بھائی پلیز آپ میری ایک آخری بات مان لیں اس کے بعد ہمارا سایہ بھی آپ کی زندگی میں نہیں پڑے گا۔۔ ایلیا امید بھری نگاہوں سے مکزم کو دیکھتی گویا ہوئی۔

لڑکی میں ان مشکلات سے گھبرانے والا شخص ہرگز نہیں ہوں اور رہی بات ہم لوگوں کی تو تم تینوں کو میں نے بہنیں مان کر اپنے گھر میں رکھا ہے تاکہ تم لوگوں کی حفاظت کر سکوں۔۔

میں نا تو خود پر آنے والی مشکلات سے ڈرتا ہوں اور نا ہی تمہارے ساتھیوں سے وہ میری بیوی پر گولی چلا کر اپنی۔موت کو بلاوا خود دے چکا ہے اب اس کی رہائی ممکن نہیں۔۔

مکزم سخت الفاظوں میں ایلیا کو اس سوال کا جواب دے گیا جو ایلیا پوچھنے ہی والی تھی وہ ایلیا کی آنکھوں میں موجود تحریر پڑھ چکا تھا اس لیے اس نے صاف الفاظوں میں ڈیمن کا انجام اسے بتا دیا تاکہ وہ کوئی بھی اور امید اس سے نہ باندھے اور نہ ہی اب وہ ان کی خاطر ڈیمن کو معاف کر سکتا تھا ڈیمن جو کچھ بھی کر چکا تھا اب اس کی سزا تو پکی تھی۔

بھائی میں رائز سے ملنا چاہتی ہوں آپ ایک بار میری اس سے ملاقات کروا دیں۔۔۔ایلیا مکزم کو وہاں سے جاتا دیکھ کر جلدی سے بولی تو مکزم کے بڑھتے ہوئے قدم وہیں پر رکے اس نے دوبارہ مڑ کر ایلیا کو دیکھا۔

پلیز بھائی رائز کا تو اس سب میں کوئی قصور نہیں اس نے تو کسی کو کوئی نقصان نہیں پہنچایا مجھے اس سے کچھ ضروری بات کرنی ہے اور اس سے ملنا ہے میں

ڈیمن سے نہیں ملوں گی صرف رائز سے ملنا چاہتی ہوں مجھے پتہ ہے کہ آپ نے رائز کو ڈیمن سے الگ رکھا ہے پلیز ایک بار مجھے اس سے ملوا دیں۔۔۔

ایلیا مکزم کی نظروں میں انکار دیکھ کر فوراً التجا کرنے لگی مکزم کو اس کی بات کسی حد تک ٹھیک لگی کیونکہ واقعی میں رائز نے اس کا کوئی نقصان نہیں کیا تھا ہاں وہ ڈیمن کا ساتھی ضرور تھا مگر اس نے اس کی بیوی کو کوئی نقصان پہنچانے کی کوشش نہیں کی تھی جبکہ علیزہ بھی مکزم کو بتا چکی تھی کہ رائز نے اس کی خاطر کافی بار ڈیمن سے الجھنے کی گستاخی کی تھی وہ بار بار ڈیمن کو سمجھانے کی کوشش کرتا تھا کہ وہ اسے جانے دے اس سب میں علیزہ کو رائز کی طرف سے بالکل بھی کوئی خطرہ نہیں تھا نہ پہلے اور نہ اب۔۔۔

ٹھیک ہے میں تمہیں لے چلوں گا مگر تم یہ بات مسکان یا فاطمہ کو نہیں بتاؤ گی پرسوں ڈیمن کی کورٹ میں پیشی ہے پرسوں ڈیمن کا مقدمہ کورٹ کے سامنے پیش کیا جائے گا اس کے بعد عدالت ہی اس کی سزا تجویز کرے گی اور وہ اس سزا سے بالکل نہیں بچ سکتا۔۔۔

یہ بات تم اچھے سے اپنے دماغ میں بٹھا لو تمہارا وہ ساتھی تم لوگوں کی لاکھ منتوں کے بعد بھی واپس نہیں آ سکے گا کیونکہ اس نے اب حد کر دی ہے اس نے میری بیوی اس کو جان سے مارنے کی کوشش کی ہے اور میں کبھی بھی اسے زندہ نہیں چھوڑوں گا اس لیے خود کو اس چیز کے لیے تیار رکھو۔۔۔

رہی بات تمہارے ساتھی رائز کی تو اس کے ساتھ انصاف ہی ہو گا بے شک اس نے میری بیوی کے ساتھ کچھ غلط نہیں کیا مگر وہ ایک گینگسٹر ہے اس کی جتنی سزا ہو گی اتنی اسے مل جائے گی۔۔۔مکزم صاف واضح الفاظوں میں بہت بے رحمانہ طریقے سے ایلیا پر ساری سچائی کھول کر واضح کر چکا تھا جبکہ ایلیا پھٹی پھٹی نگاہوں سے مکزم کو دیکھ رہی تھی۔

تیار رہنا کل تمہیں ملوانے کے لیے لے جاؤں گا خدا حافظ۔۔۔!!!مکزم ایلیا کے دھواں دھواں ہوتے چہرے کی طرف دیکھتا گویا ہوا اور پھر دوبارہ سے لمبے لمبے ڈھک بھرتا ہاسپٹل سے نکلتا چلا گیا جبکہ ایلیا وہیں پر پتھر کی مورت بنی کھڑی تھی جیسے اس کے سر پر ساتوں آسمان ایک ساتھ آن گرے ہوں۔۔

نن۔۔نہیں ڈیمن کو کچھ نہیں ہو سکتا مم میں اسے کک۔۔کچھ نہیں ہونے دوں گی۔۔ایلیا کیا ہونٹوں سے الفاظ ٹوٹ پھوٹ کی صورت میں بیاں ہوئے۔۔

وہ شاکڈ تو تھی بہت زیادہ یہ سن کر کہ مکزم ڈیمن کو زندہ نہیں چھوڑنے والا وہ جانتی تھی کہ مکزم کی کتنی پاور ہے یا تو وہ ڈیمن کو پھانسی کروا دے گا اگر اسے پھانسی نہ ہوئی تو ضرور وہ خود اسے جان سے مار دے گا مگر زندہ ہرگز نہیں چھوڑے گا۔۔۔

اور ایلیا کبھی خواب میں بھی ڈیمن کے لیے اتنا برا نہیں سوچ سکتی تھی وہ اس سے محبت کرتی تھی وہ اس کا محبوب تھا۔۔

اور کوئی بھی نہیں چاہتا کہ اس کا محبوب موت کے گھاٹ اتر جائے ہاں وہ اسے دھتکار دیتا تھا اس کی محبت کی قدر نہیں کرتا تھا مگر اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں تھا کہ ایلیا اسے اپنے سامنے مرتا ہوا دیکھتی۔۔۔

اگر اس کے بس میں ہوتا وہ تو اپنی عمر بھی اسے لگا دیتی اور یہاں اس کے سامنے کھڑا شخص اسے باور کروا گیا تھا کہ وہ شخص زندہ نہیں رہنے والا ایلیا کو اپنا سانس رکتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔۔۔

اے خدا مدد کر ڈیمن کو کچھ مت ہو پلیز اسے کچھ مت کرنا۔۔ایلیا دل ہی دل میں التجا کرنے لگی اور دل پر صبر کا ایک بڑا سا پتھر رکھ کر واپس قدم اٹھائے جہاں سب واپسی کی راہ لے رہے تھے اور علیزہ اپنی فیملی کے ساتھ اپنے گھر جا رہی تھی۔۔۔

○○○○○○^^^○○○○○○○

عمر اور عاسم عنایہ اور عبداللہ کو حویلی سے اپنے گھر لے آئے تھے جبکہ حویلی والوں نے کوئی بھی عتراض نہیں کیا تھا جس کی سب سے بڑی وجہ مکزم خود بھی تھا جس نے دوبارہ کوئی احتجاج نہیں کیا تھا۔

فاطمہ مسکان اور ایلیا علیزہ کے واپس نہ آنے پر آفسردہ تھیں جو کچھ ان کی وجہ سے اس کے ساتھ ہوا تھا وہ سب غلط تھا وہ بخوبی جانتی تھی مگر ان کا دل

شدت ہے چاہ رہا تھا کہ وہ علیزہ سے ملیں مگر اب بھی انہیں حویلی سے باہر نکلنے کی اجازت نہ تھی۔۔۔

جس پر وہ چپ چاپ خاموشی سے بیٹھ گئی اور دوبارہ کوئی ضد نہیں کی جب کہ ایلیا نے بھی ان دونوں کو کچھ نہیں بتایا تھا اس کے اور مکرم کے درمیان ہونے والی گفتگو کی بھنک بھی اس نے ان دونوں کو نہیں لگنے دی تھی۔۔۔

وہ بتا ہی نہیں سکتی تھی کہ پاکستان کا قانون ڈیمن کو سخت سزا دینے والا ہے جسے سب کو برداشت کرنا ہو گا وہ چاہتی تھی کہ انہیں سب کچھ نا معلوم ہو ویسے بھی اسے مکرم نے منع کیا تھا اور مکرم کے خلاف ورزی نہیں کرنا چاہتی تھی۔

^ooooooooooooooo

علیزہ بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کر بیٹھی اپنے قریب ہی بیڈ پر بیٹھے عاسم اور علی احمد کو دیکھ رہی تھی وہ تینوں عنایہ اور عبداللہ کے ساتھ کھیل رہے تھے جب کہ وہ دونوں اپنے ماموں کا ساتھ کھیلتے ہوئے کھکھلا رہے تھے ان کی کھکھلاہٹیں

شاہ وال میں گونج رہی تھی جبکہ سردار صاحب اور آمنہ بیگم ابھی اس کے پاس سے اٹھ کر اپنے کمرے میں سونے کے لیے گئے تھے۔۔۔

کیونکہ سارا دن وہ لوگ علیزہ کے پاس ہی رہے تھے آمنہ بیگم نے اس کا بہت اچھے سے خیال رکھا تھا عائشہ اور مریم بھی اس سے ملنے آئی تھی اور اب وہ اسی کے پاس رکنے والی تھی چونکہ علیزہ کے طبیعت ابھی سنبھلی نہیں تھی اسی وجہ سے وہ ابھی اٹھنے بیٹھنے سے قاصر تھی اسی لیے مریم اور عائشہ نے اس کے قریب رکنا مناسب سمجھا تاکہ وہ عبداللہ اور عنایہ کو سنبھال سکیں۔

لالی تم یہ دودھ پی کے میڈیسن لے لو پھر تمہیں سونا بھی ہے مریم دودھ کا گلاس سائڈ ٹیبل پر رکھتی کچھ دوائیاں نکال کر کے طرف بڑھاتی ہوئی بولی تو علیزہ نے بیزاریت سے مریم کی ہتھیلی میں موجود دوائیوں کو دیکھا یہ دن میں چوتھی بار تھا اور اسے تو دوائیاں کھانا آگے بہت برا لگتا تھا۔

بس یہ آخری اس کے بعد تمہیں کوئی دوائی نہیں کھانی پڑے گی اس کے بعد تم پر سکون نیند سو جاؤ گی تمہیں ڈسٹرب بھی نہیں ہونا پڑے گا مریم اس کے

چہرے پر بیزاریت دیکھ کر مسکراتے ہوئے بولی اور اس کی ہتھیلی میں وہ تین گولیاں رکھ دی جو بطور میڈیسن اس نے کھانی تھی۔۔۔

علیزہ نے صبر کا کڑوا گھونٹ بھرتے اس میڈیسن کو اپنے حلق میں اتارا اور گٹا گٹ دودھ کا گلاس پی گئی اور پھر ایک سکھ کا سانس ہوا کے سپرد کیا۔

بچوں کو یہی میرے قریب ہی سلانا انہیں دوسرے کمرے میں مت لے کر جانا۔۔

علیزہ عائشہ اور مریم کو ایک نظر دیکھتی ہوئی بولی کیونکہ اسے محسوس ہو رہا تھا کہ میڈیسن کھاتے ہی اس کے دماغ پر نیند حاوی ہونے لگی تھی۔۔

ہاں ہم یہیں پر ہیں میں صوفے پر سو جاؤں گی اور مریم یہاں تمہارے پاس ہی بیڈ پر بچے تمہارے قریب ہی سوئیں گے فکر مت کرو ہم تمہارے شہزادی اور شہزادے کو کہیں نہیں لے کر جائیں گے۔۔۔

عائشہ مسکراتی علیزہ کی کمر کے پیچھے تکیہ ٹھیک کر کے اسے نرمی سے صحیح کر کے لٹاتے ہوئے بولی تو علیزہ اس کی اتنی احتیاط پر مسکرا دی۔

تم سب بھی جا کر سو جاؤ رات کافی ہو چکی ہے صبح کھیل لینا ان کے ساتھ مریم عاسم احمد اور علی کی طرف دیکھتے ہوئے بولی جو ابھی بھی عنایہ اور عبداللہ کے ساتھ مگن تھے۔۔۔

جانے کا وہ بھی نام نہیں لے رہے تھے جبکہ عنایہ اور عبداللہ بھی اپنے ماموں کے ساتھ کھیلنے میں اتنا مصروف تھے کہ انہیں بھی نیند نہیں آ رہی تھی۔

عاسم نے ایک نظر آنکھیں بند کر کے لیٹی اپنی بہن کو دیکھا جو نیند میں جا رہی تھی اور پھر احمد اور علی کی طرف دیکھتے ہوئے ان دونوں کو چلنے کا اشارہ کیا۔

احمد نے عبداللہ کے دونوں پھولے پھولے گلابی گالوں کو زور سے چوما اور بائے بائے کرتا اٹھ کھڑا ہوا۔

اوکے پارٹنرز ہم کل ملیں گے فجر کے بعد تم دونوں کو لینے آ جاؤں گا ٹھیک ہے تب تک کے لیے خدا حافظ گڈ نائٹ اب تم دونوں بھی سو جاؤ اور پھر صبح ہمارے ساتھ کھیلنے کے لیے انرجی کی ضرورت ہے اور ماموتو ایسی قوم ہے کہ وہ کبھی بھی نہیں تھکتے۔۔۔

اور ہمارے بھانجے اور بھانجی میں بھی اتنی ہی طاقت ہونی چاہیے کہ وہ اپنے ماموں کے ساتھ کھیلتے ہوئے بالکل بھی نہ تھکیں اوکے۔۔

علی عنایہ اور عبداللہ کے گال کو باری باری چومتا ہوا ان سے ایسے بات کر رہا تھا جیسے وہ دونوں اس کی بات کو اچھے سے سمجھ رہے ہوں جبکہ وہ اپنی ہی زبان میں آوازیں نکالتے شاید اس کی باتوں کا جواب دینے کی کوشش کر رہے تھے۔

عاسم علی اور احمد کے جاتے ہی عائشہ ایک نظر علیزہ کو دیکھتی سامنے پڑے صوفے پڑ جا لیٹی اس نے اپنا تکیہ پہلے ہی وہاں درست کر لیا تھا جب کہ مریم بیڈ کی دوسری سائیڈ پر لیٹتی عنایہ اور عبداللہ کو اپنے اور علیزہ کے درمیان لٹاتی

دونوں کو باری باری تھپتھپانے لگی لائٹ آف تھی اسی وجہ سے وہ دونوں جلد ہی نیند کی وادیوں میں اتر گئے جبکہ علیزہ بھی دوائیوں کے زیر اثر گہری نیند سو چکی تھی۔

○○○○○○○○○○○

مکزم ریکنگ چیئر پر بیٹھا دو انگلیوں میں سگریٹ کو دبائے سر کرسی کی پشت پر گرائے سرخ نگاہیں لیے خالی بیڈ کو دیکھ رہا تھا سامنے موجود بیڈ پر بچھی سفید رنگ کی چادر جس پر گلابی پھول بنے ہوئے تھے وہ نفاست سے بیڈ پر بچھی ہوئی تھی بیڈ پر ایک بھی سلوٹ نہیں تھی جبکہ بیڈ کے قریب ہی پڑے دو بے بی کاٹ آج بالکل خالی تھے یہ خالی کمرہ جس میں اس کی بیوی اور بچے روزانہ اس کی محبت کی نظروں میں قید رہتے تھے وہ آج اس کمرے میں موجود نہیں تھے جبکہ یہ خالی کمرہ اسے کاٹ کھانے کو دور رہا تھا۔۔

مکزم کافی دنوں کے بعد سگریٹ پی رہا تھا وہ ایسا تب ہی کرتا تھا جب وہ بہت زیادہ غصے میں ہو یا جب وہ اپنے غصے کو کنٹرول کرنے کی کوشش کر رہا ہو۔۔

علیزہ نے اسے سگریٹ پینے سے سختی سے منع کیا تھا مگر آج وہ خود بھی یہاں موجود نہ تھی تو آخر کار مکزم کو سگریٹ کا سہارا لینا ہی پڑا ورنہ نہ جانے وہ کیا کچھ کر بیٹھتا۔۔۔۔

اسے توقع نہیں تھی کہ علیزہ چپ چاپ سردار صاحب کے ساتھ چلی جائے گی کہیں نہ کہیں اندر اس کا دل کہہ رہا تھا کہ وہ نہیں جائے گی وہ بولے گی کہ اسے اپنے شوہر کے ساتھ جانا ہے اسے اسی کے پاس رہنا ہے مگر سب کچھ اس کی سوچ کے برعکس ہوا تھا۔۔

علیزہ تو ایک بار بھی نہیں بولی تھی وہ بالکل چپ چاپ ان کے ساتھ چلی گئی تھی نہ اس نے مکزم سے کچھ بولا تھا اور نہ ہی کسی اور سے۔۔۔

مکزم کا دل تو اندر سے تڑپ رہا تھا اسے ملنے کے لیے گولی لگنے کے بعد وہ علیزہ کے قریب نہیں گیا تھا اس نے صرف آخری نظر اسے صبح کے وقت ہی دیکھا تھا اس کے بعد اس نے اپنی بیوی کو دیکھا تک نا تھا یہ سارا دن اس کا گھر سے باہر نکلا تھا آدھی رات کو وہ گھر واپس لوتا تھا اور لوٹتے ہی خالی کمرے

نے اس کا استقبال کیا تھا اور اس کمرے میں پھیلی ویرانی اسے مزید بے چین کر رہی تھی دل آگ پر رکھے کوئلے کی مانند جل رہا تھا۔۔۔

اسے اس وقت اپنی نظروں کے سامنے اپنی بیوی چاہیے تھی بار بار دل پکار رہا تھا اسے نہ جانے اس کی اب کیسی طبیعت ہوگی نہ جانے وہ اب کتنی تکلیف محسوس کر رہی ہو گی بار بار اسے یہ احساس مزید تڑپانے کا سبب بن رہا تھا۔۔

مکزم کی نظریں سامنے بیڈ پر مرکوز تھی جہاں حسب معمول وہ اسے اپنے حصار میں لیے خوابوں کی دنیا میں اتر جاتا تھا اس سے باتیں کرتے کرتے وہ کب گہری نیند سو جایا کرتا تھا اسے خود بھی معلوم نہیں ہوتا تھا وہ اپنی بیوی کی قربت میں ساری دنیا کو بھلائے مطمئن نیند سوتا تھا۔۔

جو شاید وہ شادی سے پہلے نہیں سویا کرتا تھا وہ شادی سے پہلے بھی بے چین سا رہتا تھا شاید اس کی زندگی میں ایک محبت کرنے والی بیوی کی کمی تھی مگر اس کی محبوب بیوی آج اس کے قریب موجود نہ تھی۔۔

وہ اپنے خیالوں میں اس قدر گم تھا کہ اسے یہ بھی معلوم نہ ہو سکا کہ انگلیوں میں موجود سگریٹ ختم ہو چکا ہے جب وہ جل کر آخری سرے پر پہنچا تو اسے اپنی دو انگلیوں پر شدید جلن کا احساس ہوا اس نے جھٹکے سے سگریٹ کو دو انگلیوں سے آزاد کیا تو سگریٹ زمین پر جا گرا۔۔

ہاتھ کی دونوں درمیانی انگلیاں سگریٹ کی وجہ سے بری طرح جل چکی تھی نا جانے سگریٹ کب کا جل کر ختم ہو چکا تھا جس کا احساس مکزم کو ہو ہی نہ سکا۔

مکزم نے اپنی جلی ہوئی انگلیوں کو دیکھ کر سر جھٹکا اور کرسی سا اٹھ کھڑا ہوا۔۔

بیڈ پر جاتے وہ گرنے کے انداز میں بیڈ پر لیٹا اور تکیے کو پکڑ کے اپنے سینے میں بھینچ لیا وہ بے چینی کی کس حد پر تھا وہ خود بھی نہیں جانتا تھا بس اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ خالی خالی سا ہے جیسے وہ بہت تنہا سا رہ گیا ہے اسے شدت سے احساس ہو رہا تھا کہ وہ تو اپنی بیوی کے بغیر ایک پل بھی نہیں رہ سکتا جبکہ اسے پہلے یہ بات معلوم تھی۔۔۔

لیکن یہ احساس بالکل نیا تھا اور آج ہی اس پر یہ بھی عیاں ہوا تھا کہ وہ تو اپنی زندگی میں آئے ننھے فرشتوں کے بغیر بھی نہیں رہ سکتا جو چھ ماہ کے عرصے میں اس کی زندگی میں اپنی گہری جگہ بنا چکے ہیں وہ اس کے لخت جگر تھے اس کا خون تھے بھلا ایک باپ اپنے بچوں سے کیسے غافل ہو سکتا ہے وہ کبھی بھی اپنی بیوی اور بچوں سے دور نہیں رہا تھا اس لیے اسے اس چیز کا اندازہ نہیں تھا لیکن اب جب اس کی بیوی اور بچے اس کے پاس موجود نہ تھے تو اسے شدت سے ان کی کمی محسوس ہو رہی تھی۔۔

اسے بہت زیادہ یاد آ رہی تھی اپنی بیوی کی اور اپنے بچوں کی ہاں وہ اپنی بیوی اور بچوں کے ساتھ ہی مکمل تھا ان کے بغیر تو وہ نامکمل ایک ناکارہ سامان کی طرح تھا جو کسی کے کام نہیں آ سکتا۔۔۔

تھکاوٹ اور ڈپریشن کے مارے کب اس کا ذہن الجھتا الجھتا اسے گہری نیند سلا گیا اسے بھی معلوم نہیں ہوا وہ بھی دو راتوں سے جاگا ہوا تھا اور سارا دن خوار

ہونے کے بعد ذہن میں اتنی پریشانی لیے وہ نیند میں اتر چکا تھا مگر نیند میں بھی اسے سکون نہیں نصیب ہوا تھا۔۔۔

ooooooooooooo

صبح کی کرنیں ہر طرف پھیل رہی تھی وہیں ایلیا ناشتے کے بعد مکزم جا انتظار کر رہی تھی جو وقت مکزم نے اسے جانے کے لیے دیا تھا وہ ٹھیک اسی وقت میں بلکل تیار کھڑی تھی اب بس مکزم کے آنے کا انتظار تھا جو شاید رات سے ہی حویلی نہیں لوٹا تھا۔۔

یہ صرف حویلی والوں کو لگ رہا تھا مکزم رات گھر نہیں آیا مگر کسی کو یہ معلوم نہیں تھا کہ مکزم اپنے کمرے میں موجود ہے۔۔۔

بیٹا مکزم رات کو گھر نہیں آیا اسے فون ملاؤ اور پوچھو کہ وہ کہاں پر ہے۔۔۔

رضیہ بیگم جہانزیب کی طرف دیکھتی ہوئی بولیں جو افراح کی ریپورٹس دیکھ رہا تھا۔۔

بی جان اس کا فون بند جا رہا ہے رات سے میں نے بہت بار ملانے کی کوشش کی مگر نہیں لگا میں ابھی خود جاؤں گا تو معلوم ہو جائے گا کہ مکزم کہاں پر ہے۔۔ جہانزیب بی جان کی طرف دیکھتا ہوا انہیں بتانے لگا جب افراح کی نظر سیڑھیوں سے اترتے مکزم پر پڑی۔۔۔

لیکن بھائی تو گھر پر ہی ہیں۔۔۔ افراح ایک نظر مکزم کو دیکھ کر جہانزیب کی طرف دیکھتی سیڑھیوں کی طرف اشارہ کرتی ہوئی بولی تو سب بے چونک کر سیڑھیوں کی جانب دیکھا جہاں مکزم کریم کلر کی شلوار قمیض پہنے کندھوں پر بھورے رنگ کی اجرک لیے اپنی رعب دار پرسنلٹی کے ساتھ مضبوط قدم لیتا انہیں کی طرف آ رہا تھا۔۔۔

پتہ نہیں یہ تمہارا بھائی ہے یاں پھر کوئی جب جو جب آتا ہے جب جاتا ہے کچھ پتہ نہیں چلتا۔۔۔؛!! جہانزیب مکزم کی طرف دیکھتا بڑبڑایا جبکہ افراح اس کی بڑبڑاہٹ سن کر اسے گھورنے لگی۔۔

میرے بھائی نہیں بلکے آپ جن ہیں آپ کا کون سا پتہ چلتا ہے کہ آپ کب آئے اور کب گئے ۔۔ افراح منہ بناتی ہوئی بولی کہاں برداشت تھی اس سے اس کے بھائی جی توہین۔۔۔

اچھاا میں جن ہوں میرے آنے جانے کا تمہیں پتہ نہیں چلتا ہے نا۔۔؟؟
جہانزیب افراح کی طرف دیکھتے آنکھیں سکیڑ کر اس سے پوچھنے لگا اس کی آواز اتنی دھیمی تھی کہ صرف افراح ہی سن پا رہی تھی۔۔۔

افراح نے اثباب میں سر ہلایا۔۔وہ اس کی بات سے متفق تھی۔۔۔

تو ٹھیک ہے رات تو بتاؤں گا تمہیں اچھے سے کہ میری موجودگی کا احساس ہوتا کیا ہے میں نے جتنا تمہارا خیال کرنا تھا 7 مہینوں سے وہ میں نے کر لیا اب میں تمہیں بہت تفصیل سے بتاؤ گا بیوی تیار رہنا۔ جہانزیب کی زو معنی بات سنتے افراح کا چہرہ دھواں ہو گیا چہرے کے رنگ ہی اڑ گئے۔۔

نن نہیں آپ کو پتہ ہے نا میری طبعیت ٹھیک نہیں ہے۔۔۔افراح بیچاری سی شکل بنا کر جہانزیب کی طرف دیکھتی معصومیت سے بولی جیسے جہانزیب کو تو معلوم ہی نہیں تھا کہ اس کی طبعیت کیسی ہے۔۔۔

بس ہو گئی بس آ گئی اتنی جلدی لائن پر۔۔۔!!!مجھ سے پنگا مت کیا کرو بیوی میں چاہتا ہوں کہ یہ دو مہینے بھی آرام سے گزر جائیں ورنہ تمہاری خاطر میں خود پر اور اپنے جذباتوں پر کتنا ضبط کر رہا ہوں یہ تم سوچ بھی نہیں سکتی۔۔۔

اب اگر دوبارہ تم سے مجھ سے پنگا لیا تو تمہاری حالت کی بھی پرواہ نہیں کروں گا اچھا میری جان۔۔۔جہانزیب معنی خیز انداز میں بولتا افراح کو بہت کچھ باور کروا گیا جس پر افراح نے جلدی سے ہاں میں سر ہلایا کیا پتہ مبادل بدل ہی نا جائے۔۔

گڈ گرل میری پیاری بیوی۔۔۔۔جہانزیب اس کے پھولے چہرے کو دیکھتا کھل کر مسکرایا اور مکزم کی طرف متوجہ ہوا جو سب کو سلام کرتا بی جان کے پاس آ بیٹا تھا۔۔۔

تم رات کو کب واپس آئے ہمیں تو معلوم ہی نہیں ہوا یقیناً تم نے رات کو کھانا بھی نہیں کھایا ہو گا اتنی رات تک باہر رہنا ٹھیک نہیں وقت پر گھر آیا کرو بیٹا۔۔۔بی جان مکزم کے سنجیدہ چہرے کی طرف دیکھتی ہوئی بولیں۔۔۔

بی جان ضروری کام تھا اس وجہ سے دیر ہو گئی اور آپ جانتی ہیں کہ مجھے کیا کچھ نپٹانا ہے اس لیے ہو سکتا ہے میں گھر دیر سے آیا کروں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آ ہی نا سکوں۔۔۔مکزم بی جان کی طرف دیکھتا ہوا بولا.

بی جان سمجھ تو رہی تھی اس کی باتوں میں چھپی تحریر کو مگر وہ یہ بھی جانتی تھی کہ ان کا پوتا کبھی بھی اپنی زبان سے وہ بات نہیں بولے گا جو اس کے بغیر بولے ہی وہ سمجھ چکی ہیں۔۔۔

وہ بچی تو نہیں تھی جنہیں کچھ سمجھ نہ آتا وہ مکزم سے بہتر جانتی تھی کہ اب علیزہ اور بچے اس کے کمرے میں موجود نہیں ہے اسی وجہ سے وہ اب زیادہ وقت گھر میں نہیں گزارا کرے گا۔۔۔

اللہ پاک تمہارے لیے آسانیاں کریں بیٹا مگر ایک چیز کا خیال رکھنا دوبارہ ہماری بہو کو کوئی نقصان نا پہنچ سکے ورنہ اگلی بار حساب کے کٹہرے میں تم ہمارے سامنے کھڑے ہو گئے۔۔۔بی جان مکزم کی طرف دیکھتے ہوئے بظاہر تو سنجیدہ مگر نرم لہجے میں بولیں۔

مکزم نے چہرہ اٹھا کر بی جان کی طرف دیکھا اور پھر سر جھٹک کر اٹھ کھڑا ہوا۔۔

ٹھیک ہے مجھے ایک ضروری کام ہے میں چلتا ہوں مکزم بی جان کی طرف دیکھتا ہوا بولا تو بی جان نے ہاں میں سر ہلایا اور اس کے سر پر شفقت سے ہاتھ رکھا۔

جہانزیب مسکان اور فاطمہ کو علیزہ سے ملوانے کے لیے لے کر جا رہا ہے کیا تمہیں اس بات کا علم ہے۔۔۔؟؟؟ مکزم ابھی وہیں پر کھڑا تھا جب رضیہ بیگم بالکل تیار بیٹھی فاطمہ اور مسکان کو ایک نظر دیکھتی ہوئی بولیں جو پچھلے آدھے گھنٹے سے بالکل تیار ہو کر بیٹھی جہانزیب کے فری ہونے کا انتظار کر رہی تھی۔

جی بی جان مجھے پتہ ہے ان کے پاسپورٹس کا کوئی مسئلہ بنا ہے جس کے لیے ایلیا کو مجھے اپنے ساتھ لے جانا پڑے گا کچھ دیر میں میں اسے بھی علیزہ کے پاس ہی ڈراپ کر دوں گا۔۔۔

اور پھر یہ سب ایک ساتھ ہی واپس حویلی آ جائیں گی۔۔ مکزم رضیہ بیگم کی طرف دیکھتا ہوا بولا اور پھر جہانزیب کی طرف دیکھا جو افرا کی فائل پکڑتا اٹھ کھڑا ہوا تھا اسے افراح کو بھی ساتھ لے جانا تھا تاکہ افراح کا ڈاکٹر سے چیک اپ کروا سکے کیونکہ اج ان کی ڈاکٹر کے ساتھ اپوائمنٹ تھی ڈاکٹر کے بعد اس نے افراح مسکان اور فاطمہ کو سردار صاحب کے گھر چھوڑنا تھا۔۔۔

چلو پھر ایک ساتھ ہی چلتے ہیں۔۔۔۔جہانزیب مکزم کی طرف دیکھتے ہوئے بولا تو وہ سب جانے کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے۔۔۔

oooooooooooooo

اٹھو اور چلو باہر تمہاری ملاقات آئی ہے۔۔۔ایک آفیسر جیل کے کمرے کا دروازہ کھولتا رائز کی طرف دیکھتا ہوا خاصا اونچی آواز میں بولا جس پر رائز نے حیرانگی سے اس آفیسر کی طرف دیکھا۔۔۔

ایسے کیا دیکھ رہے ہو سنائی نہیں دیا تم سے کوئی ملنے آیا ہے۔۔۔رائز کو اپنی جگہ سے ہلتا نا دیکھ کر وہ جھنجھلا کر بولا تو رائز نے ناگواری سے اس بدتمیز پولیس آفیسر کی طرف دیکھا اور اٹھ کر باہر کی جانب بڑھا جہاں وہ آفیسر اسے ساتھ لیے ایک کمرے میں داخل ہوا۔۔۔

کمرے کا دروازہ کھول کر اس افیسر نے اسے اندر جانے کا اشارہ کیا تو رائز نگاہوں میں تجسس لیے اس کمرے میں داخل ہوا اسے بے حد حیرانگی ہو رہی تھی کہ اس سے کون ملنے آگیا جبکہ ان دونوں پر کری سختی لگائی گئی تھی یہاں تک کہ ڈیمن اور اسے الگ الگ رکھا گیا تھا اور ان کے کمروں کے باہر بھی آفیسرز موجود رہتے تھے 24 گھنٹے ان پر نظر رکھتے تھے۔۔۔

اس کے علاوہ ان کی گینگ میں کسی بھی فرد کو یہ تک معلوم نہیں تھا کہ وہ لوگ پاکستان میں گرفتار ہو چکے ہیں اگر ایسا ہوتا تو اب تک ضرور ان کا یہاں سے نکلنے کا کوئی نہ کوئی انتظام ہو چکا ہوتا مگر ایسا کچھ بھی نہیں تھا پھر اس سے کون ملنے آ سکتا تھا۔۔

ڈیمن جیسے ہی کمرے میں داخل ہوا تو سامنے ہی اسے کرسی پر ایلیا اور مکزم بیٹھے ہوئے دکھائی دیے وہ کمرہ بالکل خالی تھا کمرے کے بیچوں بیچ ایک ٹیبل موجود تھا اس کے دونوں اطراف دو دو کرسیاں لگی ہوئی تھی مکزم اور ایلیا آمنے سامنے بیٹھے تھے۔۔۔

مکزم کرسی کی پشت سے ٹیک لگائے اپنے فون میں کچھ دیکھنے میں مصروف تھا جبکہ ایلیا دونوں ہاتھ ٹیبل پر رکھے اپنی نظریں اپنے ہاتھوں پر جمائے چپ چاپ بیٹھی تھی۔۔۔

رائز کو مزید حیرانگی ہوئی ایلیا کو وہاں دیکھ کر۔۔۔

کمرے کا دروازہ کھلنے پر مکزم نے نظریں اٹھا کر دروازے کی طرف دیکھا جہاں رائز کھڑا تھا اور پھر اپنا فون بند کرتے وہ کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

تم لوگوں کے پاس صرف 15 منٹ ہیں اس سے زیادہ وقت میں تم لوگوں کو نہیں دے سکتا اپنی بات مکمل کر کے آ جانا میں باہر ہی موجود ہوں۔۔۔مکزم ایک نظر ایلیا کی طرف دیکھتے ہوئے بولا اور پھر اپنے کوٹ کا بٹن بند کرتا رائز کے قریب سے ہی گزرتا باہر نکل گیا۔

رائز بیٹھو مجھے تم سے ضروری بات کرنی ہے۔۔۔ایلیا مکزم کی طرف دیکھتی سامنے پڑی کرسی کی جانب اشارہ کرتے ہوئے بولی۔

تم یہاں کیا کرنے آئی ہو ہم دونوں گرفتار ہیں تم ہماری ساتھی ہو اگر کسی کو بھنک بھی پڑ گئی کہ ہم گینگسٹرز یہاں پاکستان میں گرفتار ہو چکے ہیں تو تم بھی مشکل میں پھنس جاؤ گی۔۔۔رائز بھڑکتا ایلیا کے جانب بڑھا کیونکہ وہ مزید اسے مشکل میں نہیں ڈالنا چاہتا تھا۔۔۔

کسی کو کچھ معلوم نہیں ہوا ابھی تک تو پاکستان کی میڈیا کو بھی یہ معلوم نہیں کہ ملیشیا اور اسٹریلیا کے گینگسٹر پاکستان میں گرفتار ہو چکے ہیں مگر کل سب کو معلوم ہو جائے گا۔۔۔ ایلیا چہرے پر سنجیدگی سجائے ایک عجیب سے لہجے میں بولی جب کہ رائز کو کچھ گڑبڑ کا احساس ہوا۔

کیا مطلب ہے تمہارا۔۔ بولتا ہوا اس کے سامنے جا کھڑا ہوا۔

کل ڈیمن کو یہاں کی عدالت کے سامنے پیش کیا جائے گا اور پھر یہاں کی عدالت ہی ڈیمن کی سزا تجویز کرے گی اب ڈیمن کے لیے رہائی ناممکن ہے یہاں تک یہاں کے عدالت اسے پھانسی دے گی یا پھر عمر قید دونوں صورت میں ہم ڈیمن کو نہیں بچا پائیں گے۔۔۔

ایلیا سر جھکاتی آفسردہ انداز میں بولی مگر آخری بات پر اس کی آواز بے حد دھیمی ہو گئی اسے اپنی آواز کسی کھائی سے آتی ہوئی محسوس ہوئی۔۔۔

واٹ۔۔۔؟؟ یہ کیا کہہ رہی ہو تم ایسا کیسے ہو سکتا ہے رائز پھٹی پھٹی نگاہوں سے ایلیا کی طرف دیکھتا حیرت میں ڈوبی ہوئی آواز میں بولا۔۔

ایسا ہو چکا ہے رائز اسی لیے تو میں تم سے ملنا چاہتی تھی علیزہ کے شوہر نے بولا ہے کہ وہ ڈیمن کو کسی صورت معاف نہیں کرے گا کیونکہ اس نے علیزہ کی جان لینے کی کوشش کی ہے تمہیں پتہ ہے کہ علیزہ کے والد مکزم پر بھروسہ نہ کرتے ہوئے علیزہ کو اپنے ساتھ ہی اپنے گھر لے گئے ہیں تاکہ اس کی جان محفوظ رہے انہوں نے اس معاملے میں اب مکزم پر بھی یقین نہیں کیا انہوں نے بولا ہے جب تک وہ اپنی دشمنیوں کو نپٹا نہیں لیتا تب تک وہ اپنی بیٹی دوبارہ اس کے ساتھ واپس نہیں بھیجیں گے۔۔۔ تمہیں پتہ ہے کہ مکزم بھائی کتنے ڈسٹرب ہیں انہیں اپنی بیوی کی حالت کا جو دکھ تھا وہ تو تھا ہی مگر اب جو ڈیمن کی وجہ سے انہیں اپنی بیوی سے دور رہنا پڑ رہا ہے وہ زیادہ تکلیف دہ ہے

--

ہم چاہتے تو ہم ڈیمن کو یہاں سے نکال لیتے ہیں مگر ڈیمن نے جو کیا غلط کیا اسے کچھ احساس کر لینا چاہیے تھا یہ جس پر وہ گولی چلا رہا ہے اسے نے ہماری سگے بھائیوں سے بڑھ کر حفاظت کی ہے میں نے پوری کوشش کی کہ میں کسی

طرح بھائی کو منا لوں مگر بھائی نہیں مان رہے ان کا کہنا ہے اگر عدالت نے ڈیمن کو پھانسی کے سزا نہ دی تو میں خود اسے جان سے مار دوں گا انہوں نے بولا ہے کہ وہ ڈیمن کو زندہ نہیں چھوڑیں گے۔۔۔

رائز ہم اپنے دوست کو کھو دیں گے میری جان نکلتی جا رہی ہے مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہا کہ میں کیا کروں مجھے ایسے لگ رہا ہے جیسے ہمارے ساتھ بہت برا ہونے والا ہے مجھے ایسے محسوس ہو رہا ہے جیسے ہم پر قیامت ٹوٹنے والی ہے ویسی ہی قیامت جو ہم پر 12 سال پہلے ٹوٹی تھی۔۔۔

اگر ڈیمن کو کچھ ہوا تو میں مر جاؤں گی رائز میں زندہ نہیں رہ سکوں گی میں نہیں چاہتی کہ ڈیمن کو ایک خراش بھی آئے مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا رائز میں کیا کروں مجھے بتاؤ میں کیا کروں۔۔۔؟؟؟

ایلیا روتی اپنے بالوں کو ہاتھوں کی دونوں مٹھیوں میں جکڑ چکی تھی وہ اس وقت کوئی نفسیاتی مریض ہی معلوم ہو رہی تھی جو پاگلوں کی طرح صرف ایک ہی بات بولے جا رہے تھے۔

رائز پتھر کی مورت بنے پھٹی پھٹی نگاہوں سے ایلیا کو دیکھ رہا تھا ایلیا کے بولے گئے الفاظوں پر اسے یقین نہیں ہو رہا تھا کیا واقعی میں وہ اپنے دوست کو کھونے والا تھا کیا واقعی میں ڈیمن ان سے دور ہونے والا تھا یہ خبر ان کی سانسوں کو ان کے حلق میں ہی قید کر چکی تھی رائز کی دھڑکنیں معمول سے ہٹ کر خوف کے مارے تیز چل رہی تھی وہ شخص کبھی گھبرایا نہیں تھا کبھی ڈرا نہیں تھا مگر آنے والے لمحات کو سوچ کر اس کی روح فنا ہو رہی تھی۔۔

ایلیا ایلیا ادھر دیکھو ہمیں کچھ کرنا ہو گا ہم اس طرح سے اپنی آنکھوں کے سامنے مرتا ہوا نہیں دیکھ سکتے تم جانتی ہو نا کہ وہ کس طرح درندہ بنا کس کی وجہ سے بنا اب تو اس کی زندگی میں فاطمہ اور مسکان واپس آ چکی ہیں وہ پہلے کی طرح ایک نارمل انسان بن جائے گا وہ ان سب سے دور چلا جائے گا ہمیں کوشش کرنی ہوگی ایلیا ہمیں ڈیمن کو اس سزا سے بچانا ہو گا ہم ڈیمن کو اپنی آنکھوں کے سامنے مرتا ہوا نہیں دیکھ سکتے اگر ڈیمن کو کچھ ہو گیا تو فاطمہ اور مسکان بھی کچھ کر بیٹھیں گی وہ دونوں یہ صدمہ برداشت نہیں کر پائیں گی۔۔۔

رائز زمین پر پنجوں کے بل بیٹھ کر ایلیا کی گود میں رکھے دونوں ہاتھوں کو تھامتا انگلیوں کے پوروں سے اس کا آنسوؤں سے تر چہرہ صاف کرتے ہوئے بولا۔

کیسے رائز کیسے کریں گے ہم آگے ہی علیزہ اور اس کی فیملی کو بہت نقصان پہنچا چکے ہیں اگر ہم دوبارہ ایسا کچھ بھی کریں گے تو وہ غداری ہوگی انہوں نے ہمیں اپنی چھت کے نیچے پناہ دی ہمارا خود سے زیادہ خیال رکھا اور ہم ان کے ساتھ بے وفائی کیسے کر دیں میرا ضمیر نہیں مانتا رائز لیکن میری محبت مجھے کچھ بھی کرنے پر مجبور کر دے گی میں ڈیمن کے بغیر نہیں رہ سکتی میں مر جاؤں گی اگر اسے کچھ ہوا تو۔۔۔

ایلیا دوبارہ وہی الفاظ دہرا رہی تھی جبکہ ایلیا کے منہ سے اس کی محبت کا اعتراف اور مر جانے کی باتیں سن کر رائز کے جسم میں عجیب سی بجلی گزری تھی جو اسے انگاروں پر لے آئی تھی بھلا اپنی محبت کے منہ سے اس کی محبت کی باتیں سننا کسی اذیت سے کم نہیں ہوتا اور یہ اذیت وہ کئی سالوں سے محسوس کر رہا تھا۔

لیکن ڈیمن تم سے محبت نہیں کرتا ایلیا تم کیوں ہر بار اپنی ذات کو دھتکارنے کے لیے اس کے پاس جاتی ہو اسے تمہاری محبت کی قدر نہیں ہے وہ محبت کے لفظ سے واقف بھی نہیں ہے بچپن میں اس نے مسکان کو پسند کیا مگر کچھ مہینے پہلے اس کا دل علیزہ پر آ گیا ایک شادی شدہ لڑکی پر اور اس نے بغیر سوچے سمجھے اسے اغوا کر لیا اس کی زندگی مشکل میں ڈال دی۔۔۔

میں نے اس کی نگاہوں کا رنگ بدلتے ہوئے دیکھا ہے ایلیا جب اس کے سامنے مسکان موجود تھی تو اس کی نگاہوں میں علیزہ کے لیے کوئی پسندگی کوئی طلب نہیں رہی تھی اس بات کو میں نے تب گہرائی سے محسوس کیا تھا کہ وہ مسکان کی موجودگی میں علیزہ کو بھول گیا تھا اگر علیزہ اس کی محبت ہوتی تو وہ مسکان کو دیکھ کر علیزہ سے دستبردار نہ ہوتا مگر ایسا ہوا تھا میں نے خود دیکھا تھا اسے تو معلوم ہی نہیں ہے کہ محبت کیا ہوتی ہے شاید آج بھی اس کی پسند مسکان پر ختم ہے۔۔۔

مگر ایسے شخص کا کوئی ٹھکانہ نہیں جس کے پاس تم بار بار جا کے اپنی محبت کی بھیک مانگتی ہو وہ تمہیں سوائے اذیت کے کچھ نہیں دے سکتا اپنی ذات کو اور کتنا ذلیل کرو گی تم خود اپنے ہاتھوں سے اپنی ذات کی تذلیل کرواتی ہو اپنی روح کو انگاروں پر گھسیٹتی ہو۔۔

رائز سرخ نگاہیں ایلیا کے آنسوؤں سے تر ہوتے چہرے پر گاڑھتا ایک ایک لفظ پر زور دیتے بولا جو الفاظ اس نے سالوں سے اپنے دل میں قید کر کے رکھے تھے کبھی انہیں زبان پر نہیں لایا تھا وہ سب آج آپ بول چکا تھا۔۔۔

دل کی بات زبان پر آگئی تھی وہ اسے بتا رہا تھا اس کی محبت کا کوئی فائدہ نہیں کیونکہ ڈیمن کی نظر میں وہ محض ایک بیکار لڑکی ہے جو اس کے کسی کام کی نہیں اور اس کی محبت وہ جب جب محبت کا نام لیتی ہے تب تب ڈیمن اسے ذلیل کرنا اپنا فرض سمجھتا ہے پھر وہ کیوں بار بار اپنی تذلیل کروا کر اسی شخص کے پاس پہنچ جاتی ہے جسے محبت کا مطلب ہی نہیں معلوم۔۔۔

رائز ایسا تو مت بولو۔۔۔ایلیا ہچکیوں کے درمیان بولی محبت سے زیادہ تو رائز کی باتیں اسے تکلیف پہنچا رہی تھی۔۔۔۔

کیا نا بولوں میں یہ ایک تلخ حقیقت ہے مس ایلیا جو تمہیں ہر صورت قبول کرنی ہوگی تم یہ سمجھتی ہو کہ تم بار بار جا کے اسے بولو گی کہ تم اس سے محبت کرتی ہو تو وہ ایک نہ ایک دن تھک ہار کر تمہیں قبول کر لے گا۔۔؟؟ تمہاری محبت کو قبول کر لے گا تو یہ تمہاری سب سے بڑی بھول ہے یہاں پر کوئی کسی کے لیے کچھ نہیں کرتا اور رہی بات محبت کی تو محبت قدم و تلے یوں ہی روند دی جاتی ہے۔۔۔

تم چاہ کر بھی اسے حاصل نہیں کر سکتی ایلیا اس لیے اپنے دل کی ناجائز خواہشات کو کہیں دور دفن کر دو کیونکہ اس طرح تم روز مرو گی اور روز زندگی جیو گی اور اگر تمہیں اسی طرح مرنا ہے تو بتا دو میں ایک ہی بار خود تمہارا گلا دبا کر تمہیں جان سے مار دیتا ہوں کیونکہ تمہاری تذلیل تو میں برداشت نہیں کر سکتا۔۔۔۔

رائز زہر قندل لہجے میں بولتا جھٹکے سے وہاں سے اٹھ کھڑا ہوا جبکہ رائز کے الفاظوں پر ایلیا نے جھٹکے سے گردن اٹھا کر الجھی سی نظروں سے رائز کو دیکھا۔

کیا دیکھ رہی ہو کیا کبھی تمہیں میری آنکھوں میں کچھ نظر نہیں آیا کیا تمہیں کبھی یہ محسوس نہیں ہوا کہ میرے دل میں تمہارے لیے کیا فیلنگز ہیں جب میں تمہارا خیال رکھتا تھا جب میں تمہارے قریب رہتا تھا کیا تم نے کبھی محسوس نہیں کیا میرے دل کی محبت کو میری آنکھوں میں چمکتی اپنی فکر مندی کو محبت کا احساس تو دلوں میں بستا ہے اور دل کو دل سے راہ ہوتی ہے جب ہم کسی سے محبت کرتے ہیں تو اس شخص کو احساس ہو جاتا ہے اور میں تو ہر وقت تمہارے سامنے تھا میری محبت کا احساس تمہیں کیوں نہ ہو سکا ایلیا۔۔۔؟؟؟

پچھلے 15 سالوں سی یا پھر بچپن سے ہی پاگلوں کی طرح تمہیں چاہتا ہوں آنکھیں کھولیں تو تمہیں یاد کیا آنکھیں بند کی تو تمہیں یاد کیا مگر تم۔۔۔تم تو کبھی میری محبت کو سمجھ ہی نہیں پائی ڈیم اٹ۔۔

محبت کرتا ہوں میں تم سے پاگلوں کی طرح اپنی یکطرفہ محبت کو سنبھالے بیٹھا ہوں کبھی تمہارے سامنے اظہار نہیں کیا مگر میرے دل سے پوچھو جب جب تم میرے سامنے اپنی محبت کا نام لیتی ہو ڈیمن کا ذکر کرتی ہو میرے دل پر کیا گزرتی ہے مجھے یوں محسوس ہوتا ہے جیسے کوئی میرے جسم سے میری روح کو بے دردی سے کھینچ رہا ہو۔۔۔۔

مجھے بتاؤ ایلیا تم اپنی محبت کے لیے یوں روتی ہو جس سے تمہاری محبت کے قدر نہیں تو کیا تم نے کبھی میری محبت کو محسوس نہیں کیا کہ تمہیں کبھی ذرا سا بھی احساس نہیں ہوا کہ میں تمہارے لیے کس قدر محبت کی گہرائی میں ڈوب چکا ہوں جہاں سے واپسی نا ممکن ہے۔۔۔رائز بولا تو بولتا ہی چلا گیا یہ اس کا دل کا وبال تھا جو سالوں سے وہ اپنے دل میں دبائے بیٹھا تھا جس کا

اظہار کبھی اس نے خود سے بھی شاید نہیں کیا تھا اس کی خاموش محبت صرف اس کے دل میں ہی رہ گئی تھی مگر آج اس کے دل کی تمام باتیں اس کی زبان پر آئی تھی جسے اس نے زبان پر آنے سے ایک پل کو بھی روکا نہیں تھا وہ چاہتا تھا کہ آج سب کچھ ایلیا کے سامنے ظاہر ہو جائے یہ صحیح وقت تھا کہ ایلیا سب کچھ جان جاتی۔۔

رائز تم مجھ سے محبت۔۔۔ایلیا کھوئے کھوئے لہجے میں بولی وہ حیرت کے اتنے گہرے سمندر میں ڈوبی ہوئی تھی کہ اسے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ اس نے جو الفاظ سنے ہیں وہ درست ہیں یا نہیں اسے لگ رہا تھا کہ اس نے کچھ غلط سن لیا ہے اسے اپنے کانوں پر یقین نہیں ہو رہا تھا۔

یس مس ایلیا محبت لفظ تو شاید بہت چھوٹا ہے تم اسے کچھ اور ہی سمجھ لو پل پل تڑپا ہوں تمہارے لیے مگر میں نے تو کبھی تم سے اپنی محبت کی بھیک نہیں مانگی محبت کرتا ہوں تم سے ہمیشہ سے اور کرتا رہوں گا لیکن کبھی تمہارے سامنے اپنی محبت کی بھیک نہیں مانگوں گا کیونکہ مجھے محبت میں ناکامی تو منظور

ہے مگر اپنی محبت کی توہین نہیں جسے میں نے عبادت کی طرح نبھایا اس محبت پر کوئی بات آئے میں یہ کبھی برداشت نہیں کروں گا۔۔۔

رائز ایلیا کی طرف دیکھتا بولتا گیا وہ آج جیسے پھٹ پڑا تھا برداشت کی بھی کوئی حد ہوتی ہے جو رائز کی آج ختم ہو چکی تھی۔۔۔

اور ایلیا پھٹی پھٹی نگاہوں سے اسے دیکھتی رہی اسے اپنے دل کی دھڑکنیں مدھم پڑھتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی اسے ابھی بھی اپنی آنکھوں پر اور کانوں پر یقین نہیں ہو رہا تھا۔۔

ہاں مگر تم سے ایک بات ضرور کہوں اگر تم کبھی زندگی میں خود کو اکیلا پاؤ تو یہ محسوس کر لینا کہ رائز ہمیشہ سے تمہارا تھا تمہارا ہے اور تمہارا رہے گا وہ ہمیشہ تمہارے قریب رہے گا تم ہمیشہ اسے اپنے بے حد قریب پاؤ گی تمہیں ہمیشہ رائز تمہاری ایک پکار پر میسر ملے گا۔۔

کیونکہ اس معاملے میں میں کبھی بھی اپنی محبت سے دور نہیں رہ سکتا اور نہ ہی اس سے غافل ہو سکتا ہے۔

اگر تمہیں میری محبت میں ذرا سے بھی مخلصی نظر آئے تو ایک نظر اپنے ماضی میں دہرانا تمہیں شاید احساس ہو گا کہ میں تمہیں کب سے محبت کرتا ہوں اور اگر تمہیں احساس ہو جائے تو میرے پاس لوٹ آنا۔۔۔

آئی پرامس زندگی میں ایک بار بھی تمہیں دھتکاروں گا نہیں اپنا دل نکال کر باہر پھینک دوں گا جو تمہاری تذلیل کرے گا مجھ سے تھوڑی سی محبت کر کے دیکھو اس کے بدلے میں تمہیں 10 گنا زیادہ محبت نہ دوں تو تمہیں اجازت ہے میرا گلا کاٹ کر سر عام چیل کووں کو ڈال دینا۔۔۔

رائز دوبارہ ایلیا کے قدموں میں بیٹھتا اس کے دونوں ہاتھوں کو پکڑ کے اس کے ہاتھوں پر لب رکھتے ہوئے بولا ایلیا کو اپنے ہاتھ کی پشت پر نمی محسوس ہوئی تو اس نے جھٹکے سے نظریں اٹھا کر رائز کی طرف دیکھا جس کی آنکھوں سے دو موتی ٹوٹ کر اس کے ہاتھ پر گرے تھے مگر اس نے محسوس نہیں ہونے دیا تھا۔

میں چلتا ہوں اب ایک بار سوچنا ضرور میں تمہارا منتظر رہوں گا اور اگر تم میرے بارے میں کچھ نہ سوچ سکو تو برا خواب سمجھ کر بھول جانا۔۔۔

کیونکہ مجھے اپنی ایک طرفہ محبت تو منظور ہے مگر اپنی محبت کی توہین نہیں۔۔۔

رائز بولتا بغیر ایلیا کی طرف دیکھے وہاں سے اٹھ کھڑا ہوا اور لمبے لمبے ڈھک بھرتا کمرے کا دروازہ کھول کر باہر نکل گیا جبکہ ایلیا ہلنے جلنے سے بھی قاصر تھی وہ تو یوں ہو کر بیٹھی تھی جیسے اس میں جان ہی نہ ہو وہ یوں ہی گود میں دونوں ہاتھ گرائے اپنے ہاتھوں کی پشت پر چمکتے دو آنسوؤں کو دیکھ رہی تھی جو رائز کی آنکھوں سے نکل کر بے مول ہوئے تھے مگر یہ بے مول موتی نہیں تھے یہ تو محبت میں بہہ جانے والے انمول آنسو تھے۔۔

اس نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ کوئی اس سے اس قدر محبت کر سکتا ہے وہ تو شروع سے اپنی محبت کا رونا روتی آئی تھی ڈیمن کی محبت کو ترستی آئی تھی مگر آج رائز کے منہ سے اظہار محبت سن کر اسے اپنا آپ کسی گہرے سمندر میں ڈوبتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔۔۔

مس آپ کا وقت ختم ہو چکا ہے سر باہر آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔۔۔افیسر دروازہ کھول کر اندر جھانکتا ہوا بولا تو ایلیا فوراً ہوش کے دنیا میں واپس لوٹی۔۔

ایلیا نے آفیسر کی طرف دیکھ کر ہاں میں سر ہلایا اور مرے مرے قدم اٹھاتی وہاں سے باہر نکل گئی۔۔۔

○○○○○∧∧∧○○○

مکزم گاڑی کے بونٹ سے ٹیک لگائے کھڑا تھا جب اس کا فون رنگ ہوا۔۔۔

اس نے فون کی سکرین پر چمکتے نمبر کو دیکھا اور پھر سنجیدہ نظروں سے اسے دیکھتا رہا البتہ اس نے کال نہیں اٹھائی تھی۔۔۔

فون بند ہو کر دوبارہ بجنے لگا تو اس نے ماتھے پر کئی شکن ڈال کر کال اٹینڈ کرتے فون کان سے لگایا۔۔۔

کال کیوں کی ہے۔۔۔؟؟ وہ فون کان سے لگاتے ہی بے رخی سے بولا۔۔۔

میر۔۔۔!!علیزہ کی کمزور سی آواز فون کے سپیکر میں گونجی۔۔

میں نے پوچھا کال کیوں کی ہے...؟؟؟ وہ علیزہ کی پکار جو نظر انداز کرتا دوبارہ اسی لہجے میں بولا۔۔۔

میر پلیز ایسا نہیں کریں۔۔۔علیزہ ہے دل کو کچھ ہوا تھا مکزم کا ایسا لہجہ دیکھ کر۔۔۔

اور جو تم کرتی پھر رہی ہو وہ کیا ہے۔۔۔؟؟ لہجہ خطرناک حد تک خطرناک ہوا۔۔

آپ مجھ سے ناراض ہیں۔۔۔؟؟ وہ بری طرح کب چباتے ہوئے بولی۔۔۔

میرا تم سے ناراضگی کا کوئی جواز نہیں۔۔۔!! لہجہ ابھی بھی بے رحمانہ ہی تھا۔۔۔

میر آئی ایم سوری۔۔۔آنکھوں میں تیزی سے نمی تیری۔۔۔

واٹ سوری تم نے جو کیا ہے وہ معافی کے لائق ہے۔۔وہ دبی دبی آواز میں غرایا۔۔۔

ننن۔۔۔نہیں۔۔۔آنسو آنکھوں سے نکل کر رخسار کی زینت بنے تھے۔۔۔

پھر مجھ سے معافی کی توقع کیوں رکھ رہی ہو۔۔؟؟ وہ ظالم بنا اس پر لفظوں کے تیر برسا رہا تھا یہ جانتے ہوئے کے اس کے یہ الفاظ مقابل کا دل لہو لہان کر رہے ہیں۔۔۔

میں تمہیں ہرگز معاف نہیں کروں گا اور یہ جو تم ٹسوے بہا رہی ہو نا ایک بار مجھے یہ سب نپٹا لینے دو تمہارا دماغ میں ٹھکانے پر لگاؤں گا۔۔۔

سرد لہجے میں بولتے وہ اس کی جان مشکل میں ڈال گیا۔۔۔

میر میرے پاس آ جائیں پلیز۔۔۔وہ ہچکیوں سے روتی اسے پکارنے لگی۔۔۔

ہاں وہ اسے اپنے سامنے دیکھنا چاہتی تھی وہ چاہتی تھی اس کا میر اس کے پاس رہے۔۔۔

مکزم نے غصے سے اپنی مٹھیاں بھینچی کہاں برداشت تھا اس سے کہ اس کی بیوی کی آنکھوں میں ایک آنسو بھی آئے مگر یہ لڑکی اس کا ضبط آزما رہی تھی۔۔۔

رونا بند کرو آ رہا ہوں میں۔۔۔مکزم سختی سے بولتا ٹھٹک سے فون بند کر گیا۔۔

سامنے سے آتی ایلیا کو وہ دیکھ چکا تھا اس لیے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتا گاڑی سٹارٹ کر گیا۔۔۔

ایلیا بھی اس کے مقابل آ کر بیٹھی تو مکزم نے کوئی بھی بات کیے بغیر گاڑی آگے بڑھائی۔۔۔

ooooooooooooooo

علیزہ مسکان اور فاطمہ کی آمد پر بہت خوش ہوئی تھی اوپر سے افراح کا گڈ نیوز دینا کہ اسے خدا ایک بیٹے جیسی نعمت سے نواز رہا ہے اس کی خوشی ہو دگنا کر گیا تھا۔

ڈاکٹر نے آج افراح اور جہانزیب کو بتایا تھا کہ انہیں بیٹا پیدا ہو گا ڈیلیوری میں صرف دو ماہ رہ گئے تھے افراح تو بے حد تھک چکی تھی اسے بس جلدی سے اپنے بچے کا اس دنیا میں آنے کا انتظار تھا۔

سب علیزہ کے کمرے میں بیٹھے باتیں کرنے میں مصروف تھے جب وہاں ایلیا مکزم کے ہمراہ داخل ہوئی۔۔۔

مکزم کو دیکھ کر سب چونک اٹھے اس کی موجودگی کی توقع کسی کو نہیں تھی۔۔۔

علیزہ تو ٹرانس کی کیفیت میں وہاں بیٹھی مکزم کو یک ٹک دیکھ رہی تھی دل کی دھڑکنیں ایک دم تیز ہوئی تھی سانسیں مدھم پڑنے لگی تھی۔۔

مکزم نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھنے کی زحمت نہیں کی تھی وہ اسے نظر انداز کرتا سب سے سلام لیتا سردار صاحب اور آمنہ بیگم سے ملنے لگا جو خوش دلی سے ان سے ملے تھے۔۔

ملزم کے نظر انداز کرنے پر علیزہ کے اندر چن سے کچھ ٹوٹا تھا چہرہ اذیت کے مارے سرخ پڑا تو اس نے بڑی مشکل سے خود کو رونے سے باز رکھ کر چہرہ جھکا لیا۔۔

کیسی ہو علیزہ ٹھیک ہو تم اب۔۔۔ایلیا علیزہ کے قریب ہی بیٹھتی اس کے جھکے ہوئے چہرے کی طرف دیکھتی ہوئی بولی۔۔۔۔

علیزہ نے بڑی مشکل سے چہرہ اٹھا کر ہلکی سی مسکراہٹ چہرے پر سجا کر ایلیا کی طرف دیکھا اور مسکراتے ہوئے آہستہ سے ہاں میں سر ہلایا۔۔

ہاں میں بالکل ٹھیک ہوں تم کیسی ہو۔۔۔علیزہ ایلیا کی طرف دیکھتی ہوئی بولی تو ایلیا کو اس کی مسکراہٹ کچھ عجیب سی لگی۔۔۔

کوئی پریشانی ہے کیا اتنی بجھی بجھی کیوں لگ رہی ہو۔۔۔؟؟ ایلیا سے رہا نہ گیا تو اس نے پوچھ ہی لیا۔۔

نہیں ایسی تو کوئی بات نہیں میں ٹھیک ہوں اس نے دوبارہ سے کھل کر مسکراتے ایلیا کو یقین دلانا چاہا مگر ایلیا ایک نظر اس کے چہرے کو دیکھ کر یہ سمجھ چکی تھی کہ ضرور کوئی نہ کوئی بات ہے اور وجہ دور نہیں تھی ضرور وہ مکزم سے دور رہ کر اتنی پریشان تھی۔

اسی لیے تو وہ اتنی بجھی بجھی تھی اس نے غور کیا تھا کہ مکزم سب سے ملا تھا مگر اپنی بیوی سے نہیں ملا تھا نہ ہی اس نے ایک بار بھی اس کی طرف دیکھا تھا شاید یہ ہی بات تھی جو اسے پریشان کر گئی تھی آخر اپنی محبت کے ہاتھوں نظر انداز ہونا کسے برداشت ہوتا ہے۔

ایلیا نے کچھ بھی بولے بغیر فقط ہاں میں سر ہلایا اور ایک نظر مکزم کو دیکھا جو عنایہ کو پکڑے اس کے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں کو لبوں سے لگا رہا تھا وہ مسکراتا کبھی اس کے سر پر ہاتھ پھیرتا تو کبھی اس کے پیشانی پر لب رکھتا۔۔

علیزہ نے ترچھی نگاہیں کر کے مکزم کو دیکھا جو اب اپنی ایک ٹانگ پر عنایہ کو بٹھائے دوسری ٹانگ پر عبداللہ کو بٹھا کر عبداللہ کے پھولے ہوئے گال پر لب

رکھ رہا تھا ساتھ وہ مسکرا بھی رہا تھا جبکہ اس کے بچے بھی بہت کمفرٹیبل تھے اپنے باپ کے ساتھ مگر وہ دونوں مکزم سے علیزہ سے زیادہ اٹیچ ہو چکے تھے اور مکزم کے لمس پر وہ ہمیشہ کھکھلاتے تھے وہ اپنے باپ کو ہزاروں کی تعداد میں بھی پہچان لیتے تھے کیونکہ اب وہ اپنے باپ کے عادی ہو چکے تھے۔۔

علیزہ نے اپنی ساری بے چینی کو ایک سائیڈ پر رکھتے مسکرا کر اپنے سامنے بیٹھی اپنی زندگی کو دیکھا اس کی زندگی تو اس کا شوہر اور بچے ہی تھے جنہیں ایک ساتھ مسکراتے دیکھ کر اس کے راگ و اپے میں سکون اترا تھا۔۔

اپنے دکھ کو بھلاتے وہ مسکراتی نظروں سے ان تینوں کو دیکھ رہی تھی اور اپنے شوہر کو جو اپنی محبت اپنے بچوں پر نچھاور کر رہا تھا ایسے جیسے کئ عرصے سے ان سے دور رہا ہو۔۔

خیر مکزم کے لیے تو یہ ایک عرصہ ہی تھا۔۔۔

چلیں جی سب چلیں باہر نرس نے علیزہ کی ڈریسنگ کرنی ہے۔۔۔عائشہ سب کو ایک نظر دیکھتی ہوئی بولی جن میں فاطمہ مسکان ایلیا مریم مکزم اور آمنہ بیگم شامل تھیں۔۔۔

سردار صاحب پہلے ہی جا چکے تھے جبکہ علیزہ کے چاروں بھائی بھی گھر پر موجود نہیں تھے عمر اور عاسم اپنی اپنی یونیورسٹی گئے ہوئے تھے علی اور احمد بھی اپنے کالج جا چکے تھے۔۔۔

نرس کے کمرے میں آتے ہی مریم نے عبداللہ جبکہ عائشہ نے عنایہ کو پکڑا اور کمرے سے باہر نکلی جبکہ باقی سب بھی ان کے پیچھے ہی کمرے سے باہر نکل کر باہر جا چکے تھے۔۔۔

اب نرس بیڈ کے قریب کھڑی مکزم کی طرف دیکھ رہی تھی جو وہیں پر بیٹھا تھا۔۔۔

آپ بھی باہر جائیں مجھے ڈریسنگ کرنی ہے۔۔۔جب مکزم وہاں سے اٹھ کر باہر جا گیا تو مجبوراً اس نرس جو خود ہی اسے بولنا پڑا۔۔۔

مکزم نے ایک سنجیدہ نظر اس نرس پر ڈالی اور اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔۔

آپ جائیں یہاں سے میں اپنی بیوی کی ڈریسنگ خود کر لوں گا۔۔مکزم اس نرس کے ہاتھ سے ڈریسنگ کا سامان پکڑتا ہوا گویا ہوا۔۔

لیکن یہ آپ کیسے۔۔۔وہ ابھی اپنی بات بھی مکمل نہیں کر پائی تھی جب مکزم نے اسے بیچ میں ہی ٹوک دیا۔۔

آپ جائیں مس مجھے بہتر معلومات ہیں اس بارے میں۔۔۔مکزم اسے کمرے کے دروازے کی جانب اشارہ کرتے ہوئے بولا تو وہ نرس شرمندگی سے نظریں جھکاتی باہر نکل گئی۔۔۔

نرس کے جاتے ہی مکزم خود چل کر دروازے تک گیا اور دروازے کو اچھے سے لاک کیا اور مڑ کر بیڈ کی طرف آیا جبکہ مکزم کے اس انداز پر وہ بے حد گھبرائی۔

مکزم نے ابھی تک اس کی جانب ایک غلط نگاہ بھی نہیں اٹھائی تھی جبکہ مکزم کی یہ نظر اندازی اور بے پرواہی اسے تڑپانے کا سبب بن رہی تھی اس کی جان نکل رہی تھی مکزم کے یوں نظر انداز کرنے پر۔۔۔

وہ اپنے سوکھے ہوئے لبوں پر زبان پھیر کر مکزم کو دیکھنے لگی جو ایک پٹی نکالتا پٹی کے رول کو کھول کر رکھ رہا تھا اگلے لمحے وہ اس کے بے حد نزدیک آنے والا تھا اور ان مراحل کو سوچ کر اس کی جان ہوا ہو رہی تھی۔

مکزم چہرے کے تاثرات خطرناک حد تک سخت کیے اس کی جانب بڑھا اور ایک جھٹکے سے اس کی ٹانگوں سے بیت تک پھیلے ہوا بلینکٹ کو اٹھا کر دوسری سائیڈ پر پھینکا جس پر علیزہ نے ہڑبڑا کر مکزم کی طرف دیکھا جس کا انداز کافی جاہرانہ تھا۔

مکزم نے اس کے گرد پھیلے دوپٹے کو پکڑ کر اتارنا چاہا جب علیزہ نے جلدی سے مکزم کے دونوں ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں کی گرفت میں لیا اور اسے ایسا کرنے سے روکا۔

مم میر یہ آپ کیا کر رہے ہیں۔۔۔وہ بے حد گھبرائے ہوئے لہجے میں بولی۔

شٹ اپ جو بھی کروں گا ٹھیک کروں گا دوبارہ مجھے روکنے کی غلطی مت کرنا ورنہ بہت پچھتاؤ گی۔۔۔

وہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر وارن کرتا اس کے دونوں ہاتھوں کو جھٹکتا ایک جھٹکے سے اس کے گلے میں موجود دوپٹے کو نکال کر دور اچھال چکا تھا۔

جبکہ علیزہ نے جو ہلکی پھلکی اور کھلی سی شرٹ پہنی ہوئی تھی جس کا گلا کافی ڈیپ تھا دوپٹہ ہٹنے کی وجہ سے اس کے خوبصورت جسم کی رعنائیاں اور نشیب و فراز اس کے سامنے عیاں تھے۔۔۔

مکزم بڑے حق سے اس کے وجود پر گہری نظریں ڈالتا وہ اسے گھبراہٹ میں مبتلا کر گیا۔۔۔

میر۔۔۔اس نے بھیگی آواز میں دوبارہ اسے پکارا جب مکزم نے ایک بار سرد نگاہوں سے اس چہرے کی طرف دیکھا۔۔۔

ایسا نہیں کریں مم مجھے بہت برا لگ رہا ہے آپ کا نظر انداز کرنا برداشت نہیں ہو رہا پلیز میرے ساتھ ایسا مت کریں۔۔۔وہ ضبط کا ساتھ چھوڑتی بری طرح روتی اس کی شرٹ کو دونوں مٹھیوں میں جکڑتی اس کے سینے میں چہرہ چھپا کر مزید روانگی سے رونے لگی۔۔۔

مکزم نے سختی سے ہونٹ بھینچ کر اس کے ہچکیاں لیتے وجود کو دیکھا جو اس کے ساتھ لپٹی ہوئی تھی اگر مکزم زرا سا بھی اپنی جگہ سے ہلتا وہ وہ بھی اپنی جگہ سے ضرور ہلتی جس پر اس کا زخم بھی دکھ سکتا تھا۔۔

کیا چاہتی ہو تم میں اگر نرمی سے پیش آ رہا ہوں تو میری نرمی کا ناجائز فائدہ مت اٹھاؤ۔۔۔مکزم نرمی سے اسے کندھوں سے تھام کر خود سے الگ کرتے ہوئے بولا۔۔

علیزہ چہرہ جھکاتی روانگی سے رونے لگی۔۔۔

اگر تم نے رونا بند نا کیا تو میں یہاں سے چلا جاؤں گا اور دوبارہ تمہارے ہزار بار بلانے پر بھی نہیں آؤں گا۔۔مکزم اسے سخت لہجے میں وارن کر گیا جس کا اثر اس پر فوراً ہو گیا۔۔

مکزم کی بات سن کر اس نے ہڑبڑاتے جلدی سے اپنے آنسو صاف کیے اور دونوں آنکھیں ہاتھ کی دونوں مٹھیوں سے رگڑتے ہوئے صاف کرنے لگی بالکل کسی چھوٹے بچے کی طرح جیسے کسی چھوٹے بچے کو اس کی پسندیدہ چیز کی لالچ دی جائے اور بولا جائے کہ جلدی سے رونا بند کرو نہیں تو میں یہ چیز نہیں دوں گا اور وہ بچہ جلدی سے اپنا رونا دھونا بھول کر چپ کر کے بیٹھ جائے کہ کہیں اس کے رونے سے واقعی انکار نہ کر دیا جائے۔۔

اس کی اس حرکت پر مکزم کے دل کو ایک دم سے کچھ ہوا کتنا ظالم تھا نا وہ کتنا ظلم کر رہا تھا اپنی چھوٹی سی بیوی پر جو اتنی نازک تھی کہ اس کی ذرا سی نظر اندازی نہیں برداشت کر پا رہی اور وہ چلا تھا اسے سزا دینے مکزم کو عجیب بھر کر خود پر غصہ آیا۔۔

ہاں وہ بے وقوف تھی اس نے بے وقوفی کی تھی مگر اس کا مطلب یہ تو نہیں تھا کہ مکزم ظالم بن جاتا مگر وہ بن بھی چکا تھا لیکن اسے اپنے سامنے یوں روتا دیکھ کر اس کی بس ہو گئی تھی اب مزید وہ اپنی بیوی پر اتنا ظلم نہیں کر سکتا تھا اور نہ ہی اسے نظر انداز کر سکتا تھا یہ اس کے بس سے باہر کی چیز تھی۔۔۔

علیزہ بار بار اپنے آنسو صاف کر رہی تھی مگر آنسو تھے جو بہنا بند ہی نہیں ہو رہے تھے۔۔

مکزم اس کے سامنے کھڑا ٹکٹکی باندھے اسے دیکھ رہا تھا جو خود کو رونے سے باز رکھ رہی تھی مگر اس کی آنکھیں اس کا ساتھ نہیں دے رہی تھی۔

مکزم سے مزید برداشت نہ ہوا اسے لگا اگر وہ ایک پل بھی اور اس سے دے رہا تو وہ مر جائے گا۔۔

اس نے جھٹکے سے اس کی کلائی پکڑی اور اسے سختی سے اپنے سینے میں بھینچ لیا جبکہ مکزم کی اس حرکت پر وہ اس کے سینے میں چہرہ چھپاتی دوبارہ زار و قطار رونے لگی مکزم نے اس بار اسے چپ نہیں کروایا تھا بلکے اسے رونے دیا تھا۔

میر آئی ایم ریلی سوری میر میں نے جان بوجھ کر کچھ نہیں کیا اگر میں ایسا نہ کرتی تو وہ آپ کو مار دیتا پھر میرا کیا ہوتا پلیز میرے ساتھ ایسا مت کریں ورنہ میں مر جاؤں گی۔۔۔

وہ مکزم کی شرٹ کو بچوں کی طرح دونوں مٹھیوں میں قید کرتی ہچکیاں لیتے اس کے سینے میں چہرہ چھپائے بری طرح روتے ہوئے بول رہی تھی جب کہ مکزم کی اب بس ہو چکی تھی اب اسے لگ رہا تھا کہ اگر علیزہ چپ نا کی تو وہ اپنا ضبط کھو بیٹھے گا۔۔

بس کر دو میرا بچہ بند کر دو رونا کیوں روئے جا رہی ہو تمہارے بلانے پر آ ہو گیا ہوں اب اس طرح رو کر تم خود سے زیادہ مجھے تکلیف دے رہی ہوں

مت کرو ایسے میری جان مجھے تمہارے رونے سے تم سے زیادہ تکلیف ہو رہی ہے۔۔۔

مکزم آہستہ آہستہ اس کے بال سہلاتا اس کے بالوں میں اپنا چہرہ چھپاتے ہوئے ساتھ ہی ساتھ اسے حوصلہ بھی دینے لگا جبکہ مکزم کا اتنا نرم اور محبت بھرا لہجہ محسوس کرتے علیزہ کو تھوڑی تسلی ہوئی مگر اسے پہلے سے بھی زیادہ رونا آ رہا تھا ان دو دنوں میں اس نے کتنا مس کیا تھا اپنے میر کو جو اسے نظر انداز کیے بیٹھا تھا شاید وہ اس سے ناراض تھا۔۔

چلو رونا بند کرو شاباش ابھی تمہارے میر کو اور بھی بہت سے کام نپٹانے ہیں اگر تم اس طرح روتی رہو گی تو میں کمزور پڑ جاؤں گا اور مجھے نہیں لگتا کہ میری جان مجھے کمزور ہونے دے گی۔۔۔مکزم اس کے آنسو اپنے ہونٹوں سے چنتا اس کے جلد دل پر مرہم رکھ گیا تھا۔۔

آآ آپ ناراض نہیں ہیں نا۔۔؟؟ انجانے خدشہ کے تحت اس نے پوچھنا ضروری سمجھا۔۔

میری یہ ناراضگی صرف تب تک پینڈنگ میں ہے جب تک تم ٹھیک نہیں ہو جاتی جس دن تم بہتر ہو جاؤں گی اس دن تمہیں میری ناراضگی کا سامنا کرنا ہی پڑے گا ابھی صرف تمہارا خیال کر رہا ہوں کیونکہ تم ٹھیک نہیں اس کے بعد میں گارنٹی نہیں دیتا۔۔۔

مگر ایک بات یاد رکھنا تب میں رونے بھی نہیں دوں گا اور دور بھی نہیں جانے دوں گا اور رہوں گا بھی ناراض تمہیں پاس رکھ کر تم پر ظلم کروں گا تاکہ تمہیں اندازہ ہو سکے کہ تم اپنے ساتھ کیا کرنے چلی تھی۔۔۔

مکزم اسے خود سے الگ کرتا نرم مگر سنجیدہ لہجے میں بولا۔

میر میں نے کچھ نہیں کیا اگر آپ کو کچھ ہو جاتا تو میں۔۔۔اس کے الفاظ اس کے منہ میں ہی رہ گئے تھے جب مکزم نے اس کے نرم گلابی ہونٹوں پر انگلی رکھ کر اس کے الفاظ وہیں پر روک دیے۔

تمہیں صرف اپنا خیال تھا کہ اگر مجھے کچھ ہو جاتا تو تم کیا کرتی کیا تمہیں یہ خیال نہیں آیا کہ اگر تمہیں کچھ ہو جاتا تو میرا کیا ہوتا تم نے ایک بار بھی

ہمارے بچوں کے بارے میں نہیں سوچا میرے بارے میں نہیں سوچا اور اپنی جان کی بازی لگا دی کیا سوچ کر تم نے ایسا کیا مکزم کا لہجہ ایک دم سے بدلا تھا نرمی کی جگہ سنجیدگی نے لی تھی چہرے کے تاثرات سخت ہوئے تھے جبکہ آنکھیں سرخ ہونے لگی تھیں۔۔

میر۔۔۔علیزہ نے سسک کر اس کی طرف دیکھا۔۔۔

ہاں بولو جواب دو میری باتوں کا کیا تمہیں صرف یہ یاد تھا کہ تمہارا کیا ہوتا کیا اس وقت تم خود غرض بن گئی تھی تم نے اپنے علاوہ کسی اور کے بارے میں نہیں سوچا۔۔۔؟؟

مکزم کی آنکھوں کے گوشے ایک دم سے بھیگے تھے وہ شخص کبھی رویا نہیں تھا علیزہ نے اسے اج تک روتے ہوئے نہیں دیکھا تھا خیر دیکھا تو اس نے اب بھی نہیں تھا مگر مکزم کی آنکھوں میں کہیں اندر تک نمی چمکی تھی مگر آنسوؤں کی صورت میں باہر نہیں آئی تھی۔۔۔

ایسا مت بولیں میری جان آپ کی ہی ہے اگر میں آپ کی خاطر اپنی جان بھی نہ دے سکوں تو کیا فائدہ ایسی جان کا۔۔۔!!!

وہ تڑپ کر مکزم کی طرف دیکھتی بھاری آواز میں بولی رونے کی وجہ سے اس کا گلا بھاری ہو چکا تھا اور آنکھیں سرخ انگار بن چکی تھی جبکہ ہونٹ آہستہ آہستہ لرز رہے تھے۔۔۔۔

تم اپنی جان دے دیتی مگر تمہارے بعد میرا کیا ہوتا یہ بات تم آج تک نہ سمجھ سکی تمہیں آج تک میری محبت نظر نہیں آئی میرا ہونا تم سے ہے میری محبت تم سے ہے تمہیں آج تک اس چیز کا احساس نہیں ہوا۔۔۔

مکزم بولا کو اس کی آواز میں نمی گلتی ہوئی محسوس ہوئی تو علیزہ نے جھٹکے سے نظریں اٹھا کر مکزم کی آنکھوں میں دیکھا مگر اس کی آنکھیں جھکی ہوئی تھیں پلکوں کے جھاڑ نے اس کی آنکھوں میں چمکتی نمی کو چھپا دیا تھا۔

مجھے کچھ نہیں ہوا میر میں ٹھیک تو ہوں آپ ایسا تو مت بولیں میں آپ کو آپ کی محبت کو سمجھتی ہوں اگر آپ کی محبت میرے ساتھ نہ ہوتی تو میں زندہ

نہ ہوتی وہ مکزم کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں تھامتی اس کے چہرے پر نظریں ٹکاتی ہوئی بولی۔۔

مگر جب اس کی نظر مکزم کی آنکھوں پر پڑی تو اسے لگا جیسے کسی نے اس کے جسم سے بے دردی سے اس کی روح کو کھینچا ہو۔۔۔

مکزم کی آنکھیں سرخ انگار بنی ہوئی تھی آنکھوں میں تیزی سے نمی چمک رہی تھی چہرے کا رنگ سرخ پر رہا تھا ایسے جیسے وہ خود پر ضبط کر رہا ہو اور اس سے ضبط کیا نا جا رہا ہوں۔

اگر تمہیں کچھ جاتا تو میں کیا کرتا۔۔؟؟تم کیوں نہیں سمجھتی یہ سانسیں یہ دل بند ہو جاتا ایک ایک پل ایک ایک لمحہ میں نے کیسے گزارا میں تمہیں کیسے بتاؤں جب تم اپریشن تھیٹر میں موجود تھی مجھ پر وہ وقت قیامت کی زیر نظر تھا میں کیسے بتاؤں۔۔۔

تم کیوں نہیں سمجھتی تمہارا میر مر جاتا تم کس کے سہارے مجھے چھوڑ کر جا رہی تھی تمہیں ترس نہیں آیا مجھ پر۔۔۔۔؟؟

اس کی آنکھوں سے انسو نکل کر علیزہ کی ہتھیلیوں پر گرے تھے علیزہ کی تو مانو سانسیں حلق میں ہی اٹک گئی تھی اس کے سامنے بیٹھا ایک خوبرو نوجوان چھ فٹ کا خوبصورت شخص جسے زندگی میں اس نے کبھی روتے نہیں دیکھا تھا وہ آج اس کے سامنے بے بس بیٹھا رو رہا تھا وجہ صرف وہ تھی اس کے رونے کی وجہ وہ بنی تھی اس کی اپنی بیوی۔۔۔

مکرم نے علیزہ کے دونوں ہاتھ تھام کر شدت سے اس کی ہتھیلیوں پر لب رکھے اس کے انداز میں شدت تھی تڑپ تھی جسے علیزہ نے بخوبی محسوس کیا تھا وہ تکلیف بچھڑ جانے کی تھی بچھڑ جانے کا خوف دور جانے کا ڈر مکزم کے دل میں ابھی بھی وہ ڈر قائم تھا جو اس نے کچھ گھنٹوں پہلے محسوس کیا تھا یہ جو شخصیت اس کے سامنے بیٹھی تھی اگر اسے کچھ ہو جاتا تو وہ تو واقعی میں مر جاتا۔۔

میر۔۔علیزہ نے تڑپ کر آگے بڑھ کر جلدی سے اپنے ہاتھوں سے اس کا چہرہ تھاما اور بغیر کچھ سوچے سمجھے اس کے ہونٹوں پر لب رکھ دیے۔۔۔

مکزم ششدر رہ گیا علیزہ نے آج سے پہلے کبھی یہ حرکت نہیں کی تھی مگر اس نرم لمس میں موجود تڑپ کو وہ بھی بخوبی محسوس کر گیا تھا یہ اس کے دل کا درد تھا جو اس کی آنکھوں سے دو موتی ٹوٹ کر اس کے ہاتھوں پر گرے تھے اور یہ علیزہ کی روح کا درد تھا جو وہ شدت سے اس پر نچھاور کرنے کی کوشش کر رہی تھی مگر وہ نازک جان کہاں ایسا کر سکتی تھی۔۔۔

اپنی حرکت پر غور کرتے وہ جلدی سے پیچھے ہٹنے لگی جب مکزم نے اس کی گردن سے پیچھے ہاتھ لے جاتے ایک ہاتھ اس کی کمر پر رکھ کر اسے اپنی طرف کھینچا اور اگلے ہی لمحے شدت سے اس کی سانسیں سے اپنی سانسوں میں قید کر گیا جب کہ علیزہ اس کے اتنے شدت بھرے لمس پر تڑپ کر رہ گئی۔۔۔

مگر وہ پیچھے نہیں ہٹ سکتی تھی کیونکہ پیش قدمی اس نے کی تھی۔۔

وہ اس کے گلے میں دونوں بازو حائل کرتی بہتی آنکھوں سے اس کے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھنے لگی اور اپنے ہونٹوں پر اس کے لمس کو محسوس کرنے

لگی اس کی آنکھیں سے مسلسل بہہ رہی تھی ہاں وہ رو رہی تھی کیونکہ مکزم کے دو آنسو دیکھ کر اس کا دل تڑپ اٹھا تھا وہ کچھ بھی دیکھ سکتی تھی مگر اپنے شوہر کو روتا ہوا نہیں۔۔

کچھ دیر بعد مکزم اس سے الگ ہوا اور اس کے ماتھے سے ماتھا ٹکا کر اس کی سانسوں کو اپنی سانسوں میں انہیل کرنے لگا۔۔

علیزہ ابھی بھی رو رہی تھی جبکہ مکزم آہستہ آہستہ اس کی کمر سہلاتا اسے اپنے قریب تر کر گیا

اس کا سر اپنے سینے سے لگاتا اس کے چہرے کو اپنی انگلیوں کے پوروں سے صاف کرتا اس کے ماتھے پر شدت بھرا لمس چھوڑ کر آنکھیں موند کر کچھ دیر اس کی قربت کو محسوس کرنے لگا۔۔

کئی لمحوں تک تو وہ دونوں ایک دوسرے کے بے حد قریب آنکھیں موندے یوں ہی ایک دوسرے کے حصار میں بیٹھے رہے مگر مکزم کو اچانک ہوش آیا اور اسے نرمی کو خود سے الگ کیا۔۔

بس بہت رو لیا اب میں تمہاری آنکھوں میں ایک آنسو نہ دیکھوں اور اگر تم نے میری بات نہ مانی تو اس بار تو میں نے نرمی اختیار کر لی تھی مگر اگلی بار نہیں کروں گا بہت مار کھاؤں گی مجھ سے وہ انگلی اٹھا کر اسے وارن کرتا تکیہ سیدھا کر کے اسے کروٹ بدل کر لٹاتے ہوئے بولا۔۔

چونکہ زخم دائیں پسلی کی طرف تھا اس لیے وہ سیدھا بھی نہیں لیٹ سکتی تھی بینڈیج کرنے کے لیے اس کے بائیں جانب کروٹ بدلنے لازمی۔۔۔

مکزم نے اس کی ڈھیلی ڈھالی شرٹ کو تھوڑا سا اوپر اٹھا کے زخم کو دیکھا اس کے نازک سفید بدن پر ایک بری سی بینڈج کی گئ تھی زخم چھوٹا نہیں تھا اس بینڈیج میں اس کی پوری پسلی کور ہوئی تھی۔۔

مکزم نے لب بھیج کر آہستہ آہستہ اس بینڈیج کو اتارنا شروع کیا۔۔جبکہ علیزہ تکیے جو مٹھی میں بھینچتی اس درد کو برداشت کرنے کی کوشش کرنے لگی۔۔

مکزم جانتا تھا کہ اسے کافی تکلیف ہو رہی ہوگی اس لیے وہ پایوڈیں لگا کر آہستہ آہستہ بینڈیج ہٹانے لگا اور بینڈیج ہٹاتے ہی جیسے اس کی نظر اس کے زخم پر

گئی تو اس کی آنکھوں میں خون اتر آیا دل میں ایک بار پھر ڈیمن کو جان سے مار دینے کی خواہش جاگ اٹھی جس کا تصور کچھ دیر کے لیے اس کے ذہن سے نکل چکا تھا۔۔۔

علیزہ کی پسلی پر ایک بہت لمبا کٹ تھا اور اس پر تقریباً 12 سے 13 سٹیچیز تھے جو بلکل تازہ تھے۔۔۔

مکزم کو بہت پہلے سے ان سب چیزوں کا علم تھا ویسے بھی زید کے ساتھ رہ کر اسے اور زیادہ نالج ہو گئی تھی جب وہ باہر پڑھنے کے لیے یونیورسٹی گیا تھا تب بھی وہاں پر میڈیکل کے حوالے سے معلومات دی جاتی تھی وہاں کے سٹوڈنٹس کے لیے یہ چیزیں ضروری تھی جس کا فائدہ آج تک مکزم کو ہوتا آیا تھا کیونکہ ہمیشہ اس نے اپنے زخم خود ہی ہینڈل کیے تھے مگر آج پہلی بار وہ اپنی بیوی کے اتنے لمبے چوڑے اور گہرے زخم کو دیکھ رہا تھا جسے برداشت کر پانا اس کے لیے بہت مشکل تھا مگر وہ مضبوط اعصاب کا شخص تھا جسے گھبرانا نہیں آتا تھا۔۔

مکزم نے آہستہ آہستہ زخم صاف کیا اور اس کی بینڈیج کرنے لگا علیزہ کو درد تو محسوس ہو رہا تھا مگر اتنا زیادہ نہیں جتنا نرس کے بینڈج کرنے پر ہوتا تھا اگلے پانچ منٹ مکزم بہت اختیاط سے اس کی بینڈج کر چکا تھا۔۔

علیزہ کی شرٹ کو ٹھیک کرتے اس نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر نرمی سے اسے اٹھا کر بیٹھایا اور اس کا چہرہ دیکھنے لگا جو درد کی شدت کی وجہ سے سرخ ہوا پڑا تھا جبکہ آنکھیں رونے کی وجہ سے سوجھی ہوئی تھی اور چھوٹی سی ناک بن سرخ بنی ہوئی تھی۔۔

میرا چھوٹا سا بچہ اتنی تکلیف کیسے سہہ گیا۔۔۔مکزم جھکتا اس کے چہرے کے ایک ایک نقوش کو شدت سے چومتے ہوئے بولا۔۔

جیسے آپ کی نظر انداز سہہ لی ویسے ہی یہ درد بھی برداشت کر لیا۔۔وہ شکوہ کن نگاہوں سے مکزم کی طرف دیکھتی ہوئی روٹھے ہوئے اندازی بولی تو مکزم کے انابی ہونٹوں تلے دلکش مسکراہٹ رینگ گئی۔۔

نہ میری جان ابھی تک تم نے میری نظر اندازی دیکھی ہی نہیں تھوڑا صبر رکھو تھوڑا سا ٹھیک ہو جاؤ پھر تمہیں دکھاؤں گا کہ میری نظر اندازی کیسی ہے۔۔۔ تمہیں بتاؤں سا فرصت سے۔۔

مکزم بے باکی سے اس کو گلابی ہونٹوں پر اپنے لب رکھتے ہوئے بولا اور گہری نظریں اس کے دوپٹے سے بے نیاز سراپے پر ڈالی۔۔۔

مکزم کی بے باک نظریں اپنے گلے پر عیاں ہوتی نرم پر محسوس کرتے علیزہ کے جسم کا سارا خون اس کے چہرے میں سمٹ آیا۔۔

آپ بہت بے شرم ہیں۔۔۔وہ شرم سے دہکتے گالوں پر دونوں ہاتھ رکھتی مکزم کو ایک گھوری سے نوازتے ہوئے بولی۔۔تو مکزم کا دلکش قہقہہ کمرے میں گونجا۔۔

ایکسکیوز می بھیا اینڈ بھابھی اگر آپ کے پرائیویسی ڈسٹرب نہ ہوئی ہو تو بتانا چاہوں گی کہ آپ کے چھوٹے چھوٹے بچے ہم سے چپ نہیں ہو رہے شاید انہیں اپنے ماما بابا کی ضرورت ہے کیا ہم اندر تشریف لا سکتے ہیں۔۔۔؟؟؟

عائشہ کمرے اس کا دروازہ کھٹکھٹاتی شرارت سے بھرپور انداز میں بولی تو مکزم اور علیزہ نے اپنی مسکراہٹ دبائی۔۔

بہت بے ادب اولاد ہے ماں باپ کو ذرا پرائیویسی نہیں دیتے مکزم بد مزا ہوتا بڑبڑاتے ہوئے دروازے کی جانب بڑھا جبکہ مکزم کی بڑبڑاہٹ سنتے علیزہ کھکھلا کر ہنسی جب کہ اس کے کھکھلاہٹ پر مکزم کے دل میں ایک عجیب سا سکون اترا تھا۔۔۔

ooooooooooooooooo

علیزہ نے اپنا دوپٹا پکڑ کر اپنے دونوں کندھوں کے گرد پھیلایا جب عائشہ مریم کے ساتھ اپنے 32 دانتوں کی نمائش کرتے ہوئے کمرے میں داخل ہوئی۔۔۔

اسلام علیکم بھائی کیسے ہیں آپ۔۔۔عائشہ مکزم کی طرف دیکھتی عنایہ کو پکڑے مکزم کو پکارتے ہوئے ایسے بولی جیسے اب مل رہی ہو مکزم سے جبکہ وہ کچھ دیر پہلے بھی یہ ہی سوال کر چکی تھی۔۔

میں ٹھیک ہوں گڑیا الحمدللہ۔۔۔مکزم نے مسکرا کر اس کی شرارت سمجھتے ہوئے جواب دیا۔۔۔

لاؤ اسے مجھے دے دو۔۔۔۔علیزہ عبداللہ کی طرف دیکھتی مریم کو قریب آنے کا اشارہ کرتے ہوئے بولی جبکہ عبداللہ اپنا نچلا ہونٹ باہر نکالے رونے کی فل تیاری پکڑے ڈبڈباتی بڑی بڑی سبز آنکھوں سے علیزہ کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔

ہرگز نہیں ڈاکٹر نے ابھی کوئی بھی وزن اٹھانے سے منا کیا ہے میں لاپرواہی برداشت نہیں کروں گا۔۔۔مکزم علیزہ کی بات سنتے ماتھے پر شکن ڈال کر اسے ایک گھوری سے نوازتا دوسرے ہاتھ سے عبداللہ ہو اٹھا کر اپنے کندھے سے لگاتے ہوتے سنجیدگی سے بولا۔۔۔

اب منظر کچھ یوں تھا کہ مکزم کے دائیں کندھے پر عنایہ نے رکھا ہوا تھا جبکہ بائیں کندھے پر عبداللہ نے اور وہ بلڈوزر جیسا شخص جسے دو بچے ہینڈل کرنے میں ذرا بھی مشکل نہیں ہو رہی تھی کیونکہ وہ دونوں بلکل ہلکے پھلکے سے تھے جو صرف مکزم کو ہی لگ رہا تھا جبکہ عنایہ اور عبداللہ بلکل بھی کمزور بچوں میں

سے نہیں تھے وہ دونوں بہت تندروست اور اچھی صحت والے بچے تھے علیزہ انہیں اٹھاتے اٹھاتے تھک جایا کرتی تھی مگر مکزم نہیں تھکتا تھا۔۔

علیزہ مسکراتی مکزم کو دیکھ رہی تھی جو کمرے میں دائیں بائیں چکر لگا رہا تھا جبکہ عبداللہ اور عنایہ بلکل چپ تھے اور آہستہ آہستہ بند ہوتی آنکھوں سے اپنی ماں کو دیکھ رہے تھے۔۔

واہ بھائی مکزم بھائی نے تو ایک منٹ میں دونوں کو ہینڈل کر لیا ہم سے چپ ہی نہیں ہو رہے تھے عائشہ علیزہ کے قریب بیٹھتی ہلکی سی آواز میں بولی اتنی کہ مریم اور علیزہ اسے آسانی سے سن سکیں۔۔

ہاں وہ اپنے بابا کے پاس جا کر چپ ہو جایا کرتے ہیں اور میرے میر انہیں آرام سے ہینڈل کر لیتے ہیں۔۔۔علیزہ بھی مدھم آواز میں بولی۔۔۔

اووو ہووو تو بھئی نہیں کانٹے لگے تھے جو یہ دونوں ہمارے قابو نہیں آ رہے تھے جبکہ کل سے تو انھوں سے بلکل تنگ نہیں کیا تھا۔۔مریم منہ بناتے ہوئے بولی۔۔۔

وہ اپنے بابا کو مس کر رہے تھے اس لیے اتنا شور کر رہے تھے کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ ان کے بابا ابھی یہیں پر موجود ہیں۔۔۔علیزہ مریم کی طرف دیکھتی کھل کر مسکرائی۔۔۔

ہاں کتنے تیز ہیں یہ بچے نظر رکھی ہوئی تھی اپنے باپ پر۔۔۔عائشہ آنکھیں پھاڑے مکزم کے کندھے سے لگے عبداللہ اور عنایہ کو دیکھتی ہوئی بولی جو اب سو چکے تھے۔۔۔

عائشہ کی آواز مکزم کی سماعتوں تک بھی با آسانی پہنچی تھی مگر وہ ہلکا سا مسکراتا سر جھٹک گیا۔ہاں اب اس کے بچے اسے مس کرتے تھے وہ تاق رکھتے تھے اس کی وہ ان کا باپ تھا یہ خون کی کشش تھی جو وہ اپنے ماں باپ کی اتنی پہچان رکھتے تھے۔۔۔

عائشہ کی بات سن کر مریم اور علیزہ سر جھٹک کر ہنس دیں۔۔

جی وہ بی بی جی نیچے بلا رہی ہیں وہ بول رہی ہیں کھانا لگ چکا ہے آپ نیچے آ جائیں۔۔۔ملازمہ کمرے کے دروازے پر کھڑی ہوتی مریم اور عائشہ کی طرف دیکھتی ہوئی بولی۔۔۔

اچھا ہم چلتے ہیں نیچے آنٹی کا بلاوا آ گیا ہے اور افراح اور تمہاری تین نئی نندیں بھی ہمارا انتظار کر رہی ہوں گی تمہارے اور بھائی کے لیے ہم کھانا کمرے میں بھجوا دیتے ہیں آپ مل کر اچھے سے کھا لینا۔۔۔

عائشہ علیزہ کی طرف دیکھتی شرارت سے ایک آنکھ دباتے ہوئے بولی تو علیزہ نے اسے گھورا جس پر وہ ہنستی مریم کے ہمراہ وہاں سے چلی گئی۔۔۔

عائشہ اور مریم کے جاتے ہی مکرم بیڈ کی جانب بڑھا اور سب سے پہلے عنایہ کو بہت احتیاط سے بیڈ کی دوسری طرف لٹایا اور پھر عبداللہ کو بھی اس کے ساتھ ہی لٹا کر ان دونوں کی سائڈ پر تکیہ رکھتے ان پر بلینکٹ ڈال دیا وہ دونوں گہرے نیند سو چکے تھے یقیناً انہیں نیند آئی ہوئی تھی اسی لیے تو وہ اتنا رو رہے تھے اور کسی اور سے چپ ہونے کا نام نہیں لے رہے تھے۔

اگر تم اس وقت بول دیتی کہ تمہیں اپنے شوہر کے ساتھ ہی جانا ہے تو میرے بچوں کو میرے بغیر رہنا نہ پڑتا میں تمہیں بھی سنبھال لیتا اور اپنے بچوں کو بھی میرے لیے یہ مشکل نہیں تھا۔۔۔

مکزم علیزہ کی طرف دیکھتا اسے شرمندہ کر گیا جب کہ وہ شرمندگی سے کچھ بول ہی نہ پائی کیونکہ واقعی میں وہ مکزم کے حق میں نہیں بولی تھی وہ اپنے باپ کے حق میں چپ تھی۔۔۔

اس سے پہلے کہ علیزہ کوئی جواب دیتی کمرے میں ملازمہ داخل ہوئی جس کے ہاتھ میں کھانے کی ٹرے تھی۔۔

بی بی جی یہ کھانا بھیجا ہے بی بی نے وہ بول رہی تھی کہ ٹھیک سے کھائیے گا آپ نے صبح بھی اچھے سے ناشتہ نہیں کیا۔۔ ملازمہ اپنی ہی رو میں بولتی کھانے کی ٹرے بیڈ پر رکھتی واپس چلی گئی۔۔۔

جب کہ علیزہ اسے گھورتی ہی رہ گئی جو یہ بات بول کر اسے بری طرح پھنسا چکی تھی کیونکہ مکزم اب اسے کھا جانے والی نگاہوں سے گھور رہا تھا۔

یہ کیا بے وقوفی ہے تم کس دن سمجھدار ہو گی دو بچوں کی ماں ہو تم تمہیں اب تو سمجھدار ہو جانا چاہیے اتنی لاپرواہ کیوں ہو تم کیوں تم اپنا خیال خود سے نہیں رکھ سکتی۔۔۔مکزم غصے سے بولتا اس کی جانب بڑھا جب کہ علیزہ اپنی شامت دوبارہ آتے دیکھ کر سختی سے آنکھیں میچ چکی تھی۔۔۔

یوں کبوتر کی طرح انکھیں بند کرنے سے تم بچ نہیں جاؤ گی بیگم۔۔۔مکزم اس کے سامنے بیٹھتا کھانے کی ٹرے اپنے اور اس کے درمیان رکھتا اسے ایک زبردست گھوری سے نوازتے ہوئے سنجیدگی سے بولا تو علیزہ نے پٹ سے آنکھیں کھول کر اپنے سامنے بیٹھے مکزم کو دیکھا جو اس سے کچھ فاصلے پر بیٹھا تھا۔۔

چپ چاپ کھانا شروع کرو اگر تم نے یہ ختم نہ کیا تو میں بغیر کچھ سوچے سمجھے تمہارا حشر کر دوں گا اور رحم تو تم پر بالکل نہیں کروں گا۔۔۔

مکزم کھانے کی ٹرے اس کی طرف کھسکاتا سخت لہجے میں بولا تو علیزہ نے اپنے سوکھتے لبوں پر زبان پھیر کر کھانے کے ٹرے کی طرف دیکھا جس میں کھانا تھا

وہ تو اتنا زیادہ کھانا کھا ہی نہیں سکتی تھی کیونکہ یہ کھانا دو لوگوں کا تھا اور مکزم اور علیزہ کے لیے کھانا بھجوایا گیا تھا اور وہ اتنا زیادہ کھانا اکیلی کیسے کھا لیتی۔۔

فلحال اس نے مکزم سے کچھ بھی بولنا ٹھیک نہیں سمجھا اور چھپ جاپ چھوٹے چھوٹے نیوالے توڑتی کھانا کھانے لگی اس دوران وہ ہلکی ہلکی سی آنکھیں اٹھا کر چور نظر مکزم کو دیکھتی تھی جو پوری توجہ اس کی جانب کیے بغیر پلکیں چھپکائے اسے کھانا کھاتے دیکھ رہا تھا جبکہ چہرے پر سنجیدگی اور آنکھوں میں سختی ابھی بھی موجود تھی۔۔

میر آپ بھی کھانا کھا لیں مما نے آپ کے لیے بھی بھجوایا ہے۔۔۔جب اسے لگا کہ اب وہ فل ہونے والی ہے تو مکزم کی طرف دیکھتی بیچاری سے شکل بنا کر بولی۔۔

جلدی کھانا ختم کرو سمجھ آئی۔۔۔مکزم دوبارہ کھانے کی طرف اشارہ کرتا سختی سے بولا تو علیزہ نے برا سا منہ بنا کر مکزم کو دیکھا۔۔

دیکھیں میں نے آگے اتنا سارا کھا لیا ہے اب میں مزید نہیں کھا سکتی پلیز آپ کھانا کھا لیں میں آپ کے حصے کا کھانا نہیں کھا سکوں گی۔۔۔وہ مسکین شکل بناتی چہرے پر معصومیت سجائے مکزم کی طرف دیکھتے ہوئے بولی تو نا چاہتے ہوئے بھی مکزم کو اس کی معصوم شکل پر ترس آ ہی گیا۔۔

پلیز کھا لیں۔۔۔وہ ایک چھوٹا سا نیوالا بنا کر مکزم کی طرف بڑھاتی آنکھیں ٹپٹپٹتے ہوئے معصومیت کی حد کی گئی۔۔۔

جس پر مکزم نے اسے نظروں کے حصار میں رکھتے ہوئے منہ کھولا۔۔جس پر علیزہ بے حد خوش ہوتی ساتھ خود بھی کھانے لگی اور اسے بھی کھلانے لگی جبکہ مکزم کے چہرے کی سختی ختم ہو چکی تھی اب اس کے چہرے پر نرم تاثرات تھے اور نظروں میں محبت تھی جن محبت بھری نظروں سے وہ اپنی بیوی کو دیکھ رہا تھا۔۔۔

مکزم کا فون رنگ ہوا تو اس نے پینٹ کی جیب سے فون نکال کر فون پر چمکتے نمبر کو دیکھا۔۔۔ چہرے کے تاثرات منٹ میں سنجیدہ ہوے نرمی کی جگہ سنجیدگی نے لی تھی جسے دیکھ کر علیزہ کافی کنفیوز ہوئی۔۔۔

کیا ہوا میر سب ٹھیک ہے۔۔۔؟؟ وہ مکزم کے بدلتے رنگ کو دیکھ کر پوچھنے لگی تو اس نے کال کاٹتے ہوئے علیزہ کی طرف دیکھا۔

ہاں سب ٹھیک ہے مجھے ضروری کام سے جانا ہے ہو سکتا ہے کہ کل آ نہ سکوں مگر جلد آنے کی کوشش کروں گا تم اپنا پورا خیال رکھنا میں لاپرواہی برداشت نہیں کروں گا مجھے افراح فاطمہ اور مسکان ایلیا کو واپس حویلی بھی چھوڑنا ہے اور اس کے بعد ہی آگے جانا ہے تم اپنا اور میرے بچوں کا خیال رکھنا میں جلد آنے کی کوشش کروں گا۔۔۔مکزم علیزہ کے جانب دیکھتے ہوئے بولا اور فون واپس پینٹ کی جیب میں ڈالتے دروازے کی جانب بڑھا۔۔

علیزہ حیرانی کی مورت بنے وہیں پر بیٹھی مکزم کو جاتا ہوا دیکھ رہی تھی جو کچھ سیکنڈ میں بدلتے رنگ کے ساتھ اس کے قریب سے اٹھ کر چلا گیا تھا۔۔

دروازے کے قریب پہنچ کر مکزم رکا اور مڑ کر علیزہ کو دیکھا جو چہرے پر اداسی لیے اسی کو دیکھ رہی تھی۔

مکزم نے اپنا نچلا ہونٹ دانتوں تلا دبا کر واپس قدم لیے اور اگلے ہی لمحے وہ اس کے سر پر پہنچا تھا۔۔

فکر مت کرو میں اب سب کچھ نپٹا کر ہی تمہارے پاس آؤں گا تاکہ آگے ہمارے لیے کوئی مصیبت نہ آئے اور مجھے ان کا بھی کوئی پکا انتظام کرنا ہے آخر وہ تینوں میری ذمہ داری ہیں تم نے صرف اپنا بہت سارا خیال رکھنا ہے میری خاطر۔۔۔!!!!

مکزم بولتا ہوا جھکا اور اس کی پیشانی پر شدت بھڑا لمس چھوڑا جسے علیزہ نے آنکھیں بند کر کے اپنی روح میں اترتا ہوا محسوس کیا تھا۔۔

کیا تم اپنے شوہر کو ایسے رخصت کرو گی۔۔۔؟؟؟ علیزہ کی آنکھوں میں چمکتی اداسی کو دیکھ کر مکزم۔م نرم لہجے میں بولا وہ جو بولنا چاہ رہا تھا علیزہ سمجھ چکی تھی۔۔

علیزہ نے ہلکا سا مسکرا کر مکزم کو دیکھا اور ہاتھ سے اسے اپنی جانب جھکنے کا اشارہ کیا تو مکزم مسکراتا اس کی جانب جھکا۔۔۔

علیزہ نے دونوں ہاتھوں میں اس کا چہرہ تھام کر اس کے ماتھے پر اپنے نرم ملائم ہونٹ رکھ دیے جس پر مکزم گہرا مسکرایا اس کے روح کو تسکین ملی تھی وہ یہی تو چاہ رہا تھا اس سے۔۔

اللہ پاک آپ کی حفاظت کریں خدا نگہبان ہو۔۔۔

میں آپ کا انتظار کروں گی۔۔۔۔وہ مسکراتی مکزم کی طرف دیکھتی ہوئی بولی تو مکزم نے اس کے دونوں ہاتھ پکڑ کر شدت سے کا دونوں ہاتھوں پر بھوسہ دیا۔۔

انشاءاللہ میری جان میں کامیاب ہو کر ہی لوٹوں گا اس کے رخسار پر شدت سے لب رکھتا ہوا بولا اور مسکرا کر اسے خدا حافظ بولا۔۔۔

اور کمرے سے نکل گیا جب کہ نظروں سے اوجھل ہونے تک علیزہ کی نگاہیں اس کے وجود پر جمی ہوئی تھی جو کمرے سے نکلنے کے بعد اب نظروں سے بھی اوجھل ہو گیا تھا۔۔۔

٨٠٠٠٠٠٠٠٠٠٠٠

کورٹ کے باہر ہر طرف میڈیا ہی میڈیا تھی وہاں پر اتنی میڈیم موجود تھی کہ شاید کسی کے گزرنے کی جگہ بھی نہ تھی جبکہ پاکستان کے علاؤہ ہر ملک کے نیوز چینل پر ایک ہی خبر جل رہی تھی کہ ڈیمن نامی گینگ کے دو گینگسٹرز کو پاکستان فورس نے گرفتار کر رکھا ہے اور آج کورٹ میں ان کی پیشی ہے اور پاکستانی قانون ہی انہیں سزا دے گا کیونکہ انہوں نے پاکستان کے جانے مانے بزنس مین کے بیوی کو اغوا کیا اور اسے ایک ہفتے تک اپنی قید میں رکھا اس کے بعد اس کی فیملی پر حملہ کیا اس کے گھر زبردستی گھس آیا اور آخر میں اس کی بیوی کو جان سے مارنے کی کوشش کی جو خوش قسمتی سے بچ گئی اس خبر

نے ہر ملک میں آگ لگا دی تھی یہ خبر آگ کی طرح پوری دنیا میں پھیل رہی تھی۔۔۔

جبکہ لاہور کے ہائی کورٹ کے سامنے اتنی پولیس فورس موجود تھی جو میڈیا کو ہینڈل کر رہی تھی جبکہ میڈیا اپنے کیمرے لیے آنے والے گینگسٹرز کے انتظار میں تھی جو ابھی تک فورس کے ہمراہ یہاں نہیں پہنچے تھے۔۔

ناظرین آپ دیکھ سکتے ہیں کہ ابھی تک ملزم کو نہیں لایا گیا جبکہ ہم پچھلے دو گھنٹوں سے یہاں پر کھڑے ان کے آنے کا انتظار کر رہے ہیں وہ لوگ پولیس فورٹس کے ہمراہ یہاں پر پہنچیں گے مگر ایک گھنٹے کے راستے کو دو گھنٹے لمبا کر دیا گیا ہے اب ایسا کیوں ہے یہ ہم نہیں جانتے کئی لوگوں کا کہنا ہے کہ راستے میں کوئی گڑبڑ ہو گئی ہے یا راستے میں پولیس پر حملہ کر کے انہیں فرار کر دیا گیا ہے مگر ابھی تک ایسی کوئی خبر نہیں ائی ابھی تک صرف یہی معلوم ہو رہا ہے کہ وہ بھی راستے میں ہیں صرف ان کے آنے کا انتظار ہے ہم آپ کو مزید اپڈیٹ دیتے رہیں گے ہمارے ساتھ رہیے گا۔۔

اینکر چیخ چیخ کر گلا پھاڑتے ہوئے مائک میں بول رہا تھا جبکہ کیمرا مین اسے ریکارڈ کر کے اپنے نیوز چینل پر اسے دکھا رہا تھا ہر نیوز چینل کا رپورٹر وہاں پر موجود تھا اور رش اس قدر تھا کہ کوئی ایک دوسرے کے ساتھ ٹکراتا تو نیچے ہی گر جاتا۔۔

ایک دم سے وہاں افرا تفری مچ گئی پولیس آفیسرز ایک قطار میں کھڑے ہوتے اینکرز کو پیچھے کرنے لگے اور لوگوں کے رش میں سے ایک جگہ بنانے لگے سب کو دور سے پولیس کی تقریباً 10 سے 12 گاڑیاں اپنی طرف آتی ہوئی دکھائی دی تو سب جلدی سے کیمرے ان کی جانب کرتے الرٹ ہو گئے کیونکہ ملزموں کو لے کر آیا گیا تھا۔۔

گاڑیوں سے پولیس فورس نکل کر بالکل آگے والی گاڑی کی جانب بڑھی جس میں ڈیمن کو بٹھایا گیا تھا جب کہ رائز کو اس کے پچھلی والی گاڑی میں بٹھایا گیا تھا کورٹ لاتے ہوئے بھی ان دونوں کو ایک گاڑی میں ایک ساتھ رکھنے کی غلطی ہرگز نہیں کی گئی تھی۔۔

دونوں کو ایک ساتھ دونوں گاڑیوں سے باہر نکالا گیا تو دونوں کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں تھی جبکہ پیروں میں بیریاں تھی اور جہروں پر ایک کالے رنگ کا کپڑا بندھا ہوا تھا جس سے ان کا چہرہ دکھائی نہیں دے رہا تھا وہ دونوں اس وقت سفید رنگ کے لباس میں موجود تھے جو اکثر مجرموں کا لباس ہوا کرتا ہے پھیکا سا ڈھیلا ڈھالا سا بے رنگ لباس۔۔۔

میڈیا سے بچتے وہ پولیس کے ہمراہ ان دونوں کو لے کر کورٹ کے اندر داخل ہوئے تو کورٹ کا مین دروازہ فوراً ہی بند کر دیا گیا کیونکہ میڈیا اندر تک آرہی تھی اور اتنی پولیس فورس جو انہیں کنٹرول کر رہی تھی میڈیا کے اینکرز انکی بھی نہیں سن رہے تھے کیونکہ سب کو اپنی اپنی پڑی ہوئی تھی جو بہترین خبر بنا کر پہلے اپنے چینل کے لیے لے کر جاتا اس کے لیے بہتر پروموشن ہوتی۔۔۔

oooooooooooooooo

عدالت لگ چکی تھی جج آ کر اپنی نشت سمبھال چکا تھا جبکہ کمرہ عدالت میں ملکزم جہانزیب داد اور ان کے وکیل کے ساتھ ساتھ اور بھی بہت سے لوگ

موجود تھے جن میں آدھے سے زیادہ تو پولیس آفیسرز تھے کیونکہ بہت سخت پہرا داری لگائی گئی تھی وہاں پر جب کہ ڈیمن اور رائز کو ابھی وہاں نہیں لے کر آیا گیا تھا۔۔

اسلام علیکم جج صاحب یہ ملزم کے تمام جرموں کی فائل ہے مجھے نہیں لگتا کہ ہمیں اس پر کوئی بھی بحث کرنے کی ضرورت ہے۔۔۔ملزم کا وکیل وہ فائل آگے بڑھاتے بارے شروع ہونے سے پہلے ہی ختم کر گیا۔۔

ملزموں کو پیش کیا جائے۔۔۔ جج نے وہ فائل پڑھتے حکم دیا جس پر اگلے ہی۔لمحے کچھ پولیس آفیسرز کر ہمراہ رائز اور ڈیمن کو کٹہرے میں لا کر کھڑا کیا گیا۔۔۔

جج صاحب سب کچھ آپ کے سامنے ہے اور یہ ملزم بھی کچھ نہیں بولنا چاہیں گے کیونکہ یہ بھی جانتے ہیں جو کچھ آپ کے سامنے پیش کیا گیا ہے وہ حقیقت ہے اب صرف آپ فیصلہ سنائیں کیونکہ ان ملزموں کی طرف سے کوئی جج ہائر نہیں کیا گیا اور نہ ہی یہاں پر کوئی موجود ہے اس لیے آپ سے درخواست

ہے کہ اب بغیر وقت کو ضائع کیے انہیں کری سے کری سزا دی جائے تاکہ یہ دوبارہ کسی کی زندگی تباہ نہ کر سکیں نہ ہی کسی شخص کی بیوی پر یوں گندی نظر ڈال سکیں۔۔۔

وہ وکیل ایک نظر جج کی طرف دیکھتا ہوا بولا اور واپس اپنی جگہ پر جا بیٹھا جبکہ ملزم سنجیدہ نظروں سے جج کی طرف دیکھ رہا تھا باقی سب کا بھی یہ ہی ری ایکشن تھا۔۔۔

جج نے ایک نظر کٹہرے میں کھڑے ڈیمن اور رائز کو دیکھا جو پتھریلی نگاہیں لیے والے دیکھ رہے تھے چہرے پر جذبے سے آڑی تھے۔۔۔

کیا آپ دونوں کو کوئی صفائی رہی ہے۔۔۔؟؟؟ جج کی آواز خاموش ہال نما کمرے میں گونجی۔۔

ڈیمن اور رائز کی طرف سے کوئی جواب نا آیا۔۔

نہیں ہمیں کوئی صفائی نہیں دینی میں واقعی میں مجرم ہوں مگر یہ مجرم نہیں ہے میری عدالت سے صرف ایک درخواست ہے کہ مجھے کری سے کری سزا دی جائے مگر میرے ساتھی کو رہا کر دیا جائے اس سب میں وہ میرا ساتھی نہیں تھا۔۔۔

ڈیمن کی سخت آواز پورے ہال میں گونجی تو رائز نے جھٹکے سے ڈیمن کی طرف دیکھا جو سارا الزام اپنے سر لے گیا تھا۔۔۔

ڈیمن کی بات سن کی جج نے ہاں میں سر ہلایا اور اپنا قلم اٹھا کر لکھنے لگا۔۔۔

تمام ثبوتوں اور گواہوں کے تحت مجرم نے خود اپنے گناہوں کو قبول کیا ہے پاکستان کے بزنس مین کی بیوی کو اغواہ کر کے اپنے پاس رکھنے اور اس کو جان سے مارنے کی کوشش کی گئی اور بھی پچاس سے زائد قتل کیے گئے جس کے تحت یہ عدالت اسے پھانسی کی سزا سناتی ہے۔۔۔

جج نے اونچا بول کر اپنے لکھتے ہاتھ کو روکا اور قلم کی نب توڑ دی۔۔۔

oooooooooooooooo

حویلی میں قہرم مچ گیا تھا فاطمہ پاگلوں کی طرح چیخ رہی تھی وہ اپنے آپے سے باہر ہو چکی تھی کسی کہ بھی قابو میں نہیں آ رہی تھی ڈیمن کو پھانسی کی خبر سنتے ہی وہ اپنے ہوش ہو بیٹھی تھی وہ ہر چیز کو اٹھا اٹھا کر پھینک رہی تھی اونچا اونچا رو رہی تھی اپنے بال نوچ رہی تھی اپنے گلے میں موجود دوپٹہ اتار کر بے رحمی سے زمین پر پھینک چکی تھی وہ اپنے وجود کو بہت ٹیسٹ پہنچا رہی تھی جیسے یہ خبر اس کے ذہن پر اثر کی ہو۔۔

مسکان اور ایلیا اسے سنبھالنے کی کوشش کر رہی تھی اس کے ساتھ ساتھ گھر کے باقی افراد بھی اسے سنبھالنے کے پوری کوشش کر رہے تھے مگر وہ کسی سے بھی نہیں سنبھل رہی تھی۔۔۔

حویلی میں داخل ہوتے ہیں جہانزیب اور مکرم نے حویلی سے باہر تک آتی ان دلفریب چیخوں کو سنا تھا جسے سنتے ان کے اوسان خطا ہوئے تھے وہ گاڑی سے نکلتے فوراً حویلی کے اندر بھاگے تھے۔۔

وہ اندھا دھند بھاگتے ہوئے اندر آئے مگر جیسے ہی ان کی نظر لاؤنج کے بیچوں بیچ فرش پر بکھرے سے حال میں بیٹھی فاطمہ پر پڑی تو ان دونوں نے سرسری سے نظریں پھیر دی کیونکہ اس وقت وہ دوپٹے سے بے نیاز تھی بال بکھرے ہوئے تھے رو رو کر برا حال تھا اس وقت وہ مناسب حال میں نہیں بیٹھی تھی ویسے بھی وہاں گھر کا کوئی اور فرد موجود نہ تھا سوائے عورتوں کے۔۔۔

مکزم اور جہانزیب کو دیکھ کر افراح نے جلدی سے دوپٹہ پکڑ کے ایلیا کو دیا اور ایلیا نے اسے اچھے سے فاطمہ کے وجود پر پھیلایا جو اب رو رو کر نڈھال ہو کر زمین پر بیٹھی ہتھیلیوں کے بل زمین کو گھور رہی تھی۔۔۔

وہ ابھی بھی رو رہی تھی مگر وہ چیخ چیخ کر تھک چکی تھی اس لیے چپ چاپ بیٹھی تھی۔۔

کیا ہوا ہے اسے کسی نے کچھ کہا ہے کیا۔۔۔؟؟

مکزم فاطمہ کو بہتر حالت میں دیکھتا جلدی سے اس کی جانب بڑھا اور بے چینی سے پوچھنے لگا وہ چھوٹی سی گڑیا اسے پسند تھی وہ اسے بالکل اپنی بہنوں کی

طرح چاہنے لگا تھا مگر اسی بہن کو اس اجڑے ہوئے حال میں دیکھ کر وہ برداشت نہیں کر پا رہا۔۔

بھائی ڈیمن کی خبر حویلی میں سب کو معلوم ہو چکی ہے ہمیں نہیں معلوم تھا کہ نیوز میں یہ سب چلے گا ہم سب تو لاعلم تھے مگر اچانک ٹی وی آن کرنے پر وہ نیوز فاطمہ نے دیکھ لی جس کے بعد وہ ایسا بیہو کر رہی ہے ہمارے قابو میں نہیں آ رہی پلیز بھائی اسے کسی ڈاکٹر کے پاس لے کر جائیں مجھے اس کی حالت ٹھیک نہیں لگ رہی۔۔۔

افراح نم آنکھوں سے مکزم کی طرف دیکھتی بولی کیونکہ اسے اتنی تکلیف میں دیکھ کر وہ بھی رو دینے کو تھی جہانزیب نے نوٹ کیا جیسے وہ پہلے بھی روئی ہو کیونکہ اس کی آنکھیں سرخ تھی اور سوجی بھی ہوئی تھی یقیناً وہ پہلے رو چکی تھی یہ ہی نہیں وہاں پر موجود باقی سب کی آنکھوں کے گوشے بھی بھیگے ہوئے تھے یقیناً فاطمہ کی یہ حالت کسی کے لیے بھی ناقابل برداشت تھی۔۔۔

بیٹا اسے آرام کی ضرورت ہے تم زید کو بلاؤ وہ ضد میں آ چکی ہے وہ کہیں نہیں جائے گی۔۔۔بی جان مکزم کی طرف دیکھتی ایک نظر اس معصوم پر ڈالتی ہوئی بولیں تو مکزم ساری سچویشن کو سمجھ کر اپنا فون نکال کے زید کو کال کرنے لگا اور کال کرتے کرتے وہاں سے ہٹ گیا کیونکہ جو زید سے وہ بات کرنا چاہتا تھا وہ فاطمہ کے سامنے نہیں کر سکتا تھا۔۔۔

بیٹا آپ اسے اٹھا کر کمرے میں لے کر چلیں کچھ دیر میں ڈاکٹر آ جائیں گے۔۔۔

جہانزیب مسکان اور ایلیا کی طرف دیکھتے ہوئے بولا جو دونوں ہی اس کے قریب زمین پر بیٹھی اس کے دونوں کندھوں پر ہاتھ رکھے نم آنکھوں سے اس کی حالت دیکھ رہی تھی وہ بھی تھک چکی تھی اسے سنبھال سنبھال کر جو پچھلے ایک گھنٹے سے پاگلوں کی طرح چلا رہی تھی۔۔۔

جی بھائی۔۔۔ ایلیا نے بہت ہمت کرتے ہوئے یہ الفاظ ادا کیے اور مسکان کو اشارہ کرتے فاطمہ کو سہارا دے کر اسے اس کے کمرے کی جانب لے جانے

لگی یہ خبر ان تینوں کے لیے قیامت کی طرح تھی کیونکہ ان تینوں کے لیے ڈیمن اپنی اپنی جگہ پر بہت اہمت رکھتا تھا اگر وہ ایلیا کی محبت تھا تو مسکان بھی اس سے محبت کرتی تھی وہ اس کا محبوب تھا جب کہ فاطمہ کا وہ سگا بھائی تھا اور وہ والا بھائی جس سے وہ جدا رہنے کے بعد اپنے آپ کو بھول گئی تھی اور اس کے مل جانے کے بعد ایک ہی دن میں بالکل ٹھیک ہو گئی تھی اس بھائی کو کھو دینے کے ڈر سے وہ دوبارہ پاگل ہونے لگی تھی۔۔۔

ڈیمن کا جانا بہت سی زندگیوں کو بگاڑ سکتا تھا شاید اتنا کہ ان کی زندگیاں دوبارہ کبھی سور نہ سکتے۔۔۔

مکزم کے بات کرنے پر زید اگلے آدھے گھنٹے میں حویلی آ چکا تھا اب وہ فاطمہ کا چیک اپ کرنے کے بعد اسے ایک انجیکشن لگا کر سلا چکا تھا کیونکہ اس وقت فاطمہ کے لیے سونا ہی بہتر تھا۔اس کے دماغ کو آرام چاہیے تھا۔۔

اس کی حالت ٹھیک نہیں ہے اس نے اس بات کا بہت گہرا

اثر لیا ہے جس کا دباؤ اس کے ذہن پر بری طرح پڑا ہے اور یہ ٹھیک نہیں ہے یہ ایک اٹیک اسے ہو چکا ہے اگر دوبارہ اس کے ساتھ ایسا ہوا تو عین ممکن ہے کہ وہ اپنی یادداشت کھول دے اور اپنا دماغ توازن بھی۔۔۔

تمہیں اب جو بھی کرنا ہو گا بہت سوچ سمجھ کر کرنا ہو گا مکرم کیونکہ اسے ہینڈل کر پانا ناممکن ہو گا ابھی تو میں نے اسے نیند کا انجیکشن لگا دیا ہے جس کی وجہ سے وہ 18 گھنٹے سوئی رہے گی 18 گھنٹوں کے بعد ہی وہ اٹھے گی مگر اٹھتے ہی اسے سب یاد آ جائے گا اور دوبارہ سے وہ وہی بیہیو کرنے لگے گی۔۔

اس لیے بہتر ہے کہ تم اس کا کوئی مستقل حل نکالو۔۔۔ورنہ یہ بچی اپنا ذہنی توازن کھونے کے بعد اپنی جان بھی لے سکتی ہے اور ہو سکتا ہے کہ وہ اس صدمے کو برداشت نہ کر پائے اور۔۔۔زید آگے اس معصوم کے لیے کوئی بھی الفاظ استعمال نہ کر سکا تھا جبکہ مکرم اس کے آدھے ادھورے الفاظوں کو بخوبی سمجھ گیا تھا۔۔

ٹھیک ہے زید میں کرتا ہوں کچھ فلحال تم اپنے ہاسپٹل سے ایک نرس کو بلواؤ جو اس کے قریب رہے 18 گھنٹے اس کے لیے کافی نہیں ہے تم اسے ایسی میڈیسن دو جس سے وہ کچھ دیر کے لیے ان سب باتوں کو بھول جائے۔۔۔

مکزم اپنے دونوں بازو کمر کے پیچھے باندھے زید کی طرف دیکھتا سنجیدگی سے بولا جب کہ جہانزیب بھی وہیں پر موجود تھا وہ تینوں فاطمہ کے کمرے سے ہٹ کر کھڑے تھے۔۔۔۔

اس کے لیے ہم اسے غنودگی میں رکھنا پڑے گا یعنی وہ ہوش میں تو آئے گی مگر اس کا ذہن کام نہیں کر رہا ہوگا اور اگر اس کا ذہن کام نہیں کرے گا تو یقیناً وہ پچھلی باتوں کو یاد نہیں کرے گی زید کچھ سوچتے ہوئے بولا تو مکزم نے ہاں میں سر ہلایا۔۔۔

ٹھیک ہے تم یہیں پر رہو اس وقت ہمیں تمہاری ضرورت ہے اس کی طبیعت کسی بھی وقت خراب ہو سکتی ہے تب تک میں اس مسئلے کا کوئی حل نکالتا ہوں۔۔۔

مکزم زید کی طرف دیکھتے ہوئے بولا تو زید نے فوراً ہاں میں سر ہلا دیا بھلا وہ اپنے جگری یار کی بات کو کیسے رد کر سکتا تھا۔۔۔

میں کہتا ہوں کہ بھابھی کو بھی یہیں پر لے آؤ کیونکہ بھابھی کو بھی بہتر ٹریٹمنٹ کی ضرورت ہے زید مکزم کو ایک نیا مشورہ دینے لگا۔۔۔

یار اس کا بہتر ٹریٹمنٹ اس کے ماں باپ ہی کر سکتے ہیں اور اس کے چاروں بھائی جو اس سے بے تحاشہ محبت کرتے ہیں وہ اپنی بہن کے معاملے میں لاپرواہی نہیں کریں گے یہ بات میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ اس کے بھائی اپنی جان دے دیں گے مگر اپنی بہن پر ایک آنچ بھی نہیں آنے دیں گے۔۔۔

میں ان کی طرف سے مطمئن ہوں ویسے بھی میں چچا جان کے مان کو توڑنا نہیں چاہتا وہ بہت مان سے اپنی بیٹی کو لے کر گئے ہیں۔۔۔

ٹھیک ہے وہ کچھ دنوں سے اپنے پاس رکھیں مگر کچھ دنوں بعد میں خود اسے لینے کے لیے جاؤں گا ان کی اجازت سے لیکن میں یہ نہیں چاہتا کہ میں ان کا

دل دکھاؤں وہ اپنی بیٹی کو اپنے پاس رکھنا چاہتے ہیں ان کا حق ہے وہ رکھیں مجھے کوئی اعتراض نہیں میرے لیے میرے بڑوں کے فیصلے اتنے ہی ضروری ہیں جتنا میرے لیے میری بیوی اور بچے۔۔۔

سردار صاحب اور ان کے فیملی کے بارے میں بات کرتے ہوئے مکرم کے لہجے میں اپنا پن تھا اور احترام تھا کتنا خوبصورت شخص تھا یہ جو اپنے سسر کو باپ کے درجے پہ رکھ کر ان کا مان ٹوٹنے کی فکر کر رہا تھا یہ دیکھ رہا تھا کہ ان کے الفاظ جو انہوں نے اس کے لیے بیاں کیے وہ جھوٹے نہ پڑ جائیں وہ جانتا تھا کہ اگر وہ زور دے گا تو علیزہ اس کے حق میں ہو جائے گی اور اگر وہ اس کے حق میں ہوئی تو وہ اپنے باپ سے واپس حویلی آنے کا بھی ذکر کرے گی۔۔۔۔

جبکہ وہ اپنی بیٹی اور داماد پر بہت بھروسہ کر کے یہ فیصلہ لے کر اپنی بیٹی کو لے کر گئے تھے اس کے بعد مکرم کا کوئی حق نہیں تھا کہ وہ ایسا کچھ بھی کرتا وہ ان کی بیٹی تھی اور صدا ان کی ہی رہنی تھی لیکن وہ اس کی بیوی تھی وہ

کچھ دن اپنی بیوی سے دور رہنے کی اذیت برداشت کر سکتا تھا مگر سردار صاحب اور اس کے معصوم بھائیوں کے دل دکھا کر خوش رہنے کی ہمت ہرگز نہیں کر سکتا تھا کیونکہ وہ سب بھی اس کے لیے اتنے ہی اہم تھے جتنے حویلی والے تھے۔۔۔

oooooooooooooo

صبح کی کرنیں ہر طرف پھیل چکی تھی وہیں پر آج سب لوگ اپنی نیند اور کاموں کو بھلائے نیوز چینل آن کیے بیٹھے تھے کیونکہ دوپہر کے 12 بجے کا وقت عدالت نے دیا تھا جس وقت ڈیمن کو پھانسی دی جانی تھی اور اس وقت 10 بج رہے تھے۔۔۔

رائز کو ابھی کوئی بھی سزا سنائی نہیں گئی تھی صرف اسے جیل سے رہائی ممکن نہیں تھی باقی اس کے لیے کوئی سخت فیصلہ نہیں دیا گیا تھا جس کی وجہ سے ابھی رائز کے بارے میں کچھ بھی بولا نہیں جا سکتا تھا ہو سکتا تھا کہ اسے کچھ سالوں کی سزا ہوتی اور یہ بھی ہو سکتا تھا کہ اسے رہا کر دیا جاتا کیونکہ ڈیمن

بھرے مجمعے میں عدالت کے بیچو بیچ اس چیز کو قبول کر چکا تھا کہ اس میں رائز کا کوئی قصور نہیں نہ اس کا اس سب معاملے سے کوئی لینا دینا ہے۔۔۔

ڈیمن کو ایک جیل سے دوسرے جیل منتقل کیا جا رہا تھا جس جیل میں آگے اسے پھانسی ہونی تھی۔۔

ایک بھاری فلی فورس کے ہمراہ وہ ڈیمن کو لیے وہاں سے روانہ ہو چکے تھے اور اگلے 45 منٹ میں تو وہ اپنے منہ موجودہ جگہ پر پہنچ جاتے۔۔

ooooooooooooooo

مکزم اور جہانزیب حویلی میں ہی موجود تھے حویلی کے لاؤنج میں سب بیٹھے ہوئے تھے وہاں صرف فاطمہ ہی موجود نا تھی کیونکہ وہ ابھی تک نیند میں تھی جبکہ ایلیا اور مسکان بہتی آنکھوں سے وہیں پر کھڑی ایل ای ڈی کو دیکھ رہی تھی ان میں ہمت نہیں تھی ڈیمن کو پھانسی کے پھندے پر چڑھتے ہوتے دیکھنے کی مگر وہ خود کو گھسیٹے وہاں کھڑی تھی۔۔

وہ کس ضبط کے ساتھ وہاں پر کھڑی تھی یہ صرف وہ دونوں ہی جانتی تھی دل تھا کہ منہ کو آ رہا تھا جب کہ سانسیں ختم ہونے کو تھی سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا کرے مکزم حق پر تھا مگر وہ صرف ایک موقع چاہتی تھی ڈیمن کے لیے مگر انہیں نے وہ ایک موقع نہیں دیا گیا تھا۔۔

نیوز چینل پر پھانسی کا منظر تو نہیں دکھایا جا سکتا تھا کیونکہ یہ قانون کے خلاف تھا مگر پھر بھی اس جیل کے باہر بہت رپورٹرز موجود تھے جو سب کو لمحے لمحے کی اطلاع دینے کے لیے تیار کھڑے تھے۔

بھائی پلیز کچھ کریں ابھی بھی آپ بہت کچھ کر سکتے ہیں پلیز ایک موقع دے دیں ایک بار اسے معاف کر دیں میں آپ سے وعدہ کرتی ہوں کہ ڈیمن کبھی بھی دوبارہ آپ کے سامنے نہیں آئے گا ہم اسے لے کر بہت دور چلے جائیں گے اس کا سایہ بھی آپ کی زندگیوں میں نہیں پڑے گا۔۔

ایلیا تڑپتی مکزم کے سامنے آتے ہوئے آنکھوں میں آنسو لیے التجایہ نظروں سے اس کی جانب دیکھتی ہوئی بولی۔۔

گڑیا وہ سزا کا مستحق ہے اگر وہ تم لوگوں کے ساتھ بھی رہتا تو شاید کچھ نہ کچھ غلط کر دیتا تم اس طرح مت کرو اور میں اب کچھ نہیں کر سکتا کیونکہ یہ کورٹ کا فیصلہ ہے قانون اپنا کام کر رہا ہے اور میں قانون کے معاملات میں چاہ کر بھی کچھ دخل اندازی نہیں کر سکتا اس لیے تم لوگوں کی اس التجا کو رد کرنے کے لیے میں معافی چاہتا ہوں مگر یہ ایک واحد کام ہے جو میں نہیں کر سکتا مکزم اس کی طرف دیکھتا بہت نرم رویہ اپناتے ہوئے بولا جب کہ مسکان جو ایک نئی امید باندھے مکزم کو دیکھ رہی تھی اس کے جواب پر ڈھے سی گئی۔

بھائی پلیز ایسا مت بولیں آپ کو خدا کا واسطہ ہے اسے بچا لیں ورنہ اس کے ساتھ ساتھ ہم سب کی زندگیاں بھی ختم ہو جائیں گی۔۔۔

مسکان ایک جھٹکے سے اس کے قدموں میں بیٹھی تھی جبکہ دونوں ہاتھوں سے اس نے مکزم کے پیروں کو پکڑا تھا جبکہ مسکان کی اس حرکت پر مکزم جھٹکے سے اپنی جگہ سے اٹھا اور ایک دو نہیں پورے آٹھ قدموں کا اس سے فاصلہ قائم کیا۔۔۔

مجھے کیوں گنہگار بنا رہی ہوں بیٹا تم میری چھوٹی بہنوں کی طرح ہو میں نے صرف سمجھا نہیں بلکہ مانا بھی ہے اس طرح مت کرو یہ میرے بس میں نہیں ہے نہ ہی میرے اختیار میں ہے کہ میں ڈیمن کو بچا سکوں وہ میرا مجرم ہے میرے خاندان کا مجرم ہے لیکن اب میں کچھ بھی نہیں کر سکتا اس بات کو سمجھو۔۔

مکزم بے بسی سے مسکان اور ایلیا کے چہرے کو دیکھتے ہوئے بولا جو اب ہچکیوں سے رو رہی تھی ان کے رونے میں مزید اضافہ ہوا تھا۔۔

ناظرین ابھی ابھی خبر ملی ہے کہ سینٹرل جیل سے روانہ ہوئی پولیس کی فورس کی گاڑیوں میں ایک دھماکہ ہوا ہے جس میں بہت سے پولیس آفیسر ہلاک ہو چکے ہیں یہ دھماکہ ایک سازش ہے یا پھر کوئی حادثہ یہ تو وہاں کی تفشش کے بعد ہی معلوم ہو گا مگر یہ بھی معلوم ہو رہا ہے کہ جس گاڑی میں ملزم ڈیمن بیٹھا تھا اسی گاڑی میں دھماکہ ہوا ہے اس گاڑی میں موجود تمام افراد موقعے پر ہی اپنی جان کی بازی ہار چکے ہیں۔

سب مسکان اور ایلیا کی طرف متوجہ تھے جب ایل ای ڈی سے آتی آواز پر سب نے چونک کر ایل ای ڈی کی طرف دیکھا جہاں ایک اینکر چیخ چیخ کر دھماکے والی خبر دے رہا تھا جب کہ یہ خبر سنتے ہی مسکان اپنے حواس برقرار نہ رکھتے ہوئے زمین بوس ہوئی تھی جبکہ ایلیا پتھر بنی پھٹی پھٹی نگاہوں سے ایل ای ڈی کو دیکھ رہی تھی اسی یقین نہیں ہو رہا تھا جو اس نے سنا ہے وہ سچ ہے۔۔۔

مسکان۔۔۔رضیہ بیگم جلدی سے آگے بڑھی اور اس کے کہ چہرے کو پکڑ کر تھپتھپانے لگی مگر وہ کہاں ہوش میں تھی وہ تو اس صدمے کو برداشت ہی نہیں کر پائی تھی۔۔

یہ کیسے ہو سکتا ہے سیکیورٹی تو بہت ٹائٹ تھی دھماکہ کس طرح ہو سکتا ہے یہ کیسے ممکن ہے۔۔۔

مکزم نے بڑبڑاتے جہانزیب کو اشارہ کیا اور باہر کی جانب دورا جبکہ جہانزیب اپنا فون نکال کر زید کو کال کرنے لگا کیونکہ اب زید کی سخت ضرورت تھی

آگے فاطمہ ہوش نہیں کر رہی تھی سب کو خطرہ تھا کہ اگر وہ ہوش میں آئی تو سب اسے کیسے سنبھالیں گے اور اب مسکان کی بھی وہی حالت ہو گئی تھی حویلی والوں کو لگ رہا تھا کہ اب وہ ان بچیوں کو سنبھال نہیں سکیں گے جبکہ ایلیا کا وجود بے جان ہو چکا تھا وہ گرنے کے انداز میں صوفے پر بیٹھی تھی اسے اپنی دھڑکنیں بند ہوتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔۔

تھوڑی دیر پہلے تو وہ مکرم سے اس کی جان کی بھیک مانگ رہی تھی اور کچھ ہی لمحوں بعد انہیں معلوم ہوا تھا کہ ڈیمن اب اس دنیا میں نہیں رہا خدا نے اسے اتنی مہلت بھی نہ دی کہ وہ منظر عام پر آ سکے بلکہ پھانسی کے پھندے پر لٹکنے سے پہلے ہی وہ موت کے منہ میں چلا گیا شاید مرنا ہی اس کی قسمت میں تھا شاید اس کی زندگی یہیں تک تھی اسے مزید جینا نہیں تھا اور نہ ہی زندگی نے اسے مزید جینے کی مہلت دی تھی۔۔۔

****

آج کی صبح کافی خوشگوار تھی اور آج ڈائننگ ٹیبل اور ایک اور افراد کا اضافہ ہوا تھا اور وہ افراد رائز تھا جسے مکزم نے خود حویلی میں روک رکھا تھا جبکہ وہ تو حویلی رکنے سے منع کر چکا تھا مگر مکزم نے اسے زبردستی روک رکھا تھا۔

سب ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھے مکزم کے آنے کا انتظار کر رہے تھے جب کہ وہ فاطمہ کو لینے اس کے کمرے میں گیا تھا کسی کو بھی امید نہیں تھی کہ فاطمہ آئے گی مگر بی جان کو بھروسہ تھا مکزم ضرور اسے لے آئے گا اور کچھ لمحوں بعد ہوا بھی ایسا ہی تھا۔۔

فاطمہ مکزم کے ہمراہ سیڑھیاں اترتے ہوئے نیچے آرہی تھی اس کے چہرے پر کوئی ویرانی کوئی اداسی نہیں تھی اس کا چہرہ تازے پھول کی طرح کھلا ہوا تھا بالکل فریش سا اور چہرے پر ہلکی سی مسکان تھی دیکھنے سے معلوم ہو رہا تھا کہ وہ کافی خوش دکھائی دے رہی ہے مگر ایسا کیسے ہو سکتا ہے یہ کیسے ممکن تھا۔۔۔

سب حیرت زدہ نگاہوں سے فاطمہ کو چہکتے مکزم سے باتیں کرتے دیکھ رہے تھے جو سیڑھیاں عبور کرتے کرتے مکزم سے باتیں کر رہی تھی وہ کچھ ہی دیر میں اتنی فریش کیسے ہو گئی تھی سب کو یہ بات حیرت میں مبتلا کر رہی تھی مگر اس سے زیادہ خوشی ہو رہی تھی کہ وہ اس سٹریس سے باہر نکل آئی اور اب پہلے کی طرح خود کو کمرے میں بند کر کے نہیں رکھا۔۔

السلام علیکم۔۔۔۔مکزم ڈائننگ ہال میں داخل ہوتا اونچی آواز میں سلام لیتا کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گیا۔

وعلیکم السلام علیزہ کو بھی لے آتے وہ کیوں نہیں آئی ناشتے پر رضیہ بیگم مکزم کی طرف دیکھتے ہوئے بولی جبکہ فاطمہ مسکان کے بغل میں جا بیٹھی تھی اور اب مسکان سے مسکراتے ہوئے باتیں کر رہی تھی جبکہ مسکان نہ مسکرا پا رہی تھی اور نہ ہی کچھ بول پا رہی تھی اس کے لیے فاطمہ کا اتنی جلدی نارمل ہو جانا شاکڈ تھا۔۔

اماں آپ کو معلوم ہے کہ ابھی وہ ٹھیک نہیں اور ویسے بھی وہ دوائیوں کو زیر اثر تھی ابھی تک اٹھی نہیں جب تک میں ناشتہ کروں گا تب تک وہ بھی اٹھ جائے گی وہ خود ہی کمرے میں اس کے لیے ناشتہ لے جاؤں گا۔۔۔ مکزم مسکراتا رضیہ بیگم کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔

بچوں کو وہ پہلے ہی کمرے سے لے آیا تھا جبکہ افراح اس وقت اٹھی ہوئی تھی اس لیے افراح نے بچوں کو خود تیار کیا تھا کیونکہ بچوں کا زیادہ تر سامان افراح کے کمرے میں ہی موجود ہوتا تھا جب وہ دونوں ترکی تھے تو وہ زیادہ تر افراح کے کمرے میں رہتے تھے وہ دونوں جہانزیب اور اس طرح سے کافی اٹیچ تھے اور اس وقت بھی عنایہ افراح کے پاس تھی جبکہ عبداللہ جہانزیب کی گود میں بیٹھا ہوا تھا اور جہانزیب بریڈ کے چھوٹے چھوٹے پیس توڑتا اس کے ننھے سے منہ میں ڈال رہا تھا جسے وہ بہت مزے سے کھا رہا تھا۔۔

مکزم کی بات پر رضیہ بیگم نے ہاں میں سر ہلایا اور سب بسم اللہ کرتے ہیں ناشتہ کرنے لگے جب کہ رائز بالکل چپ چاپ خاموش بیٹھا تھا۔

ناشتہ کرنے کے بعد مکزم نے ایک ٹرے میں علیزہ کے لیے ناشتہ نکالا اور اپنی کرسی گھسیٹ کر اٹھ کھڑا ہوا۔۔

اہم اہم خدمتیں۔۔۔جہانزیب گلا صاف کرتا شرارت سے بولا تو مکزم نے اس کے چھیڑنے پر گردن گھوما کے اسے ایک گھوری سے نوازا۔۔

بھائی یار مجھے کیوں گھور رہے ہو یہ خدمت نہیں تو اور کیا ہے ویسے اچھی بات ہے بیگم کی خدمت کرنا جنت جانے کا باعث بن سکتا ہے مگر اپنے بچوں کی خدمت کرنا بھی افضل ہے اپنی اولاد کو بھی سنبھالا کرو تاکہ تمہیں پتہ چلے کہ اپنی پرائیویسی سیٹ کرنے کے چکر میں تم دوسروں کے پرائیویسی ڈسٹرب کر رہے ہو۔۔۔۔

جہانزیب پہلے تو اونچی آواز میں بولا مگر آخری لائن بہت ہلکی آواز میں بولا جسے صرف افراح اور مکزم ہی سن پائے تھے۔۔

افراح کو ایک دم سے شرمندگی نے گھیرا وہ سرخ چہرہ لیے شرمندہ ہوتی چہرہ جھکا گئی اس کا شوہر اس کے بھائی کے سامنے اتنی بیہودہ بات کرے گا اسے

اندازہ نہیں تھا جبکہ مکزم اس کی اتنی بیہودہ گفتگو پر دانت کچکچاتا رہ گیا فلحال وہ سب کے سامنے اسے کچھ کہہ نہیں سکتا تھا ورنہ جواب تو اس کے پاس بہت ستھرا تھا۔۔

بھائی تو فکر مت کر بیوی میری ہے تو میں ہی اس کی خدمت کروں گا تو فلحال اپنی خدمت کی تیاری پکڑ کیونکہ تیری خدمت بہت سپیشل خاطر سے کی جائے گی تیار رہنا اوکے۔۔۔۔

مکزم شاطرانہ مسکراہٹ لیے جہانزیب کی طرف دیکھتے ہوئے بولا جبکہ جہانزیب اپنی سپیشل خاطر داری بخوبی سمجھ چکا تھا۔۔

مکزم ایک نظر عنایہ اور عبداللہ کو دیکھ کر اپنے کمرے کی جانب بھر گیا جبکہ اس کے جانے کے بعد سب نے اپنی مسکراہٹ دبائی کیونکہ وہ شخص اپنی بیوی کے معاملے میں کچھ زیادہ ہی شدت پسند تھا اتنا زیادہ کہ کسی کے سامنے یہ قبول کرنے میں بھی کتراتا نہیں تھا کہ ہاں وہ اپنی بیوی سے محبت ہی نہیں بلکہ عشق کرتا ہے اور وہ اپنی بیوی کا شکر گزار ہے اور اپنی بیوی کا ہر طریقے سے

خیال رکھنے کی کوشش کرتا ہے اور یہ صاف گوئی حویلی والوں کو مطمئن کر جاتی تھی وہ یہی تو چاہتے تھے کہ ان کے بیٹے ہمیشہ ان کی بہو کے ساتھ وفادار رہیں ویسے بھی انہوں نے کب افراح اور علیزہ کو اپنی بہو مانا تھا وہ تو ہمیشہ سے ان دونوں کو اپنی بیٹیاں مانتے تھے اور اپنی بیٹوں سے زیادہ ان دونوں سے محبت کرتے تھے کیونکہ وہ دونوں ہی محبت کے قابل تھی۔۔۔

○○○∧∧∧○○○○○○○○○

مکزم کمرے کا دروازہ کھول کے کمرے میں داخل ہوا تو اسے سامنے بیڈ بالکل خالی دکھائی دیا جسے دیکھتے ہی اس نے ماتھے پر کئی شکن ڈال کر ٹرے کو بیڈ پر رکھا اور غصے سے قدم ڈریسنگ روم کی جانب بڑھائے۔۔

ڈریسنگ روم میں کوئی بھی موجود نہیں تھا جبکہ واش روم سے پانی گرنے کی آواز آرہی تھی اور صاف محسوس کیا جا سکتا تھا کہ علیزہ باتھ لے رہی ہے اور یہ بات مکزم کے غصے میں مزید اضافہ کر گئی کیونکہ وہ اکیلی باتھ نہیں لے سکتی

تھی اس کے زخم میں پانی پڑ سکتا تھا اسے بہت احتیاط کی ضرورت تھی مگر وہ کہاں باز آتی تھی کرنی تو اس نے اپنی ہی تھی۔۔

دروازہ کھولو۔۔۔ مکزم زور سے دروازہ بجاتا بے حد سخت آواز میں بولا جب کہ علیزہ اندر خوف سے اچھل ہی پڑی۔۔

میں بول رہا ہوں دروازہ کھولو ورنہ دروازہ توڑ کر اندر آ جاؤں گا۔۔۔ مکزم کی غصے بھری آواز دوبارہ اس کی سماعتوں سے ٹکرائی تو اس نے ہڑبڑا کر باتھ گاؤن پہنا کیونکہ وہ پہلے ہی نہا چکی تھی۔۔

مگر وہ یہاں بری طرح پھنس چکی تھی کیونکہ وہ اپنے کپڑے لانا بھول چکی تھی اور اب اسے مجبوراً باتھ گاؤن کا ہی سہارا لینا پڑا تھا۔

تمہیں میری بات سنائی نہیں دے رہی میں کیا بول رہا ہوں اگر تم ایک منٹ کے اندر اندر باہر نہ آئی تو میں خود اندر آ جاؤں گا اور پھر میں تمہارا وہ حشر کروں گا کہ تم خود بھی نہیں جانتی۔۔۔

مکزم اس بار صبر کا پیمانہ توڑتا دھاڑا جس پر علیزہ نے احتیاط سے قدم اٹھاتے جلدی سے دروازہ کھول دیا۔۔

دروازہ کھلنے پر مکزم دو قدم پیچھے ہٹا مگر سامنے علیزہ کو باتھ گاؤن میں کھڑے دیکھ کر اس کے سر پر تلوار لٹک گئی اس کا دل چاہا کے اس لڑکی کے کان کے نیچے دو لگائے جس کی عقل کبھی ٹھکانے نہیں آ سکتی۔۔

وہ غصے بھری نگاہوں سے اس کے بھیگے بھیگے سراپے کو دیکھ رہا تھا اس کے گیلے بال دونوں کندھوں پر پھیلے ہوئے تھے جبکہ اس نے ایک واحد باتھ گاؤن زیب تن کیا ہوا تھا مکزم کے ڈر سے وہ نظریں جھکا چکی تھی دروازہ کا سہارا لیے وہ کھڑی تھی اور اپنا نچلا لب بری طرح کچل رہی تھی۔۔

کیا تمہارے دماغ میں ایک بات نہیں بیٹھتی یا پھر میں اپنے طریقے سے تمہارا دماغ ٹھکانے لگاؤں۔۔۔

مکزم آگے بڑھ کر اس کی کلائی پکڑ کے ایک جھٹکے سے اپنی جانب کھینچتے ہوئے بولا اور جھک کر اسے اپنے بازوں میں اٹھا لیا جس پر علیزہ نے ہڑبڑا کر اس کی جانب دیکھا۔۔

میر۔۔۔اس نے کچھ کہنا چاہا مگر اگلے ہی لمحے مکزم اس کی بات کاٹ چکا تھا۔۔

شٹ اپ اپنا منہ بند رکھو ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔۔۔

مکزم ایک خونخوار نظر اسے گھورتا ڈریسنگ روم کا دروازہ کھولتے اندر داخل ہوا اور اسے نرمی سے سٹول پہ بٹھا کر ایک خشک ٹاول لے کر آیا اور اس کے گیلے بالوں کو خشک کرنے لگا جب کہ علیزہ چپ چاپ نظریں جھکا کر بیٹھی مکزم کے اس عمل کو محسوس کر رہی تھی۔۔۔

ہلکے سے بال خشک کرنے کے بعد مکزم نے ڈرا سے ڈرائیر نکالی اور اچھے سے اس کے بال ڈرائی کرنے لگا تقریباً پانچ منٹ بعد اس کے بال اچھے سے ڈرائی ہو چکے تھے۔۔۔

مکزم کلین پر گھٹنوں کے بل بیٹھا اور سٹول کو گھما کر ایک دم سے اس کا چہرہ اپنے سامنے کیا جس پر اس نے گرنے کا ڈر سے جلدی سے اس کا دونوں کندھوں کو تھام لیا۔۔

تمہیں کیوں ایک بات سمجھ نہیں آتی کیوں جھانسی کی رانی بن کر ہر کام سرانجام دینے ٹپک پڑتی ہو میری شدت سے خواہش ہے کہ جتنا تم مجھے تنگ کرتی ہو میں تمہیں اتنا ہی تنگ کروں مگر میں ایسا کر نہیں سکتا مجھے تم پر ترس آ جاتا ہے مگر تمہیں مجھ پر نہیں آتا۔۔۔

ویسے تو تمہارا دماغ بہت چلتا ہے مگر ایسے حالات میں تمہارا دماغ کہاں چلا جاتا ہے کہ تمہیں سمجھ نہیں رہتی کہ تمہیں کیا کرنا ہے یا کیا نہیں کاش خدا نے تمہیں تھوڑی عقل بھی دی ہوتی۔۔

وہ علیزہ کے چہرے پر سنجیدہ نظریں گاڑھے اسے ڈانٹ رہا تھا جبکہ علیزہ جو چپ چاپ اس کی ڈانٹ سن رہی تھی کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اس کی غلطی

ہے مکزم کی آخری بات پر جھٹکے سے نظریں اٹھا کر اس کی جانب دیکھتی برا سا وہ بنا گئی جیسے اس کے بعد اسے پسند نہ آئی ہو۔۔

دو بچوں کی ماں ہو اور حرکتیں اپنی بچوں والی ہیں کب سمجھدار بنو گی تم مکزم اس کے چہرے پر آتے بالوں کو انگلیوں کے پوروں سے اس کے کان کے پیچھے ارستے ابھی بھی سنجیدہ انداز میں بول رہا تھا۔۔

تو نہ کرتے آپ اس بچی سے زبردستی نکاح کس نے بولا تھا آپ کو۔۔وہ غصے سے مکزم کا ہاتھ جھٹکتی غصے اور ناراضگی سے بولی جبکہ ایک بار پھر زبردستی نکاح کا طعنہ ملنے پر مکزم سختی سے لب بھینچ کر اس کے تعنے کو ہضم کر گیا جو کہ وہ ہمیشہ سے کرتا آیا تھا۔۔۔

پچھلے چار دن سے مجھے کوئی نہانے بھی نہیں دے رہا میری جان جا رہی ہے اور آپ کو اپنی پڑی ہے مجھے بھی معلوم ہے کہ میرا زخم دکھ سکتا تھا مگر آپ کو پہلے بتا دوں کہ نرس نے مجھے بینڈج کی تھی جس میں پانی نہیں جا سکتا اور نہ ہی وہ گیلی ہو سکتی ہے بس اسی لیے میں نے ہاتھ لیا تھا کیونکہ مجھ سے میلا کچیلا

بن کر نہیں رہا جاتا وہ مکزم کی طرف دیکھتی ایک ایک لفظ پر زور دیتے ہوئے بولی۔۔۔

جب کے اس کے انداز میں ناراضگی صاف جھلک رہی تھی مکزم کی باتوں پر وہ ناراض ہو رہی تھی جبکہ علیزہ کی باتیں سن کر مکزم کو اپنی بے اختیاری پر غصہ آیا وہ یہ بات کیسے بھول گیا تھا کہ اسے آج کل جو بینڈیج کی جا رہی ہے وہ واٹر پرو ہے اگر اس بینڈج کے بعد ہاتھ بھی لیا جائے تو زخم نہیں دکھے گا اور نہ ہی زخم میں پانی پڑے گا۔۔۔

پیچھے ہٹیں مجھے چینج کرنا ہے ہے اور میں ٹھیک ہوں میں چل بھی سکتی ہوں وہ مکزم کو کندھے سے تھام کر پیچھے دھکیلتی اٹھ کر کھڑی ہونے لگی مگر مکزم تو اپنی جگہ سے ایک انچ نہ ہل سکا جب کہ اس کے اٹھنے سے پہلے ہی مکزم اس کا سختی سے ہاتھ تھام کر اسے اٹھنے سے روکا۔۔۔

جتنے تپش میں وہ وہاں سے اٹھ رہی تھی ممکن تھا کہ اس کا زخم دکھ جاتا افففففف یہ اختیاط مکزم تو پل پل یہی سوچتا تھا جب کہ وہ احمق لڑکی کچھ بھی سوچے سمجھے بغیر کچھ بھی کرنے کی ٹھان لیتی تھی۔۔

بیٹھ جاؤ تھم جاؤ میں خود تمہیں چینج کروا دیتا ہوں میرا بچہ ناراض کیوں ہوتا ہے۔۔۔

مکزم اس کے گلابی پھولے گال پر لب رکھتے ہوئے محبت بھرے انداز میں بولا جب کہ علیزہ کو اس کے انداز پر مزید غصہ آیا جو پل میں چاندی اور پل میں ماشہ بن جاتا تھا مطلب وہ کبھی قریب آنے کا موقع ہی نہیں جانے دیتا تھا یہ بات وہ صرف دل میں ہی بول سکتی تھی منہ پر بولنے کی ہمت نہیں تھی۔۔۔

نو تھینکس میں خود کر لوں گئی وہ ایک ادا سے چہرہ گھماتی ایٹیٹیوڈ سے بولی جبکہ مکزم اس کے ایٹیٹیوڈ پر عش عش کر اٹھا۔۔

چپ چاپ بیٹھو نو تھینکس کی بچی اگر تمہارے ساتھ باتیں آرام سے سن رہا ہوں تو اس کا مطلب یہ نہیں تم میرے سر چڑھ ہو گیم۔۔

اگر تمہاری ایک بار بھی آواز آئی تو تمہیں مجھ سے کوئی نہیں بچا سکتا پھر یہ بھی پرواہ نہیں کروں گی کہ تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں اور تمہیں گہرا زخم ہے پھر اپنا چہرہ چھپاتے پھرنا مجھ سے۔۔۔

مکزم اسے ذاتی دھمکی دیتا اسے چپ کروا گیا مگر وہ غصے سے کھولتے چہرہ لیے اسے یک ٹک گھور رہی تھی جیسے اسے سالم نگل جانا چاہتی ہو۔۔

مکزم نے ہلکا پھلکا سا ڈریس نکالا اور لائٹ آف کرتا اس کی جانب بڑھا اندھیرے میں وہ بہت اختیاط سے اسے چینج کروا چکا تھا لائٹس بھی اس نے صرف اپنی بیوی کے لیے آف کی تھی کیونکہ آج بھی اس کی بیوی اس سے بے حد شرماتی تھی اور اس کی یہی شرم و حیا اسے مزید اس کی جانب کھینچتی تھی مکزم مزید اس کا دیوانہ ہوتا تھا ایک مشرقی بیوی اور اس کی شرم و حیا مردوں کو کئی بار اس سے عشق کروانے پر مجبور کر سکتی ہے۔۔

چینج کروانے کے بعد مکزم نے دوبارہ اسے اپنے بازوں میں اٹھایا اور اسے لیے روم میں داخل ہوا نرمی سے بیڈ پر بٹھایا اور خود اس کے ٹھیک سامنے آ بیٹھا۔۔

میری بات سنو بیگم یہ ناراضگی تھوڑی بعد کے لیے رکھ لو ابھی ناشتہ کرو اور پھر مجھے تمہیں ایک بات بھی بتانی ہے جیسے سن کر یقیناً تم اپنی ناراضگی بھول جاؤ گی مکزم ناشتے کی ٹرے اپنے اور اس کے درمیان رکھتے ہوئے بولا۔۔

کون سی بات۔۔؟؟؟وہ ناشتے والی بات کو اگنور کرتی صرف بات پر توجہ دے کر پوچھنے لگی۔۔۔

پہلے ناشتہ کرو پھر بتاتا ہوں۔۔۔مکزم خود اپنے ہاتھوں سے نوالہ بنا کر اس کی جانب بڑھاتے ہوئے بولا تو اس بات کو جاننے کے لیے علیزہ بھی جلدی جلدی ناشتہ کرنے لگی۔۔

اپ نے ناشتہ کر لیا ناشتہ کرنے کے دوران وہ مگرزم کی طرف دیکھتی ہوئی بولی۔۔

ہاں تھوڑا سا۔۔۔مکزم نے مسکرا کر جواب دیا اور ایک اور نوالہ بنا کر اس کی جانب بڑھایا۔۔

تو آپ بھی کریں ناشتہ آپ نے تھوڑا سا کیوں کیا آپ کو تو ہیوی ناشتہ پسند ہے نا۔۔۔علیزہ نے خود ہی نوالا والا بنا کر اس کی جانب بڑھایا جب کہ اپنے بیوی کی اتنی فکر مندی پر مکزم نے مسکراتے ہوئے منہ کھولتے نوالا کھا لیا۔۔۔

مگر ساتھ ہی ساتھ وہی ہاتھ تھام کر اس کے ہاتھ کی پشت پر لب رکھ چکا تھا جبکہ اس کے اس حرکت پر عزیزہ حیرت زدہ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھنے لگی یہ شخص کس وقت کون سا عمل کرتا تھا کچھ معلوم نہیں ہوتا تھا۔۔

کچھ دیر بعد وہ دونوں ہی ناشتہ کر کے فارغ ہو چکے تھے جب کہ علیزہ اپنے درمیان سے ٹرے کو پیچھے ہٹاتی تھوڑا سا کھسک کر مکزم کے قریب ہو کر بیٹھتی تجسس بھری نگاہوں سے دیکھنے لگی۔۔

اچھا بتائیں کون سی بات بتانی تھی ناشتہ کر لیا ہم نے علیزہ مکزم کی طرف دیکھتی ہوئی بولی تو مکزم اس کی بے اختیاری پر مسکرایا۔۔۔

تمہاری دوست اسلام قبول کرنا چاہتی ہے۔۔۔اس کے قریب ہوتا اس کے گلابی گال کو ہاتھ کی پشت سے سہلاتے ہوئے بولا جبکہ مکزم کی بات اسے کچھ سمجھ نہ آئی۔۔

کیا مطلب آپ پوری بات بتائیں مجھے سمجھ نہیں آئی وہ الجھی نگاہوں سے مقزم کی طرف دیکھتی ہوئی بولی۔

ایلیا اسلام قبول کرنا چاہتی ہے اور انشاءاللہ آج شام میں عالم صاحب کے ساتھ مشورہ کرنے کے بعد میں نے گھر لے کر آؤں گا اور پھر ایلیا کو اسلام قبول کروا دیں گے۔۔۔

اس کے بعد تمہاری دوست بھی مسلمان ہو جائے گی اور ہمارے مذہب کا حصہ بن جائے گی یہ اس کی دلی خواہش ہے اور اس کا اپنا فیصلہ ہے اس کے

لیے اسے کسی نے مجبور نہیں کیا یہ فیصلہ اس کا اپنا ہے اور اسے اپنے فیصلے پر اپنی زندگی پر پورا اختیار ہے۔۔۔

مکزم بہت نرمی سے اسے تمام بات بتا گیا جبکہ مکزم کی بات پر وہ بے یقینی سے مکزم کو دیکھنے لگی۔۔

کیا سچ میں ایلیا اسلام قبول کرنا چاہتی ہے اللہ اللہ یہ کتنی خوشی کی خبر ہے وہ بت پرستی کو چھوڑ کے اسلام کی جانب آ جائے گی یا اللہ تیرا ہزار بار شکر ہے علیزہ نم آنکھوں سے بے حد خوش ہوتی مکزم کے گلے لگ چکی تھی جبکہ مکزم ہنستا آہستہ آہستہ اس کی کمر پر ہاتھ پھیرنے لگا وہ اس کی خوشی کو محسوس کر سکتا تھا یہ وہ لڑکی نہیں تھی جو اپنی خوشی میں خوش ہوتی یہ وہ خوبصورت لڑکی تھی جو دوسروں کی خوشی میں زیادہ خوش ہوتی تھی اور ایسے بندے ہی اپنے رب کے زیادہ قریب ہوتے ہیں۔۔۔

ooooooooooooooooooo

اس وقت مغرب اور عشاء کے درمیان کا وقت تھا ابھی کچھ دیر پہلے ہی سب افطار کے بعد مغرب کی نماز پڑھ کر فارغ ہوئے تھے اور مکزم کے بلانے پر عالم صاحب خود چل کر گھر تشریف لائے تھے اور اب عالم صاحب کے سامنے ایلیا بیٹھی ہوئی تھی جب کہ قریب حویلی کے باقی سب افراد موجود تھے یہاں تک کہ آج علیزہ بھی نیچے ہی تھی۔۔

بیٹا کیا آپ اپنے پورے ہوش و حواس میں اسلام قبول کرنا چاہتی ہیں کیا یہ آپ کا اٹل فیصلہ ہے۔۔۔

عالم صاحب ایلیا کی طرف دیکھتے ہوئے بولے جو نظریں جھکا کر بیٹھی ہوئی تھی۔۔

جی یہ میرا اٹل فیصلہ ہے میں اسلام قبول کرنا چاہتی ہوں۔۔۔ایلیا مدہم آواز میں بولی تو عالم صاحب نے ہاں میں سر ہلایا۔۔

کیا اس میں آپ کی کوئی مجبوری ہے یا پھر آپ کو کسی نے مجبور کیا ہے اسلام قبول کرنے کے لیے اگر ایسا ہے تو آپ شرع طور پر تو اسلام قبول کر لیں گی

مگر آپ کا دل راضی نہیں ہو گا اور اس طرح ہمارے اسلام کے برحومتی ہو گی۔۔

عالم صاحب اس سے مکمل سوالات کر رہے تھے جن کا جوابات ایلیا انہیں پورے یقین سے دے رہی تھی۔۔

جی نہیں اسلام قبول کرنا میری مجبوری نہیں ہے بلکہ اسلام قبول کرنا میری خوش قسمتی ہے اور مجھے اس چیز کے لیے کوئی بھی مجبور نہیں کر سکتا اس چیز کی اجازت مجھے میرے اپنے دل نے دی ہے اور میں اپنے دل کی مان کر اسلام قبول کرنا چاہتی ہوں سلام کے راہ میں چلنا چاہتی ہوں۔۔

ایلیا نے پوری ایمانداری سے جواب دیا۔۔

ماشاءاللہ بیٹا یہ بہت خوشی کی بات ہے کہ آپ نے راہ مستقیم چنی اور اپنے گناہوں کی توبہ چاہی۔۔۔

اب میں جو جو بولوں گا آپ نے میرے پیچھے وہ سب بولنا ہے ٹھیک ہے عالم صاحب کو اس کی باتوں میں مکمل سچائی نظر آرہی تھی۔۔

جی ٹھیک ہے۔۔۔ایلیا نے نظریں اٹھا کر عالم صاحب کی طرف دیکھا اور ہاں میں سر ہلایا۔۔

اپنے سر پر دوپٹہ اوڑھ لو بیٹا اسلام کا پہلا حکم پردہ ہے اور تم اس وقت بغیر پردے کے بیٹھی ہو عالم صاحب بغیر ایلیا کی طرف دیکھے اسے بتانے لگے جب کہ ان کی بات سنتے ایلیا نے اپنے گلے میں موجود دوپٹے کو اچھے سے اپنے گرد حجاب کی صورت میں لپیٹا۔۔۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔۔۔

کیا آپ اپنے پورے ہوش و حواس میں اسلام قبول کرنا چاہتی ہیں اور اپنے مذہب سے بے دخل ہونا چاہتی ہیں۔۔۔

جی ہاں میں اپنے پورے ہوش و حواس میں اسلام قبول کرتی ہوں اور اس مذہب سے بے دخل ہوتی ہوں۔۔۔

ایلیا مضبوط لہجے میں بولی البتہ اس کی آواز میں ہلکی نمی تھی۔۔

چلیں پھر بچے کلمہ پڑھ لیں کیونکہ اب آپ پر کلمہ واجب ہو چکا ہے عالم صاحب نے مسکرا کر بتایا۔۔

لا الہ۔۔۔عالم صاحب نے کلمہ پڑھنا شروع کیا۔۔

لا الہ۔۔۔ایلیا نے بھی ان کے پیچھے بولنا شروع کیا۔۔

الا اللہ۔۔۔۔۔

الا اللہ۔۔۔۔ایلیا نے ان کے پیچھے پیچھے الفاظ دہرائے۔۔۔

محمد رسول اللہ۔۔۔۔عالم صاحب نے کلمے کے آخری الفاظ دہرائے۔۔

محمد رسول اللہ۔۔۔۔

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔۔۔عالم صاحب نے مکمل کلمہ پڑھا۔۔۔

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ....

ایلیا نے بھی ان کے پیچھے پورا کلمہ ادا کیا اس دوران اس کی آنکھوں سے دو آنسو ٹوٹ کر اس کے گود میں رکھے دونوں ہاتھوں پر گرے تھے۔۔

ماشاءاللہ مبارک ہو آپ نے کلمہ پڑھ لیا ہے آپ مسلمان ہو چکی ہیں اب آپ پر واجب ہے کہ آپ اپنے خدا کے تمام احکامات کو مانیں اور اسے راضی کریں اپنے پچھلے گناہوں کی توبہ کریں اور راہ راست پر چلیں۔۔

آج سے آپ کا نام ایلیا نہیں بلکہ عالیہ ہے عالیہ آدم جو حضرت آدم علیہ السلام کی بیٹی ہے اور وہ آپ کے بابا ہیں آپ آج سے اسلام کے بیٹی کہلائیں گی اور یاد رکھیے گا آپ کا نام اب عالیہ ہے اور آپ کو سب عالیہ نام سے ہی پکاریں گے۔۔۔

عالم صاحب نے اسے ایک خوبصورت سا نام منتخب کر کے دیا جو وہاں بیٹھے تمام افراد کو بہت پسند آیا تھا آخر حضرت عالیہ کے قصے کسے نہیں معلوم تھے۔۔

بہت مبارک ہو بچے میں دعا کروں گا کہ اللہ تمہیں تمہارے ارادوں پر ہمیشہ قائم رکھے۔۔۔عالم صاحب نے اٹھ کر ایلیا کے سر پر ہاتھ رکھا اور اسے ایک خوبصورت سی دعا دی۔۔۔

باقی سب بھی نم آنکھوں سے ایلیا کو دیکھ رہے تھے ایلیا نے اسلام قبول کر لیا تھا اس سے بڑی خوشی اور کیا ہو سکتی تھی علیزہ فاطمہ مسکان تینوں کی آنکھیں نم تھی جبکہ افراح کا حال بھی منفرد نہ تھا مگر مرد حضرات چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ لیے بیٹھے تھے۔۔

ان سب کے درمیان بیٹھا رائز بالکل خاموش تھا البتہ اس نے اس سب میں بہت دلچسپی سے کام لیا تھا اس نے بہت دلچسپی سے یہ سارے الفاظ سنے تھے۔۔۔

ماشاءاللہ بہت بہت مبارک ہو اللہ پاک تمہیں ہمیشہ خوش رکھے افراح سب سے پہلے آگے بڑھ کر ایلیا کے گلے ملتے ہوئے بولی۔۔

بہت مبارک ہو عالیہ۔۔ تم نے یہ فیصلہ بہت درست کیا ہے اسلام میں خوش آمدید تم اب اسلام کا حصہ ہو اب تمہیں کسی کی بت پرستی نہیں کرنی پڑے گی تم اسلام جیسا خوبصورت مذہب میں داخل ہو چکی ہو مسکان ایلیا سے گلے ملتی اسے اپنے مذہب میں آنے کی خوش آمدید کرنے لگی۔۔

ایلیا نے علیزہ کی طرف دیکھا جو صوفے پر بیٹھی نم آنکھوں سے مسکرا کر اسے ہی دیکھ رہی تھی۔۔

بہت شکریہ علیزہ اگر تم نہ ہوتی تو شاید میں کبھی بھی اسلام قبول نہ کرتی اور اپنی گناہوں کو میں کبھی بھی اسلام قبول نہ کرتی اور اپنا گناہوں سے بھرا وجود لے کر دنیا سے رخصت ہو جاتی مگر تم نے مجھے راہ راست دکھائی مجھے درست راستہ دکھایا میں تمہارا کیسے شکریہ ادا کروں۔۔۔ ایلیا علیزہ کے گلے لگتی اس کی طرف دیکھتی ہوئی بولی۔۔

شکریہ والی کوئی بات نہیں میرے اللہ کو یہی منظور تھا اور میرے اللہ کو مجھے ہی وسیلہ بنا کر تمہاری زندگی میں بھیجنا تھا تاکہ تم اندھیروں بھری زندگی سے

نکل سکو اور اسلام کے اجالے کو دیکھ سکو اب تمہیں نماز سکھانی ہے اور نماز پانچ وقت کی ادا کی جاتی ہے اور قضا نہیں کی جاتی تمہیں قران پڑھنا بھی سکھانا ہے اور یہ سب میں کروں گی تم سب کچھ مجھ سے ہی سیکھو گی اس کے علاوہ جب تک میں ٹھیک نہیں ہو جاتی تب تک تمہیں یہ سب مسکان سکھائے گی اس کے بعد میں تمہیں سب بتاؤں گی علیزہ مسکراتی ایکسائٹڈ ہوتے ہوئے اسے اگلے مراحل بتانے لگی جس پر سب سر جھٹک کر مسکرا دیے بے شک اسے تو سب سے زیادہ خوشی تھی ایلیا کے اسلام قبول کرنے پر۔۔۔

ہاں کیوں نہیں میں ضرور کروں گی۔۔۔ایلیا نے مسکرا کر استفار کیا۔۔۔

مکزم اور جہانزیب عالم صاحب کو باہر چھوڑنے گئے تھے جب کہ رائز بھی وہاں سے باہر چلا گیا تھا وہ کل سے حویلی آیا ہوا تھا مگر اس نے حویلی صرف ایک رات گزاری تھی ناشتہ کرنے کے بعد وہ حویلی سے چلا گیا تھا اور اب ایلیا کے فون کرنے کے بعد ہی وہ حویلی آیا تھا اور اب پھر سے وہ حویلی سے چلا گیا تھا وہ یہاں نہیں رہنا چاہتا تھا مگر مکزم کے مجبور کرنے پر اسے یہاں رہنا پڑ رہا تھا

لیکن پھر بھی وہ زیادہ وقت حویلی سے باہر ہی گزار رہا تھا اسے اور بھی بہت سے معاملات درست کرنے تھے بہت کچھ ہینڈل کرنا تھا آخر وہ ایک گینگسٹر تھا اور ایک گینگسٹر جب اپنی گینگ کو چھوڑتا ہے تو اسے اور بھی بہت کچھ چھوڑنا پڑتا ہے اور بہت کچھ ہینڈل بھی کرنا پڑتا ہے جیسے رائز اب کر رہا تھا کیونکہ ایلیا کی پہچان اب مکمل بدل چکی تھی۔۔

ooooooooooooooo

رکیں مولوی صاحب مجھے آپ سے ایک ضروری بات کرنی ہے۔۔۔رائز نے پیچھے سے مولوی صاحب کو آواز لگائی جو مکرم اور جہانزیب کے ساتھ حویلی سے باہر نکل رہے تھے۔۔۔جیسے ہی اس کی آواز سنی تو وہیں پر رک گئے اور مڑ کر اسے دیکھنے لگے جو انہی کی جانب آ رہا تھا۔۔۔

جی بیٹا فرمائیے۔۔۔عالم صاحب رائز کی طرف دیکھتے ہوئے بولے۔۔

مجھے آپ سے کچھ ضروری سوال کرنے تھے کیا آپ مجھے ابھی ان کے جواب دے سکتے ہیں رائز ان کی طرف دیکھتا بہت ادب سے بولا کم از کم اسے یہ تو

پتہ تھا کہ اس مذہب میں امام کو کتنی عزت دی جاتی ہے کتنا احترام کیا جاتا ہے۔۔

جی بیٹا پوچھیں آپ کو کون سا سوالات پوچھنے ہیں امام صاحب پوری طرح اس کی طرف متوجہ ہوئے۔۔

یہ جسے آپ نے ابھی اسلام قبول کروایا ہے کلمہ پڑھایا ہے میں اس لڑکی سے محبت کرتا ہوں وہ اور میں آپس میں خالہ زاد ہے مگر اب وہ مسلمان ہے اور میں غیر مسلمان کیا اسلام میں یہ جائز نہیں کہ اس کی اور میری شادی ہو جائے۔۔۔۔

رائز بولا تو جہانزیب اور مکرم نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا یعنی وہ ایلیا سے محبت کرتا تھا مگر یہ بات تو کسی کو بھی معلوم نہیں تھی اور نہ ہی اس نے کبھی بولی تھی۔۔۔

نہیں بیٹا ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے ساتھ ہی جچتا ہے اب وہ مسلمان ہو چکی ہے اگر وہ کسی سے نکاح کرنا چاہے تو وہ مرد بھی مسلمان ہونا چاہیے اس کا

نکاح ایک مسلمان مرد کے ساتھ ہی جائز ہو گا اس کے علاوہ اگر وہ تمہارے ساتھ شادی کرتی ہے تو یہ شادی نہیں ہو گی یہ زنا ہو گا اور ساری زندگی تم دونوں کو اس کا عذاب ملتا رہے گا اور تم لوگ یہ زندگی گناہ کی صورت میں گزارتے رہو گے اس لیے ایک غیر مذہبی شخص کی شادی کبھی بھی ایک مسلمان سے نہیں ہو سکتی۔۔۔

انہوں نے بہت سادگی سے جواب دیا۔۔

اور اگر میں اسلام قبول کر لوں تب وہ مجھ سے جائز طریقے سے نکاح کر لے گی کیا تب اس کا اور میرا رشتہ جائز ہو گا۔۔۔۔

رائز نے تجسس سے ان کی جانب دیکھتے ہوئے اگلا سوال کیا۔۔

ہاں بیٹا اگر تم خدا اور اس کے آخری رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو حاضر و ناظر جان کر اسلام قبول کرو گے تو تم بھی مسلمان بن جاؤ گے اور تمہارا اس سے نکاح جائز ہو گا تم اس کے محرم بن جاؤ گے اور محرم کا

ساتھ جنت تک کا ہوتا ہے صرف دنیا میں ان کا ساتھ نہیں ہوتا وہ جنت میں بھی جوڑوں کی صورت میں رکھے جاتے ہیں۔۔

عالم صاحب تو سمجھ رہے تھے اس کے تمام باتیں اس لیے وہ اسے پوری تفصیل سے جواب دے رہے تھے تاکہ ان کی باتیں اس کے دماغ میں اچھے سے بیٹھ جائیں اور ایسا ہو بھی رہا تھا وہ بہت غور سے ان کی باتیں سن رہا تھا مگر وہ ان کی باتوں پر پکا بھی ہو رہا تھا۔۔

میں اسلام قبول کرنا چاہتا ہوں کیا میں ابھی اور اسی وقت کلمہ پڑھ کے مسلمان بن جاؤں گا۔۔۔

رائز نے جلدی سے فیصلہ لے لیا جس پر عالم صاحب سر جھٹک کر مسکرا دیے۔۔

بیٹا میں تمہیں ایک مشورہ دوں گا تم دو دن تنہا رہو اور اس تنہائی میں تم اسلام کو سمجھنے کی کوشش کرو قرآن کے ترجمے کو پڑھنے کی کوشش کرو اگر اس کے بعد تمہارا دل اور دماغ اسلام قبول کرنے کو راضی ہو جائے تو تم اسلام قبول

کر سکتے ہو اسلام ہم اپنے خدا کے لیے قبول کرتے ہیں نہ کہ کسی شخص کے لیے۔۔۔

تم کھلا وقت لے سکتے ہو مگر اسلام تب قبول کرنے کا فیصلہ لینا جب تم خدا اور اس کے رسول کو جان جاؤ۔۔

عالم صاحب اس کا کندھا تھپتھپاتے مسکراتے ہوئے بولے۔۔

مجھے چھوڑ آؤ بیٹا عشاء کا وقت ہو رہا ہے۔۔۔وہ مکرم اور جہانزیب کی جانب دیکھتے ہوئے بولے تو مکرم نے جہانزیب کو اشارہ کیا جہانزیب انہیں ساتھ لیے باہر کی جانب بڑھ گیا تاکہ انہیں چھوڑ کے آ سکے۔۔۔

مجھے اچھا لگا یہ سن کر کہ تم اہلیہ کو پسند کرتے ہو مگر اب وہ ایلیا نہیں رہی وہ عالیہ ہے تم واقعی میں ایک لمبا وقت لے سکتے ہو میں تمہارے حق میں ہوں انشاءاللہ سب بہتر ہو گا۔۔۔

مکرم نے مسکراتے اس کا کندھا تھپتھپایا اور ساتھ اسے تسلی بھی دی۔۔

بہت شکریہ میں آپ کو جلد جواب دوں گا رائز نے ہلکا سا مسکرا کر مکزم کو جواب دیا تو وہ ہاں میں سر ہلاتا حویلی کے اندر کی جانب بڑھ گیا۔۔

جبکہ رائز اپنے تمام تر سوچوں کو لیے وہاں سے چلا گیا عالم صاحب کے مشورے کے مطابق اب اس کا رخ کسی مدرسے یا مسجد کی جانب تھا اسے خود بھی اسلام کے بارے میں جاننے کا تجسس ہو رہا تھا ایسی کیا کشش تھی اس کتاب میں جس کے بارے میں سن کر جسے پڑھ کر ایلیس نے اسلام قبول کر لیا وہ بھی یہ جاننا چاہتا تھا۔۔

ooooooooooooo

رائز تقریباً دو گھنٹوں سے بے وجہ گاڑی سڑکوں پر دوڑا رہا تھا وہ عجیب سی کشمکش کا شکار تھا اب وہ ایک مدرسے کے باہر گاڑی میں بیٹھا اپنی ہی سوچوں میں الجھا ہوا تھا ایک طرف اس کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ اندر جائے اور ایک طرف اس کے قدم وہیں پر ٹھہر جا رہے تھے۔۔

آخر کار رائز نے ایک لمبا سانس ہوا کے سپرد کرتے گاڑی سے باہر نکل کر مدرسے کے اندر کی جانب قدم بڑھائے جو باہر سے روشنیوں سے نہایا ہوا تھا ویسے بھی رمضان تھا اور رمضان میں رات بھر وہاں عبادت ہوتی تھی۔۔

ڈیمن اندر داخل ہوا تو اس نے مدرسے کے دہانے پر ہی بہت سے جوتوں کو دیکھا جو ترتیب سے لگے ہوئے تھے یقیناً اندر جانے کے لیے جوتے اتار کے جانا ضروری تھا یہ چیز وہ ان جوتوں کو ترتیب سے لگے دیکھ کر ہی سمجھ چکا تھا۔

اس نے اپنے جوتے وہیں پر اتارے اور اندر داخل ہو گیا اندر داخل ہوتے ہی ایک خوبصورت سی عطر کی خوشبو اس کی نتھیوں سے ٹکرائی اور ایک لمحے کے لیے اس کا دماغ کسی اور ہی جہاں میں پہنچ گیا روح کو جیسے سکون ملا ہو وہ خوشبو اتنی پراسرار تھی کہ روح میں ٹھنڈک پیدا کر گئی تھی۔۔

ایک بار اپنی آنکھوں کو بند کر کے اس نے دوبارہ کھولا اور اب مدرسے کے اندر نظریں گھمائی جہاں بہت سے بچے جو 10 سے 15 سال کی عمر کے تھے اس کے علاوہ بہت سے مرد حضرات بھی موجود تھے کوئی قرآن پاک کی

تلاوت کر رہا تھا اور کوئی نماز پڑھ رہا تھا کوئی سائیڈ پر بیٹھا تسبیح کر رہا تھا اور کوئی استغفار کرنے میں مصروف تھا پورے مدرسے میں ان بچوں کی آوازیں گونج رہی تھیں جو خاصی اونچی آواز میں قرآن مجید کی تلاوت کر رہے تھے۔۔

ممبر کے قریب ہی بیٹھے ایک مولوی صاحب کی نظر رائز پر پڑی جو وہاں کھڑا انجانی نظروں سے پورے مدرسے کو جان چڑھا تھا انہیں ایک سیکنڈ لگا تھا پہچاننے میں کہ یہ مسلمان نہیں اور یہ مدرسے میں پہلی بار آیا ہے کیونکہ کوئی مسلمان مسجد میں آنے کے بعد ایسا ری ایکٹ نہیں کرتا۔۔۔

کیا ہوا کیا کچھ چاہیے وہ رائز کے قریب آتے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولے تو رائز فٹ سے ہوش کی دنیا میں واپس لوٹا اور گردن موڑ کر اپنے سامنے کھڑے ایک ادھیڑ عمر کے آدمی کو دیکھا جس کی داڑھی لمبی مگر سفید تھی چہرے پر نور ہی نور تھا اس نے اس وقت سفید رنگ کا کرتا زیب تن کیا ہوا تھا لباس میں بے حد سادگی تھی لہجے میں مٹھاس تھی پرنور آنکھیں

اور پرنور چہرہ ان کے جسم سے اٹھتی عطر کی خوبصورت خوشبو ایک منفرد سا احساس پیدا کر رہی تھی۔۔۔

جی مجھے جو چاہیے میں وہی یہاں لینے آیا ہوں۔۔۔ رائز ان کی طرف دیکھتا جواب دیتے ہوئے بولا۔۔

کیا چاہیے تمہیں دیکھنے سے تو تم مسلمان معلوم نہیں ہوتے مگر پھر بھی پوچھ لیتا ہوں تم کون ہو اور یہاں سے تمہیں کیا چاہیے کیا نماز ادا کرنے آئے ہو۔۔۔۔

وہ نرم لہجے سے اس سے پوچھنے لگے کہیں انہیں بھی یہ لگا تھا کہ شاید یہ شخص مسلمان ہوگا ہو سکتا ہے کہ ان کا اندیشہ غلط ہو۔۔

نہیں مجھے نہیں پتہ کہ نماز کیا ہوتی ہے کیونکہ میں مسلمان نہیں ہوں میں غیر مسلم ہوں میں عسائی ہوں اور میں اسلام کو نہیں مانتا لیکن میں یہاں پر خدا کی تلاش میں آیا ہوں مجھے اسلام کے خدا اور ان کے آخری پیغمبر کے بارے میں جاننا ہے۔۔۔

وہ ان کے جانب دیکھتا صاف گوئی سے انہیں ایک ایک بات بتا رہا تھا۔۔

چلو آؤ بیٹھو میں تمہیں بتاتا ہوں اسلام کے خدا اور اس کے پیغمبر کے بارے میں انہوں نے مسکراتے ہوئے اسے دعوت عام دی یہی تو اسلام کی خوبصورتی تھی کہ اسلام میں آنے والا شخص کا استقبال کیا جاتا تھا نہ کہ اسے ددکارا چاہتا تھا یہ بول کر کے تم غیر مذہبی ہو۔۔

رائز کو بول کر وہ آگے چل دیے اور جا کر ممبر کے قریب ہی بیٹھ گئے جب کہ رائز بھی چلتا ان کے قریب گیا اور ٹھیک ان کے سامنے بیٹھ گیا۔۔

یہ جو تمہیں ایک بڑا سا حروف نظر آ رہا ہے جانتے ہو یہ کیا ہے اور یہ کس کا نام ہے۔۔۔

انہوں نے سامنے ایک بڑے سے چمکتے نام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پوچھا تو رائز نے نفی میں سر ہلایا۔۔

یہ نام ہے اللہ کا یہ ہمارے خالق و مالک کا نام ہے یہ ہمارا خدا ہے تمام کائنات کا مالک۔۔۔وہ اس نام کی طرف دیکھتے اسے اس نام کی پہچان کروانے لگے۔۔

اور جانتے ہو کہ اس کے ساتھ لکھا نام کس کا ہے یہ نام ہے محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہمارے آخری پیغمبر آخری رسول جن کے ہم امتی ہیں ان کا نام محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہے وہ ہمارے پیروکار ہیں ہم ان کے غلام ہیں وہ ہمارے نبی ہیں بلند درجے والے مگر انہوں نے ہمیشہ سب کو برابری پر رکھا ہے مسلمان مسلمان کا بھائی ہے اونچا نیچا کچھ نہیں ہوتا یہ چیز ہمیں ہمارے آخری پیغمبر بتا کر گئے ہیں اور ان کے احکامات پر چلنا ہی ہمارے زندگی کا اصل مقصد ہے۔۔

جانتے ہو کہ یہ کتاب کیا ہے یہ کتاب قرآن مجید ہے جو ہمارے آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر نازل ہوئی اس میں ہر مشکل کا حل موجود ہے ہر سوال کا جواب موجود ہے تمہارے دل میں جو بھی سوالات ہیں تمہیں آرام سے ان سوالات کے جوابات اس کتاب سے مل جائیں گے یہ

صرف کتاب نہیں ہے یہ ہمارے لیے راہ مستقیم ہے ہماری بخشش کا ذریعہ ہے یہ ہمارے لیے جنت کی چابی ہے اگر ہمیں بہترین زندگی جینی ہے تو ہمیں قرآن کے بتائے گئے راستے پر چلنا پڑے گا۔۔۔

تم اس کے ترجمے کو پڑھو تمہیں تمہارے تمام سوالات کے جوابات مل جائیں گے انشاءاللہ ۔۔۔انہوں نے ہاتھ بڑھا کر اسے قرآن مجید پکڑایا جس میں صرف قرآن مجید کا ترجمہ تھا۔۔

قرآن مجید نہیں ہے یہ قرآن مجید کا ترجمہ ہے مکمل ترجمہ تم جب تک چاہو یہاں بیٹھ کر اسے پڑھ سکتے ہو مگر اس سے پہلے تمہیں وضو کرنا ہوگا اس کے بغیر تم اسے ہاتھ بھی نہیں لگا سکتے انہوں نے وہ کتاب اسے تھمانے سے پہلے اسے بتانا ضروری سمجھا۔۔

لیکن مجھے وضو نہیں آتا۔۔۔رائز الجھی نظروں سے انہیں دیکھنے لگا۔۔

کوئی بات نہیں چلو آؤ میں سکھاتا ہوں مولوی صاحب اس کی بات پر مسکرائے اور اسے لیے وہاں سے اٹھ کھڑے ہوئے اور وضو خانے کی طرف قدم بڑھائے۔۔

وضو کرنے کے بعد رائز اس کتاب کو لیے ایک سائیڈ پر بیٹھ گیا اور اب اس نے قرآن پاک کا ترجمہ پڑھنا شروع کیا تھا جہاں وقفے وقفے پر اسے ایسے ایسے واقعات پڑھنے کو ملے جنہیں پڑھ کر آہستہ آہستہ اسے مزید تجسس ہوا اس کتاب کو پڑھنے کا۔۔۔

اور پھر وہ ساری رات وہیں بیٹھا اسے پڑھتا رہا وہ اپنی جگہ سے ایک بار بھی ہلا نہیں تھا اس کا دھیان ایک۔منٹ کے لیے بھی نہیں بھٹکا جبکہ اتنے گھنٹے گزرنے کے بعد وقفے وقفے سے مولوی صاحب اسے دیکھتے تھے جو اس کتاب میں بری طرح ڈوبا ہوا تھا جیسے اپنے آس پاس کی چیزوں کو بھلا چکا ہو۔۔۔

یہی تو تھا قرآن میں کہ وہ انسان کو انسان کا اپنا آپ بھلا دیتا تھا قرآن مجید میں اتنی طاقت تھی کہ انسان یہ تک بھول جاتا تھا کہ وہ کہاں ہے اور کہاں

نہیں اسے اگر یاد رہتا تھا تو صرف خدا اور اس کا رسول اور اس کو قرآن میں دیے گئے احکامات۔۔۔

oooooooooooooooooooo

نکاح خواں آ چکا تھا جب کہ عالیہ کو بھی بیوٹیشن تیار کر کے جا چکی تھی اب نکاح خواں نے نکاح کی اجازت چاہی تھی جس پر گھر کے سربراہ عالم صاحب نے نکاح کی اجازت دی تھی سب سے پہلے لڑکے سے رضامندی لینے کے بعد مولوی صاحب کچھ گواہوں کے ہمراہ عالیہ کے کمرے میں داخل ہوئے تھے۔۔۔

جو دلہن بن کر سفید رنگ کے جوڑے میں سجی سنوری بیٹھی چہرے پر افسردگی لیے اپنے ہاتھوں کی لکیروں کو دیکھ رہی ہوں جو مہندی کے رنگ کے اوٹ میں چھپی ہوئی تھی۔۔

مولوی صاحب کے آنے پر علیزہ نے جلدی سے اس کے چہرے کے آگے گھونگھٹ کر دیا اب علیزہ افراح مسکان اور فاطمہ ایک سائیڈ پر کھڑی جبکہ

مکزم عالیہ کے قریب ہی کھڑا تھا اور جہانزیب بھی اس کی دائیں جانب کھڑا تھا وہ دونوں بھائیوں کی صورت میں اس کے مضبوط سہارے بنے کھڑے تھے اور خود آگے بڑھ کر اس کا نکاح پڑھوا رہے تھے۔۔

عالیہ آدم آپ کا نکاح محمد مصطفی سے سکہ راج الوقت تین لاکھ حق مہر تے پایا گیا ہے کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے۔۔۔۔

مولوی صاحب نے نکاح کے قول پڑھنا شروع کیے۔۔۔

جی قبول ہے عالیہ نے بہت مدہم آواز میں رضامندی دی۔۔

عالیہ آدم آپ کا نکاح محمد مصطفی سے سکہ راج الوقت تین لاکھ حق مہر قرار پایا گیا ہے کہ آپ کو نکاح قبول ہے مولوی صاحب نے دوسری بار پوچھا۔۔

قبول ہے۔۔۔عالیہ نے دوسری بار بھی پورے دل سے رضامندی دی مگر دل کے کسی کونے میں رائز ابھی بھی موجود تھا۔۔

عالیہ آدم آپ کا نکاح محمد مصطفی سے سکہ راج الوقت تین لاکھ حق مہر قرار پایا گیا ہے کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے مولوی صاحب نے تیسری مگر آخری بار اس سے رضامندی پوچھی۔۔

جی قبول ہے۔۔۔عالیہ نے آخری بار بول کر شدت سے اپنی آنکھوں کو بند کیا تھا۔۔

مولوی صاحب نے نکاح نامہ آگے بڑھایا تو عالیہ نے چپ چاپ سائن کر دیے جبکہ نکاح ہونے کے بعد مولوی صاحب سب گواہوں کو لیے مصطفی کے پاس گئے کیونکہ اب مصطفی کی رضا مندی لینی تھی اس کے بعد نکاح کی دعا کرنی تھی۔۔

کچھ دیر بعد کمرے میں خبر پہنچی کہ لڑکے کی طرف سے بھی رضامندی دے دی گئی ہے یعنی اب عالیہ محمد مصطفی بن چکی ہے وہ کسی اور کی شریک حیات بن چکی ہے کوئی شخص ہے جو اس کا محرم بن چکا تھا یعنی وہ اب سے کسی اور کی ملکیت ہے سرتا پیر کسی اور کی امانت ہے۔۔۔

بہت بہت مبارک ہو عالیہ اللہ پاک تمہیں ہمیشہ خوش رکھے سب نے باری باری آگے بڑھ کر اسے گلے ملتے ہوئے خوبصورت دعائیں دیں جبکہ افراح اب کافی سست سست سی تھی کیونکہ اس کی پریگننٹسی کا ٹائم کمپلیٹ ہو چکا تھا اور لاسٹ ڈیز چل رہے تھے اس لیے اسے کافی سستی رہتی تھی وہ بہت کم بولتی تھی اور بہت کم ہی باتوں کا جواب دیتی تھی۔۔

عالیہ نم آنکھوں سے مسکرا دی کیونکہ اسلام قبول کرنے کے بعد اسے یہ معلوم ہوا تھا کہ میاں بیوی کا رشتہ خدا کے نزدیک سب سے مضبوط رشتہ ہے اور سب سے پاک رشتہ صرف میاں بیوی کا ہی ہے یہ وہ رشتہ ہے جو خدا خود بناتا ہے اس نکاح میں خدا خود شامل ہوتا ہے جب ایک لڑکے اور لڑکی کا نکاح ہوتا ہے تو خدا آسمان سے اپنے فرشتے بھجواتا ہے ان کے نکاح میں فرشتے بھی شامل ہوتے ہیں اور امن کی زندگی کی دعا دیتے ہیں عالیہ کا دل یہ نکاح کرنے کے بعد مطمئن تھا مگر وہ بے چین بھی تھی رائز کی طرف سے۔۔

کچھ دیر بعد عالیہ کے رخصتی کا شور اٹھا جب کہ یہ فیصلہ اچانک تھا مکزم کا کہنا تھا کہ مصطفی چاہتا ہے کہ رخصتی ابھی کر دی جائے وہ کوئی شور شرابے سے بارات لے کر نہیں آنا چاہتا وہ سادگی سے نکاح کرنا چاہتا تھا اپنے نبی کی سنت پوری کرنا چاہتا تھا اور اپنی دلہن کو اپنے ساتھ لے جانا چاہتا تھا۔۔۔

اس کی بات پر کسی نے بھی کوئی اعتراض نہ کیا اور چپ چاپ عالیہ کی رخصتی کی اجازت دے دی جس پر اب عالیہ کو رخصت کیا جا رہا تھا۔۔

فکر مت کرنا بچے میں ہمیشہ تمہارے ساتھ ہوں ہم ہی تمہارے مائکے والے ہیں اور تمہاری فیملی ہیں تم نے یہ بات کبھی نہیں بھولنی اور تم زیادہ دور نہیں جا رہی بس 10 سے 15 منٹ کا راستہ ہے اگر مصطفی کبھی بھی کچھ ایسا کہے تو صرف ایک فون کال کرنا میں اس کی ٹانگیں توڑ دوں گا اگر اس نے میری بہن کی آنکھوں میں ایک آنسو بھی آنے دیا۔۔۔۔

مکزم عالیہ کے سر پر ہاتھ رکھتا بہت مضبوط انداز میں بولا جبکہ اس کی آخری بات پر مصطفی بھی مسکرا دیا جبکہ باقی سب بھی مسکرا کر مصطفی اور عالیہ کی

جوڑی کو دیکھ رہے تھے عالیہ نے ایک بار بھی نظریں اٹھا کر مصطفی کو نہیں دیکھا تھا البتہ اس کا اپنا چہرہ چادر میں چھپا ہوا تھا وہ سفید رنگ کی چادر تھی اور تھوڑی موٹی بھی تھی جس کی باعث وہ چادر سے باہر نہیں دیکھ سکتی تھی۔۔

اس نے محسوس کیا تھا کہ اس کا شوہر ایک بار بھی نہیں بولا اس نے ایک بار بھی اپنے شوہر کی آواز نہیں سنی تھی ویسے بھی کمرے سے باہر آنے کے بعد صرف دس منٹ ہی وہ فیملی والوں کے پاس رکی تھی اس کے بعد عالیہ کی رخصتی کر دی گئی تھی۔۔۔

اب عالیہ اپنے شوہر کے ہمراہ رخصت ہوئی اپنے اصل گھر پہنچی تھی گاڑی ڈرائیور نے ڈرائیو کی تھی جبکہ مصطفی ڈرائیور کے ساتھ والے سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا عالیہ پیچھے اکیلی بیٹھی ہوئی تھی اور اس نے اتنی زحمت نہ کی تھی کہ ایک بار بھی چادر کو اٹھا کر یہ دیکھ لے کہ وہ کہاں جا رہی ہے اور آگے بیٹھا اس کا شوہر کیسا دکھتا ہے۔۔۔

گاڑی ایک خوبصورت چھوٹے سے بنگلے کے سامنے رکی تھی جو اتنا بڑا تو نہیں تھا مگر مناسب تھا لیکن تھا بہت خوبصورت۔۔

ooooooooooooooo

مصطفی گاڑی سے نکلا تو عالیہ نے بھی گاڑی کا دروازہ کھول کر باہر نکلنا چاہا مگر اپنے سامنے مضبوط چوری سفید ہتھیلی دیکھ کر اس نے ہچکچاتے ہوئے اپنا ہاتھ اس کی ہتھیلی میں تھما دیا جسے تھامتے اس نے بہت سمبھال کر عالیہ کو گاڑی سے نیچے اتارا اور اس کے ہاتھ کو یوں ہی اپنی گرفت میں لیے گھر کے اندر کی جانب قدم بڑھائے۔۔

مصطفی اسے لیے سیدھا اپنے کمرے میں داخل ہوا تھا جب کہ وہ چپ چاپ نظریں جھکائے اس کے پیچھے پیچھے چل رہی تھی عالیہ کا ہاتھ اس کے ہاتھ کی گرفت میں ابھی تک موجود تھا۔۔

نہ چاہتے ہوئے بھی عالیہ کو رونا آرہا تھا نہ جانے کیوں مگر کسی غیر کے ساتھ یوں رہنا اسے گھٹن کا احساس دلا رہا تھا اسے رہ رہ کر رائز یاد آرہا تھا اب وہ

اپنے شوہر سے کیا کہتی کہ اسے اپنے دوست پلس عاشق کی یاد آرہی ہے جو بری طرح اس کے عشق میں ڈوبا پڑا تھا اور کئی دنوں سے اسے بھی بے چین کر رکھا تھا۔۔

اب کیا یوں ہی تمبو کیے کھڑی رہو گی یاں اپنی شکل بھی دکھاؤ گی اتنا انتظار کیا ہے اب تو اپنی دلہن دیکھنے کا حق رکھتا ہوں۔۔۔

مصطفی شوخ لہجے میں بولا جبکہ اس کی آواز سن کر عالیہ کو 440 ووٹ کا جھٹکا لگا پہلے تو وہ سمجھ نہ سکی مگر جیسے ہی اس کے دماغ میں کچھ کلک ہوا اس نے جھٹکے سے اپنے چہرے سے چادر اتار کے پیچھے کو پھینکی۔۔

رائز تم۔۔۔۔وہ صدمے سے رائز کی طرف دیکھتی ہوئی بولی جو مسکراتے اسے دیکھ رہا تھا۔۔

جی نہیں رائز نہیں مصطفی میرا نام رائز نہیں ہے رائز نامی شخص مر چکا ہے میں محمد مصطفی ہوں۔اس نے اپنا مکمل تعارف کروایا۔۔

یعنی تم نے۔۔۔۔تم نے اسلام قبول کر لیا لیکن کیسے ایسا کیسے ہو سکتا ہے اس کا صدمہ ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔۔

دلہن کے روپ میں سجی سنوری عالیہ جسے آج تک اس نے کبھی میک اپ میں بھی نہیں دیکھا تھا وہ آج دلہن بنی مشرقی لڑکیوں کا روپ لیے اس کے سامنے کھڑی تھی جو اس کا ایمان بری طرح سے خراب کر رہی تھی اوپر سے اس کی حیرت سے ڈوبی آنکھیں صدمے میں ڈوبا چہرہ اسے مزید بے خود کر رہا تھا۔۔

ہاں میری جان میں نے اسلام قبول کر لیا اور اب میں کوئی رائز نہیں بلکہ مصطفی ہوں اور تمہارا شوہر ہوں۔۔۔

اس نے کہتے ہوئے عالیہ کی چوڑیوں سے بھری پلائی پکڑ کے اسے اپنی طرف کھینچا جو اس اچانک حملے پر نہ سنبھل سکی اور سیدھا اس کے چوڑے سینے سے آ لگی۔

لیکن تم۔۔۔عالیہ نے کچھ بولنا چاہا۔۔

کیا تم کیا میں کچھ نہیں میں کچھ بھی نہیں سننا چاہتا میں نے بہت انتظار کیا ہے اور اب تو مشر طور پر تم پر حق رکھتا ہوں اور اب تم یہ فضول کے سوالات کل کے لیے رکھ لو ابھی میرے پاس اتنا فضول وقت نہیں۔۔۔

وہ بولتا اس کے چہرے پر پھونک مارتا اسے کوئی اور ہی شخص معلوم ہوا وہ بچپن سے اس کے ساتھ تھا مگر اس نے کبھی بے باکی نہیں کی تھی مگر اس کی اتنی بے باکی پر عالیہ پھٹی پھٹی نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی جیسے اسے پتہ نہیں دنیا کی کیسی انوکھی چیز مل گئی تھی۔۔۔

بالکل آواز نہ آئے تمہاری صبح سے پہلے تو بالکل مت بولنا مصطفی ایک جھٹکے سے اس کا دوپٹہ اس کے وجود سے الگ کرتا وہ خود میں قید کرتے ہوئے بولا اور جو فوراً جھک کر اسے اپنے بازوں میں اٹھا لیا جبکہ عالیہ اس قدر صدمے میں ڈوبی ہوئی تھی کہ اسے کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا کہ اس کے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔۔

اتنا صدمہ لینا اچھی بات نہیں ابھی کے لیے سب بھول جاؤ صرف یہ سوچو کہ تمہارا محرم تمہارے پاس ہے جو تم پر ہر حق رکھتا ہے جھکتے ہوئے بولا۔۔

جس نے اتنے سالوں سے اپنی محبت کا انتظار کیا تھا وہ آج اسے اپنی دسترس میں پاتے ہی مطلبی ہو گیا تھا بے خود سا ہو گیا تھا اس نے عالیہ کو بولنے کا بھی موقع نہ دیا اور اس کے لبوں پر جھک گیا لبوں کے بعد گردن گردن کے بعد چہرہ اور چہرے کے بعد اس کے وجود کے ایک ایک نقش کو وہ اپنے لمس سے مہکانے لگا۔۔۔

جبکہ عالیہ میں نہ کچھ تو کچھ بولنے کی سکت تھی اور نہ ہی کچھ کرنے کی وہ چپ چاپ پڑی اپنا آپ اسے سونپ گئی۔۔۔

جو آج اس کے جسم کے ساتھ ساتھ اس کی روح کا بھی محرم بن گیا تھا ایک نے اپنی محبت کو کھویا تھا تو اور دوسرے نے پا لیا تھا اور ساتھ ہی ساتھ اسے جائز طریقے سے اپنی زندگی میں شامل کیا تھا اپنی زندگی بنایا تھا۔۔

وہ بھی رائز نہیں بلکہ مصطفی بن کر اسے ملا تھا اور آج وہ اپنی چھاپ اس کی روح پر چھوڑ گیا تھا جس پر وہ اس کی شدتوں سے گھبراتی شرماتی اس کے سینے میں پناہ لیتی اپنا آپ پوری رضامندی سے اس کے سپرد کر گئی جبکہ عالیہ کی رضامندی پر وہ سرشار ہوتا اپنے ایک ایک عمل سے اسے محسوس کروانے لگا کہ وہ اس سے کتنی شدت سے محبت کرتا ہے اور عالیہ کو اس کی محبت پر یقین ہو بھی گیا تھا۔۔۔

ooooooooooooooooo

چند دن بعد۔۔۔۔

یہ لو یہ تم دونوں کے پاسپورٹ ہیں اور یہ کچھ ضرورت کے پیسے جو میں اپنی خوشی سے تحفے کے طور پر تم دونوں کو دے رہا ہوں بڑا بھائی سمجھ کر خوشی سے رکھ لو اور زندگی میں کبھی بھی کوئی بھی مشکل پیش آئے تو سب سے پہلے مجھے یاد کر لینا۔۔۔

مکرم مسکان اور فاطمہ کی طرف دیکھتا ہوا بولا۔۔

وہ اس وقت ائیرپورٹ پر کھڑے تھے اگلے 20 منٹ میں فاطمہ اور مسکان کی فلائٹ تھی۔۔۔

بھائی آپ سب کا بہت بہت شکریہ آپ نے ہمارے لیے بہت کچھ کیا ہے اور میرے بڈی کو بھی واپس کر دیا میں ہمیشہ آپ کو یاد رکھوں گی کبھی نہیں بھولوں گی۔۔۔فاطمہ مسکراتی مکزم کی طرف دیکھتی ہوئی بولی داد بھی قریب ہی کھڑا تھا جبکہ جہانزیب افراح کے ساتھ ہسپتال میں تھا کیونکہ افراح ہی طبیعت ٹھیک نہیں تھی۔۔

خوش رہو بچے میں نے یہ صرف تم دونوں کے لیے کیا مگر میں نہیں چاہتا یہ اس حرامی شخص کا سایہ بھی میرے خاندان پر پڑے میں اتنا ظرف نہیں رکھتا کہ اسے معاف کر سکوں اگر زندگی میں کبھی بھی دوبارہ وہ میرے سامنے آیا تو اس کی موت پکی ہے کوشش کرنا کہ وہ دوبارہ پاکستان نا آئے وارنہ میں اسے نصب و نبود کر دوں گا۔۔۔

مکزم کی زبان اس کے لیے نفرت بھرا زہر اگل رہی تھی جبکہ مکزم کی باتیں سن کر ان دونوں کو برا نہیں لگا تھا کیونکہ مکزم کا احسان بہت بڑا تھا ان پر۔۔۔

ایسا کبھی نہیں ہو گا بھائی وہ آپ کے سامنے کبھی نہیں آئے گا ہم اسے بہت دور لے جائیں گے یہ ہمارا وعدہ ہے آپ سے۔۔۔مسکان مکزم کی طرف دیکھتی ہوئی بولی۔۔۔

ٹھیک ہے بچے آپ دونوں جاؤ اب فلائٹ کا وقت ہو چکا ہے دعاؤں میں ہمیشہ یاد رکھنا ہمیں۔۔۔

مکزم ان دونوں کے سر پر باری باری ہاتھ رکھتے ہوئے بولا۔

اوکے بھائی خدا حافظ ہم کبھی آپ کو آپ کی فیملی کو اور آپ کے احسان کو نہیں بھولیں گے۔۔۔

ان دونوں نے مکزم سے الودا کہا اور وہاں سے اندر کی جانب بڑھ گئی جہاں فلائٹ میں بیٹھنے کی اناؤنسمنٹ کی جا رہی تھی کیونکہ فلائٹ کا وقت ہو چکا تھا۔۔

ان دونوں کے اوجھل ہوتے کی مکزم نے ایک گہرا سانس ہوا کے سپرد گیا اور واپس مڑا۔۔

سر وہ شخص آپ کی برداشت میں نہیں پھر بھی آپ نے اسے بچا کر باہر بھجوا دیا ایسا کیوں۔۔۔؟؟ داد مکزم کے ہمراہ چلتا ہوا اس سے پوچھنے لگا۔۔

اگر ان بچیوں کی زندگی کا سوال نا ہوتا تو میں اسے اپنے ہاتھوں سے قتل کرتا مگر اس شخص کی زندگی ان بچیوں کی زندگی پر اسی لیے مجھے یہ زہر نگلنا پڑا۔۔

مکزم بے نیازی سے کہتا گاڑی کا دروازہ کھول چکا تھا جبکہ داد نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی تھی۔۔

مکزم کا فون رنگ ہوا تو اس نے فون کو اپنی نظروں کے سامنے کیا جہاں چمکتا نام دیکھ کر اس کے ہونٹوں تلے مسکراہٹ رینگ گئی دار دیکھتے ہی سمجھ گیا تھا کہ کال کس ہستی کی ہو سکتی ہے۔۔۔

بولو جان۔۔۔مکزم فون کان سے لگاتا شوخیہ انداز میں بولا جبکہ فون پر علیزہ اس کی اتنی خوشی پر سٹپٹا ہی گئی۔۔

داد نے اپنی مسکراہٹ دبا کر گاڑی سٹارٹ کی اسے معلوم تھا مکزم اپنی بیوی کے معاملے میں کبھی نہیں سدھر سکتا۔۔۔

کہاں پر ہیں آپ افراح کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے مجھے ہسپتال جانا ہے جلدی گھر آئیں ورنہ میں خود چلی جاؤں گی ڈرائیور کے ساتھ۔۔۔وہ واپس ہوش میں آتی اسے وارننگ دینے والے انداز میں بولی۔۔۔

آ رہا ہوں بیگم کیوں اتنا برس رہی ہو ابھی تو تمہارے بہنوں کو رخصت کیا ہے پندرہ منٹ میں پہنچ رہا ہوں تمہارے پاس۔۔۔

مکزم اس کا کھردرا لہجہ لہجہ سن کر نرم لہجے میں بولا۔

اوکے خدا حافظ۔۔وہ کہتی فون بند کر گئی اب وہ چینج کرنا چاہتی تھی تاکہ مکزم کے آتے ہی ہسپتال کے لیے نکل سکیں۔۔

مکزم نے فون ڈیش بورڈ پر رکھتے داد کو گاڑی تیز چلانے کا کہا اور سر سیٹ کی پشت سے لگا کر آنکھیں موند گیا۔۔

ooooooooooooooo

مصطفیٰ اٹھو ہمیں جانا ہے کب سے مرے پڑے ہو اٹھنے کا نام نہیں لے رہے۔۔۔عالیہ مصطفیٰ کو جھنجھوڑتی اسے اٹھانے کی کوشش کر رہی تھی جس نے نا اٹھنے کی قسم کھا رہی تھی۔

اگر تم نا اٹھے تو خدا کی قسم میں خود چلی جاؤں گی جاہل کہیں کے زندگی جہنم بنا دی ہے نا رات سکون نا دن اپنی کرنے کے علاوہ کوئی کام ہی نہیں میری تو زندگی خراب ہو گئی اس بندے سے شادی کر کے۔۔۔

وہ بڑبڑاتی وہاں سے ہٹنے لگی جب مصطفیٰ نے اس کی کلائی پکڑ کے ایک دم سے اسے اپنی طرف کھینچا جس پر وہ سنبھل نہ سکی اور سیدھا بیڈ پر آ گری۔۔۔

کیا کہا تم نے اپنے مزاجی خدا کو یوں گالیاں دیتے ہوئے تمہیں شرم نہیں آتی مصطفیٰ اپنی پوری آنکھیں کھولتا اسے گھورتے ہوئے بولا عالیہ کو اندازہ ہو چکا تھا کہ وہ اس کی ساری باتیں سن چکا ہے وہ تو اسی لیے اتنا بول رہی تھی کہ اسے لگ رہا تھا کہ مصطفیٰ گہری نیند میں ہے مگر یہ اس کی غلط فہمی تھی اب وہ بری طرح پھنس چکی تھی۔۔

ہاں نہیں آتی شرم جب تمہیں نہیں آتی تو مجھے کیوں آئے سارا دن سانڈ کی طرح پڑے رہتے ہو رات مجھے سکون نہیں کرنے دیتے اور دن بھی مجھے عذاب میں ڈالا ہوتا ہے میں تو تم سے شادی کر کے پھنس چکی ہوں نہ سکون ہے نہ آرام ہے زندگی جہنم بنا دی ہے تم نے۔۔۔

وہ ابھی بھی اپنا سارا غصہ اسی پر اگل رہے تھے جبکہ اس کی بد زبانی پر مصطفیٰ نے اسے ایک زبردست گھوری سے نوازا تھا۔۔

مگر اسے کہاں مصطفیٰ کا ڈر تھا اسے مصطفی کا ذرا سا بھی خوف نہیں تھا وہ شروع سے ہی اس کا لحاظ نہیں کرتی تھی دوستی میں تھوڑا سا احترام بھی تھا مگر جب سے نکاح ہوا تھا اس کے اگلے دن سے وہ لڑکی مجال ہے جو اس کی عزت کر جائے وجہ صرف یہ تھی کہ مصطفی صرف اپنی کرتا تھا اور وہ مصطفی کے آگے بے بس ہو جاتی تھی اسی وجہ سے کبھی کبھار اس پر ٹوٹ کر برستی تھی جس پر مصطفی نرمی کا مظاہرہ کرتے ایسے نارمل کرنے کی پوری کوشش کرتا تھا آخر کار وہ اس کی محبت تھی اور اپنی محبت سے وہ چاہ کر بھی سختی نہیں کر سکتا تھا یہی وجہ تھی کہ عالیہ کچھ ہی دنوں میں اس کے سر چڑھ چکی تھی۔۔۔

کیوں اتنا بھڑک رہی ہو کیا ہوا ہے۔۔۔؟؟ مصطفی اسے اپنے قریب کرتا اس کے رخسار پر لب رکھتے ہوا بولا جانتا تھا کہ اس کی نرمی سے ہی وہ پگھل جائے گی۔۔

اس کے اتنے نرم لہجے پر عالیہ کو مزید غصہ آیا ایک تو وہ اٹھ نہیں رہا تھا اور اسی وجہ سے اسے غصہ آیا تھا اور اس کی وجہ بھی وہ اسی سے پوچھ رہا تھا جیسے خود تو بہت معصوم ہو اور جانتا ہی نہ ہو۔۔

تم تو دودھ پیتے بچے ہو نا بہت معصوم ہو اس لیے تمہیں معلوم ہی نہیں کہ میں کیوں بھڑک رہی ہوں عالیہ دانت پیستے ہوئے اسے خونخوار نگاہوں سے گھورتے ہوئے بولی۔۔

میں بہت معصوم ہوں اس لیے تو تم سے محبت کی اسی لیے تو تمہارا شوہر ہوں وہ معصوم سی شکل بناتا اس کے دونوں ہاتھوں کو اپنے ایک ہاتھ میں تھامتا ایک ہاتھ کی شہادت کی انگلی اس کے چہرے پر پھیرتے ہوئے بولا جس کا چہرہ غصے کی وجہ سے سرخ انار بنا ہوا تھا۔۔

تم نہ بھاڑ میں جاؤ میں خود جا رہی ہوں۔۔۔وہ اس کے سینے پر دونوں ہاتھ رکھ کر اسے پیچھے کی طرف دھکیلتی اٹھ کھڑی ہوئی۔۔

نہ میری جان اب تو ساری زندگی کا ساتھ ہے بھاڑ میں بھی تم میرے ساتھ ہی جاؤ گی تمہیں ساتھ لیے بغیر بھاڑ میں تو میں بھی نہ جاؤں۔۔۔وہ دوبارہ سے اس کے دونوں ہاتھ پکڑتا اسے اپنے اوپر گراتے ہوئے بولا۔۔

مصطفی نہ کرو مجھے ہاسپٹل جانا ہے تمہاری منمانیاں کسی دن میری جان لیں گی۔۔۔

وہ مصطفی کے ہاتھوں کی بے باکی محسوس کرتی لاچاری اور بے بسی سے بولی البتہ غصہ کم ہو چکا تھا وہ مصطفی کی قربت میں بے بس ہونے لگتی تھی اور یہ سچ تھا مصطفی کا ساتھ اس کے لیے انمول تھا اور اسے اپنی قسمت پر رشک ہوتا تھا جتنی محبت مصطفی نے اسے چند دنوں میں دی تھی وہ خود کو دنیا کی سب سے خوش قسمت لڑکی تصور کر رہی تھی اور اپنے خدا کا لاکھ بار شکر ادا کرتی تھی۔۔

اور تمہارا مجھے روکنا کسی دن میری جان لے گا۔۔وہ بولتا اس کے چہرے کے ایک ایک نقش کو اپنے بے قرار ہونٹوں سے راحت پہنچانے لگا جبکہ عالیہ کی

اب بس ہونے لگی تھی ایک تو وہ پچھلے دو گھنٹوں سے اسے اٹھانے کی کوشش کر رہی تھی تاکہ ہاسپٹل جا سکے کیونکہ افراح کی طبیعت کا اسے بھی معلوم ہو چکا تھا اس کی ڈلیوری آج ہی تھی اور کچھ ہی دیر میں اس کا اپریشن تھا وہ پہلے ہی ہاسپٹل پہنچنا چاہتی تھی مگر اس کا شوہر تو بے ایمان ہوئے بیٹھا تھا۔۔

مصطفی پلیز ابھی نہیں ابھی ہاسپٹل جانا ہے افراح ٹھیک نہیں میں سب سے پہلے اس کا بے بی دیکھنا چاہتی ہوں پلیز چلو نا۔۔۔ وہ مصطفی کے ہونٹوں پر ہاتھ رکھتی اسے مزید حدود پار کرنے سے روک گئی۔۔۔

اور اپنے بے بی کے بارے میں کیا خیال ہے چاہیے بھی کہ نہیں اگر تمہیں نہیں چاہیے تو نو پرابلم مجھے تو چاہیے نا وہ اس کا ہاتھ اپنے ہونٹوں سے ہٹاتا اس کی شہہ رگ پر لب رکھتے ہوئے بولا ایک تو وہ عالیہ کی قربت سے بھاگتا نہیں تھا اس نے ایک دن بھی عالیہ کو سکون کا سانس نہیں لینے دیا تھا اور نہ ہی خود اس سے دور ہوا تھا گھر میں نوکر شاکر رکھے ہوئے تھے جو گھر کا سارا

کام بخوبی جانتے تھے وہ تو عالیہ کو ایک چیز یہاں سے اٹھا کر وہاں رکھنے کی بھی اجازت نہ دیتا تھا اس نے عالیہ کو کسی قیمتیں ہیرے کی طرح رکھا ہوا تھا۔۔

بعد میں پلیز۔۔۔۔وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتی التجایہ انداز میں بولی آنکھوں میں بہت بے بسی اور التجا تھی مصطفی کو اس وقت لگا کے دنیا کے تمام چیزیں لا کر اس کے قدموں میں رکھ دے جو اتنی امید بھری نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔

تمہاری مان کر کسی دن میں برباد ہو جاؤں گا۔۔وہ عالیہ سے دور ہوتا اٹھ کر بیٹھتے ہوئے بولا تو عالیہ سر جھٹک کر ہم ہنس دی۔۔

تم مجھ سے شادی کر کے برباد ہو چکے ہو مسٹر مصطفی اب مزید بربادی کیا چاہتے ہو سوچ لو کسی دن میں تمہاری طرح رومینٹک موڈ میں آگئی تو تم مجھ سے گھبراؤ گے میں تم سے کم نہیں اس لیے مجھے مت چھیرا کرو اتنا خراب مت کرو کہ بعد میں خود بے بس ہو جاؤ۔۔۔

وہ مصطفی کے گردن میں پیچھے سے بازو حائل کرتی اس کے کندھے پر اپنا چہرہ رکھتے ہوئے بولی ہاں وہ باہر کی تھی اور تھوڑی بے باک بھی تھی مگر مصطفی سے شادی کے بعد مصطفی کو وہ لڑکی منفرد لگی تھی جو اس کی قربت پر گھبراتی شرماتی تھی تو وہ ہمیشہ سے تصور کیے بیٹھا تھا کہ عالیہ خود پہل کرے گی مگر اس نے ایک بار بھی پہل نہیں کی تھی۔۔

مجھے شدت سے انتظار رہے گا اس دن کا جس دن تم خود میرے قریب آؤ گی مصطفی اس کی طرف دیکھتا آنکھ دباتے ہوئے شوخی بھرے انداز میں بولا۔۔۔

اٹھو۔۔۔کپڑے بدلو ہمیں جانا ہے آئے بڑے انتظار کرنے والے۔۔۔وہ اسے دھکا دیتی بیڈ سے اٹھاتے ہوئے بولی تو مصطفی نے اسے ایک گھوری سے نوازا کیونکہ اس کے دھکا دینے پر وہ بیڈ سے اٹھ کر کئی قدم آگے جا کر کھڑا ہوا تھا البتہ اس نے خود کو سنبھال لیا تھا ورنہ وہ سیدھا زمین بوس ہوتا۔۔

تمہاری اس ہاتھ چلاکی پر تمہیں میں رات کو بتاؤں گا۔۔۔وہ دانت پیستا عالیہ کی طرف دیکھتا ڈریسنگ روم کی جانب بڑھ گیا جبکہ عالیہ اسے نظر انداز کرتی اپنا فون پکڑتی علیزہ کو کال ملانے لگی۔۔۔

oooooooooooooo

حویلی کے کچھ مکین اپریشن تھیٹر کے باہر کھڑے پچھلے ایک گھنٹے سے ڈاکٹرز کے باہر آنے کا انتظار کر رہے تھے کیونکہ اندر افراح کا اپریشن چل رہا تھا اس کی طبیعت ایک دم خراب ہوئی تھی اور ڈاکٹرز نے بتایا تھا کہ بچے کی کنڈیشن ٹھیک نہیں اسی وجہ سے انہیں ارجنٹلی اپریشن کرنا پڑے گا اور یہ افراح اور بچے کے لیے محفوظ ہو گا جس پر پہلے تو جہانزیب بہت گھبرایا کیونکہ وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس کی بیوی کی ڈلیوری ایسے ہو وہ نارمل ڈلیوری چاہتا تھا اسی وجہ سے تو اس نے ہمیشہ اس کا خیال رکھا تھا مگر خدا کے ہر کام میں حکمت ہوتی ہے ابھی ڈلیوری میں کچھ دن باقی تھے مگر شاید اس کے بچے کو دنیا میں آنے کی کچھ زیادہ ہی جلدی تھی اس لیے تو اتنا ادھم رکھا تھا اور اپنی ماں کو سکون کا

ایک سانس نہیں لینے دیا تھا وہ بیچاری درد سے تڑپتی بے بس ہو چکی تھی اب تو اس کی برداشت ختم ہو گئی تھی اس لیے جہازیب نے مزید وقت ضائع کرنا فضول سمجھا اور جلدی سے پیپر سائن کر دیے۔۔۔۔

جس کے فوراً بعد اس کا اپریشن شروع ہو چکا تھا اور اب وہ سب باہر کھڑے ڈاکٹرز کا انتظار کر رہے تھے۔۔

مصطفی عالیہ علیزہ مکزم اور ثمرہ بیگم بھی وہیں پر موجود تھی البتہ باقی سب حویلی ہی تھے کیونکہ حویلی بچے بھی موجود تھے اور بچوں کو سنبھالنا تھا بی جان کی بھی طبیعت کچھ ٹھیک نہیں تھی اس لیے بی جان کو ہاسپٹل نہیں لے کر آیا گیا تھا۔۔

حوصلہ رکھ میرے یار کچھ نہیں ہو گا تیری بیوی اور بچہ بھی بالکل محفوظ ہو گا یقین رکھ اپنے خدا پر۔۔۔۔

مکرم اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتا اسے دلاسا دیتے ہوئے بولا جبکہ جہانزیب بے چینی سے دائیں بائیں چکر کاٹ رہا تھا اس کا بس نہیں چل رہا تھا خود ہی اپریشن تھیٹر چلا جاتا انتظار کر پانا اس کے لیے بے حد مشکل ہو رہا تھا۔۔

تقریباً پانچ منٹ بعد ایک ڈاکٹر نرس کے ہمراہ اپریشن تھیٹر کا دروازہ کھول کر باہر نکلی ان کے ہاتھوں میں سفید کپڑے میں لپٹا ایک چھوٹا سا بچہ موجود تھا جس کے رونے کی آواز باہر کھڑے تمام افراد کی سماعتوں تک بآسانی پہنچ رہی تھی۔۔

ڈاکٹر کے ہاتھوں میں موجود بچے کو دیکھ کر سب نے مسکرا کر ایک دوسرے کی طرف دیکھا اتنے میں ڈاکٹر بھی اس بچے کو ان کے قریب لے آئی۔۔

بہت بہت مبارک ہو بیٹا ہوا ہے اور آپ کی وائف بھی بالکل ٹھیک ہے کچھ دیر میں انہیں کمرے میں شفٹ کر دیا جائے گا پھر ان کے ہوش میں آنے کے بعد آپ ان سے مل سکتے ہیں ڈاکٹر اس بچے کو جہانزیب کو پکڑاتے ہوئے مسکرا کر بولی۔۔

جہانزیب اپنے ہاتھوں میں موجود اس بچے کو دیکھ رہا تھا جو اب رونا بند کر چکا تھا سرخ و سفید رنگت باریک باریک آنکھیں لمبی لمبی پلکیں چاند سا چہرہ وہ بچہ بہت خوبصورت تھا مگر وہ تھوڑا سا کمزور تھا بالکل مکزم کے بچوں کی طرح جیسے مکزم کے بچوں کی پیدائش ہوئی تھی وہ جسامت میں ویسا ہی لگ رہا تھا مگر اس کے نین و نقش تمام کے تمام جہانزیب سے ملتے تھے وہ جہانزیب کی فل کاپی تھا افراح پر وہ ذرا سا بھی نہیں گیا تھا۔۔

مجھے دو میں خود اپنے نواسے کو دیکھتی ہوں۔۔۔ ثمرا بیگم جہانزیب کے ہاتھوں سے اس شہزادے کو پکڑتے ہوئے بولی اور اسے محبت بھری نظروں سے دیکھنے لگی جو اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں کی دونوں مٹھیاں بند کیے چہرہ دائیں بائیں ہلا رہا تھا اور پوری آنکھیں کھولے انہیں دیکھ رہا تھا۔۔

مجھے بھی دکھائیں چچی۔۔۔۔علیزہ آگے بڑھ کر اسے دیکھنے لگی۔۔

ماشاءاللہ یہ تو بہت پیارا ہے اور یہ تو فل جہانزیب بھائی کی کاپی ہے علیزہ کے منہ سے بساختہ نکلا کیونکہ وہ دیکھنے میں بالکل اپنے باپ کی کاپی تھا کوئی آرام سے پہچان سکتا تھا کہ یہ جہانزیب احمر خان کا ہی بیٹا ہے۔۔

ہاں یہ بالکل ہمارے جہانزیب جیسا ہے آخر بیٹا کس کا ہے ثمرا بیگم نے بھی اس کی بات کی تاکید کی کیونکہ جہانزیب بھی پیدائش کے وقت ایسا ہی تھا۔

کیا نام رکھیں گے ہم اس کا۔۔۔عالیہ اس چھوٹے معصوم سے بچے کو دیکھتی ہوئی ایکسائٹمنٹ سے بولی۔۔

شاہ زیب۔۔۔۔شاہزیب نام رکھیں گے ہم اس کا۔۔۔جہانزیب نے ثمرا بیگم کے بولنے سے پہلے ہی جواب دیا جس پر سب نے فٹ سے نظریں گھما کر اس کی جانب دیکھا۔۔

ایسے کیا دیکھ رہے ہیں سب یہ نام میں نے تجویز نہیں کیا بلکہ یہ نام افراح کو پسند تھا وہ پہلے ہی ڈیسائڈ کر چکی تھی کہ وہ اپنے بیٹے کا نام شاہزیب رکھے

گی۔۔۔ جہانزیب ان کے دیکھنے پر فوراً سے انہیں بتانے لگا کہ یہ نام اس کا تجویز کیا نہیں بلکہ افراح کی پسند ہے۔۔

لیکن بھائی یہ نام تو بہت خوبصورت ہے بالکل آپ کے نام کی طرح دیکھیں آپ کا بیٹا آپ کی کاپی ہے اور آپ کے نام بھی اس کے نام سے مل رہا ہے افراح نے بہت اچھا نام ڈیسائیڈ کیا ہے شاید یہ نام تو پوری حویلی میں کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔۔۔

علیزہ خوش ہوتی اس بچے کے نرم نرم رخسار کو چھوتے ہوئے بولی کیونکہ یہ نام اس بچے پر بہت سوٹ کر رہا تھا جبکہ اس کی اس بات پر جہانزیب ہلکا سا مسکرایا اب وہ کیسے بتاتا کہ یہ نام اس لیے خوبصورت ہے کیونکہ اس کی بیوی نے یہ نام رکھا ہے اور اسے اپنی بیوی کا یہ فیصلہ دل و جان سے قبول تھا وہ پہلے ہی بول چکا تھا کہ افراح جو چاہے گی وہی نام رکھا جائے گا۔۔۔

٥٥٥٥٥٥٥٨

افراح نے آہستہ آہستہ آنکھیں کھولنا شروع کی تو اسے اپنے قریب گھٹپٹ آوازیں سنائی دی جیسے کوئی ہنس رہا ہو اور کوئی باتوں میں مصروف ہو۔۔۔

اس نے بیدار ہوتے ذہن کے ساتھ اپنے موجودماحول کا جائزہ لینا چاہا تو اسے معلوم ہوا کہ اس کے قریب حویلی کے تمام افراد موجود تھے جن میں بی جان رضیہ بیگم خان صاحب اس کے بابا زید مریم عائشہ یہاں تک کہ علیزہ کی بھی پوری فیملی موجود تھی اور وہاں پر عالیہ کے ساتھ مصطفی بھی موجود تھے یعنی سارا خاندان ایک ہی کمرے میں اکٹھا ہوا بیٹھا تھا۔۔۔

اس نے ذرا سی نظریں ہٹا کر سائیڈ پر دیکھا جہاں اس کے دائیں جانب جہانزیب بیٹھا اسی کی طرف دیکھ رہا تھا اس کی آنکھوں میں چمک تھیں چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی جبکہ چمکتی آنکھوں میں بے تحاشا خوشی تھی جسے افراح نے دیکھتے ہی محسوس کر لیا تھا۔۔۔

جہانزیب میرا بچہ۔۔۔؟؟؟ بے ساختہ اس کے منہ سے اپنے بچے کے لیے آواز نکلی کیونکہ اس نے اپنے بچے کو یہاں نہیں دیکھا تھا دل میں انجانہ سا خوف آ بیٹھا۔۔

ٹھیک ہے وہ شاید اسے دنیا میں آنے کی کچھ زیادہ ہی جلدی تھی صبر نہیں ہو رہا تھا اس لیے اتنا قہرام مچا رکھا تھا وہ دیکھو ان کے پاس ہے وہ۔۔۔

جہانزیب نے بولتے دوسری طرف اشارہ کیا جہاں احمد اس بچے کو پکڑے اس سے باتیں کرنے میں مصروف تھا جبکہ پاس کھرے عاسم اور علی نے عنایہ اور عبداللہ کو پکڑا ہوا تھا جو دونوں اپنے ننھے ہاتھوں کو نیچے کرتے اس چھوٹے سے فرشتے کو چھونے کی کوشش کر رہے تھے شاید انہیں بھی احساس ہو چکا تھا کہ ان کی فیملی میں ایک نیا خوبصورت ممبر آیا ہے اور اس چھوٹے سے بچے کو دیکھ کر وہ دونوں بے تحاشہ خوش ہو رہے تھے یہ خوشی ان کے لیے بھی بہت عزیز تھی اس دنیا میں ان کا کرائم پارٹنر آگیا تھا اب مل کر وہ بہت کچھ کر سکتے تھے۔۔۔

جہانزیب نے اٹھ کر احمد کے ہاتھوں سے اس معصوم فرشتے کو پکڑا اور چلتا ہوا افراح کے قریب آیا اتنی دیر علیزہ بھی افراح کو سہارا دے کر نرمی سے صحیح طرح سے بٹھا چکی تھی۔۔

جہانزیب نے اس کی گود میں اس فرشتے کو رکھا اور خود قریب ہی بیٹھ گیا جبکہ اس کے چہرے سے سفید کپڑا ہٹا کر اس کا نورانی چہرہ دیکھ رہی تھی بے اختیار اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے آخر اپنی اولاد کو دیکھ کر کس ماں کا دل نرم نہیں پڑتا۔۔۔

یہ تو آپ پر گیا ہے بالکل آپ کی کاپی ہے۔۔۔افراح نم آنکھوں سے مسکراتی جہانزیب کی طرف دیکھتی ہوئی بولی جس پر جہانزیب سر جھٹک کر ہنس دیا پچھلے دو گھنٹوں سے وہ یہی الفاظ سن رہا تھا کہ اس کا بیٹا بالکل اس پر گیا ہے بالکل اس کی کاپی ہے افراح کی کمی رہ گئی تھی جو پوری ہو چکی تھی وہ بھی یہ بات بول چکی تھی اب تو شک کی گنجائش ہی نہیں تھی۔۔۔

بہت شکریہ مجھے میری نسل دینے کے لیے مجھے بے اولاد نہ رکھنے کے لیے مجھے مکمل کرنے کے لیے۔۔۔جہانزیب جھک کر اس کی پیشانی پر لب رکھتے ہوئے بولا البتہ ان دونوں کے قریب کوئی موجود نہ تھا سب کافی فاصلے پر بیٹھے باتوں میں مشغول تھے اس لیے کسی نے پھر ان دونوں پر غور نہیں کیا تھا۔۔

افراح نے ہڑبڑا کر سب کی طرف دیکھا مگر کوئی بھی نہیں دیکھ رہا تھا۔۔

اور اس کا بھی بہت شکریہ دنیا میں آنے کے لیے مگر اس نے جو قہرم مچایا تھا نا اس کی سزا تو میں اسے بعد میں دوں گا۔۔۔جہانزیب اس فرشتے کی پیشانی پر لب رکھتا ساتھ ہی ساتھ اسے گھوری سے بھی نواز گیا کیونکہ افراح جس تکلیف سے گزری تھی وہ تکلیف جہانزیب سے دیکھی بھی نہیں جا رہی تھی نہ جانے اس کی بیوی کیسے وہ یہ سب برداشت کر رہی ہوں گی ڈاکٹرز نے صاف صاف بتایا تھا کہ بچے کی کنڈیشن ٹھیک نہیں شاید بچے کی ڈریکشن خراب ہو چکی تھی جس کی وجہ سے ارجنٹلی اپریشن کرنا پڑا مگر سب خیریت سے ہوا تھا وہ جتنا خدا کا شکر گزار ہوتا اتنا کم تھا۔۔۔

oooooooooooooooo

ہر کسی کی زندگی میں خوشیاں بکھر گئی تھیں ہر انسان اپنی زندگی میں مکمل ہو چکا تھا دوسری طرف ڈیمن نے بھی اسلام قبول کر لیا تھا کیونکہ وہ مسکان سے شادی کرنا چاہتا تھا اسے بھی ان کا مضبوط سہارا بننا تھا اور مسکان غیر محرم کے ساتھ ایک ہی چھت کے نیچے نہیں رہ سکتی تھی ڈیمن نے پورے ہوش و حواس میں اسلام قبول کیا تھا اور اس سب کے پیچھے مسکان کا ہاتھ تھا مسکان سے شادی کے بعد وہ تینوں ایک ہی گھر میں رہ رہے تھے وہ تینوں کینیڈا شفٹ ہو چکے تھے ان تینوں کی بات مصطفی سے ہوتی رہتی تھی البتہ عالیہ صرف مسکان اور فاطمہ سے بات کرتی تھی وہ ڈیمن کو دیکھنا بھی نہیں چاہتی تھی وہ اپنے دل سے ڈیمن کی محبت نکالنے کی پوری کوشش کر رہی تھی اور اسے یقین تھا کہ اس کی شوہر کی محبت اس کے دل سے ڈیمن کی محبت کو نکال کر دور پھینک دے گی اور ایسا ہی ہو رہا تھا مصطفی آہستہ آہستہ اس کی زندگی بہت سے رنگوں سے بھر رہا تھا۔۔۔

وہ پاکستان میں ہی اپنا کاروبار شروع کر چکا تھا وہ دونوں اپنی زندگی میں بہت خوش تھے دوسری طرف فاطمہ بھی اپنے بھائی اور بھابھی کے ساتھ بہت خوش تھی حویلی والوں کا تعلق عالیہ اور مصطفیٰ کے ساتھ مضبوط ہو چکا تھا وہ دونوں حویلی کے بچوں کی طرح ہی تھے حویلی والوں نے عالیہ کو اپنی بیٹی بنایا تھا اور مصطفیٰ کو داماد حویلی کی چھوٹی بڑی ہر خوشی میں وہ لوگ شامل ہوتے تھے جبکہ زید اور مریم کی بھی رخصتی ہو چکی تھی چونکہ زید نے باہر ایک ہاسپٹل بنوایا تھا جس کی وجہ سے اسے لندن شفٹ ہونا پڑا تھا اور وہ مریم کے ساتھ لندن شفٹ ہو گیا تھا پیچھے عائشہ بچی تھی جو اب اپنی پڑھائی مکمل کرنا چاہتی تھی۔۔ کیونکہ علیزہ نے بھی اپنی پڑھائی بیچ میں ہی چھوڑ دی تھی اور مریم نے بھی وہ پڑھائی مکمل کر کے ڈاکٹر بننا چاہتی تھی نہ جانے کیوں مگر اچانک اس کے ذہن میں ڈاکٹر بننے کا خیال آ چکا تھا اب وہ دن رات ایک کر کے محنت کرتی اپنے مقام کو پہنچنے میں مصروف تھی وہ اپنی منزل حاصل کرنا چاہتی تھی۔۔

جہانزیب اور افراح کی زندگی بھی حسین ہو چکی تھی ان کی زندگی تو ویسے بھی ایک دوسرے کے ساتھ حسین ہی تھی مگر شاہزیب کے آنے کے بعد ان کی محبت مزید زیادہ ہو گئی تھی جبکہ عبداللہ اور عنایہ کو اپنا چھوٹا سا کرائم پارٹنر مل گیا تھا وہ دونوں شاہزیب سے بہت اٹیچ ہو چکے تھے اور شاہزیب بھی ان دونوں کے ساتھ بہت اٹیچ ہو چکا تھا اسی وجہ سے ان تینوں بچوں کی کھلکاڑیاں پوری حویلی میں گونجتی تھی۔۔

مکزم کی محبت میں ذرا بھی کمی نہیں ائی تھی دن بدن اس کی محبت میں اضافہ ہو رہا تھا وہ علیزہ سے ٹوٹ کر محبت کرتا تھا اور علیزہ بھی اپنے شوہر کے عشق میں بالکل پاگل ہو چکی تھی اسے بھی اپنی زندگی مکمل لگتی تھی وہ جتنا خدا کا شکر ادا کرتی کم تھا حویلی میں سب کچھ مکمل تھا مگر اس حویلی میں نماز کی پابندی سختی سے کی جاتی تھی بی جان بھی کبھی بھی مار رہتی تھی اور کبھی صحت یاب ہو جاتی تھی کیونکہ ان کی بھی کافی عمر ہو چکی تھی اسی وجہ سے یہ عمر کا تقاضہ تھا جبکہ جہانزیب اور مکزم کامیابی کی اونچی بلندیوں کو چھو رہے تھے

دونوں کی کمپنیوں نے اعلی کامیابی حاصل کی تھی وہ فیملی ایک دوسرے کے ساتھ انگلیوں کی طرح جڑے ہوئے تھے انگلیاں دوسری انگلیوں سے جدا نہیں ہوتی وہ سب ایک دوسرے کا مضبوط سہارا تھے اور ایک دوسرے کو بہت اچھے سے سمجھتے تھے۔۔

علیزہ اپنی آزمائشوں پر مطمئن تھی خدا نے ان کی زندگی میں آزمائشیں ڈالی تھی مگر ان آزمائشوں کے پیچھے بہت سی زندگیوں کو راہ راست پر بھی لے کر آیا گیا تھا اگر ڈیمن اس کی زندگی میں آیا تھا تو ڈیمن کے ذریعے مسکان فاطمہ رائز ایلیہ سب راہ راست پر چلے تھے سب اپنی خوبصورت منزل کو پہنچے تھے اور ان سب میں مہرہ علیزہ تھی جسے خدا نے چنا تھا صرف اس لیے کہ وہ ان سب کو اندھیری کاٹری سے باہر نکال سکے اور روشن زندگی میں ان کا استقبال کر سکے۔۔۔

بے شک خدا جو کرتا ہے بہتر کرتا ہے وہ بندے کو اس کی برداشت تک ہی آزماتا ہے اور آزمائش بھی اس بندے پر ہوتی ہے جو خدا کے نزدیک ہوتا ہے

خدا کو پسند ہوتا ہے کسے معلوم تھا کہ ایک معمولی سی لڑکی کی وجہ سے تین تین زندگیاں اسلام کی راہ میں داخل ہوں گی وہ عیسائیت کو چھوڑ کر اسلام کو قبول کریں گے اور اسلام کے خوبصورت مذہب میں داخل ہونے کے بعد اپنی زندگی کو اللہ اور اس کے رسول کے نام کر دیں گے۔۔۔

ہمارا خدا فرماتا ہے میں تمہیں تمہاری برداشت سے زیادہ نہیں آزماؤں گا بھروسہ رکھو کہ میں تمہارے ساتھ ہوں اور میں تمہارا بہترین دوست ہوں جو لوگ اسلام کو نہیں سمجھتے خدا کو نہیں سمجھتے بے شک انہیں کسی چیز کی سمجھ نہیں اور جو لوگ اسلام کو اور خدا کو سمجھ جاتے ہیں بے شک انہیں کچھ اور سمجھنے کی ضرورت نہیں پڑتی۔۔۔۔

ختم شد